عصرِ ظہور
مصنف
علامہ علی الکورانی
مترجم
حجۃ الاسلام
علامہ سید افتخار حسین نقوی
ادارہ منہاج الصالحین لاہور

"اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو زمین کا وارث اور امام بنا دیں جن کو زمین میں کمزور اور مستضعف قرار دے دیا گیا ہے" (القرآن)

علامہ

علی الکورانی

حجۃ الاسلام علامہ

سید افتخار حسین نقوی

ادارہ منہاج الصالحین

جناح ٹاؤن ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

نام کتاب	:	عصرِ ظہور
تالیف	:	علامہ علی الکورانی
ترجمہ	:	علامہ افتخار حسین نقوی
ناشر	:	ادارہ منہاج الصالحین لاہور
اشاعت دوم	:	2003
تعداد	:	1100
ہدیہ	:	200 روپے

ملنے کا پتہ

ادارہ منہاج الصالحین: دوکان نمبر **20** فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: **7225252**

فہرست

عرب اور زمانہ ظہور

یمن اور زمانہ ظہور

مصر اور زمانہ ظہور

عراق اور عصر ظہور

ایران اور عصرِ ظہور

مقدس ظہور کا آغاز اور انقلاب

امام مہدیؑ اور عقیدہ اہل سنت

عرض ناشر

بڑے بڑے جید علمائے کرام سے مختلف حوالوں سے ملاقات رہتی ہے لیکن کچھ ہی دیر گزرنے کے بعد مزید کچھ لمحے گزارنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ اکثر علمائے کرام اپنی ذات کو تہہ بہ تہہ کئی خولوں کے درمیان پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام اور عوام الناس میں فاصلے بڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہمارے علمائے کرام اپنی منصبی ذمہ داریوں سے چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ اجتماعی اہداف بالکل ناپید ہیں۔ وقت کے تقاضوں کو قطعاً پیش نظر نہیں رکھا جاتا۔ قوم کو اندرونی اور بیرونی سازشوں کے خلاف کسی قسم کی دفاعی پالیسی نہیں دی جاتی۔ نئی نسل کی ذہنی وفکری تعمیر وتربیت کے لیے کسی کو کوئی فکر لاحق نہیں کہ افراد کی علمی وفکری تربیت کرکے قومی دھارے میں اُتارنے کا بندوبست کیا جائے۔ ہر طرف نفسانفسی اور آپا دھاپی کا رواج عام ہو رہا ہے۔

یہ بات ہم سب کے لیے بڑی تشویش کی حامل ہے اور اس حوالے سے ہم سب کو سوچنا چاہیے کہ یہ قومی المیہ ہے۔

آہ! استاد العلماء محترم سید علامہ سید صفدر حسین نجفی اعلی اللہ مقامہ جو اپنی ذات میں ایک انجمن تھے جنھوں نے مذہب حقہ کی تبلیغ و ترویج کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں چھوڑا۔ انھوں نے نوجوان نسل کی سرپرستی کی اور ہمیشہ یہ خواہش اُن کے دل میں رہی کہ میں قوم کے لیے، ملت کے لیے کوئی ایسا کام کر جاؤں کہ امام زمانہؑ مجھ سے خوش ہو جائیں کہ اچانک وہ ہم سے بچھڑ گئے۔

علامہ صفدر حسین نجفی کی اچانک وفات پر محسن نقوی نے کیا خوب کہا کہ:

"صفدر حسین" آنکھ سے دل میں اُتر گیا

ان کی وفات حسرت آیات کے بعد ہمارے پاس کوئی ایسی علمی شخصیت نہیں کہ جو ہماری سرپرستی کرتی۔ لیکن اس قحط الرجال کے دوران بھی کچھ احباب مل جائیں گے جو آپ کی تشویق کرتے ہیں۔ ان ہی رفقاء میں سے صفدر حسین ڈوگر کا نام نمایاں ہے۔ وہ ہمارے ادارہ میں گاہے بہ گاہے تشریف لاتے رہتے ہیں اور ہمارے اشاعتی اور ترویجی کام کو دیکھ کر ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہیں۔ انھوں نے ہمیں اپنی قلمی خدمات کی بھی پیشکش کی جس کے لیے ہم اُن کے ممنون ہیں۔

ایک روز میں اپنے دفتر میں بیٹھا تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ ریسور اُٹھانے پر معلوم ہوا کہ دوسری جانب صفدر حسین ڈوگر بول رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ حجۃ الاسلام علامہ سید افتخار حسین نقوی مدظلہ العالی موجود ہیں اور ہم ٹھیک دو بجے دن آپ کے ادارہ میں آ رہے ہیں۔

صفدر ڈوگر' علامہ افتخار حسین نقوی کے لاؤلشکر سمیت ''ادارہ منہاج الصالحین'' کے دفتر میں تشریف لائے جس کے لیے ہم اُن کے ممنون ہیں۔ علامہ صاحب قبلہ ادارہ کی علمی خدمات دیکھ کر بے حد خوش ہوئے اور انہوں نے ہمیں اپنے مدرسہ امام خمینی کمپلیکس میں آنے کی دعوت دی جس پر میں اپنے دوست علامہ سید محمد حسین نقوی کے ہمراہ مدرسہ امام خمینی ماڑی انڈس گیا۔ علامہ افتخار حسین نقوی صاحب نے بڑے پرتپاک انداز میں ہمارا خیر مقدم کیا اور بڑے خوب صورت انداز میں میزبانی کا حق ادا کیا جو کہ سادات عظام کا ورثہ ہے۔

علمائے کرام میں علامہ سید افتخار حسین نقوی قبلہ کے اس فعل پر میں اُن سے شدید متاثر ہوں۔ آپ عبا و قبا کے تکلف کے چنگل سے نکل کر بات کرتے ہیں جو اس دور میں یہ مثال پیش کرنا محال ہے۔

علامہ افتخار حسین نقوی قبلہ نے اپنے ادارے کی تمام کتب کی اشاعت کی ذمہ داری بھی ادارہ ''منہاج الصالحین'' کو سونپی ہے جس کے لیے ہم اُن کے ممنون ہیں۔ ''عصرِ ظہور'' کی ازسرنو اشاعت کے لیے علامہ نقوی اور صفدر حسین ڈوگر کی یہ خواہش

ہے کہ کتاب کا سرورق جاذب نظر ہو اور طباعت معیاری ہو۔ ہم نے انشاء اللہ بھرپور انداز میں کوشش کی ہے کہ ''عصرِ ظہور'' کو چار چاند لگائیں کیونکہ اس میں حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام کے ظہور کے حوالے سے چہاردہ معصومین کے فرمودات کی روشنی میں بہت اہم امور زیر بحث آئے ہیں جو حجۃ الاسلام علامہ سید افتخار حسین نقوی کی علمی شخصیت ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں۔

موجودہ دور میں ایسے موضوعات پر ایسی بہت سی کتابوں کی اشد ضرورت ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ اس نفسانفسی کے عالم میں مکتب جعفریہ کی اشاعت کے لیے علمائے کرام اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سوچتے ہی نہیں--- نہ جانے کیوں؟

بہرحال علامہ سید افتخار حسین نقوی نے یہ خواہش ظاہر کی کہ جتنی جلدی ممکن ہو کتاب کی اشاعت بہت ضروری ہے کہ یہ حالات متقاضی ہیں کہ ''عصرِ ظہور'' شائع ہو جائے اور جن لوگوں کے ذہنوں میں حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام کے حوالے سے شکوک و شبہات اُبھرتے ہیں اُن کے لیے ''عصرِ ظہور'' بہت مفید ثابت ہوگی۔

ہماری دعا ہے کہ پروردگار عالم ہم سب کو مشن محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت کرنے کی مزید توفیق عطا فرمائے' اور ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرمائے۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو!

ریاض حسین جعفری

چیئرمین ادارہ منہاج الصالحین

التماس ظہور

عصرِ انتظار کے عصرِ ظہور میں بدلنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ بس اذنِ کردگار درکار ہے کہ تعجیلِ ظہور کے لیے مانگی گئی لاکھوں' کروڑوں دعاؤں کو شرف باریابی نصیب ہو اور منتظر و منتظر امامؑ امامِ حاضر و ظاہر کی صورت میں جلوہ فگن ہو جائے۔ حقیقتِ منتظر کو لباسِ مجاز میں دیکھنے کے لیے ہزاروں سجدے جبین ہائے نیاز میں تڑپ رہے ہیں' اور لاکھوں نگاہیں کفشِ ولی عصرؑ کو چومنے کے لیے بے چین ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ اُن کے معیار انتخاب پر پورا اُترنے والے سلمانؓ صفت اور ابوذرؓ نما ابھی ۳۱۳ کی تعداد تک نہیں پہنچ پائے۔ البتہ اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ علائم ظہور کثرت سے رونما ہو چکے ہیں اور عصرِ ظہور کے سینکڑوں تقاضے پورے ہو گئے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس دورِ ظلمت میں نورِ امامت جلد ہی جلوہ افروز ہونے والا ہے تاکہ ظلم و عدوان کا خاتمہ کر کے عدل و انصاف کا بول بالا کرے۔

یا صاحب الزمانؑ ادرکنی کی صدائے دلنواز ہر لبِ نیاز پر ہے۔ کٹتے ہوئے بدن' لٹتی ہوئی چادریں اور جلتے ہوئے مساجد و امام بارگاہیں امامِ وقت کو پکار رہی ہیں۔ مقامی اور بین الاقوامی دہشت گردیوں کے خاتمے اور سامراجی قوتوں کا قلعہ قمع کرنے کے لیے حجت اللہ اور قوت اللہ کا ظہور ناگزیر ہو گیا ہے۔ مملکتِ ایران سلطنتِ امامِ دوراں کے لیے بنیادیں ہموار کر رہی ہے۔ علی الکورانی نے ''عصرِ ظہور'' کے نام سے کتاب تحریر کر کے نہ صرف تحقیق عمیق کا ثبوت دیا ہے بلکہ ظہورِ امام کے لیے استغاثہ بھی دائر کر دیا ہے۔

بارگاہِ ایزدی میں اس قدر سوز و گداز اور راز و نیاز سے کی گئی دعا کا رائیگاں جانا بعید از قیاس ہے۔ امام کے ظہور کی تیاریوں کو فروغ دینے کے لیے حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید افتخار حسین نقوی نے کتاب ہٰذا کا اردو میں رواں دواں اور سلیس ترجمہ کر کے لاکھوں پروانہ ہائے شمع امامت کی تسکین و تسلیت کا سامان بہم کر دیا ہے اور علامہ ریاض حسین جعفری صاحب نے ادارۂ منہاج الصالحین کے پلیٹ فارم سے اس کی ترویج و اشاعت کا اہتمام کر کے مذہب حقہ کی شبانہ روز خدمات میں ایک اور بیش قدر کاوش کا اضافہ فرمایا ہے۔ اگرچہ امام دوراں کے موضوع پر بیسیوں' سینکڑوں کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں لیکن یہ تصنیف ہر لحاظ سے منفرد اور نمایاں ہے۔ عصرِ ظہور کا تعین ناممکن سہی اندازہ ضرور ہو گیا ہے جو ہر کس و ناکس کے بس کا روگ نہیں۔

ادارہ منہاج الصالحین اس لحاظ سے بھی داد و تحسین کا مستحق ہے کہ امام زمانہ پر کتب کی اشاعت ادارہ ہٰذا کی اوّلین ترجیحات میں شامل ہے۔ سورج بادلوں کی اوٹ میں ہے۔ پردۂ غیبت ہٹنے والا ہے اور نورِ امامت نصف النہار پر چمکنے والا ہے۔ آیئے آہ و زاری اور بے قراری سے دست ہائے دعا بلند کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور امامِ زمانہ کے ظہور میں تعجیل کی درخواست کریں کیونکہ یہی مستضعفین کا آخری سہارا اور مظلومین کا حتمی چارہ ہے۔

پروفیسر مظہر عباس
ویسٹ منسٹر کالج لاہور

نظریہ مہدویت

سب سے پہلا سوال یہ ذہن میں اُبھرتا ہے کہ نظریہ مہدویت سے کیا مراد ہے اور اسلام میں اس نظریہ کی کتنی گنجائش موجود ہے؟ کیا اس نظریہ کا تعلق اصل اسلام سے ہے یا یہ باہر سے وارد شدہ نظریہ ہے؟ ان سب سوالات کے جوابات صدر اسلام سے لے کر اب تک تمام مسلمان دانشوروں نے تفصیل کے ساتھ دیے ہیں' اور اس موضوع پر اٹھنے والے تمام سوالات چاہے وہ سوالات نئے ہیں یا پرانے سب کے جوابات دیے جاتے رہے ہیں۔ اس موضوع پر کثیر تعداد میں قدیم الایام سے کتابیں موجود ہیں اور موجودہ صدی میں تو اس موضوع پر تحریر کی جانے والی کتابوں اور مقالہ جات کی تعداد سینکڑوں میں ہے' اختصار کے ساتھ علامہ علی کورانی کی کتاب ''عصر ظہور'' جو عربی زبان میں تھی اور راقم نے چند سال پہلے اس کا ترجمہ کیا اور میری اجازت سے القائم پبلی کیشنز والوں نے شائع کیا۔ اب جبکہ اس موضوع پر اتنی جامع کتاب ابھی تک نہیں لکھی گئی بالخصوص اردو زبان اس سے تشنہ ہے۔ اس کتاب کی مانگ بہت زیادہ تھی جناب علامہ ریاض حسین جعفری جو کہ آج کے دور میں ایک مشنری انداز سے دین اسلام کی نشرو اشاعت میں مصروف ہیں اور ایسے موضوعات اور عنوانات پر بہترین مصنفین کی کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انہوں نے ''عصر ظہور'' کو دوبارہ اچھے کاغذ پر اور بہتر طباعت کے ساتھ شائع کرنے کا کہا تو راقم نے ان کی اس خواہش کا مثبت جواب دیا۔ علامہ جعفری صاحب ہی کی خواہش میں چند سطور بطور مقدمہ و پیش لفظ بھی تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

نظریہ مہدویت درحقیقت اسلام کی آفاقیت اور ہمہ جہتی کا نظریہ ہے' اور یہ عنوان اسلام کے پوری دھرتی پر حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی قیادت میں نفاذ اور عدالت الٰہیہ کے مکمل طور پر قیام و رائج کرنے کا نظریہ ہے۔ قرآن اور حدیث کی روشنی میں تمام اہل اسلام کو یہ خبر دی گئی کہ اسلام ہر حوالے سے دین غالب ہے۔ جس طرح دلائل اور منطق میں اسلام تمام ادیان پر اپنا غلبہ منوا چکا ہے۔ اسی طرح جب بھی اسلام کو اس کے پورے احکام کے ساتھ دنیا کے جس خطہ میں بھی نافذ کیا گیا تو عملی طور پر ثابت ہوا کہ یہی وہ واحد نظام ہے جو لوگوں کو امن دے سکتا ہے اور لوگوں کی مادی و معنوی' اقتصادی و تعلیمی غرض ہر قسم کی ضروریات و مسائل کا حل دے سکتی ہیں۔ مدینہ منورہ کی دس سالہ آئیڈیل حکومت سب کے سامنے ہے۔ خلفاء اسلام کا دور بھی تمام دوسرے نظاموں پر اپنی برتری ثابت کر رہا ہے جبکہ حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام کی اسلامی حکومت اپنی مثال آپ ہے۔ جبکہ جناب عمر بن عبدالعزیز کو بھی ایک عادل حکمران کے نام سے سب نے یاد کیا ہے۔ غرض اسلام ایک ایسا نظام حکومت ہے جب بھی اسے کسی معاشرہ اور کسی بھی ملک میں اس کی تمام شرائط کے ساتھ رائج کیا جائے تو وہ لوگوں کو امن دے گا۔ ظلم ختم ہوگا سب کو انصاف ملے گا اور یہی ہر انسان کی آرزو ہے۔ لیکن اس خود پرست انسان نے اور ہوا و ہوس کے پجاری آدم زاد نے زمین خدا کو امن کا گہوارہ نہیں بننے دیا' جبکہ ہر فرد بشر کی آرزو یہی ہے کہ اللہ کی دھرتی پُر امن کا رائج کرہ ارض' عدل و انصاف کا گہوارہ بنے' ظلم و جور کا خاتمہ ہو۔ قرآن مجید نے یہ خوشخبری مسلمانوں کو دی کہ ایک وقت آئے گا جب پوری دھرتی پر بس اللہ کا نام ہی رائج ہوگا' اور اسلام ہی دین غالب ہوگا۔ تمام ادیان کا عملی خاتمہ ہوگا' عدل و انصاف کا قیام ہوگا۔ مظلومیوں و محرومیوں کو اپنا حق ملے گا۔ انبیاء کی آرزوئیں پوری ہوں گی۔ حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی سچ ہوگی اور آپ کی بیٹی جناب سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے اور آپ کے بیٹے امام حسین علیہ السلام کے نویں فرزند حضرت مہدی علیہ السلام دین اسلام کو پورے عالم انسانیت پر

رائج کرنے کے لیے قیام کریں گے' دنیا سے ظلم و جور کا خاتمہ کریں گے' عدل و انصاف کا رواج دیں گے' قرآن کی حکومت قائم کریں گے' پوری دھرتی پر نظام واحد حاکم ہوگا اور پورے عالم کو فرزند رسولؐ حضرت امام مہدی علیہ السلام چلائیں گے۔ اسلام کا قانون ہی غالب اور رائج ہوگا۔

نظریہ مہدویت کسی نئی شریعت لانے کا نام نہیں ہے اور نہ ہی اسلام کے علاوہ کسی اور دین و نظام کی حکومت ہے اور نہ ہی اسلام میں کوئی نئی بات شامل ہوگی بلکہ وہی اسلام جو قرآن میں ہے اور جس کی تشریح حضرت ختمی مرتبت نے فرما دی اور جس پر مدینہ منورہ میں عمل کر کے دکھایا اور بعد میں اسی نظام کی تشریح و تفسیر کا اصل ہدف پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معصوم فرزندوں نے لیا۔ کل تک پوری روئے زمین پر ایک نظام اور ایک حکومت متصور نہ تھی بلکہ علاقائی حکومتوں کی بات تھی لیکن اب یہ تصور اور فکر رائج ہو چکی ہے کہ اس پوری دھرتی پر ایک نظام حکومت چاہیے۔ امریکہ شیطانِ بزرگ دعویدار ہے کہ وہ اس بات کا استحقاق رکھتا ہے جبکہ وہ اپنے ملک کے اندر اپنی عوام کو امن نہیں دے سکا تو وہ کس طرح پوری دنیا کو امن دے سکتا ہے۔ اسی طرح کمیونسٹوں اور مارکسٹوں نے بھی اس سے پہلے نظام واحد اور ایک سسٹم کا نعرہ دیا تھا لیکن وہ ناکام ہوئے جبکہ اسلام چودہ سو سال پہلے پوری بشریت کے لیے اللہ کے بنائے ہوئے ایک نظام' قانون واحد ''ان الدین عند الاسلام اور من یبتغ غیر الاسلام دینا'' ۔۔۔۔۔۔ ہونے کا اعلان کر چکا ہے۔ بہرحال یہ مسلمانوں کا کام ہے کہ وہ اپنے نظام کو خود بھی لاگو کریں اور پوری دھرتی کو امن دینے کے لیے اس کی قیادت سنبھالیں اور اسلام کی حقانیت کا عملی ثبوت دیں۔

نظریہ مہدویت کی تقویت اور مضبوطی اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ قدیم الایام سے اس نظریہ پر کتابیں شیعہ اور سنی دونوں نے تحریر کیں۔ ذیل میں ہم ایک مختصر سا جائزہ لیتے ہیں۔

شیعہ نقطہ نظر سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کا سلسلہ نسب یوں بنتا ہے۔

آپ کا نام محمد کنیت ابوالقاسم۔ والد کا نام حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین علیہ السلام بن علی بن ابی طالب' فرزند جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم المرسلین وخاتم الانبیاء رحمۃ اللعالمین۔

آپ کی والدہ جناب سیدہ نرجس جو کہ جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری جناب شمعون صفا کی اولاد سے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ شعبان المعظم ۲۵۵ ہجری قمر بمطابق ۲۹ جولائی ۸۶۹ء میلادی' وقت ولادت تقریباً ۴ بجے بوقت صبح۔ مقام ولادت مکان حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام شہر سامرہ' شیعہ مکتب فکر کے لحاظ سے جب گیارہویں امام حضرت حسن عسکری علیہ السلام کی شہادت ۸ ربیع الاول ۲۶۰ ہجری قمری کو ہوئی ہے اس وقت تک تقریباً ۴۰۰ کتابیں ایسی لکھی جا چکی تھیں جس میں آپ کے فرزند حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ تھا اور اس کے ساتھ اس موضوع پر جو مستقل کتابیں مشہور علماء نے تحریر کیں وہ کچھ یوں ہیں:

۱- دسویں امام علی نقی جواد علیہ السلام کے شاگرد علی بن مہزیار اہوازی ہیں۔ آپ اہواز میں امام علیہ السلام کے نمائندے تھے۔ آپ نے اس موضوع پر دو کتابیں تحریر کیں: ۱- الملاحم' ۲- القائم۔

۲- حسن بن محبوب جن کی وفات ۲۲۴ ہجری بمطابق ۸۳۸ میلادی ہے انہوں نے اس موضوع پر کتاب ''المشیخہ'' تحریر کی۔

۳- گیارہویں امام حسن عسکری علیہ السلام کے معتمد خاص فضل شاذان جو کہ امام حسن علیہ السلام سے دو ماہ قبل ۲۶۰ ہجری میں فوت ہوئے کتاب ''الغیبۃ'' تحریر کی۔

۴- ابراہیم بن اسحاق نہاوندی جن کی وفات ۲۸۶ ہجری ہے بمطابق ۸۹۹ میلادی انھوں نے کتاب ''الغیبۃ'' تحریر کی۔

۵- عبداللہ بن جعفر الحمیدی وفات ۲۹۳ ہجری بمطابق ۹۰۴ میلادی کتاب ''الغیبۃ والحیدۃ'' تحریر کی۔

۶۔ شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے والد ابن بالویہ جن کی وفات ۳۲۹ ہجری بمطابق ۹۴۰ میلادی ہے انہوں نے ''الامامۃ والتبصرۃ من الحیرۃ'' تحریر کی۔

۷۔ شیخ یعقوب کلینی جن کی وفات ۳۲۹ ہجری بمطابق ۹۴۰ میلادی ہے انھوں نے غیبت کے موضوع پر کتاب ''الحجہ'' تحریر کی۔ شیعہ نقطہ نظر سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے دو دور میں ایک غیبت صغریٰ کا دور ہے جو کہ ۲۵۵ ہجری آپ کی ولادت سے شروع ہوتا ہے اور ۳۲۹ ہجری تک جاری رہتا ہے۔ اس دور کو غیبت صغریٰ کا دور کہا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں آپ کا مومنین سے اپنے خاص نائبین کے ذریعہ رابطہ برقرار تھا جبکہ ۳۲۹ کے بعد سے اب تک کا دور غیبت کبریٰ کہلاتا ہے۔ جس کی انتہائی مدت آپ کے اعلان ظہور پر ختم ہوگا۔ غیبت صغریٰ کے اختتام تک جو کتابیں تحریر ہوئیں ان کا ذکر کر دیا ہے اور پھر ۳۲۹ سے لے کر آج تک شیعہ مکتب سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں مصنفین نے مسلسل اس موضوع پر کتابیں تحریر کی ہیں۔

اہل سنت کے ہاں بھی قدیم الایام سے اس موضوع پر مفصل اور مجمل کتابیں تحریر ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ علماء اہل سنت کی اچھی خاصی تعداد تو شیعہ نقطۂ نظر کے موافق ہے جبکہ اکثریت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تمام شخصیات جو روایات میں آئے ہیں ایک خیالی نہیں بلکہ حقیقی شخصیت ہیں جنھوں نے اولاد امام حسین علیہ السلام سے ہونا ہے۔ اس ہستی کا سب کو انتظار ہے۔ اسی کی قیادت میں مسلمانوں کو دنیا پر نظام اسلام کے نفاذ کی توفیق حاصل ہوگی۔ اس جگہ قارئین کے استفادہ کے لیے سالوں کی ترتیب کے ساتھ ان مصنفین اور ان کی کتابوں کے نام درج کرتے ہیں جن سب کا تعلق اکابرین اہل سنت سے ہے بلکہ وہ ان کے ہاں امام اور محدث کا درجہ رکھتے ہیں۔

الفتن' الملاحم' اشراط الساعۃ ان عناوین پر جن علماء نے لکھا ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی' وفات ۲۴۱ ھ ق

۲۔ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری' وفات ۲۵۶ ھ ق

۳۔ امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری' ۲۶۱ ھ ق

۴۔ ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ القزوینی' ۲۷۳ ھ ق

۵۔ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی' ۲۷۵ ھ ق

۶۔ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی' وفات ۲۷۹ ھ ق

۷۔ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی' وفات ۳۶۰ ھ ق

۸۔ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم النیشاپوری' وفات ۴۰۵ ھ ق

۹۔ ابوالسعادات المبارک بن محمد بن الاثیر الجزری' ۶۰۶ ھ ق

وہ مصنفین جنھوں نے مستقل کتابیں تحریر کیں:

۱۔ کتاب الفتن تالیف حافظ ابوعبداللہ نعیم بن حماد المروزی وفات ۲۲۸ ھ ق

۲۔ ابوالحسین احمد بن جعفر بن محمد البغدادی بن المنادی' وفات ۳۳۶ کتاب الملاحم

۳۔ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصفہانی وفات ۴۳۰ ھ ق۔ مناقب المہدی' حلیۃ الاولیاء' صفۃ المہدی' فوائد ابونعیم وعوالیہ

۴۔ الفتن تالیف ابوعمرو عثمان بن سعید الوالی' وفات ۴۴۴ ھ ق

۵۔ الفتن والملاحم تالیف ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی وفات ۷۷۴ ھ ق

۶۔ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی' وفات ۴۵۸ ھ البعث والنشور۔

۷۔ یوسف بن یحییٰ بن علی بن عبدالعزیز المقدسی الشافعی آٹھویں ہجری عقد الدرر فی اخبار المنتظر۔

۸۔ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی ۹۱۱ ھ ق العرف الوردی فی اخبار المہدی

۹۔ القول المختصر فی علامات المہدی المنتظر۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن حجر الہیثمی وفات ۹۷۴ ھ ق

۱۰- البرھان فی علامات مہدی آخرالزمان ۔ علی بن حسام الدین بن عبدالملک المتقی الھدی وفات ۹۷۵ھ ق

۱۱- المشرب الوردی فی مذہب المہدی تالیف علی بن سلطان محمد الھروی القاری الحنفی وفات ۱۰۱۴ھ ق

۱۲- فرائد وفوائد الفکر فی الامام المھدی المنتظر ۔ تالیف مرعی بن یوسف الحنبلی وفات ۱۰۳۳ھ۔

یہ ایک مختصر سی فہرست ہے جو ہم نے استفادہ کے لیے پیش کر دی ہے اور اسی کے ساتھ ہی مکتب دیوبند کے مشہور عالم دین جناب مولانا حسین احمد مدنی نے حضرت امام مہدی کے بارے میں جو احادیث صحیحہ اکٹھی کی ہیں ان کا مضمون بھی اس کتاب کے شروع میں دے رہے ہیں۔

بہرحال ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ کتاب حاضر کا زیادہ تر دارومدار اور بحث کا مرکزی نقطہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور پُرنور اور آپ کے ظہور کی علامات کے بارے میں ہے۔ اس بارے قارئین کرام کے اذہان میں جس قسم کے سوالات ہوں وہ ہمیں تحریر کریں ہم ان تمام سوالات کا شافی اور تحقیقی جواب دیں گے اور ایسی کتابوں کی نشاندہی بھی کریں گے جس میں اس موضوع کے حوالے سے اٹھائے گئے سوالات کے جوابات ہیں۔

محب منتظر ظہور حضرت حجت حق امام مہدی علیہ السلام

سید افتخار حسین نقوی
سربراہ امام خمینی کمپلیکس
ماڑی انڈس میانوالی پاکستان

امام مہدیؑ کے وجود کا انکار کرنا کفر ہے

الخليفة المهدی فی الاحاديث الصحيحه

صحیح احادیث کی روشنی میں خلیفہ مہدیؑ

مکتب دیوبند کے معروف عالم دین شیخ الاسلام کے قلم سے
حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں صحیح احادیث کا مجموعہ

تاليف لطيف: المحدث النبيل المجاهد الجليل شيخ الاسلام
حسين احمد مدنی استاد علماء ديوبند

تمہیدی کلمات

بسم الله الرحمٰن الرحيم وبه نستعين اللهم صل علی محمد و آل محمد لاسيما علی بقية الله الاعظم الخليفة الامام المهدی عجل الله فرجه الشريف

نظریہ مہدویت پر عالم اسلام میں کثیر تعداد میں بڑی چھوٹی کتابیں صدر اسلام سے لے کر اب تک لکھی گئی ہیں اور ہزاروں مضامین' چھوٹے رسائل اور کتابچے علماء کرام اور مفکرین نے تحریر کیے ہیں اتنی بڑی تعداد میں جس موضوع پر تحریریں موجود ہوں اس میں شک کی گنجائش نہیں رہ جاتی لیکن اس کے باوجود ہر دور میں حقائق سے انکار کرنے والوں کی کمی نہیں رہی۔ اسلام کے اتنے اہم اور ضروری موضوع سے بھی انکار کیا گیا ہے اور بعض متعصب مولویوں نے تو اسے شیعہ مسلک کے ساتھ مخصوص قرار دیا اور آج کے

دور میں بعض نام نہاد ملاؤں نے تو اس موضوع کو عنوان بنا کر بعض ضعیف اور کمزور حوالوں کا سہارا لے کر بہت زیادہ تنقید کی ہے تحریر کے ذریعہ بھی اور تقریر کے ذریعہ بھی۔ یہ موضوع اتنا مسلم ہے کہ علماء کرام نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ من انکر المهدی فقد کفر ''جس نے امام مہدی علیہ السلام کے وجود سے انکار کیا اس نے کفر اختیار کیا''۔ بہرحال موالیان حیدر کرار خوش قسمت ہیں کہ انہوں نے اپنے عقیدہ کو حاملان قرآن اہل بیت' پیغمبر صلوات اللہ علیہم اور باب مدینۃ العلم سے حاصل کیا ہے اور ہر دور میں منحرفین کے اختلاف اور باطل پرستوں کے جھوٹے پروپیگنڈہ کا مقابلہ کیا ہے اور بھٹکے ہوئے افراد کو راہ ہدایت دکھائی ہے ہمارے ادارہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے ماہنامہ ''پیام زینب'' کے ذریعہ اپنے قارئین تک حقائق کو پہنچایا ہے۔ اس سے قبل تسلسل کے ساتھ چند ماہ سے معروف عالم اہل سنت علامہ روز بہان کے رشحات قلم سے چہاردہ معصوم علیہم السلام پر صلوات وسلام کی تشریح وتفسیر شائع کر چکے ہیں اگرچہ ان کے بعض خیالات سے اختلاف کی گنجائش موجود ہے لیکن من حیث المجموع ان کی تحریروں نے راہ ہدایت کے متلاشیان کے لیے بہت کچھ مواد مہیا کر دیا ہے۔

اس دفعہ ہم مکتب دیوبند کی انتہائی محترم و باوقار شخصیت بلکہ علمائے دیوبند میں جن کی شخصیت ایک سند کی حیثیت رکھتی ہے اور برصغیر میں مکتب دیوبند کے بانیان میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ عرب وعجم سب کے نزدیک وہ محترم ہیں۔ انہوں نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کے بارے عربی اور اردو میں صحیح احادیث پر مشتمل کتابچہ تحریر کیا ہے جس کا مقدمہ مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے اور اس کتابچہ کو عالمی مجلس ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان نے شائع کیا ہے۔

ہم نے اس کے عربی متن کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی اردو عبارت کو شائع کر رہے ہیں۔ جناب مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی دیوبندی کا مقدمہ شروع میں دے رہے ہیں تاکہ اس تحریر کی اہمیت اور سندیت خود علماء دیوبند کی زبانی قارئین کو پتہ چل جائے اور اس کے

بعد جناب علامہ حسین احمد مدنی کے رسالہ منیفہ کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور اس کے آخر میں جن احادیث کا اضافہ جناب مولانا حبیب الرحمٰن نے از خود کیا ہے وہ بھی اسی ترتیب سے دے رہے ہیں جس ترتیب سے ان کے رسالہ میں شائع ہوئی ہے۔ امید ہے ہمارے قارئین اور بالخصوص اہل تحقیق ہماری اس پیش کش سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے۔

مقدمہ از قلم مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

الحمد لله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلی آله واصحابه اجمعین ...... امابعد!

قیامت ایک امر غیبی ہے جس کا حقیقی علم بجز خدائے عالم الغیب کے کسی کو نہیں ہے۔ قرآن مجید ناطق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ ایک دوسرے موقع پر ارشاد الٰہی ہے ''آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی آپ کو اس کے ذکر سے کیا کام' اس کے علم کا منتہیٰ تو آپؐ کے رب کے پاس ہے''۔

رسولؐ خدا کی حدیث سے بھی یہی ثابت ہے کہ قیامت کے وقوع کا علم اللہ کے رسولؐ کو بھی نہیں تھا۔ حدیث جبرائیلؑ میں ہے ''حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چوتھا سوال کیا اچھا مجھے قیامت کے وقت ووقوع کی خبر دیجیے''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے جواب میں لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔ اس کے بارے میں مسئول (پوچھا جانے والا) سائل (پوچھنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا'' مطلب یہ ہے کہ قیامت کے وقت وقوع کے نہ جاننے میں ہم دونوں برابر ہیں۔

البتہ اس کی کچھ علامتیں ہیں جنھیں بطور پیشگوئی کے آنحضرتؐ نے بیان فرمایا ہے۔ ان میں بعض علامت صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں کہلاتی ہیں جو معمول و عادت کے مطابق ظہور پذیر ہوتی رہیں گی۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے مثلاً حدیث جبرئیل ہی

میں پانچویں سوال کے جواب میں آنحضرتؐ نے قیامت کی جن علامتوں کا ذکر کیا ہے وہ قیامت صغریٰ ہی کے قبیل سے ہیں۔ حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

''اس کی کچھ علامتیں بتایئے۔ فرمایا: لونڈیاں اپنی مالکہ کو جننے لگیں (یعنی لڑکیاں اپنی ماؤں پر حکم چلانے لگیں) اور ننگے پیر' ننگے بدن' تنگدست بکریوں کے چرواہوں کو دیکھے کہ عالی شان مکانات پر شیخی بگھار رہے ہیں تو سمجھ لو کہ اب قیامت کا زمانہ قریب آ گیا ہے''۔

اسی طرح رسول پاکؐ کے درج ذیل فرمان میں جن علامتوں کا ذکر ہے ان کا تعلق بھی علامت صغریٰ سے ہے (بخاری' کتاب العلم' ج ا' ص ۱۸)۔

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا' جہالت بڑھ جائے گی' حرام کاری عام ہوگی' شراب نوشی بہت ہوگی' مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی اس حد تک کثرت ہوگی کہ پچاس عورتوں پر صرف فرد واحد نگران ہوگا۔

ان مذکورہ علامتوں کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ان کے ظہور کے بعد قیامت بالکل قریب آ جائے گی بلکہ یہ مطلب ہے کہ قیامت سے پہلے ان کا وجود میں آنا ضروری ہے۔ اسی لیے بہت سے واقعات و حوادث کے بارے میں آپ کا ارشاد ہے کہ قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک یہ واقعات ظہور پذیر نہ ہو جائیں۔ خود رحمت عالمؐ کی بعثت بھی علامت قیامت میں شمار کی جاتی ہے۔ حالانکہ آپ کی بعثت کو چودہ سو سال ہو چکے ہیں اور خدا جانے ابھی کتنی مدت کے بعد قیامت ہوگی۔

ان کے علاوہ بعض علامتیں وہ ہیں جنھیں علامت کبریٰ کہا جاتا ہے۔ یہ علامتیں بالعموم قیامت کے قریب تر زمانہ میں پے در پے ظاہر ہوں گی اور عادت و معمول کے خلاف ہوں گی۔ ان علامتوں کا ذکر بھی بہت سی حدیثوں میں متفرق طور پر موجود ہے۔ اور حضرت حذیفہ بن اسید الغفاریؓ کی ایک روایت میں اکٹھی دس علامتوں کا بیان ہے۔

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالا خانہ سے ہماری طرف نمودار ہوئے اور ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ حضور پاکؐ نے دریافت کیا: تم لوگ کس چیز کا تذکرہ کر رہے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: قیامت کا۔ آپؐ نے فرمایا: قیامت برپا نہیں ہوگی تاوقتیکہ تم اس سے پہلے دس علامتیں نہ دیکھ لو۔ پھر آپؐ نے یہ دس علامتیں بیان کیں: (۱) دھواں (۲) دجال (۳) دابۃ الارض (۴) پچھم سے سورج کا نکلنا (۵) حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے اترنا (۶) یاجوج و ماجوج کا نکلنا (۷'۸'۹) زمین میں تین مقامات میں لوگوں کا دھنس جانا ایک مشرق میں' دوسرے مغرب میں اور تیسرے عرب میں (۱۰) اور ان سب کے آخر میں یمن سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو گھیر کر ان کے محشر میں پہنچا دے گی۔

قیامت کی علامت کبریٰ ہی میں سے مہدی آخرالزمان علیہ السلام کا ظہور' ان کی خلافت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان کی اقتداء میں ایک نماز یعنی فجر کا پڑھنا وغیرہ ہے۔ اوپر بحوالہ حدیث جن دس علامتوں کا ذکر ہے ان سے پہلے حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ چنانچہ امام السفارینی لکھتے ہیں: ''قیامت کی بڑی یعنی قریب تر اور اولین نشانیوں میں خاتم الائمہ محمد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہے''۔

بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عوف بن مالکؓ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر قیامت کی چھ نشانیاں بتائیں جن میں بنی الاصفر یعنی عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہو جانے کا بھی تذکرہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ عیسائی بدعہدی کر کے تمہارے مقابلے میں آئیں گے۔ اس وقت ان کے اسی (۸۰) جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے تحت بارہ ہزار سپاہی ہوں گے یعنی ان کی مجموعی تعداد ۹ لاکھ ہوگی۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مسلمان ہر طرف سے گھر جائیں گے اور ان کی حکومت صرف مدینہ منورہ سے خیبر تک رہ جائے گی تو مسلمان مایوس ہو کر امام مہدی علیہ السلام کی تلاش شروع کر دیں گے۔ وہ اس وقت مدینہ منورہ میں ہوں گے اور اقامت

کے بارگراں سے بچنے کی غرض سے مکہ مکرمہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے لوگ انہیں پہچان لیں گے اور انکار کے باوجود ان سے بیعت خلافت کر لیں گے۔ خلافت کی خبر جب مشہور ہوگی تو ملک شام سے ایک لشکر آپ سے مقابلہ کے لیے نکلے گا۔ مگر اپنی منزل تک پہنچنے سے پہلے ہی مقام بیداء میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس واقعہ کی اطلاع پا کر شام کے ابدال اور عراق کے متقی لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ اس کے بعد آپ سے جنگ کے لیے ایک قریشی النسل بنوکلب پر مشتمل ایک لشکر بھیجے گا جس سے حضرت مہدی علیہ السلام کی فوج جنگ کرے گی اور فتح یاب ہوگی۔

احادیث میں امام مہدی علیہ السلام کا نام' ولدیت' حلیہ وغیرہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ نیز ان کے زمانہ خلافت میں عدل و انصاف کی ہمہ گیری اور مال و دولت کی فراوانی کا تذکرہ بھی ہے۔ غرضیکہ امام مہدی علیہ السلام کے متعلق اس کثرت سے احادیث مروی ہیں کہ اصول محدثین کے اعتبار سے وہ حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ چنانچہ امام ابوالحسین محمد بن الحسین الآبری السنجری الحافظ المتوفی ۳۶۳ھ اپنی کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں:

> ''امام مہدی علیہ السلام سے متعلق مروی روایتیں اپنے راویوں کی کثرت کی بناء پر تواتر اور شہرت عام کے درجہ پر پہنچ گئی ہیں کہ وہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوں گے۔ سات سال تک دنیا میں حکومت کریں گے۔ اپنے عدل و انصاف سے دنیا کو معمور کر دیں گے اور عیسٰی علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر قتل دجال میں ان کی مساعدت اور نصرت کریں گے اور اس اُمت میں مہدی علیہ السلام کی ہی امامت میں عیسٰی علیہ السلام (ایک) نماز ادا کریں گے وغیرہ' طویل واقعات ان کے سلسلے میں احادیث میں بیان ہوئے ہیں''۔

حافظ آبری کے اس قول کو حافظ ابن القیم نے المنار المنیف میں اور شیخ محمد بن احمد سفارینی نے اپنی مشہور کتاب ''لوائح الانوار البہیہ'' میں علامہ مرعی بن یوسف الکرمی کی کتاب فوائد الفکر کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں امام القرطبی صاحب الجامع الاحکام القرآن نے بھی التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرہ میں اسے نقل کیا ہے۔

شیخ محمد البرزنجی المدنی المتوفی ۱۱۰۳ھ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ ص ۱۱۲ پر لکھتے ہیں:

> ''محقق طور پر معلوم ہے کہ مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث کہ آخری زمانہ میں ان کا ظہور اور وہ حضرت کی نسل اور فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی اولاد میں سے ہوں گے تواتر معنوی کی حد کو پہنچی ہوئی ہیں لہٰذا ان کے انکار کی کوئی وجہ اور بنیاد نہیں ہے''۔

امام سفارینی کا بیان ہے:

> حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام ہی مہدی علیہ السلام ہیں اور صحیح بات جس پر اہل حق ہیں یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کی شخصیت حضرت عیسٰی علیہ السلام سے الگ ہے۔ ان کا ظہور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول سے پہلے ہوگا۔ ظہور مہدیؑ سے متعلق روایات اتنی زیادہ ہیں کہ تواتر معنوی کی حد کو پہنچ گئی ہیں اور علماء اہل سنت کے درمیان اس درجہ عام اور شائع ہو گئی ہیں کہ ظہور مہدی کو ماننا اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔

حضرت جابرؓ حذیفہؓ ابو ہریرہؓ ابوسعید خدری اور حضرت علی علیہ السلام سے منقول ایتوں کے ذکر اور نشان دہی کے بعد لکھتے ہیں:

> ''اوپر مذکورہ حضرات صحابہ اور ان کے علاوہ دیگر اصحاب رسولؐ سے اور ان کے بعد تابعین سے اتنی روایتیں مروی ہیں کہ ان سے

علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ظہور مہدیؑ پر ایمان لانا واجب ہے جیسا کہ یہ امر اہل علم کے نزدیک ثابت شدہ ہے اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں مدون و مرتب ہے۔"

یہی بات شیخ الحسن بن علی البر بہاری الحنبلی المتوفی ۳۲۹ھ نے بھی اپنے عقیدہ میں لکھی ہے۔ عقیدۃ البر بہاری کو ابن ابی یعلی نے طبقات الحنابلہ میں شیخ البر بہاری کے ترجمہ میں مکمل نقل کر دیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان قنوجی بھوپالی المتوفی ۱۳۰۸ھ اپنی تالیف الاذاعۃ لما کان ویکون بین یدی الساعۃ میں صراحت کرتے ہیں:

"امام مہدی علیہ السلام سے متعلق احادیث مختلف روایتوں کے ساتھ بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ یہ حدیثیں سنن کے علاوہ معاجم، مسانید وغیرہ اسلامی دفتروں میں موجود ہیں"۔

اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر لکھتے ہیں:

"میں کہتا ہوں اس بات میں ادنیٰ شک نہیں ہے کہ آخری زمانہ میں ماہ و سال کا تعین کیے بغیر امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا کیونکہ اس باب میں احادیث متواتر ہیں اور سلف سے خلف تک جمہور اُمت کا اس پر اتفاق ہے۔ البتہ بعض ایسے لوگوں نے اس میں اختلاف کیا ہے جن کے اختلاف کا اہل علم کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے"۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی المتوفی ۱۳۴۵ھ اپنی مشہور تصنیف نظم المتناثر من الحدیث المتواتر میں رقم طراز ہیں:

"مشہور فیلسوف مؤرخ علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں اپنی وسعت علمی کے مطابق جملہ طرق احادیث کی تخریج کے استیعاب کی کوشش کی ہے اور نتیجتاً ان کے نزدیک کوئی حدیث علت سے

خالی نہیں ہے۔ لیکن محدثین نے علامہ ابن خلدون کے اس خیال کو رد کر دیا ہے کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں وارد احادیث اپنے راویوں کے مختلف ہونے کے باوجود بہت زیادہ ہیں جو حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں جنہیں امام احمد بن حنبل، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام حاکم، امام طبرانی، امام ابویعلی موصلی امام بزار وغیرہ نے دواوین اسلام یعنی سنن، معاجم، مسانید میں روایت کی ہیں اور ان احادیث کو صحابہ کی ایک جماعت کی جناب سے منسوب کیا ہے۔ لہٰذا ان امور کے ہوتے ہوئے ان کا انکار کسی طرح مناسب و درست نہیں ہے۔

امام مہدی علیہ السلام سے متعلق جن حضرات صحابہ سے حدیثیں منقول ہیں ان میں حسب ذیل اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم شامل ہیں۔ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ، خلیفہ راشد حضرت علی مرتضیٰؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمروؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ام المومنین ام سلمہؓ، ام المومنین ام حبیبہؓ، ابوہریرہؓ، ابوسعید خدریؓ، جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالکؓ، عمران بن حصینؓ، حذیفہ بن یمانؓ، عمار بن یاسرؓ، جابر بن ماجد صدفیؓ، ثوبان مولی رسول اللہؐ، عوف بن مالک رضی اللہ عنہم اجمعین۔

علامہ ابن خلدون اگرچہ فن تاریخ اور علم الاجتماع میں بلند مقام و مرتبہ کے مالک ہیں لیکن وہ محدث نہیں تھے اس لیے اس باب میں ان کی بات علمائے حدیث اور ارباب جرح و تعدیل کے مقابلہ میں لائق قبول نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بن جعفر الکتانی مزید لکھتے ہیں:

"اگر کتاب کے دراز ہو جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس موقع پر امام مہدی علیہ السلام سے متعلق ان احادیث کو درج کرتا جن کی مجھے واقفیت ہے، کیوں کہ میں اس وقت بہت سارے لوگوں کو دیکھ

رہا ہوں کہ انہیں امام مہدی علیہ السلام کے امر میں تردد ہے اور
اس سلسلہ میں وہ یقینی معلومات کے متلاشی ہیں اور دیگر بہت سے
لوگ ابن خلدون کے قول پر قائم اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں جب
کہ ابن خلدون اس میدان کے آدمی نہیں تھے اور حق تو یہ ہے کہ ہر
فن میں اس فن کے ماہرین کی جانب رجوع کیا جائے''۔ ان
ساری تفصیلات سے یہ بات روز روشن کی طرح آشکارا ہوگئی کہ
امام مہدیؑ سے متعلق احادیث نہ صرف صحیح و ثابت ہیں بلکہ متواتر
اور اپنے مدلول پر قطعی الدلالت ہیں جن پر ایمان لانا بحسب تصریح
علامہ سفارینی واجب اور ضروری ہے۔ اسی بناء پر ظہور مہدیؑ کا
مسئلہ اہل سنت والجماعت کے عقائد میں شمار ہوتا ہے۔ البتہ اتنی
بات ضرور ہے کہ یہ اسلام کے اہم ترین اور بنیادی عقائد میں
داخل نہیں ہے۔ مسئلہ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ہر دور کے محدثین و
اکابر علماء نے مسئلہ مہدیؑ پر ضمناً و مستقلاً شرح و بسط کے ساتھ مدلل
کلام کیا ہے جن میں سے بہت سی کتابوں کی نشاندہی خود علامہ ابن
خلدون نے بھی مقدمہ میں کی ہے''۔

اسی طرح علماء حدیث اور ماہرین نے اس مسئلہ سے متعلق ابن خلدون کے نظریہ
کی پُرزور تردید کی ہے اور اصول محدثین کی روشنی میں علامہ ابن خلدون کے ظاہر کردہ
اشکالات کو دُور کر کے ظہور مہدیؑ کی حقیقت اور سچائی کو پورے طور پر واضح کر دیا ہے۔
علماء اُمت کی ان مساعی جمیلہ کے باوجود ہر دور میں ایک ایسا طبقہ موجود رہا ہے
جو علامہ ابن خلدون کے بیان کردہ اشکالات سے متاثر ہو کر ظہور مہدیؑ کے بارے میں
شکوک و شبہات میں مبتلا رہا۔ اس لیے علمائے دین بھی اپنے اپنے عہد میں حسب ضرورت
تحریر و تقریر کے ذریعہ اس مسئلہ کی وضاحت کرتے رہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے بھی اس مقصد کے
تحت زیر نظر رسالہ مرتب کیا تھا۔ چنانچہ اپنے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں:

''بعض مجالس علمیہ میں مہدی علیہ السلام موعود کا ذکر آیا تو کچھ
ماہرین علم نے مہدی علیہ السلام موعود سے متعلق وارد حدیثوں کی
صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے
متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو جمع
کردوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسولؐ اللہ کے فرمان کی
تبلیغ بھی ہو جائے۔ نیز ان حدیثوں کے جمع و تدوین سے ایک
غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا
جائیں جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون
وغیرہ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد و مستند ہیں لیکن علم حدیث
میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے''۔

حضرت شیخ الاسلام نے اپنے رسالہ میں بطور خاص اس بات کا التزام فرمایا ہے
کہ جن صحیح احادیث پر علامہ ابن خلدون نے کلام کر کے ان کی صحت مشکوک ثابت کرنے
کی کوشش کی تھی جرح و تعدیل سے متعلق آئمہ حدیث کے مقرر کردہ اصول کی روشنی میں
ان کی صحت و حجیت کو مدلل و مبرہن کر دیا ہے۔ اس اعتبار سے یہ رسالہ ایک قیمتی دستاویز
کی حیثیت کا حامل ہے اور اس موضوع پر لکھی گئی ضخیم کتابوں سے بھی زیادہ مفید ہے۔

کچھ باتیں کتاب کے متعلق

آج سے دس گیارہ سال پہلے کی بات ہے کہ ایک دن بیٹھا ماہنامہ ''الرشید'' ساہیوال کا خصوصی شمارہ مدنی و اقبال نمبر دیکھ رہا تھا۔ اس میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے غیر مطبوعہ مکاتیب کا ایک مختصر سا مجموعہ مرتبہ جناب محمد دین شوق صاحب بعنوان ''مکتوبات مدنیہ'' بھی شریک اشاعت ہے (جسے بعد میں الگ سے پاکستان کے ایک مکتبہ نے شائع کر دیا ہے۔) اس مجموعہ کا تیسرا مکتوب جوڈربن افریقہ کے کسی صاحب کے جواب میں ۲۲ صفر ۱۳۵۳ھ کو لکھا گیا ہے۔ اس میں امام مہدی آخری الزمان علیہ السلام کے بارے میں حضرت شیخ الاسلامؒ فرماتے ہیں۔

امام مہدی علیہ السلام کی صورت رسول اللہؐ کی صورت کے مشابہ ہوگی:

''حضرت امام مہدی علیہ السلام قیامت سے پہلے بلکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور خروج دجال اور فتنہ یاجوج ماجوج جو دابۃ الارض وطلوع شمس من المغرب وغیرہ سے ظاہر ہوں گے۔ قیامت میں تو تمام انبیاء اور اولیاء کا اجتماع ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام دنیا میں مذہب اسلام کی زندگی اور اس کی تقویت کے باعث ہوں گے۔ وہ اس وقت ظہور فرمائیں گے جب دنیا ظلم وستم سے بھر گئی ہوگی۔ ان کی وجہ سے دنیا عدل و انصاف' دین و ایمان سے بھر جائے گی۔ ان کا اور ان کے باپ کا نام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور آپ کے کے والد ماجد کے نام کے مطابق ہوگا۔

صورت بھی آپ صلی علیہ وآلہ وسلم کی صورت کے مشابہ ہوگی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی اولاد سے ہوں گے۔ یعنی جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی نسل میں سے۔'' مکہ مکرمہ میں ظاہر ہوں گے۔ اول جو جماعت ان کے ہاتھ پر بیعت کرے گی وہ تین سو تیرہ آدمی ہوں گے۔ حسب عدد اصحاب بدر واصحاب طالوت کے بعد سیریہ اور فلسطین وغیرہ کی اصلاح کریں گے۔ دارالسلطنت بیت المقدس ہوگا۔ ان کی حکومت پانچ سات یا نو برس ہوگی۔ اس بارے میں صحیح روایتیں تقریباً چالیس کے قریب میری نظر سے گزری ہیں اور حسن وضعیف بہت زیادہ ہیں۔ ترمذی شریف' مستدرک حاکم' ابوداؤد مسلم شریف وغیرہ میں یہ روایات موجود ہیں''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ

> اگر قیامت آنے میں صرف ایک دن باقی رہ جائے گا تب بھی اللہ تعالیٰ مہدی علیہ السلام کو ضرور ظاہر کرے گا اور ان کے بعد قیامت ظہور پذیر ہوگی۔ لہذا اس میں بجز تسلیم کوئی چارہ نہیں۔ بہت سے جھوٹوں نے اب تک مہدی علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی میں یہ علامتیں نہیں پائی گئی جو مہدی علیہ السلام موعود کے متعلق ذکر کی گئی ہیں۔ میں نے مالٹا جانے سے پہلے مدینہ منورہ کے کتب خانہ میں تلاش کر کے صحیح صحیح روایتیں جمع کی تھیں' مگر افسوس کہ وہ رسالہ روسی انقلاب میں جاتا رہا۔ اب میرے پاس وہ نہیں رہا اور جن لوگوں نے اس کو نقل کیا تھا وہ بھی وفات پا گئے اور رسالہ پھر نہ مل سکا۔''

اس مکتوب سے پہلے نہ کسی سے سنا تھا اور نہ ہی کسی تحریر میں دیکھا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام سرہ کی اس موضوع پر کوئی تالیف ہے۔ اس لیے فطری طور پر اس نئے انکشاف پر بے حد مسرت ہوئی اور ساتھ ہی دل میں یہ خواہش بھی مچلنے لگی کہ اے کاش

کسی طرح یہ قیمتی رسالہ دستیاب ہو جاتا تو اسے شائع کر دیا جاتا۔ لیکن حضرت کے اس آخری جملہ سے کہ "اب میرے پاس وہ نہیں رہا...... اور رسالہ پھر نہ مل سکا" ایک طرح کی مایوسی طاری ہو جاتی اسی بیم ورجا اور امیدی و ناامیدی کی ملی جلی کیفیت کے ساتھ اس درمکنون کی طلب و تحصیل کی تدبیریں سوچنے لگا۔ ایک دن اچانک دل میں یہ بات آئی کہ اس انقلاب میں حضرت کا سارا اثاثہ حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ اس لیے ممکن ہے کہ ضبطی کے بعد آپ کی کتابیں اور دیگر کاغذات کسی سرکاری کتب خانے میں جمع کر دیے گئے ہوں۔ اس موہوم خیال نے دھیرے دھیرے جڑ پکڑ لی اور ناامیدی پر امید کا غلبہ ہو گیا۔ بالآخر اس خیال میں اہم سرکاری کتب خانوں میں پتہ لگائیں۔ عین ممکن ہے کہ کہیں یہ گمشدہ رسالہ مل جائے۔ چونکہ مولانا موصوف کو حضرت شیخ قدس سرہٗ کے بعض تلامذہ کے ذریعہ یہ بات پہنچی تھی کہ دوران درس حضرت نے اس کتابچہ کا تذکرہ فرمایا تھا اس لیے اس تراث جس کے وہ سچے حقدار ہیں ان میں خود طلب و جستجو کی فکر تھی۔ چنانچہ حسب معمول عمرہ وزیارت کے لیے شعبان میں حرمین شریفین حاضر ہوئے تو اہل علم وخبر سے اس سلسلہ میں معلومات کیں مگر کہیں کوئی سراغ نہ مل سکا۔ دوسرے سال جب پھر جانا ہوا تو مزید معلومات حاصل کیں۔ وہاں مقیم بعض لوگوں نے نشاندہی کی کہ اگر یہ رسالہ ضائع نہیں ہوا تو اندازہ ہے مکتبۃ الحرم مکہ معظمہ میں ضرور ہوگا۔ مولانا موصوف مکتبۃ الحرم پہنچ گئے اور خدا کی قدرت مخطوطات کی فہرست میں یہ مل گیا اور خود شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے ہاتھ کا لکھا ہوا۔ چنانچہ اس کا فوٹو لیا۔ اس طرح تقریباً پون صدی کی گم نامی کے بعد یہ نادر و قیمتی علمی سرمایہ دوبارہ معرض وجود میں آ گیا۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ کے مکتوب سے پتہ چلتا ہے کہ یہ رسالہ امام مہدی علیہ السلام سے متعلق صحیح چالیس احادیث پر مشتمل تھا اور بعض لوگوں نے اس کی نقل بھی لی تھی مگر دستیاب مخطوط میں کل ۱۳۷ احادیث ہیں پھر اس میں متعدد مقامات پر حک و فک بھی ہے۔ بعض جگہ سبقت قلمی بھی ہے اس لیے اندازہ یہ ہے کہ مبیضہ کی بجائے اصل

مسودہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مہدی علیہ السلام سے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں بعض نہایت مفصل اور ضخیم بھی ہیں لیکن یہ مختصر رسالہ اس اعتبار سے خاص اہمیت وافادیت کا حامل ہے کہ اس میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری کتابوں میں اس کا التزام نہیں ہے۔ علاوہ ازیں امام ابن خلدون اپنے مقدمہ میں مہدی موعود کے ظہور کے بارے میں منکر یا متردد ہیں۔ حضرت شیخ نے علامہ ابن خلدون کے اٹھائے ہوئے سارے اعتراضات کا اسمائے رجال اور اصول محدثین کی روشنی میں جائزہ لے کر مدلل طور پر ثابت کر دیا ہے۔ ان کے یہ اعتراضات درست نہیں ہیں اور بلا ریب رسالہ میں منقول احادیث صحیح و حجت ہیں۔ اس لیے یہ رسالہ بقامت کہتر و بقیمت بہتر کا صحیح مصداق ہے۔ احقر نے اپنی بضاعت و ہمت کے مطابق اس نادر و بیش بہا علمی تحفہ کو مفید سے مفید بنانے کی پوری کوشش کی ہے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہٗ نے جن کتب حدیث سے احادیث نقل کی ہیں ان کی جلد وصفحہ کا حوالہ دے دیا ہے۔ اسی طرح رجال سند پر حضرت نے جہاں جہاں کلام کیا ہے اس کا حوالہ نقل کر دیا ہے اور حسب ضرورت بعض رجال پر حضرت کے مختصر کلام کی تفصیل کر دی ہے۔ بعض احادیث کے بارے میں نشاندہی کر دی ہے کہ کن کن آئمہ حدیث نے ان کی تخریج کی ہے۔ غریب و مشکل الفاظ کی کتب لغت سے تشریح بھی نقل کر دی ہے۔ اسی کے ساتھ رسالہ کو مکمل تر بنانے کی غرض سے بطور تکملہ آخر میں چند احادیث صحیحہ کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے۔ پھر اس قیمتی علمی سرمایہ کو مفید عام بنانے کی غرض سے تمام احادیثوں کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ "والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی جمیع اصحابہ وبارک وسلم"

دیو بند کے مستند عالم

شیخ الاسلام مدنیؒ

کا امام مہدی علیہ السلام سے متعلق تحریر کردہ

عربی رسالہ کا اردو ترجمہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ و نشھد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وصحبہ و سلم ۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد! تمام مخلوق کے سردار اور تمام مخلوق میں سب سے بہتر ہستی (ان پر اللہ کی کروڑوں نعمتیں و رحمتیں ہوں) کے شہر (مدینہ طیبہ) کے دینی طلباء میں سے سب سے حقیرہ بندہ جو اپنے بے نیاز پروردگار کا امیدوار ہے جسے حسین احمد کہا جاتا ہے۔ خدائے مشفق و مہربان وحدہٗ لاشریک اس کی اور اس کے والدین کی مغفرت فرمائے۔ عرض رساں ہے کہ بعض مجالس علمیہ میں مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر آیا تو کچھ ماہرین علم نے مہدی موعود علیہ السلام سے متعلق وارد حدیثوں کی صحت سے انکار کیا تو مجھے یہ بات اچھی لگی کہ اس موضوع سے متعلق مروی حسن وضعیف روایتوں سے قطع نظر صحیح حدیثوں کو

جمع کر دوں تاکہ لوگ اس سے نفع اٹھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تبلیغ بھی ہو جائے' نیز ان حدیثوں کو جمع وتدوین سے ایک غرض یہ بھی ہے کہ بعض ان مصنفین کے کلام سے لوگ دھوکا نہ کھا جائیں جنہیں علم حدیث سے لگاؤ نہیں ہے جیسے علامہ ابن خلدون وغیرہ۔ یہ حضرات اگرچہ فن تاریخ میں معتمد ومستند ہیں' علم حدیث میں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے۔ میں اس سے پہلے بھی بعض عوام سے مہدی موعود علیہ السلام کے بارے میں مروی احادیث کا انکار سن رہا تھا' لیکن عوام کے انکار سے مجھے ان احادیث کے جمع کرنے کی رغبت نہیں ہوئی تھی' لیکن فضلاء وقت اور علماء زمانہ کو میں نے اس بارے میں متردد دیکھا تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس بلند مقصد کے لیے میں تیار ہو گیا تاکہ یہ دین منیف سے شبہات کے دور کرنے کا ذریعہ بن جائے اور چونکہ کچھ احادیث تو ایسی ہیں جن کی آئمہ حدیث میں سے کسی نہ کسی امام نے ذمہ داری لی ہے اور کچھ ایسی نہیں ہیں' لہٰذا اگر مجھے کوئی ایسی حدیث ملی جس کی صحت کی کسی نہ کسی معتبر امام حدیث نے ذمہ داری لی ہے تو میں اس کے رجال سے تعرض کیے بغیر ذکر کروں گا اور جو حدیث ایسی نہ ہوگی تو میں اس کے رجال کے بارے میں بحث کروں گا۔ پھر اگر رجال صحیحین کے ہوں گے تو میں صرف صحیحین کے ذکر پر اکتفاء کروں گا اور جو رجال صحیحین کے نہ ہوں گے تو پھر میں ان الفاظ توثیق کو لاؤں گا جن کو آئمہ جرح وتعدیل نے ذکر کیا ہوگا۔ امام حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری رحمۃ اللہ پر چونکہ تصحیح احادیث میں تساہل کا الزام ہے اس لیے میں نے صرف ان کی تصحیح کو کافی نہیں سمجھا بلکہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی مستدرک پر جو تلخیص ہے۔ اس پر اعتماد کیا ہے اور حدیث کی صحت پر امام ذہبیؒ نے جرح کی ہے میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے اور جن احادیث کو انہوں نے قبول کیا ہے ان کو میں نے بھی ذکر کیا اور میں نے بہت سی احادیث سند معلوم نہ ہونے کی بناء پر ترک کر دی ہیں۔ جن کو صاحب کنز العمال وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور رواۃ کی تعدیل وتوثیق میں میں نے تہذیب التہذیب اور خلاصۃ التہذیب پر اعتماد کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی مجھے

کافی ہے اور بہترین کارساز ہے۔

امام حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورت ترمذی رحمہ اللہ اپنی کتاب "جامع ترمذی" میں فرماتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا اس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہل بیت علیہم السلام (آل اولاد) میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد) ہوگا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۴۷)

۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے اہل بیت علیہم السلام سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ایک روایت ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسی دن کو دراز کر دیں گے یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی علیہ السلام) خلیفہ ہو جائے۔ (ترمذی جلد ۲ ص ۴۷)

ان دونوں حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ اس مرد اہلبیت علیہم السلام کا قیامت کے آنے سے پہلے خلیفہ ہونا ضروری ہے۔ اس کی خلافت کے بعد ہی قیامت آئے گی۔

) حضرت ام المومنین (یعنی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمانہ قریب میں مکہ معظمہ کے اندر ایک قوم پناہ گزیں ہوگی جو شوکت وحشمت، افرادی قوت اور ہتھیاروں کی طاقت سے تہی دست ہوگی۔ اس سے جنگ کے لیے ایک لشکر (ملک شام سے) سے چلے گا یہاں تک کہ یہ لشکر جب (مکہ و مدینہ کے درمیان) ایک چٹیل میدان میں پہنچے گا تو اسی جگہ زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حضرت عائشہ سے ایک دوسری روایت میں یوں مروی ہے کہ ایک مرتبہ نیند کی

حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک میں (خلاف معمول) حرکت ہوئی تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آج نیند میں آپ سے ایسا کام ہوا جسے آپ نے (اس سے پہلے) کبھی نہیں کیا؟ اس سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا عجیب بات ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ گزیں ایک قریشی (یعنی مہدی علیہ السلام) سے جنگ کے ارادے سے میری امت کے کچھ لوگ آئیں گے اور جب مقام بیداء (یعنی مکہ، مدینہ کے درمیان واقع چٹیل بیابان) میں پہنچیں گے تو زمین میں دھنسا دیے جائیں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تو بہت سے راہ گیر بھی ہو سکتے ہیں (جو اتفاقاً راستہ میں ان کے ساتھ ہو گئے ہوں گے تو انہیں کس جرم میں دھنسا دیا جائے گا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں ان میں کچھ بارادۂ جنگ آنے والے ہوں گے، کچھ مجبور ہوں گے۔ (یعنی زبردستی انہیں ساتھ لے لیا جائے گا) اور کچھ راہ گیر ہوں گے۔ یہ سب کے سب اکٹھے دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت میں ان کا حشر ان کی نیتوں کے لحاظ سے ہوگا۔

مطلب یہ ہے کہ نزول عذاب کے وقت مجرمین کے ساتھ رہنے والے بھی عذاب سے محفوظ نہیں ہوں گے، بلکہ عذاب کی ہمہ گیری میں وہ شامل ہوں گے، البتہ قیامت کے دن سب کے ساتھ معاملہ ان کی نیت وعمل کے مطابق ہوگا (صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۸۸)

(۴) ابونضرہ تابعی بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت جابر بن عبداللہ کی خدمت میں تھے کہ انہوں نے فرمایا قریب ہے وہ وقت جب اہل شام کے پاس نہ دینار لائے جا سکیں گے اور نہ ہی غلہ، ہم نے پوچھا یہ بندش کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رومیوں کی طرف سے۔ پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ میری آخری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ، مہدی علیہ السلام) جو مال لپ بھر بھر کر دے گا۔ اور اسے شمار

نہیں کرے گا۔

اس حدیث کے راوی الجریری کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ) ابونضرہ اور ابوالعلاء سے دریافت کیا۔ کیا آپ حضرات کی رائے میں حدیث پاک میں مذکورہ خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے علاوہ ہوں گے۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۹۵)

تنبیہ:

اوپر مذکورہ ان احادیث میں اگرچہ صراحتاً خلیفہ مہدی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے لیکن دیگر صحیح حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ کعبۃ اللہ میں پناہ لینے والے خلیفہ مہدی علیہ السلام ہی ہوں گے جن سے جنگ کے لیے سفیانی کا لشکر شام سے چلے گا اور جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو دھنسا دیا جائے گا۔ اسی طرح صحیح احادیث میں یہ تصریح موجود ہے کہ بغیر شمار کیے لپ بھر بھر مال عطا کرنے والے خلیفہ مہدی علیہ السلام ہی ہیں اس لیے بلاریب ان حدیثوں میں خلیفہ مہدی علیہ السلام کی طرف واضح اشارہ ہے اور یہ حدیثیں انہی کے متعلق ہیں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن بھی باقی بچے گا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرما دیں گے تاکہ میرے اہلبیت علیہم السلام سے ایک شخص کو پیدا فرمائیں جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (یعنی پوری دنیا میں عدل و انصاف ہی کی حکمرانی ہوگی) جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و زیادتی سے بھری ہوگی۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

(۶) حضرت علی علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اگر زمانہ سے ایک ہی دن باقی رہ جائے گا (جب بھی) اللہ تعالیٰ میرے اہلبیت علیہم السلام میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے معمور کر دے گا

جس طرح وہ (اس سے قبل ہوگی۔ ایضاً)

(۷) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہ کہتی ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی علیہ السلام میری نسل اور فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۸)

(۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی علیہ السلام مجھ سے ہوگا (یعنی میری نسل سے ہوگا) اس کا چہرہ خوب نورانی' چمک دار اور ناک ستواں و بلند ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا' جس طرح پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی (مطلب یہ ہے کہ مہدی (عج فرجہ الشریف) کی خلافت سے پہلے دنیا میں ظلم و زیادتی کی حکمرانی ہوگی اور عدل و انصاف کا نام ونشان تک نہ ہوگا) ایضاً

(۹، ۱۰، ۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ ایک خلیفہ کی وفات کے وقت (نئے خلیفہ کے انتخاب پر مدینہ کے مسلمانوں میں اختلاف ہوگا۔ ایک شخص یعنی مہدی علیہ السلام اس خیال سے کہ کہیں لوگ مجھے خلیفہ نہ بنا دیں مدینہ سے مکہ چلے جائیں گے۔ مکہ کے کچھ لوگ (جو انہیں بحیثیت مہدی علیہ السلام کے پہچان لیں گے) ان کے پاس آئیں گے اور انہیں (مکان سے) باہر نکال کر حجر اسود و مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ان سے بیعت (خلافت) کرلیں گے۔ (جب ان کی خلافت کی خبر عام ہوگی) تو ملک شام سے ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے روانہ ہوگا (جو آپ علیہ السلام تک پہنچنے سے پہلے ہی) مکہ و مدینہ کے درمیان بیداء (چٹیل میدان) میں زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا (اس عبرت خیز ہلاکت کے بعد) شام کے ابدال اور عراق کے اولیاء آکر آپ سے بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں ایک قریشی النسل شخص (یعنی سفیانی) جس کی ننھال قبیلہ کلب میں ہوگی۔ خلیفہ مہدی علیہ السلام اور ان کے

اعوان وانصار سے جنگ کے لیے ایک لشکر بھیجے گا۔ یہ لوگ اس حملہ آور لشکر پر غالب ہوں گے۔ یہی (جنگ) کلب ہے اور خسارہ ہے اس شخص کے واسطے جو کلب سے حاصل شدہ غنیمت میں شریک نہ ہو (اس فتح و کامرانی کے بعد) خلیفہ مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) خوب داد و دہش کریں گے اور لوگوں کو ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلائیں گے اور اسلام مکمل طور پر زمین میں مستحکم ہو جائے گا (دنیا میں پورے طور پر اسلام کا رواج و غلبہ ہوگا) بحالت خلافت مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) دنیا میں سات اور دوسری روایات کے اعتبار سے نو سال رہ کر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔

(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

ضروری وضاحت:

''ابدال'' بدل کی جمع ہے۔ ابدال اولیاء کرام کی اس جماعت کو کہتے ہیں جن کا بدل اللہ تعالیٰ پیدا کرتا رہتا ہے۔ دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی۔ ایک کی وفات ہو جاتی ہے اور دوسرا اس کی جگہ آ جاتا ہے۔ تبادلہ کے اسی غیر منقطع سلسلہ کی بناء پر انہیں ابدال کہا جاتا ہے۔ ابدال کے بارے میں امام سخاویؒ نے ''مقاصد حسنہ'' میں طویل کلام کیا ہے۔ اسی طرح امام سیوطیؒ نے اللآلی المصنوعہ میں مبسوط بحث کی ہے۔ علاوہ ازیں ایک مستقل رسالہ بھی اس موضوع پر لکھا ہے جو ان کے فتاوی الحاوی میں شامل ہے۔ ابدال سے متعلق اگرچہ اکثر روایتیں غیر معتبر اور بے اصل ہیں' لیکن بلا شبہ بعض روایتیں صحیح بھی ہیں چنانچہ پیش نظر روایت صحیح ہے اور اس میں بصراحت ابدال کا ذکر موجود ہے۔ اس لیے جن لوگوں نے اس سلسلہ کی روایتوں کو سرے سے باطل قرار دے دیا ہے۔ ان کا قول صحت سے بعید ہے۔

(۱۲) ابو اسحاق السبیعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے برخوردار

حضرت حسن علیہ السلام کو دیکھتے ہوئے کہا میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے سید کے نام سے منسوب کیا ہے۔ اس کی اولاد میں ایک شخص پیدا ہوگا اس کا نام وہی ہوگا جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے (یعنی اس کا نام محمد ہوگا) سیرت و اخلاق میں (میرے بیٹے) حسن علیہ السلام سے مشابہ ہوگا اور شکل و صورت میں اس کے مشابہ نہ ہوگا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا کہ یہ شخص زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداؤ ج ۲ ص ۵۸۹)

تنبیہ:

''**یشبهه فی الخلق ولا یشبهه فی الخلق**'' کا ترجمہ بعض حضرات نے یہ کیا ہے کہ وہ سیرت و اخلاق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گے اور شکل و صورت میں مشابہ نہیں ہوں گے۔ اس ترجمہ میں یشبھـــہ کی ضمیر مفعول کی نبیؐ کی طرف راجع کیا ہے' لیکن میرے نزدیک یہ ترجمہ درست نہیں ہے کیونکہ ایک حدیث میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے کہ خلیفہ مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) شکل و صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہوں گے۔ اس لیے اس حدیث کے پیش نظر مفعول کی ضمیر کا مرجع بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت حسن علیہ السلام ہی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

(۱۳) حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کے ایک شخص (مہدی عج اللہ فرجہ الشریف) سے رکن حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان اہل بدر کی تعداد کے مثل (یعنی ۳۱۳) افراد بیعت خلافت کریں گے۔ بعد ازاں اس خلیفہ کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال آئیں گے (بیعت خلافت کی خبر مشہور ہو جانے پر) اس خلیفہ کے لیے ایک

لشکر شام سے روانہ ہوگا یہاں تک کہ یہ شہر جب (مدینہ کے درمیان) بیداء میں پہنچے گا تو زمین کے اندر دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد ایک قریشی النسل جس کی نھال کلب میں ہوگی (مراد سفیانی) چڑھائی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے بھی شکست دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت کہا جائے گا آج کے دن وہ شخص خسارے میں رہا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا (مستدرک ج ۴ ص ۴۳۱)

(۱۴) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا محروم وہ شخص ہے جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگرچہ ایک عقال ہی کیوں نہ ہو۔ اس ذات پاک کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے بلاشبہ کلب کی عورتیں (بحیثیت لونڈی کے) دمشق کے راستے پر فروخت کی جائیں گی یہاں تک کہ (ان میں سے) ایک عورت پنڈلی ٹوٹی ہونے کی بناء پر واپس کر دی جائے گی۔ مطلب یہ ہے کہ جو شخص خلیفہ مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) کے زیر قیادت سفیانی کے لشکر سے جس میں غالب اکثریت قبیلہ کلب کے سپاہیوں کی ہوگی جنگ نہیں کرے گا اور ان کے مال کو بطور غنیمت حاصل نہیں کر سکے گا خواہ وہ مال مثل عقال کے معمولی قیمت ہی کا کیوں نہ ہو وہ دین و دنیا ہی کے اندر خسارہ میں رہے گا کہ جہاد کے ثواب سے بھی محروم رہا اور مال غنیمت بھی حاصل نہ کر سکا۔ بعد ازاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلیفہ مہدی علیہ السلام کی کامیابی کی بشارت سنائی کہ ان کا لشکر سفیانی کی فوج پر غالب ہوگا اور ان کی عورتوں کو جو غنیمت میں حاصل ہوں گی فروخت کرے گا۔

(۱۵) عبیداللہ بن القبطیہ بیان کرتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ اور عبداللہ بن صفوان حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے میں بھی ان دونوں حضرات کے ساتھ تھا۔ ان دونوں حضرات نے حضرت ام المومنین سے اس لشکر

کے بارے میں پوچھا جو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب عبدالملک بن مروان بن الحکم نے عبداللہ بن زبیر پر چڑھائی کی تھی۔ حضرت ام سلمہؓ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک پناہ لینے والا حرم خانہ کعبہ میں پناہ گزیں ہوگا تو اس پر ایک لشکر حملہ کے لیے چلے گا اور جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا بعض وہ لوگ جو مجبوراً ان کے ہمراہ ہو گئے ہوں گے (آخر وہ کس جرم میں) دھنسا دیے جائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ بھی ان کے ساتھ ہی دھنسا دیے جائیں گے۔ البتہ قیامت کے دن ان کی نیت و ارادہ کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور تاکید کے دوبارہ فرمایا پناہ لینے والا پناہ لے گا۔ (مستدرک ج ۴ ص ۴۳۹)

(۱۶) حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (دنیا کے) روز و شب ختم نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے اہلبیت علیہم السلام سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام اور ولدیت میرے نام اور ولدیت کے مطابق ہوگی۔ (یعنی اس کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا) جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی (مستدرک ج ۴ ص ۴۴۲)

(۱۷) حضرت ابو ہریرہؓ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص (مہدی علیہ السلام) سے حجر اسود اور مقام ابراہیمؑ کے درمیان بیعت (خلافت) کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمت وہیں کے لوگ پامال کریں گے اور یہ پامالی ہوگی تو اس وقت اہل عرب کی ہمہ گیر ہلاکت ہوگی۔ بعد ازاں حبشی قوم چڑھائی کرے گی اور کعبۃ اللہ کو بالکل ویران کر دے گی۔ اس ویرانی کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ یہی حبشی اس کا (مدفون) خزانہ

نکال کر لے جائیں گے۔ (مستدرک، ج ۴، ص ۴۵۲)

(۱۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا وہ وقت قریب ہے جب کہ عراق والوں کے پاس روپے اور غلہ کے آنے پر پابندی لگا دی جائے گی۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا یہ پابندی کن لوگوں کی جانب سے ہوگی؟ تو انہوں نے فرمایا عجمیوں کی جانب سے۔ پھر کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا وقت قریب ہے جبکہ اہل شام پر بھی پابندی عائد کر دی جائے گی۔ پوچھا گیا یہ رکاوٹ کس کی جانب سے ہوگی؟ فرمایا اہل روم کی جانب سے۔ پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا (یعنی خلیفہ مہدی علیہ السلام) جو لوگوں کو (اموال) لپ بھر بھر کر دے گا اور شمار نہیں کرے گا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے یقیناً (اسلام) اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹے گا۔ یقیناً سارا ایمان مدینہ کی طرف جس طرح ابتداء مدینہ سے ہوئی تھی۔ حتی کہ ایمان صرف مدینہ میں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا مدینہ سے جب بھی کوئی اس سے بے رغبتی کی بناء پر نکل جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے بہتر کو وہاں آباد کر دے گا۔ کچھ لوگ سنیں گے کہ (فلاں جگہ) ارزانی اور باغ وزراعت کی فراوانی ہے تو (مدینہ کا چھوڑ کر) وہاں چلے جائیں گے۔ حالانکہ ان کے واسطے مدینہ ہی بہتر تھا۔ کاش کہ وہ لوگ اس بات کو جانتے۔ (مستدرک، ج ۴، ص ۴۵۶)

(۱۹) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تمہارے خزانہ کے پاس تین شخص جنگ کریں گے۔ یہ تینوں خلیفہ کے لڑکے ہوں گے۔ پھر بھی یہ خزانہ ان میں سے کسی کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔ اس کے بعد مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے اور وہ تم سے اس شدت کے ساتھ جنگ کریں گے کہ اس سے پہلے کسی قوم نے اس قدر شدید جنگ نہ کی ہو

گی (راوی حدیث حضرت ثوبان کہتے ہیں) کہ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کوئی بات بیان فرمائی (جس کو یہ سمجھ نہ سکے) ابن ماجہ کی روایت میں اس جملہ کی تصریح بایں الفاظ ہے "**ثم یجئی خلیفة الله المهدی**" یعنی پھر اللہ کے خلیفہ مہدی کا ظہور ہوگا۔ فرمایا جب تم لوگ انہیں دیکھنا تو ان سے بیعت کر لینا اگرچہ اس بیعت کے لیے برف پر گھسٹ کر آنا پڑے۔ بلاشبہ وہ اللہ کے خلیفہ مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) ہوں گے۔ (مستدرک، ج ۴، ص ۴۶۳)

ضروری وضاحت:

حافظ ابن حجرؒ فتح الباری شرح بخاری ج ۱۳ ص ۸۱ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ اس حدیث مذکور میں خزانہ سے مراد اگر وہ خزانہ ہے جس کا ذکر حضرت ابو ہریرہ کی حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے "**یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من الذهب**" قریب ہے کہ دریائے فرات (خشک ہو کر) سونے کا خزانہ ظاہر کر دے گا تو یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ واقعات ظہور مہدی کے وقت رونما ہوں گے۔

(۲۰) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا دمشق کے اطراف سے سفیانی نامی ایک شخص خروج کرے گا جس کے عام پیروکار قبیلہ کلب کے لوگ ہوں گے یہ جنگ کرے گا، یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا اور بچوں تک کو قتل کرے گا اور اس کے مقابلہ کے لیے قبیلہ قیس کے لوگ جمع ہوں گے۔ سفیانی ان سے بھی جنگ کرے گا اور اس کثرت سے لوگوں کو قتل کرے گا کہ مقتولین سے کوئی وادی خالی نہ بچے گی (اسی دوران) میرے اہلبیت علیہم السلام میں سے ایک شخص کا ظہور حرم میں ہوگا (مراد خلیفہ مہدی علیہ السلام ہیں) سفیانی کو اس کی اطلاع پہنچے گی تو اپنا ایک لشکر ان سے جنگ کے لیے

بھیجے گا۔ اس کا لشکر شکست کھا جائے گا تو سفیانی خود اپنے ہمراہیوں کو ساتھ لے کر چلے گا' یہاں تک جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور بجز ایک مخبر کے کوئی بچہ نہ بچے گا۔ (مستدرک' ج ۴' ص ۵۲۰)

(۲۱) حضرت ابوالطفیل محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ اس شخص نے ان سے مہدی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا؟ تو حضرت علی علیہ السلام نے بر بنائے لطف فرمایا دور ہو' پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا (اور بے دینی کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ) اللہ کے نام لینے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔ (ظہور مہدی علیہ السلام کے وقت) اللہ تعالیٰ ایک جماعت کو ان کے پاس اکٹھا کر دے گا جس طرح بادل کے متفرق ٹکڑوں کو مجتمع کر دیتا ہے اور ان میں یگانگت والفت پیدا کر دے گا۔ یہ نہ تو کسی سے متوحش ہوں گے اور نہ کسی کو دیکھ کر خوش ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ ان کا باہمی ربط و ضبط سب کے ساتھ یکساں ہوگا) خلیفہ مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) کے پاس اکٹھا ہونے والوں کی تعداد اصحاب بدر کی تعداد کے برابر ہوگی یعنی ۳۱۳ افراد پر مشتمل ہوگی۔ اس جماعت کو ایسی (خاص وجزوی) فضیلت حاصل ہوگی۔ نیز اس جماعت کی تعداد اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر ہوگی۔ جنہوں نے طالوت کے ہمراہ نہر (اردن) کو عبور کیا تھا۔ حضرت ابوالطفیل کہتے ہیں کہ محمد بن الحنفیہ نے مجمع سے پوچھا کیا تم اس جماعت میں شریک ہونے کا ارادہ اور خواہش رکھتے ہو۔ میں نے کہا ہاں تو انہوں نے (کعبہ شریف کے) دو ستونوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ مہدی (عجل اللہ فرجہ الشریف) کا ظہور انہیں کے درمیان ہوگا۔ اس پر ابوالطفیل نے فرمایا۔ بخدا میں ان سے تاحیات جدا نہ ہوں گا۔ (راوی حدیث کہتے ہیں) چنانچہ حضرت ابوالطفیل کی وفات مکہ معظمہ ہی میں ہوئی۔ (مستدرک' ج ۴' ص ۵۵۴)

(۲۲) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین ظلم و جور اور سرکشی سے بھر جائے گی۔ بعد ازاں میرے اہلبیت علیہم السلام سے ایک شخص (مہدی) پیدا ہوگا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا (مطلب یہ ہے کہ) خلیفہ مہدی کے ظہور سے پہلے قیامت نہیں آئے گی۔ (مستدرک' ج ۴' ص ۵۵۷)

(۲۳) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مہدی علیہ السلام میری نسل سے ہوگا۔ اس کی ناک ستواں اور بلند' پیشانی روشن اور نورانی ہوگی۔ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح (اس سے پہلے وہ) ظلم و زیادتی سے بھر گئی ہوگی اور انگلیوں پر شمار کر کے بتایا کہ (وہ خلافت کے بعد) سات سال تک زندہ رہے گا۔ (مستدرک' ج ۴' ص ۵۵۷)

(۲۴) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا (اور اس میں فرمایا کہ) وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔

(۲۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری آخری امت میں مہدی علیہ السلام پیدا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس پر خوب بارش برسائے گا اور زمین اپنی پیداوار باہر نکال دے گی۔ اور وہ لوگوں کو مال یکساں طور پر دے گا۔ اس کے زمانہ خلافت میں مویشیوں کی کثرت اور امت میں عظمت ہوگی (وہ خلافت کے بعد) سات سال یا آٹھ سال زندہ رہے گا۔ (مستدرک' ج ۴' ص ۵۵۸)

(۲۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (آخری زمانہ میں) زمین جور و ظلم سے بھر جائے گی تو میری

اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا اور سات سال یا نو سال خلافت کرے گا (اور اپنے زمانہ خلافت میں) زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح اس سے پہلے جور و ظلم سے بھر گئی ہوگی۔ (ایضا)

(۲۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں مہدی علیہ السلام کی بشارت دیتا ہوں جو میری امت میں اختلاف و اضطراب کے زمانہ میں بھیجا جائے گا تو وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ زمین اور آسمان والے اس سے خوش ہوں گے۔ وہ لوگوں کا مال یکساں طور پر دے گا (یعنی اپنے داد و دہش میں وہ کسی کا امتیاز نہیں برتے گا) اللہ تعالیٰ (اس کے دور خلافت میں) میری امت کے دلوں کو استغناء و بے نیازی سے بھر دے گا (اور بغیر امتیاز و ترجیح کے) اس کا انصاف سب کے لیے عام ہوگا وہ اپنے منادی کو حکم دے گا کہ عام اعلان کر دے کہ جس مال کی حاجت ہو (وہ مہدی علیہ السلام کے پاس آجائے اس اعلان پر) مسلمانوں کی جماعت میں سے بجز ایک شخص کے کوئی بھی نہیں کھڑا ہوگا۔ مہدی علیہ السلام اس سے کہے گا' خازن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ مہدی علیہ السلام نے مجھے مال دینے کے لیے تمہیں حکم دیا ہے۔ (یہ شخص خازن کے پاس پہنچے گا) تو خازن اس سے کہے گا اپنے دامن میں بھر لے چنانچہ وہ (حسب خواہش) دامن میں بھر لے گا اور خزانے سے باہر لائے گا تو اسے (اپنے اس عمل پر) ندامت ہوگی اور (اپنے دل میں کہے گا) امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب سے بڑھ کر لالچی اور حریص میں ہی ہوں یا یوں کہے گا۔ میرے ہی لیے وہ چیز ناکافی ہے (اس ندامت پر) وہ مال واپس کرنا چاہے گا۔ مگر اس سے یہ مال قبول نہیں کیا جائے گا اور کہہ دیا جائے گا کہ ہم دے دینے کے بعد واپس نہیں لیتے۔ مہدی عدل و انصاف اور داد و دہش کے ساتھ آٹھ یا نو سال زندہ

رہیں گے۔ ان کی وفات کے بعد زندگی میں کوئی خوبی نہیں ہوگی۔

(۲۸) حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ خلیفہ کی وفات پر اختلاف ہوگا۔ (یعنی اس کی جگہ دوسرے خلیفہ کے انتخاب پر یہ صورت حال دیکھ کر) خاندان بنی ہاشم کا ایک شخص (اس خیال سے کہ کہیں لوگ میرے اوپر بار خلافت نہ ڈال دیں) مدینہ سے مکہ چلا جائے گا (کچھ لوگ اسے پہچان کر کہ یہی مہدی علیہ السلام ہیں) اسے گھر سے نکال کر باہر لائیں گے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان زبردستی اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لیں گے (اس کی بیعت خلافت کی خبر سن کر ایک لشکر مقابلہ کے لیے) شام سے اس کی سمت روانہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جب مقام بیداء میں پہنچے گا تو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس کے پاس عراق کے اولیاء اور شام کے ابدال حاضر ہوں گے اور ایک شخص شام سے (سفیانی) نکلے گا جس کی ننہال قبیلہ کلب میں ہوگی اور اپنا لشکر خلیفہ مہدی کے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سفیانی کے لشکر کو شکست دے دے گا۔ یہی کلب کی جنگ ہے۔ وہ شخص خسارہ میں رہے گا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ پھر خلیفہ مہدی علیہ السلام خزانوں کو کھول دیں گے اور خوب داد و دہش کریں گے اور اسلام پورے طور پر دنیا میں پھیل جائے گا۔ لوگ اسی (عیش و راحت کے ساتھ) سات یا نو سال رہیں گے۔ (یعنی جب تک خلیفہ مہدی حیات رہیں گے لوگوں میں فارغ البالی اور چین و سکون رہے گا۔ مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۵)

(۲۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مہدی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر ان کی مدت خلافت کم ہوئی تو سات برس ہوگی ورنہ آٹھ نو سال ہوگی وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح اس سے پہلے ظلم و جور سے بھری ہوگی (مجمع الزوائد' ج ۲' ص ۳۱۷)

(۳۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
نے فرمایا میری امت میں ایک خلیفہ ہوگا جو لوگوں میں مال لپ بھر بھر کر تقسیم کر
گا اور اس کا شمار نہیں کرے گا (یعنی سخاوت اور دریا دلی کی بنا پر بغیر گنے کثر
سے لوگوں میں عطایا تقسیم کرے گا) اور قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ق
قدرت میں میری جان ہے' البتہ ضرور لوٹے گا (یعنی امر اسلام مضمحل ہو جانے
بعد ان کے زمانہ میں پھر سے فروغ حاصل کرے گا)۔ (مجمع الزوائد ج
ص ۳۱۷)

(۳۱) حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ف
میری امت میں ایک مہدی ہوگا اس کی مدت (خلافت) اگر کم ہوئی تو سا
آٹھ یا نو سال ہوگی۔ میری امت اس کے زمانہ میں اس قدر خوشحال ہوگی ک
خوش حالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) موسلا دھار با
ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار کو اگا دے گی۔ ایک شخص کھڑا ہو کر مال کا س
کرے گا۔ تو مہدی علیہ السلام کہیں گے (اپنی خواہش کے مطابق خزانہ میں جا
خود لے لو۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۳۱۷) (۳۲'۳۳) حضرت علی علیہ السلام
مرفوعاً وموقوفاً مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی
السلام میرے اہلبیت علیہم السلام سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ہی ر
میں صالح بنا دے گا (یعنی اپنی توفیق وہدایت سے ایک ہی شب میں ولایت
اس بلند مقام پر پہنچا دے گا جہاں وہ پہلے نہیں تھے۔) (مصنف ابن ابی شیبہ
ص ۱۹۷)

(۳۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا ختم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اہلبیت علیہم ا
میں سے ایک شخص (مراد مہدی علیہ السلام ہیں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام

اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام کے مطابق ہوگا (یعنی اس کا نام بھی محمد
بن عبداللہ ہوگا۔) (مصنف ابن ابی شیبہ' ج ۱۵ ص ۱۹۷)

(۳۵) حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے گا
(تو اللہ اسی کو اتنا طویل اور دراز کر دے گا اور) میرے اہلبیت علیہم السلام میں
سے ایک شخص (مہدی علیہ السلام) کو پیدا کرے گا جو دنیا کو عدل وانصاف سے بھر
دے گا جس طرح وہ (اس سے پہلے) ظلم سے بھری ہوگی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ'
ج ۱۵' ص ۱۹۸)

(۳۶) امام مجاہد (مشہور تابعی) ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ
انہوں نے کہا "نفس زکیہ" کے قتل کے بعد ہی خلیفہ مہدی عج فرجہ الشریف کا ظہور
ہوگا۔ جس وقت نفس زکیہ قتل کر دیے جائیں گے تو زمین وآسمان والے ان قاتلین
پر غضب ناک ہوں گے۔ بعد ازاں لوگ مہدی فرجہ الشریف کے پاس آئیں گے
اور انہیں دلہن کی طرح آراستہ وپیراستہ کریں گے اور میری زمین کو عدل وانصاف
سے بھر دیں گے (ان کے زمانہ خلافت میں) زمین اپنی پیداوار کو اگا دے گی اور
آسمان خوب برسے گا اور ان کے دور خلافت میں امت اس قدر خوش حال ہوگی
کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ (مصنف ابن شیبہ' ج ۱۵' ص ۱۹۸)

ضروری تنبیہ:

ایک نفس زکیہ محمد بن عبداللہ بن حسین بن علی بن ابیطالب علیہم السلام ہیں جنہوں
نے خلیفہ منصور عباسی کے خلاف ۱۴۵ھ میں خروج کیا تھا اور شہید ہوئے تھے۔ حدیث بالا
میں مشہور نفس زکیہ سے مراد یہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک دوسرے بزرگ ہیں جو آخر زمانہ میں
ہوں گے اور ان کی شہادت کے فوراً بعد مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ شیخ محمد بن

عبدالرسول البرزنجی نے اپنی مشہور تالیف ''الاشاعۃ لاشراط الساعۃ'' میں یہ بات بصراحت تحریر کی ہے۔

(۳۷) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک شخص (یعنی مہدی علیہ السلام) سے حجرا سود اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان بیعت کی جائے گی اور کعبہ کی حرمت وعظمت اس کے اہل ہی پامال کریں گے اور جب اس کی حرمت پامال کردی جائے گی تو پھر عرب کی تباہی کا حال مت پوچھو (یعنی ان پر اس قدر تباہی آئے گی جو بیان سے باہر ہے) پھر حبشی چڑھائی کر دیں گے اور مکہ معظمہ کو بالکل ویران کر دیں گے اور یہی کعبہ کے (مدفون) خزانہ کو نکالیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ' ج ۱۵' ص ۱۹۹)

تشریح:

مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک اہل حبشہ تم سے جنگ نہ کریں تو بھی ان سے نہ لڑو کیونکہ خانہ کعبہ کا خزانہ وہ چھوٹی پنڈلیوں والا نکالے گا۔ اس مضمون کی دیگر صحیح حدیثیں بھی موجود ہیں۔ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی قدس سرہ' اپنے رسالہ ''قیامت نامہ'' میں لکھتے ہیں کہ جب سارے ایماندار جہان سے اٹھ جائیں گے، تو حبشیوں کی چڑھائی ہوگی اور ان کی سلطنت ساری روئے زمین پر پھیل جائے گی۔ وہ کعبہ کو ڈھاڈالیں گے اور حج موقوف ہو جائے گا۔ (ترجمہ قیامت نامہ' ص ۲۲' از مولانا محمد ابراہیم دانا پوریؒ)

(۳۸) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کا (اس وقت خوشی سے) کیا حال ہوگا جب تم میں عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام علیہ السلام میں موجود ہو گا۔ (صحیح بخاری' ج ۱' ص ۴۹۰)

(۳۹) حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت قیام حق کے لیے کامیاب جنگ قیامت تک کرتی رہے گی۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں ان مبارک کلمات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے (اس وقت) امامت نہیں کروں گا۔ تمہارا بعض بعض پر امیر ہے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت امامت سے انکار فرمادیں گے) اس فضیلت وبرتری کی بناء پر جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کی ہے۔ (صحیح مسلم' ج ۱' ص ۸۷)

تشریح:

مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے اور امام خود عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہوں گے بلکہ امت کا ایک فرد یعنی مہدی ہوں گے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر بحوالہ مناقب الشافعی از امام ابوالحسین آبری لکھتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث متواتر ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نماز خلیفہ مہدی کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ (فتح البخاری' ج ۶' ص ۴۹۳)

(۴۰) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے تو امت کے امیر مہدی علیہ السلام ان سے عرض کریں گے آگے تشریف لائیے اور نماز پڑھائیے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا بعض بعض پر امیر ہے۔ اس فضیلت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے اس امت کو مرحمت فرمائی ہے۔ (المنار المنیف ۱۴۷ بحوالہ مسند ابی اسامہ)

تشریح:

اس حدیث میں امام علیہ السلام کے بارے میں تصریح آ گئی کہ وہ خلیفہ مہدی عج

اللہ فرجہ الشریف ہوں گے۔ لہذا بخاری شریف و مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں بھی امام اور امیر سے مراد خلیفہ مہدی ہی ہیں۔

(۴۱) حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین کے کمزور ہو جانے کی صورت میں دجال نکلے گا اور دجال سے متعلق تفصیلات بیان کرنے کے بعد فرمایا بعد ازاں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) اتریں گے اور بوقت سحر (یعنی صبح صادق سے پہلے) آواز دیں گے کہ اے مسلمانو! تمہیں اس جھوٹے خبیث سے مقابلہ کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ تو لوگ کہیں گے کہ یہ کوئی جنات ہے۔ پھر آگے بڑھ کر دیکھیں گے تو انہیں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نظر آئیں گے۔ پھر نماز فجر کے لیے اقامت ہوگی تو ان کا امیر کہے گا اے روح اللہ امامت کے واسطے آگے تشریف لایئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تمہارا امام ہی تمہیں نماز پڑھائے۔ جب لوگ نماز سے فارغ ہو جائیں گے تو (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں) دجال سے مقابلہ کے لیے نکلیں گے۔ دجال جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو (مارے خوف کے) نمک کی طرح پگھلنے لگے گا۔

(۴۲) حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مہدی عج اللہ فرجہ الشریف کے زمانے میں میری امت اس قدر خوشحال ہوگی کہ ایسی خوشحالی اسے کبھی نہ ملی ہوگی۔ آسمان سے (حسب ضرورت) بارش ہوگی اور زمین اپنی تمام پیداوار اگا دے گی۔ (مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۱۷)

(۴۳) حضرت ابوامامہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس میں ہے کہ ایک صحابیہ ام شریک بنت ابی العکر رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب اس وقت کہاں ہوں گے (مطلب یہ ہے کہ اہل عرب دین کی حمایت میں مقابلے کے لیے کیوں سامنے نہیں

آئیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عرب اس وقت کم ہوں گے اور ان میں سے بھی اکثر بیت المقدس (یعنی شام) میں ہوں گے اور ان کا امام و امیر ایک رجل صالح (مہدی عج اللہ فرجہ الشریف) ہوگا۔ جس وقت ان کا امام فجر کے لیے آگے بڑھے گا۔ اچانک عیسیٰ علیہ السلام اس وقت (آسمان سے) اتریں گے۔ امام علیہ السلام پیچھے ہٹے گا تا کہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں۔ عیسیٰ علیہ السلام امام کے مونڈھوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے آگے بڑھو اور نماز پڑھاؤ کیونکہ تمہارے ہی لیے اقامت کہی گئی ہے تو امام علیہ السلام لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ (سنن ابن ماجہ ۳۰۷، ۳۰۸)

(۴۴) حضرت علیہ السلام عثمان ابو العاص رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عیسیٰ علیہ السلام نماز فجر کے وقت (آسمان سے) اتریں گے تو مسلمانوں کا امام علیہ السلام ان سے عرض کرے گا۔ اے روح اللہ آگے تشریف لایئے اور نماز پڑھایئے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ اس امت کا بعض بعض پر امیر ہے تو مسلمانوں کا امیر آگے بڑھے گا اور نماز پڑھائے گا۔ (المستدرک ج ۴، ص ۴۷۸۔ مجمع الزوائد ج ۷، ص ۳۴۲)

تشریح:

عیسیٰ علیہ السلام اس دن کی نماز فجر اس وقت امام علیہ السلام کی اقتداء میں ادا کریں گے۔ اس کے بعد پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی امامت کے فرائض انجام دیں گے جیسا کہ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔

(۴۵) حضرت علی علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں فتنے برپا ہوں گے۔ ان فتنوں سے لوگ اس طرح چھنے جائیں گے جس طرح سونا کان سے چھانٹا جاتا ہے (یعنی فتنوں کی کثرت

کی وجہ سے پختہ مومن ہی ایمان پر ثابت رہیں گے) لہذا تم لوگ اہل شام کو برا بھلا مت کہو بلکہ ان میں جو لوگ برے ہیں ان کو برا بھلا کہو اس لیے کہ اہل شام میں اولیاء بھی ہیں۔ عنقریب اہل شام پر آسمان سے سیلاب آئے گا (یعنی آسمان سے موسلا دھار بارش ہوگی جو سیلاب کی شکل اختیار کر لے گی) جو ان کی جماعت کو غرق کر دے گا (اس سیلاب کی بناء پر ان کی حالت اس قدر کمزور ہو جائے گی کہ) اگر ان پر لومڑی حملہ کر دے تو وہ بھی غالب آ جائے گی۔ اسی (انتہائی فتنہ و ضعف کے زمانہ میں) میرے اہل بیت علیہم السلام سے ایک شخص (مہدی عج اللہ فرجہ الشریف) تین جھنڈوں میں ظاہر ہوگا (یعنی ان کا لشکر تین جھنڈوں پر مشتمل ہوگا) اس کے لشکر کو زیادہ تعداد میں بتانے والے کہیں گے ان کی تعداد پندرہ ہزار ہے اور کم بتانے والے اسے بارہ ہزار بتائیں گے۔ اس لشکر کا علامتی کلمہ امت امت ہو گا یعنی جنگ کے وقت اس کے سپاہی لفظ امت امت کہیں گے تا کہ اس کے آدمی یہ سمجھ جائیں گے کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔ عام طور پر جنگوں کے موقع پر اس طرح کے الفاظ باہم طے کر لیے جاتے تھے۔ بطور خاص شب خون کے موقعوں پر اس اصطلاح کا استعمال اہم سمجھا جاتا تھا تا کہ لاعلمی میں آپنے آدمی کے ہاتھوں اپنا ہی آدمی نہ مار دیا جائے۔ ویسے امت امت کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ! دشمنوں کو موت دے یا اے مسلمانو! دشمنوں کو مارو۔ مسلمانوں کا یہ لشکر سات جھنڈوں پر مشتمل لشکر کے مدمقابل ہوگا۔ جس میں ہر جھنڈے کے تحت لڑنے والا سربراہ ملک اور سلطنت کا طالب ہوگا (یعنی یہ لوگ ملک و سلطنت حاصل کرنے کی غرض سے مسلمانوں سے جنگ کریں گے) اللہ تعالی ان سب کو (مسلمانوں کے لشکر کے ہاتھوں) ہلاک کر دے گا (نیز) اللہ تعالی مسلمانوں کی جانب ان کی باہمی یگانگت و الفت، نعمت و آسودگی لوٹا دے گا اور ان کے قریب و دور کو جمع کر دے گا۔ (مجمع ...ے، ص ۳۱۷۔ المستدرک، ج ۴، ص ۵۵۳)

(۴۶) ام المومنین ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو مہدی کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا مہدی (عج اللہ فرجہ الشریف) حق ہے۔ (یعنی ان کا ظہور برحق اور ثابت ہے) اور وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا۔ (المستدرک، ج ۴، ص ۵۵۷)

❁❁❁

پیش لفظ

ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد سے دنیائے اسلام میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے عقیدے کے متعلق خاص توجہ پیدا ہوئی ہے۔ آپ سے متعلق معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں' آپ کی حکومت کے بارے میں باتیں ہو رہی ہیں' احادیث کا مطالعہ شروع کیا گیا ہے' آپؑ کی آمد کی کیفیت کے متعلق سوالات کیے جاتے ہیں اور موجودہ دور کے ساتھ ان احادیث کی تطبیق کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے بلکہ امریکی جاسوسی ادارے کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ اس ادارے نے حضرت امام مہدیؑ کے متعلق اپنی فائل مکمل کر لی ہے کہ جس میں تمام تر علامات اور نشانیاں موجود ہیں اور اب وہ فقط اس انتظار میں ہیں کہ کب امام مہدیؑ تشریف لے آتے ہیں' صرف آپؑ کی شکل وصورت دیکھنا باقی رہ گیا ہے آپ اس بات سے اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ غیر مسلم اقوام بھی اس مسئلہ پر خاص توجہ دے رہی ہیں۔

اس دور میں ایک بڑا واقعہ جو عقیدہ حضرت امام مہدیؑ سے متعلق رونما ہوا وہ مکہ معظمہ میں ۱۴۰۰ھ میں محمد عبداللہ قرشی کی قیادت میں انقلاب ہے کہ جب اس کے انصار و مددگار مکہ میں حرم پر قابض ہو جاتے ہیں اور محمد عبداللہ قرشی کا معاون خصوصی ''جہیمان'' مسلمانوں کو محمد عبداللہ قرشی کی طرف اس اعلان کے ساتھ دعوت دیتا ہے کہ یہی وہ مہدیؑ منتظر ہیں کہ جن کی بشارت رسولؐ اللہ نے دی تھی۔ کئی روز تک حرم مطہر پر ان کا قبضہ رہا' اور سعودی انتظامیہ ان سے حرم خالی نہ کرا سکی۔ بالآخر انہیں فرانس سے خاص کمانڈوز کا ایک دستہ طلب کرنا پڑا۔

اسی طرح عقیدہ امام مہدیؑ سے براہ راست متعلق تبلیغاتی حوالے سے سب سے بڑا کام وہ فلم ہے کہ جو ہمارے دشمنوں نے ان آخری سالوں میں مسلسل تین مہینے اپنے ٹیلی ویژن سے نشر کی ہے۔ یہ فلم فرانسیسی طبیب اور نجومی (میشیل نیسٹراڈیمس (Meshel Nastradamus) کی زندگی کی کہانی ہے جو تقریباً پانچ صدی قبل گزرا ہے۔ یہ فلم اس کی مستقبل کے بارے میں پیشین گوئیوں پر مشتمل ہے۔ ان پیشین گوئیوں میں سب سے اہم یہ ہے کہ حضرت محمدؐ کا نواسہ مکہ معظمہ سے خروج کرے گا اور جدید زمین (جدید زمین سے مراد امریکہ ہے) پر ایک بڑے شہر یا تمام بڑے شہروں کو تباہ کرے گا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس فلم کے بنانے کے پیچھے یہودی لابی اور امریکی جاسوسی ادارے کا ہاتھ تھا۔ اس فلم کے بنانے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ امریکی اور یورپی اقوام کو ایران اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لیے آمادہ کریں۔ کیونکہ ان کی طرف سے مغربی تہذیب بلکہ ان کے وجود کو خطرہ لاحق ہے۔ خاص طور سے اگر ہم اس فلم کے اختتام پر توجہ کریں کہ جسے ''نیسٹراڈیمس'' کی پیشین گوئیوں میں اضافہ کر کے دکھایا ہے کہ جب یورپ شکست کھا جائے گا' پورا یورپ سقوط کر جائے گا اور یورپ میں امریکی نصب شدہ میزائل تباہ ہو جائیں گے تو پھر امریکہ روس سے اتحاد کرے گا تا کہ امام مہدیؑ اور ان کے لشکر کا مقابلہ کر سکے اور اس مقابلہ میں امریکہ کو کامیابی حاصل ہوگی۔

باوجود خود اس کتاب کی علمی حیثیت قابل بحث ہے کیونکہ مصنف نے اس کتاب کو قدیم فرانسیسی زبان میں لکھا ہے کہ جس کا اسلوب رمزی اور مبہم ہے اور جس کی کئی تاویلیں ہو سکتی ہیں۔ میرے (مولف) نزدیک زیادہ واضح بات یہ ہے کہ اس کتاب کا مصنف حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں جو کچھ اسلامی کتب میں موجود ہے' خود ان سے مطلع ہوا اور اس نے ان معلومات کو کتاب کی شکل میں جمع کر دیا یا پھر کسی مسلمان عالم سے اس نے براہ راست یہ معلومات حاصل کی ہوں گی کیونکہ مصنف نے اٹلی جنوبی

فرانس بلکہ اندلس تک کا سفر کیا ہے لیکن اس کی کتاب کو انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد لاکھوں کی تعداد میں شائع کیا گیا جس میں اس کتاب کی کئی تفاسیر اور شرحیں بھی شامل ہیں۔

بعدازاں اسی کتاب کے مندرجات پر مشتمل ایک فلم بنائی گئی (یہ فلم انگریزی زبان میں ہے) اور اس کا نام ہے The Man Who Saw Tomorrow۔ اور پھر کروڑوں امریکی اور یورپی باشندوں کے لیے ٹیلی ویژن پر اسے دکھایا گیا۔ سوال تو یہ ہے کہ یورپین نہ حضرت امام مہدیؑ کے عقیدے کے قائل ہیں نہ ہی نیسٹراڈیمس کی پیشین گوئیوں پر ان کا کوئی عقیدہ ہے بلکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ اسلامی لہر اور دین کے پھیلاؤ' ان کی تہذیب وثقافت کے لیے خطرہ ہے اور دنیا کی اقوام پر جو ان کا ظالمانہ غلبہ اور تسلط ہے اسے خطرہ ہے۔ اس لیے وہ اپنی اقوام کو اس خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے کہ تمہارا وجود خطرہ میں ہے ہر ذریعہ تبلیغ استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی اقوام کو یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ ایران' مصر' مکہ اور دوسرے مسلمان ممالک سے بیداری کی جو لہر اٹھی ہے وہ تمہارے وجود کو ختم کر دے گی اس طرح وہ اپنے تمام ظالمانہ اقدامات کی تائید اپنی عوام سے لینا چاہتے ہیں تا کہ انقلاب اسلامی کو اس ملک یا دوسرے ممالک میں پھیلنے نہ دیں اور اسے ختم کر سکیں۔

یہودی اس مسئلہ کے سلسلے میں مغربی اقوام کو ڈراتے ہیں کہ یہ اسلامی لہر ان کے لیے خطرناک ہے اور وہ (یہودی) ایک دفاعی دیوار ہیں اور تمہارے (مغربی اقوام) دفاع کے لیے ہر وقت اور ہر جگہ مصروف عمل ہیں اور اپنی دفاعی لائن اسرائیل کو اہمیت دو۔

پس ہمارے دشمن مجبور ہیں کہ وہ عقیدہ امام مہدیؑ کی نشرواشاعت کریں تا کہ اپنی اقوام کو مقابلہ کے لیے تیار کر سکیں۔ اس پروپیگنڈا کو وہ فلم و کتاب کے ذریعے پھیلا رہے ہیں۔ جب کوئی مسلمان ان سے یہ بات سنتا ہے تو اس کا اشتیاق بڑھتا ہے خصوصاً جب وہ فلم میں دیکھتا ہے کہ امام مہدیؑ اپنے بڑے بڑے جرنیلوں کے ہمراہ آپریشن روم

میں بیٹھ کر تمام عالم کفر کے ساتھ جنگ کی ہدایات دے رہے ہیں اور حجاز کے صحرا سے بڑے بڑے میزائل چھوڑے جا رہے ہیں جو کفر کے مرکز میں گر رہے ہیں اور تباہی مچا رہے ہیں اور امریکی اور یورپی استعمار کو نابود کیا جا رہا ہے۔

عقیدہ حضرت امام منتظرؑ ہماری روح ان پر فدا ہو کے بارے میں یہ انعکاسات حقیقت میں ایک صدا کی بازگشت ہیں۔ بہرحال یہ صدا' آواز اور عظیم عمل جو اس مسئلہ سے متعلق ہے وہ یہ عظیم انقلاب اسلامی ہے جو ایران میں قائم ہوا ہے اور امام مہدیؑ کے نام سے اور اسلام کے نام پر قائم ہوا ہے تا کہ عوام کو حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے لیے آمادہ کر سکیں۔ پھر اس کی چنگاری ہر جگہ شعلہ بن کر بھڑک رہی ہے اور تمام اسلامی ممالک میں اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔

ایران میں ہمیں حضرت امام مہدیؑ کے حاضر رہنے کا احساس ہوتا ہے۔ انقلاب کے تمام قائدین' علماء سب کا یہ اعلان ہے کہ حقیقی قائد حضرت امام مہدیؑ ہیں۔ امام خمینیؒ ان کے وکیل اور نائب ہیں اور وہ حضرت امام مہدیؑ کا نام بڑی عزت و احترام سے لیتے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ ہماری جانیں ان کے (امامؑ کے) قدموں کی خاک پر قربان ہوں۔ یہ ملک ان کا ہے ہم صرف امین ہیں اور یہ ملک اس کے اصل مالک کے سپرد کر دیں گے۔

ایرانی عوام کے دلوں میں ان کے نعروں میں' ان کی سڑکوں اور گھروں غرض ہر جگہ امام مہدیؑ کا تصور با آسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ افراد جن کے دل امام مہدیؑ کی زیارت کے شوق میں گریاں نظر آتے ہیں وہ اپنے خوابوں میں امام مہدیؑ کی زیارت کرتے ہیں اور بیداری کے عالم میں میدان جنگ میں فرشتوں کو دیکھتے ہیں۔ راہ قدس میں امام مہدیؑ کی زیارت سے مشرف ہونے کا اشتیاق رکھتے ہیں اور اسی شوق میں آگے بڑھتے ہیں۔

جو مقام و منزلت شیعوں اور عام مسلمانوں کے دلوں میں حضرت امام مہدیؑ کے

لیے ہے وہ روئے زمین پر کسی دوسری شخصیت کے لیے نہیں ہے۔ یہ تعلق اور محبت' احترام و عزت اور بڑھے گا اور اس میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اسی شخصیت کے ہاتھوں اپنے وعدے کو پورا کرے گا اور اپنے دین کو غلبہ عطا کرے گا۔ (انشاء اللہ!)

چند سال قبل میں نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "الممهدون للمهدی" ہے۔ اس کتاب میں وہ احادیث جمع کی گئی ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کی آمد کے لیے زمین کون ہموار کرے گا۔ فارس' سلمانؓ کی قوم کے لوگ اور اہل خراسان قیام کریں گے۔ سرزمین مشرق پر فارسیوں کے ہاتھوں انقلاب برپا ہوگا۔ یہ کتاب کافی مقبول بھی ہوئی اور کئی ممالک میں اسے نشر بھی کیا گیا لیکن اس کے ذریعے مسلمانوں کی امام مہدیؑ کے بارے میں تشنگی بجھی نہیں اور تمام معلومات حاصل نہیں ہوئیں خصوصاً آپؑ کے ظہور کے دور کے بارے میں کیونکہ عوام چاہتے ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ کی واضح اور روشن تصویر پیش کی جائے نہ ایسا اختصار ہو کہ اس میں مطلب گم ہو جائے اور نہ اتنا طول کہ اکتاہٹ محسوس ہونے لگے۔ علمی بحث بھی زیادہ ضروری نہیں ہے کیونکہ اس پہلو پر علماء بزرگان کی کتابیں موجود ہیں اور آئندہ بھی یہ انھی کی ذمہ داری ہے۔ حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں علم اور تحقیق کے حوالے سے وسیع پیمانے پر بحث کرنے کی ضرورت ہے کہ آپ کے متعلق جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں انہیں موضوعات اور تعداد کے تحت لایا جائے کہ جو ابتدائی مصادر اور منابع میں موجود ہیں اور جن کی تعداد تقریباً ۵۰ ہے۔ ان میں سے کچھ مخطوط ہیں اور کچھ مطبوع ہیں۔ یہ ان مصادر اور منابع کے علاوہ ہیں جو دوسرے درجے میں ہیں اور جنہیں درمیانی یا آخری دور کے علماء نے تحریر کیا ہے۔ اگر اس قسم کی معجم فہرست تیار کر دی جائے تو اس سے نہ صرف طالب علموں بلکہ علماء کے لیے بھی بہت فائدہ ہوگا اور وہ کسی بھی موضوع پر احادیث کی طرف بآسانی رجوع کر کے مطالب بیان کر سکیں گے۔ اس تجویز کو موسسہ معارف اسلامیہ قم نے قبول کر لیا ہے اور حضرت امام مہدیؑ کے متعلق سو سے زائد مصادر اور منابع کا

استخراج مکمل کر لیا ہے۔ یہ معجم احادیث امام مہدیؑ پر مشتمل ہے۔ مصادر اور مدارک کے ساتھ جن کا نام مع صفحہ نمبر موجود ہے۔ اس کے بعد معجم موضوعات امام مہدیؑ' معجم الفاظ الاحادیث' معجم الاعلام والامکنہ پر مشتمل کتابیں انشاء اللہ تعالیٰ آئیں گی۔

پس موجودہ کتاب کا مقصد اور ہدف یہ ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کے زمانے اور آپ کی مقدس تحریک کی اجمالی صورت پیش کی جائے۔ جسے ہم نے قرآن اور احادیث سے سمجھا ہے۔ میں نے یہ کوشش کی ہے کہ تمام احادیث کو براہ راست خود ان کے اصلی مصادر اور مدارک سے دیکھوں۔ درمیان والے حوالے پر اعتماد نہ کروں اور اکثر احادیث میں ایک یا دو مدارک کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے کیونکہ اس کتاب کی غرض یہ ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کے زمانہ ظہور اور آپ کی تحریک کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر دیا جائے۔ ہدف احادیث کے مدارک اور ان کی صحت و عدم صحت میں نہیں ہے۔

امید کرتا ہوں کہ یہ کتاب ''عصر ظہور'' اسلام اور ان مسلمانوں کے لیے جو اپنے قائد اور رہبر کے پرشوق انتظار میں ہیں' ایک خدمت ہو۔

علی الکورانی

قم المشرفہ ۲۴ شوال ۱۴۰۷ھ

زمانہ ظہور مہدیؑ

قرآن مجید ہر دور اور ہر نسل کے لیے ہمارے نبیؐ کا ہمیشہ زندہ رہنے والا معجزہ ہے جس کے ساتھ ساتھ حضورؐ کے لیے پیش آنے والے معجزات میں سے ایک خبر آپؐ نے انسانیت' اسلام اور مسلمانوں کی زندگی اور مستقبل کے متعلق یوں بیان فرمائی ہے کہ ''ایسا زمانہ موعودہ آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کر دے گا چاہے مشرک وکافر اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں''۔

اس کتاب کا موضوع دورِ غلبہ اسلام ہے جو کہ عہد ظہور امام مہدی علیہ السلام ہے اور ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے جس کا ذکر سینکڑوں احادیث نبویؐ میں بشارت کے عنوان سے ہوا ہے۔ تمام مسلمانوں نے اپنے مذہبی اختلافات کے باوجود ان احادیث کو اپنی صحاح میں درج کیا ہے۔ اگر ہم احادیث نبویؐ کے ساتھ آئمہ اہلبیت علیہم السلام کی احادیث کو بھی ملا دیں تو یہ احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔ اگرچہ انہوں (اہل بیت علیہ السلام) نے ہر حدیث کی نسبت نبیؐ کی طرف نہیں دی ہے لیکن اس طرف متعدد بار اشارہ فرمایا ہے کہ جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں اسے انہوں نے اپنے آباء واجداد سے لیا ہے جنہوں نے ان احادیث کو نبی اکرمؐ سے لیا ہے۔

یہ احادیث ظہور کے دور کا خاکہ اور خاص طور سے ظہور کے علاقے اور منطقے کے متعلق جو کچھ بتاتی ہیں وہ یہ کہ ظہور کا علاقہ یمن' حجاز' ایران' عراق' ملک شام' فلسطین' مصر

اور یورپی علاقے ہیں۔ ان احادیث میں بڑے بڑے واقعات و حادثات کا تذکرہ علاقوں اور اشخاص تک کے نام مفصل بیان کیے گئے ہیں۔ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ پوری دقت کے ساتھ تسلسل کو مدنظر رکھتے ہوئے وضاحت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑوں اور ان سب کا خلاصہ پیش کیا ہے تاکہ یہ تمام باتیں ہمارے عوام کی دسترس میں آجائیں۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے میں اس کے عمومی اور تصویری خاکے کا خلاصہ پیش کرتا ہوں۔

احادیث شریفہ یہ بتاتی ہیں کہ علاقائی اور عالمی واقعات کے بعد امام مہدیؑ کے ظہور کی تحریک کا آغاز مکہ مکرمہ سے ہوگا۔ عالمی سطح پر روم (مغرب والے یا مغربیوں) اور ترکوں یا ان کے بھائیوں کے درمیان جنگ ہوگی۔ یہاں تک کہ نوبت عالمی جنگ تک پہنچ جائے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد روس ہے جیسے کہ احادیث میں بھی ہے۔

منطقہ اور علاقہ کے حوالے سے امام مہدیؑ کی دو حامی خاص حکومتیں ایران اور یمن میں قائم ہوں گی۔ بہرحال آپؑ کے ایرانی حامی اور انصار آپؑ کے ظہور سے کچھ عرصہ قبل حکومت قائم کریں گے اور ایک بڑی جنگ میں داخل ہوں گے اور اس میں کامیاب ہوں گے۔ امامؑ کے ظہور سے قبل دو شخصیتیں ظاہر ہوں گی (۱) سید خراسانی جو قائد ہوگا (۲) شعیب بن صالح' جو افواج کا کمانڈر ہوگا اور یہ دو افراد ظہور مہدیؑ کی تحریک میں بہت بڑا کردار ہوں گے۔

آپ کے یمنی انصار و مددگار آپ کے ظہور سے چند ماہ قبل انقلاب قائم کریں گے اور حجاز کے سیاسی خلاء کو پر کریں گے اور ظہور مہدیؑ کی تحریک میں بھی مدد دیں گے۔

اس سیاسی خلا کا سبب حجاز میں آل فلاں سے بیوقوف (سفیہ) بادشاہ کا قتل ہوگا جس کا نام ''عبداللہ'' ہوگا اور حجاز کا آخری بادشاہ ہوگا۔ اس کے بعد اس کے جانشین کے سلسلے میں ان لوگوں میں اختلاف ہو جائے گا اور یہ اختلاف ظہور امامؑ تک جاری رہے

گا۔'' آگاہ ہو جاؤ کہ جب عبداللہ مر جائے گا تو اس کے بعد لوگ کسی ایک پر جمع نہ ہوں
گے اور یہ معاملہ بغیر آپؑ کے ظہور کے ختم نہ ہوگا۔ سالوں کی بادشاہت مہینوں اور دنوں
کی رہ جائے گی۔ ابوبصیر کہتا ہے: میں نے پوچھا کہ کیا یہ لمبا معاملہ ہوگا تو امام نے
جواب میں فرمایا کہ ہرگز نہیں''۔

اس بادشاہ کے قتل کے بعد حجاز کے قبائل میں جنگ ہوگی اور ''ظہور کی نشانیوں
میں سے ایک یہ ہے کہ حرمین کے درمیان ایک واقعہ اور حادثہ پیش آئے گا۔ راوی کہتا
ہے میں نے پوچھا کہ یہ واقعہ کیا ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا کہ دونوں حرموں کے درمیان
تعصب کی آگ بھڑک اٹھے گی اور فلاں کی اولاد سے فلاں شخص پندرہ دنبے ذبح کرے
گا'' یعنی ایک شخص اپنے مخالف قبیلے کی پندرہ شخصیات' پندرہ رہبروں یا مشہور رہبر اور
لیڈر کے پندرہ بیٹوں کو قتل کرے گا۔

اس انداز میں ظہور امامؑ کی نشانیاں ظاہر ہونے لگیں گی۔ جن میں سب سے
بڑی نشانی یہ ہے کہ ۲۳ ماہ رمضان کو آپؑ کے نام کی آواز آسمان سے آئے گی۔ سیف
بن عمیرہ کہتا ہے کہ میں ابوجعفر منصور کے پاس تھا تو اس نے بات کی ابتداء کرتے ہوئے
کہا کہ اے سیف بن عمیرہ! ضروری ہے کہ آسمان سے ندا دینے والا ایک مرد کے نام کی
ندا دے جو کہ اولاد ابوطالب میں سے ہوگا۔ تو میں نے کہا اے امیر المومنین! میں آپ
کے قربان جاؤں کیا آپ اس کی روایت کرتے ہیں تو اس نے کہا ہاں! قسم ہے اس کی
جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میرے کانوں نے یہ سنا ہے۔ تو میں نے کہا اے
امیر المومنین! میں نے یہ حدیث اس سے پہلے نہیں سنی ہے۔ تو اس نے کہا کہ اے سیف!
یہ برحق حدیث ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم اس آواز پر لبیک کہنے والے پہلے ہوں گے۔
آگاہ رہو کہ یہ آواز ہمارے چچا کی اولاد میں سے ایک کے بارے میں ہے۔ تو میں نے
کہا کہ کیا یہ مرد فاطمہ علیہا السلام کی نسل سے ہوگا تو اس نے کہا ہاں! فاطمہؑ کی نسل سے
ہی ہوگا۔ اور اگر میں نے اس کو ابوجعفر محمد بن علی علیہا السلام سے نہ سنا ہوتا اور تمام روئے

زمین والے مجھے اس کے بارے میں بیان کرتے تو بھی میں اسے قبول نہ کرتا لیکن میں
نے اس حدیث کو محمد بن علی علیہا السلام سے سنا ہے (منصور دوانیقی دوسرا عباسی خلیفہ
ہے۔ مترجم)۔

اس ندائے آسمانی کے بعد حضرت امام مہدیؑ اپنے بعض حواریوں اور مددگاروں
سے رابطہ شروع کریں گے۔ یہ رابطہ خفیہ ہوگا۔ حضرت امام مہدیؑ کے بارے میں دنیا
میں بہت باتیں ہونے لگیں گی اور لوگ آپ کا بہت ذکر کریں گے۔ حدیث میں ہے کہ
''حضرتؑ کی محبت کی شراب پلائی جائے گی یعنی اس قدر عشق و محبت ہوگی کہ گویا اس کے
عشق میں مست ہیں۔ اور آپؑ کے دشمن آپ کے ظہور سے خوفزدہ ہو کر آپ کی تلاش
میں نکل کھڑے ہوں گے۔ لوگوں میں یہ خبر پھیل جائے گی کہ وہ مدینہ منورہ میں ٹھہرے
ہوئے ہیں پس حکومت حجاز یا بیرونی طاقتیں آپ کا مقابلہ کرنے کے لیے شام سے سفیانی
کے لشکر کو دعوت دیں گی تاکہ حجاز کے اندرونی حالات پر کنٹرول کیا جا سکے اور حکومت
کے خلاف قبائلی جنگ کو ختم کیا جا سکے۔ پس یہ لشکر مدینہ منورہ میں داخل ہوگا اور جس ہاشمی
تک اس کا ہاتھ پہنچے گا' اسے گرفتار کرے گا' بہت سارے ہاشمیوں اور آپ کے شیعوں کا
قتل عام ہوگا اور باقی افراد کو قید کر دیا جائے گا۔

''سفیانی اپنا لشکر مدینہ منورہ بھیجے گا جو مدینہ میں قتال کرے گا۔ مہدیؑ اور منصور
وہاں سے چلے جائیں گے۔ آل محمد کے چھوٹوں اور بڑوں کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ ان
میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑا جائے گا' بلکہ گرفتار کر کے زندان میں ڈال دیا جائے گا۔
پھر یہ لشکر مدینہ سے دو آدمیوں کی تلاش میں نکلے گا۔ مہدیؑ وہاں سے موسیٰؑ کی طرح
خوف کے عالم میں انتظار کرتے ہوئے نکلیں گے یہاں تک کہ مکہ پہنچیں گے''۔

مکہ پہنچ کر حضرت امام مہدیؑ اپنے بعض انصار سے رابطہ کریں گے اور اپنی
تحریک کا آغاز دسویں محرم الحرام کی رات بعد نماز عشاء حرم مطہر سے کریں گے۔ جہاں
آپ مکہ والوں کے لیے اپنا پہلا بیان جاری فرمائیں گے۔ اس وقت آپ کے دشمن

آپ کو قتل کرنے کی کوشش کریں گے لیکن آپ کے انصار آپ کے گرد گھیرا ڈال لیں گے اور انہیں آپ سے دُور کر کے مسجد پر اور پھر پورے مکہ پر قابض ہو جائیں گے۔

دسویں محرم الحرام کی صبح حضرت امام مہدیؑ پوری دنیا میں بسنے والے لوگوں کے لیے مختلف زبانوں میں اپنا بیان جاری کریں گے۔ ان سب کو اپنی مدد کی دعوت دیں گے اور اعلان فرمائیں گے اور اس وقت تک مکہ میں قیام کریں گے جب تک کہ وہ معجزہ ظاہر نہ ہو جائے کہ جس کا وعدہ آپ کے جد امجد محمد مصطفیٰؐ نے کیا ہے' کہ سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس جائے گا جو کہ مکہ کی طرف حضرت مہدیؑ کی تحریک کو دبانے کے لیے آ رہا ہوگا' اور وہ اس طرح کہ جب مدینہ سے سفیانی کا لشکر مکہ پر حملہ کرنے کی خاطر بڑھے گا تو درمیان میں زمین پھٹے گی اور سوائے دو آدمیوں کے پورا لشکر اس میں غرق ہو جائے گا ''یہاں تک کہ یہ لشکر مدینہ کی سرزمین پر بیداء نامی جگہ پر پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ اس لشکر کو زمین میں غرق کر دے گا'' اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

''اور اگر تم دیکھتے ہو ان کو جب وہ اچانک خوفزدہ ہو گئے اور وہ ختم ہونے والا نہیں ہے اور انہیں نزدیکی جگہ سے پکڑ لیا گیا''۔

یہاں تک کہ جب بیداء میں ہوں گے تو زمین انہیں نگل لے گی پس جو گروہ ان کے آگے ہوگا وہ پلٹے گا تا کہ دیکھے کہ پیچھے والوں کے ساتھ کیا ہوا تو ان کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو پہلے والوں کے ساتھ ہوا۔ اور جو ان کے پیچھے ہوں گے وہ پہنچیں گے تا کہ دیکھیں کہ ان کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا تو ان کا انجام بھی پہلے جیسوں کا ہوگا۔

اس معجزہ کے بعد امام مہدی علیہ السلام چند ہزار پر مشتمل لشکر کو لے کر مکہ سے مدینہ کا رخ کریں گے اور دشمن کی باقی ماندہ افواج سے مقابلہ کے بعد اسے آزاد کرائیں گے۔ اس معرکہ کے بعد مدینہ منورہ کو آزاد کریں گے۔ دونوں حرموں کو آزاد کرانے کے ساتھ حجاز کی فتح اور اس پر غلبہ کا کام مکمل ہو جائے گا۔

بعض روایات میں ہے کہ حجاز کی فتح کے بعد آپ جنوبی ایران کا رخ کریں گے

وہاں آپ خراسانی اور شعیب بن صالح کی قیادت میں ایرانی افواج سے ملاقات کریں گے اور وہ سب آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔ آپ ان کے ساتھ مل کر بصرہ کے نزدیک دشمن افواج سے جنگ کریں گے اور کامیاب ہوں گے۔

اس کے بعد امامؑ عراق میں داخل ہوں گے اور وہاں کے داخلی حالات درست کریں گے سفیانی کی باقی ماندہ افواج کا صفایا کریں گے' بہت سارے خارجی مسلح گروہوں کے ساتھ آپ کی جنگ ہوگی' اور آپ سب کو شکست دیں گے اور آپ عراق کو اپنی حکومت کا مرکز اور کوفہ کو دارالحکومت قرار دیں گے' اور اس طرح آپ یمن' حجاز' ایران' عراق اور خلیج کی ریاستوں پر مشتمل ایک حکومت قائم کریں گے۔

روایات بتاتی ہیں کہ حضرت امام مہدیؑ عراق کی فتح کے بعد ترکوں کے ساتھ جنگ کریں گے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد روس ہے جو کہ مغربیوں کے ساتھ عالمی جنگ میں کمزور ہو چکا ہوگا۔

اس کے بعد حضرت امام مہدیؑ قدس کی طرف بڑھنے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کریں گے' سفیانی کا لشکر پیچھے ہٹ جائے گا اور امام مہدیؑ کا لشکر مرج عذرا' دمشق کے نزدیک پڑاؤ ڈالے گا۔ آپ کے اور سفیانی کے مابین مذاکرات ہوں گے' سفیانی کا موقف آپ کے سامنے کمزور ہوگا۔ بالخصوص عوام کی حمایت امام مہدیؑ کے ساتھ ہوگی اور جیسا کہ روایات میں ہے کہ قریب ہوگا کہ سفیانی اپنی شکست تسلیم کر لے اور امام مہدی کے سامنے ہتھیار ڈال دے لیکن اس کی پشت پر جو ''یہود'' نصاریٰ ہوں گے اور اس کے وزراء اسے لعنت ملامت کریں گے اور اپنی کمک اس کی مدد کے لیے روانہ کریں گے۔ اور سفیانی حضرت امام مہدیؑ اور ان کے لشکر کے ساتھ ایک بہت بڑی جنگ میں داخل ہوگا۔ اس جنگ کا پھیلاؤ عکا سے فلسطین اور فلسطین سے ترکیا کے ساحل انطاکیہ تک ہوگا اور داخلی طور پر طبریہ سے دمشق اور دمشق سے قدس تک۔ سفیانی' یہود اور روم کے لشکر پر عذاب الٰہی نازل ہوگا اور مسلمان ان سب کو قتل کریں گے۔ یہاں

تک کہ اگر کوئی یہودی کسی پتھر کے پیچھے جا چھپے گا تو وہ پتھر بول اُٹھے گا کہ اے مسلمان! یہ یہودی ہے اسے قتل کرو اور مسلمان اسے قتل کر دے گا۔ حضرت امام مہدیؑ اور مسلمانوں کو اللہ کی مدد نازل ہوگی اور فتح و نصرت کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوں گے۔

یہودیوں کی اچانک شکست سے مسیحی مغرب کو دھچکا پہنچے گا اور ان کی تمام امدادی افواج امام مہدی کے سامنے سقوط کر جائیں گے۔ مغرب غضبناک ہو کر حضرت امام مہدیؑ کے خلاف اعلان جنگ کر دے گا لیکن اچانک حضرت مسیحؑ کے آسمان سے بیت المقدس کی سرزمین پر نازل ہونے کی خبر آئے گی اور حضرت مسیحؑ وہاں سے اپنا مخصوص بیان دنیا والوں کو بالعموم اور عیسائیوں کو بالخصوص جاری کریں گے۔ حضرت عیسیٰؑ کا اس طرح نازل ہونا مسلمانوں اور عیسائیوں کے لیے ایک معجزہ ہوگا اور اس سے سب خوش ہوں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ' امام مہدیؑ اور مغربیوں کے درمیان واسطہ کا کام دیں گے۔ پس سات سال کی مدت کے لیے باہمی صلح نامہ پر دستخط کریں گے ''تمہارے اور روم کے درمیان چار صلحیں ہیں اور چوتھی صلح آل ہرقل میں سے ایک آدمی کے ہاتھوں ہوگی جو سات سال تک برقرار رہے گی۔ عبدالقیس کے ایک مرد نے جسے المستور بن غیلان کہا جاتا تھا کہا کہ اس دن لوگوں کا امام کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا میری اولاد میں سے مہدیؑ' جس کا سن چالیس سال کا ہوگا' گویا کہ اس کا چہرہ چمکتا ہوا ستارہ ہے' ان کے دائیں رخسار پر تل ہے اور اس پر دو عبائیں ہوں گی اور ایسا معلوم ہوگا کہ آپ بنی اسرائیل کے علماء میں سے ہیں' وہ خزانوں کو نکالے گا' شرک کے شہروں کو فتح کرے گا''۔

مغربیوں کی طرف سے صلح نامہ کو توڑنے کا سبب شاید وہ عوامی بیداری ہوگی جو لوگوں کے اندر حضرت مسیحؑ کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہوگی۔ جیسا کہ بعض روایات میں ہے کہ بہت سارے لوگ اسلام قبول کریں گے اور امام مہدیؑ کی تائید کریں گے۔ دس

لاکھ سپاہیوں کے ہمراہ اچانک شام اور فلسطین پر حملہ کر دے گا'' پھر وہ تمہارے ساتھ غداری کریں گے۔ اسی (۸۰) جھنڈوں کے نیچے وہ آئیں گے۔ حضرت مسیحؑ' امام مہدیؑ کی حمایت میں اپنا موقف واضح کریں گے اور بیت المقدس کی فتح کے وقت ساحل کی طرف سے عکا سے انطاکیہ تک اور دمشق قدس اور مرج دابق تک روم کو بری طرح شکست ہوگی اور مسلمانوں کو واضح فتح و کامیابی ہوگی۔ اس جنگ کے بعد حضرت امام مہدیؑ کے سامنے یورپ اور مغربی مسیحی ریاستوں (امریکہ) کی فتح کا دروازہ کھل جائے گا اور اکثر ممالک کی فتح خود وہاں کے داخلی عوامی انقلابات کے ذریعہ ہوگی۔

عوام حضرت مسیحؑ اور امام مہدیؑ کی مخالف حکومتوں کا تختہ اُلٹ دیں گے اور امام مہدیؑ کی حامی حکومتیں قائم کر دی جائیں گی۔ جب امام مہدیؑ مغرب کو فتح کر لیں گے اور پورا مغرب امامؑ کے حکم کے تحت آ جائے گا اور اکثریت اسلام کو قبول کر لے گی تو حضرت مسیحؑ وفات پائیں گے۔ ان کی نماز جنازہ حضرت امام مہدیؑ اور مسلمان پڑھائیں گے۔ حضرت امام مہدیؑ لوگوں کے سامنے آپ کو دفن اور نماز کے مراسم کو انجام دیں گے' تاکہ لوگ پھر اس طرح کی باتیں نہ کریں جیسے کہ انہوں نے پہلے کی تھیں اور حضرت عیسیٰؑ کی والدہ حضرت مریمؑ کے ہاتھ کے سلے ہوئے کپڑے میں حضرت کو کفن دیں گے اور بیت المقدس میں جناب مریمؑ کی قبر کے ساتھ آپ کو دفن کریں گے۔

دنیا کی فتح اور اسلامی حکومت کے تحت سب کو اکٹھا کرنے کے بعد امام مہدیؑ تمام اقوام عالم میں الٰہی اہداف کو پورا کرنے پر توجہ دیں گے۔ مختلف میدانوں میں مادی زندگی کو تبدیل کریں گے۔ سب لوگوں کے لیے رفاہی کام کریں گے۔ مالی سطح کو بلند کریں گے' ثقافت عام ہوگی۔ علمی سطح بلند کریں گے' دینی و دنیاوی معلومات کی سطح بلند ہوگی۔ لوگوں کی معلومات میں ۲۵ اور ۲ کی نسبت ہوگی۔ یعنی لوگوں میں ۲ فی صد معلومات ہوں گی تو اس کے ساتھ ۲۵ فی صد معلومات اور بڑھا دیں گے۔

آپ کے دور میں زمین کے رہنے والوں کے لیے دوسرے کرّوں کے ساکنین

کے دروازے کھل جائیں گے اور وہ ایک دوسرے کے پاس آ جاسکیں گے بلکہ عالم غیب ہمارے عالم ظاہر اور عالم شہادت پر کھل جائے گا' بہت سے لوگ زمین پر آئیں گے اور یہ لوگوں کے لیے اللہ کی نشانی اور آیت ہوں گے۔ امام مہدیؑ کے زمانے میں انبیاء اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی ایک تعداد واپس آئے گی آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اس روئے زمین پر جب تک اللہ چاہے گا حکومت کریں گے۔ یہ سب کچھ قیامت کی نشانیوں اور اس کے مقدمات میں سے ہوگا۔

دجال کا فتنہ امام مہدیؑ کے زمانے میں علوم کی پیش رفت کے نتیجہ میں ہوگا وہ علوم کی ترقی کے مختلف ڈھنگ اختیار کر کے عجیب و غریب مظاہر دکھائے گا اور نوجوان مردوں اور عورتوں کو اس میں پھنسائے گا۔ اکثر نوجوان اس کے پھندے میں آ جائیں گے' لیکن امام مہدیؑ بہت جلد اس کی شعبدہ بازیوں سے پردہ اٹھائیں گے اور اسے قتل کر کے مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے نجات دیں گے۔

حضرت امام مہدیؑ کے قیام کا یہ ایک عمومی خاکہ ہے جیسے کہ احادیث میں ہے: کہ جس زمانے میں یہ عالمی انقلاب برپا ہوگا اس کی اہم ترین علامات میں سے اُمت مسلمہ کا ایک بڑے فتنہ سے دوچار ہونا بھی ہے' اور یہ امام کے ظہور سے قبل آخری فتنہ ہوگا۔ اس فتنہ کی تفصیلی نشانیاں اور عمومی علامات اہل مغرب کے فتنہ پر صادق آتی ہیں کہ وہ کس طرح مسلمانوں پر غلبہ حاصل کریں گے اور اس آخری صدی میں انہیں یہ غلبہ حاصل ہو چکا ہے اور مغربیوں کے حلیف مشرقیوں کا فتنہ ایک ایسا فتنہ ہے جو تمام مسلم ممالک پر چھایا ہوا ہے اور مسلمان ممالک کا ہر گھر اس سے متاثر ہے۔ ''یہاں تک کہ کوئی گھر نہ ہوگا جس میں یہ فتنہ داخل نہ ہوگا اور کوئی مسلمان نہ ہوگا مگر یہ کہ وہ اس فتنہ سے متاثر ہوگا'' کافر اقوام اس طرح مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کوئی بھوکا دسترخوان پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ ''اس فتنہ کے وقت ایک قوم مغرب سے آئے گی اور ایک قوم مشرق سے آئے گی اور وہ میری اُمت پر حکومت کرے گی''. مراد یہ ہے کہ مسلم

ممالک کی حکومت ان کے ہاتھ میں ہوگی۔

اس فتنہ کا آغاز ملک شام سے ہوگا۔ ہمارے استعماری دشمنوں نے اپنے ظالمانہ غلبہ کا آغاز وہاں سے کیا اور انہوں نے اسے تہذیبوں اور ثقافتی شعاعوں کے پھیلانے کا نام دیا۔ وہاں سے ایک اور فتنہ جسے فتنہ فلسطین کا نام دیا گیا ہے جنم لے گا وہ شام کو اس طرح ہلا کر رکھ دے گا جیسے مشک کے اندر پانی کو ہلایا جاتا ہے'' جب فلسطین کا فتنہ کھڑا ہوا تو ملک شام میں یہ اس طرح پھیلے گا جس طرح مشک میں پانی' پھر جب یہ فتنہ ختم ہوگا تو ایسی حالت میں کہ تم تھوڑے اور پشیمان ہو گے'' کیونکہ خود اپنے ہاتھوں سے اور اپنے دشمن کے ہاتھوں سے تمہارا قتل عام ہو چکا ہوگا اور تھوڑے بچ جاؤ گے۔

احادیث بتاتی ہیں کہ اس فتنہ کی وجہ سے نئی نسل ایسی ثقافت پر پروان چڑھے گی کہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوگا اور یہ نوجوان نسل اس ثقافت کے سوا کسی اور سے مانوس نہ ہوگی' جابر حکمران مسلمانوں پر مسلط ہوں گے۔ کافرانہ احکام کا نفاذ کریں گے۔ اپنی خواہشات کو لوگوں پر مسلط کریں گے' اور وہ بہت برے عذاب میں ڈالے جائیں گے۔

اس فتنہ کو لانے والے روم والے ہیں۔ اس روم سے مراد مغربی ہیں اور اسی طرح فتنہ لانے والوں میں ترکوں کے بھائی ہیں کہ اس سے مراد روس ہے۔ جب ظہور امام مہدیؑ کے زمانے میں حادثات اور واقعات پے درپے ہوں گے تو یہ اپنی افواج کو فلسطین کے ساتھ رملہ میں اُتاریں گے' اور ترکیا' سوریا ساحل پر انطاکیہ میں اپنی افواج کو اُتاریں گے۔ مصری' عراقی اور ترکی حدود کے پاس جزیرہ میں اپنے لشکر کو لائیں گے اور جب تم پر روم اور ترک ملک حملہ کر دیں گے...... ترک اور روم (روس اور امریکہ) اتحاد کر لیں گے۔ زمین پر جنگیں بہت ہوں گی''۔ ''ترک کے بھائی آئیں گے اور جزیرے میں اُتریں گے اور روم کی افواج آئیں گی اور وہ رملہ میں اتریں گی''۔

احادیث میں ہے کہ ''ظہور امام مہدیؑ کا آغاز ایران سے ہوگا۔ اس کا آغاز

مشرق کی سرزمین سے ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو سفیانی خروج کرے گا''۔

ظہور حضرت امام مہدیؑ کا آغاز سیاہ جھنڈوں والے سلمان کی قوم سے ہوگا ا
ان کی تحریک کا آغاز ''قم کے رہنے والے ایک مرد کے ہاتھوں پر ہوگا جو لوگوں کو حق
دعوت دے گا۔ اس کی قوم اس کے ہمراہ جمع ہو جائے گی۔ اس قوم کے افراد کے د
فولاد کے ٹکڑوں کی مانند سخت ہوں گے۔ تیز و تند جھکڑ انہیں اپنی جگہ سے نہ ہلا ئیں گے
وہ جنگ سے اُکتائیں گے اور نہ ہی بزدلی دکھائیں گے' اللہ پر توکل اور بھروسا کر
ہوں گے اور عاقبت اور انجام متقین کے لیے ہے۔ وہ اپنے انقلاب کے قیام کے بع
اپنے دشمنوں یعنی بڑی طاقتوں سے خواہش کریں گے کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دی
لیکن وہ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ وہ اپنے حق کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں حق نہ دیا جا
گا' وہ پھر اپنے حق کا مطالبہ کریں گے لیکن انہیں پھر محروم رکھا جائے گا اور جب ایسا ہو
دیکھیں گے تو اپنی تلواروں کو ان کی گردنوں میں رکھ دیں گے۔ پس ان کو وہ کچھ دے د
جائے گا جس کا وہ مطالبہ کر رہے تھے لیکن وہ اسے قبول نہ کریں گے ...... اور وہ اس امر
نہیں دیں گے مگر اس کے ہاتھ میں جو اس امر کا مالک ہے'' یعنی امام مہدیؑ کے سپر
کریں گے۔ ''ان کے مقتولین شہداء ہیں''۔

روایات بتاتی ہیں کہ وہ اپنی لمبی جنگ میں کامیاب ہوں گے اور ان میں د
شخصیتیں ظاہر ہوں گی جن کے بارے میں وعدہ دیا جا چکا ہے۔ ان میں سے ایک
خراسانی ہیں جو فقیہہ' مرجع یا سیاسی قائد ہوں گے' اور دوسرے شعیب بن صالح' جو کہ تم
افواج کا کمانڈر ہوگا یہ زرد رنگ اور ہلکی ڈاڑھی والا نوجوان ''رے'' کا رہنے والا ہوگا۔
یہ دونوں اپنے لشکر کے ہمراہ اپنے پرچم کو امام مہدیؑ کے سپرد کریں گے اور آپ کے ظہو
کی تحریک میں شرکت کریں گے۔ ان میں سے شعیب بن صالح امام مہدیؑ کی مسلح
افواج کا کمانڈر انچیف ہوگا۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سوریا میں ایک تحریک اٹھے گی جس کی قیادت عثمان

سفیانی جو کہ روم کا اتحادی ہوگا' کرے گا۔ وہ یہود سے معاہدہ کرے گا اور اپنی حکومت
میں سوریا اور اُردن کو متحد کرے گا۔ ''سفیانی کا خروج حتمی ہے۔ اس کا خروج آغاز سے
اختتام تک پندرہ مہینے ہوگا۔ ان میں سے چھ مہینے تو وہ جنگ کرے گا اور باقی نو مہینے کو
رخس (سوریا اور اُردن کو ملا کر ''کورخس'' کہتے ہیں) پانچ صوبوں پر مالک ہونے کے
بعد حکومت کرے گا اور اس سے ایک مہینہ بھی زائد نہ ہوگا''۔ احتمال ہے کہ کورخس میں
لبنان بھی شامل ہو۔

لیکن سفیانی کا قائم کردہ یہ اتحاد بابرکت نہ ہوگا کیونکہ اس کی غرض یہ ہوگی کہ
اسرائیل کے مقابلہ میں ایک عربی دفاعی لائن ہو اور ان ایرانیوں کے لیے رکاوٹ کا کام
دے جو امام مہدیؑ کے لیے زمین ہموار کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے سفیانی عراق پر قابض
ہونے کے لیے اپنی افواج عراق میں داخل کر دے گا۔ ''پس وہ ایک لاکھ تیس ہزار فوجی
کوفہ روانہ کرے گا۔ وہ روحا اور فاروق میں اُتریں گے۔ پس ان میں ساٹھ ہزار چلیں
گے اور کوفہ جا کر اُتریں گے' حضرت ہود علیہ السلام کی قبر کی جگہ جو نخیلہ میں ہے''۔

''گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ سفیانی یا اس کے نمائندے نے اپنا پڑاؤ تمہارے
رحبہ میں کوفہ کے قریب ڈال دیا ہے اور ایک منادی یہ ندا دے رہا ہے کہ جو کوئی علیؑ کے
شیعہ کا سر لے کر آئے گا اسے ایک ہزار درہم دیا جائے گا تو پڑوسی اپنے پڑوسی پر ٹوٹ
پڑے گا کہ یہ شیعہ ہے''۔

پس اس کے ذمہ حجاز کے سیاسی خلا کو پُر کرنے اور حجاز کی کمزور حکومت کو تقویت
دینے کا کام ہوگا تا کہ حضرت مہدیؑ کی تحریک کا خاتمہ کیا جا سکے۔ لوگ جس تحریک کے
انتظار میں ہوں گے اور توقع کر رہے ہوں گے کہ اس کا آغاز مکہ سے ہوگا۔ سفیانی اپنا
لشکر حجاز روانہ کرے گا۔ مدینہ منورہ میں اس کا لشکر داخل ہو کر مدینہ کو تاراج کرے گا اور
فساد عام کرے گا۔ پھر وہ مکہ کا ارادہ کرے گا جہاں امام مہدیؑ اپنی تحریک کا آغاز کر چکے
ہوں گے۔ پس رسولؐ خدا کی زبان سے جاری ہونے والا معجزہ سفیانی کے لشکر کے حق

میں رونما نہ ہوگا۔ سفیانی کا لشکر مکہ پہنچنے سے پہلے زمین میں دھنس جائے گا۔ ''پناہ لینے والا خدا کے گھر میں پناہ لے گا' پس اس کی طرف لشکر روانہ کیا جائے گا جب وہ لشکر بیداء میں ہوگا' جو کہ مدینہ کا ایک صحرا ہے' زمین اس لشکر سمیت دھنس جائے گی''۔

پھر سفیانی عراق میں ایرانیوں اور یمانیوں سے اور حجاز میں معجزہ سے شکست کھانے کے بعد واپس لوٹ آئے گا اور شام کی اور اپنی افواج کوامام مہدیؑ کے حملہ کا مقابلہ کرنے کے لیے اکٹھا کرے گا۔ امام مہدیؑ کا لشکر شام اور قدس کی طرف بڑھ رہا ہوگا۔

روایات میں ہے کہ یہ بہت بڑی جنگ ہوگی۔ یہ بحری جنگ عکا سے صور تک اور صور سے انطاکیہ کے ساحلوں پر پھیلی ہوگی۔ خشکی پر دمشق سے طبریہ اور طبریہ سے قدس تک اس کا دائرہ وسیع ہوگا۔ سفیانی اس کا اتحادی روم اور یہود پر اللہ کا غضب نازل ہوگا اور وہ بری طرح شکست کھائیں گے۔ سفیانی کو قیدی بنا کر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت امام مہدیؑ اور مسلمان قدس میں داخل ہوں گے۔

اسی طرح روایات میں حضرت امام مہدیؑ کے لیے زمین ہموار کرنے کے لیے یمن کی تحریک کا تذکرہ بھی موجود ہے اور اس تحریک کے قائد کو ''یمانی'' کا نام دیا گیا ہے اور مسلمانوں پر اس کی مدد واجب کی گئی ہے۔

''اور پرچموں میں سے کوئی پرچم یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت یافتہ نہیں ہے۔ پس جب یمانی خروج کرے تو پھر دوسرے لوگوں کو اسلحہ فروخت کرنا حرام ہے اور جب یمانی خروج کرے تو اس کی مدد کے لیے اُٹھ کھڑے ہو' کیونکہ اس کا پرچم ہدایت کا پرچم ہے اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس سے رخ پھیر لے اور جو ایسا کرے گا تو وہ جہنمی ہوگا' کیونکہ یمانی حق کی دعوت دے گا اور راہ مستقیم کی طرف بلائے گا۔''

روایات میں ہے کہ یمانی کی افواج عراق میں ایرانیوں' سفیانی سے مقابلہ کرنے کے لیے مدد کی خاطر داخل ہوں گی جس طرح حجاز میں امام مہدی کی نصرت کے

حوالے سے یمانی اور اس کی افواج کا بہت بڑا کردار ہے۔

روایات میں ہے کہ یمانی اور سفیانی کے خروج سے پہلے مصر میں ایک مصری مرد انقلابی تحریک کا آغاز کرے گا۔ مصری لشکر کے قائد اور مصر کے اطراف میں اقباط کی انقلابی تحریک کا تذکرہ موجود ہے۔ مصر میں یورپی یا امریکی افواج داخل ہوں گی اس کے بعد سفیانی کا خروج ہوگا۔

مروی ہے کہ حضرت امام مہدیؑ مصر کو عالمی سطح پر تبلیغاتی حوالہ سے خاص مقام دیں گے اور مصر کو منبر کے طور پر استعمال کریں گے۔ امامؑ اپنے اصحاب کے ہمراہ مصر میں داخل ہوں گے'' پھر وہ مصر آئیں گے۔ پس حضرتؑ اپنے منبر پر جائیں گے اور لوگوں کو خطبہ دیں گے۔ پس اہل زمین کو عدل کی خوشخبری سنائیں گے' باران رحمت برسے گی' درخت اپنے پھل دیں گے' زمین اپنے خزانے اُگل دے گی اور اپنے رہنے والوں کے لیے مزین ہوگی۔ وحشی جانور تک امن محسوس کریں گے یہاں تک کہ وہ پالتو جانوروں کی طرح راستوں میں گھاس چریں گے' مومنوں کے دلوں میں علم ڈال دیا جائے گا' مومن اس علم کا محتاج نہیں ہوگا جو اس کے مومن بھائی کے پاس ہے اور وہ دن اس آیت کی تاویل ہے کہ ''اللہ بے نیاز کر دے گا ہر ایک کو اپنی وسعت سے''۔

رہا مغرب اسلامی تو احادیث میں اس کا ذکر ہے کہ یورپی اور امریکہ کی افواج شام یا شاید مصر میں اور روایات کے مطابق کچھ عراق میں داخل ہوں گی۔ ان کا کام عالمی مفادات اور عربی منافع کی حفاظت ہوگا۔ یہ قوات اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہوں گے۔ پس یہ افواج شام میں ایرانی افواج کے ساتھ مقابلہ کریں گی جو کہ امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے مقدمات فراہم کر رہی ہوں گی۔ پھر یہ افواج اُردن کی طرف بڑھ جائیں گی اور باقی ماندہ افواج سفیانی کے خروج کے وقت پیچھے ہٹ جائیں گی یا اس کے لشکر کے ساتھ مل جائیں گی۔ یہ قوتیں مصر کے قائد کی تحریک کو دبانے کے لیے سفیانی کی حمایت میں کام کریں گی یا غربی قوتیں مسلح کی مدد میں ہوں گی جو مصر میں داخل ہوں

گی اور یہ شام میں سفیانی کے قیام سے کچھ عرصہ قبل وقوع پذیر ہوگا۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور سے قبل یہودی زمین پر فساد کر کے غلبہ حاصل کریں گے اور ان کے غلبہ کا خاتمہ ان پرچموں سے ہوگا "جو خراسان سے چلیں گے جن کو کوئی شے نہ روک سکے گی مگر یہ کہ وہ ایلیا (قدس) میں آ کر اُتریں گے"۔ ایرانی ہی وہ قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ اس مرتبہ یہود پر بھیجے گا۔ "ہم نے تم پر اپنے بندوں کو بھیجا جو بہت سخت طاقت والے ہیں"۔

احادیث میں یہ نہیں آیا کہ یہودیوں کے دبدبے کا خاتمہ امام مہدیؑ کے ظہور سے قبل ایک مرتبہ ہوگا یا کئی مرحلوں میں ہوگا یا مکمل خاتمہ ظہور کے بعد ہوگا۔ لیکن روایت میں اس کے آخری مرحلے کا تذکرہ موجود ہے کہ وہ امام مہدیؑ کے ہاتھوں ہوگا۔ آپ کا اکثر لشکر ایرانیوں پر مشتمل ہوگا اور ایک بڑی جنگ شام کے حکمران عثمان سفیانی کے ساتھ لڑی جائے گی جو کہ اس وقت روم اور یہود کے لیے دفاعی لائن کا کام دے رہا ہوگا۔

روایات میں ہے کہ حضرت امام مہدیؑ انطاکیہ کے غار، فلسطین کے پہاڑ اور طبریہ کے سمندر سے توریت کی اصل کاپیاں نکالیں گے اور پھر اپنے آپ کو یہودیوں کے خلاف دلیل کے طور پر پیش کریں گے۔ حضرت مہدیؑ اپنی نشانیوں اور معجزوں کو یہودیوں کے لیے ظاہر کریں گے۔ قدس کی فتح کے بعد جو یہودی بچ جائیں گے ان میں سے کچھ تو مسلمان ہو جائیں گے اور جو نہیں ہوں گے انہیں حضرتؑ عرب ممالک سے نکال دیں گے۔

اسی طرح روایات میں یہ بھی ہے کہ ظہور امام مہدیؑ سے پہلے ایک جنگ ہوگی جس کا سبب مشرق ہوگا' یہ روم اور ترک کے درمیان ہوگی۔ جب کہ بعض روایتوں سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ جنگ ---۔ اور ریاستی جنگوں کی شکل میں ہوگی۔ "زمین پر جنگیں بہت زیادہ ہوں گی" یعنی امام مہدیؑ کے ظہور کے سال میں' اور یہ کہ تمام نقصانات یورپ اور امریکہ پر پڑیں گے۔ "سرزمین کے غربی حصہ میں جنگ زوروں پر ہوگی"۔

شرق و غرب والے آپس میں اختلاف کریں گے اور قبلہ والے لوگ بھی سخت مشکلات میں ہوں گے اس کی وجہ وہ خوف ہوگا جس سے وہ گزریں گے۔

روایات میں ہے کہ ناگہانی بیماریوں' طاعون (کینسر)' جنگ کی آگ سے بہت بڑے نقصانات ہوں گے اور یہ پوری آبادی کے دو تہائی حصہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ یہ نقصانات مسلمانوں کو ثانوی حیثیت سے پہنچیں گے۔ یعنی مسلمان براہ راست ان میں مبتلا نہ ہوں گے۔ "یہ سلسلہ (جنگ کا) جاری رہے گا یہاں تک کہ آبادی کا دو تہائی حصہ ختم ہو جائے گا۔ تو ہم نے سوال کیا کہ اگر لوگوں کا ۲/۳ حصہ چلا گیا تو پھر باقی کیا رہ جائے گا؟ تو امامؑ نے فرمایا کہ تم کیا اس بات کو پسند نہیں کرتے (میں' تو اور تم) اس ثلث باقی میں سے ہوں"۔

روایات سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ یہ جنگ کئی مراحل میں ہوگی اور اس کا آخری مرحلہ ظہور امامؑ، حجاز کی آزادی اور امام مہدیؑ کے عراق میں داخلے کے بعد ہوگا۔ اور ان سب کا حجاز کے اندرونی سیاسی بحران سے بہت گہرا تعلق ہوگا۔ آئندہ فصلوں میں انہی تفاصیل کو ذکر کیا جائے گا۔

❁ ❁ ❁

زمانہ ظہور میں امریکی و یورپی اقوام کا کردار

ظہور امام علیہ السلام اور آخری زمانہ کے بارے میں جو احادیث ہیں ان م
روم کے تذکرے سے مراد یورپی اقوام ہیں۔ ان اقوام میں امریکہ تک سب شامل ہیں۔
یہی لوگ روم کے فرزندان اور عظیم سلطنت روم کے وارث ہیں۔

بعض اوقات روم سے مراد ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کے بارے میں قرآن
میں ایک سورہ ہے جن کے ساتھ رسولؐ اللہ اور آپ کے بعد مسلمانوں نے جنگ لڑی۔
جن کے نام سے سورہ ہے اس سے مراد بزنطی اقوام ہیں جن کا دارالحکومت اٹلی کا شہررو
تھا۔ پھر ان کا دارالحکومت قسطنطنیہ بن گیا یہاں تک کہ پانچ سو سال قبل مسلمانوں نے
اس شہر کو بھی فتح کر لیا اور اس کا نام ''اسلامبول'' رکھ دیا اور اب لوگ اسے ''استنبول''
کہتے ہیں۔

اخذ شدہ نتیجہ یہ ہے کہ نزول سورہ کے وقت احادیث کے صدور کے وقت رو
نام کا ایک شہر تھا اور اس سے مراد روم کی عظیم سلطنت والے یا بزنطی اقوام تھیں۔ لیکن
موجودہ مغربی اقوام (غربین) جن کا سیاسی اور تمدنی تسلسل ان سے ہی ہے اور اس میں
کوئی شک نہیں کہ اپنی ثقافت' تمدن' دین اور سیاست کے حوالے سے فرانسیسی' برطانوی
اور جرمن اقوام اسی شہنشاہیت کا حصہ ہیں۔ اس زمانہ میں رومانیہ کے نام سے پکارا جا
اس حقیقت کو ختم نہیں کرتا بلکہ روم کے بزنطی بادشاہ کا اپنے دو ہزار سالہ دور میں
دارالحکومت پہلے روما اور پھر قسطنطنیہ بنا۔ وہ سب کے سب اٹلی نژاد نہ تھے اور نہ ہی ایک

نسل سے تھے بلکہ ان کا تعلق متعدد یورپی نسلوں سے تھا۔ ان میں زیادہ تر یونانی نژاد تھے
خاص طور سے جب یونان' رومانی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ جب روایتی رومی سلطنت کمزور پڑ گئی تو وہ قسطنطنیہ
اور اس کے اطراف میں محصور ہو گئی اور یہ سلطنت اسلامی اقوام کے سمندر میں گھر گئی۔ تو
اس وقت یورپیوں نے اس سلطنت کی وراثت کا دعویٰ دائر کیا۔ جرمن اور دوسری جگہوں
میں بعض نے اپنے بادشاہوں کا نام قیصر رکھا۔

بادشاہتوں اور مملکتوں میں اس قسم کی تبدیلی ایک فطری امر ہے کیونکہ اس میں
حکومت ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک قوم سے دوسری قوم کی طرف منتقل ہوتی ہے
لہٰذا ضروری نہیں ہے کہ ان کا بنیادی نام اور صفات برقرار رہیں۔

بنابرایں احادیث روم اور زرد رنگ کی نسل کے لوگ بقول عرب بزنطی اور اٹلی
اقوام سے مخصوص روم نہیں ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ان میں ان کے تابع دیگر فرنگی اقوام
شامل نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں ذکر ہے کہ مسلمان فرنگیوں کے روم
سے بھی اسے ہی تعبیر کرتے آئے ہیں۔ لیکن ایسی حالت میں اب سب پر روم کا لفظ بولا
گیا ہے اور اس کی جمع اروام بھی لائی گئی ہے۔

سورہ روم کی آیت ۳۱ اور ۳۲ میں اور سورہ کہف کی آیت ۱۲ اور ۲۱ میں اللہ کا
شریک ٹھہرانے' ان کی پارٹیوں اور پیروکاروں کی جو بات کی گئی ہے تو اس سے مراد وہ
اقوام اور جماعتیں ہیں جو حضرت مسیحؑ کی پیروی کی دعویدار ہیں۔ واضح رہے کہ مسیحی
اقوام کی قیادت اطالوی اور قسطنطنیہ کے روم کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں مغربی اقوام ان
کی وارث بنیں۔

زمانہ ظہور کی احادیث میں روم کا تذکرہ بہت کثرت سے ہے۔ ان میں سے
روم والوں کے فتنہ اور مسلمان ممالک پر غلبہ حاصل کرنے کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔
انہی احادیث میں ہے کہ ان کے بڑے بڑے بحری جہاز حضرت امام مہدیؑ کے ظہور

سے پہلے عرب ممالک کی طرف حرکت کریں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

''جب تم شام کے شہروں میں فتنہ کو دیکھو تو موت ہی موت ہے۔ زرد قسم کے لوگ ہر ملک کی طرف بڑھ رہے ہوں گے پس ان کے درمیان بڑے بڑے معرکے ہوں گے''۔

ظہور کی احادیث میں شام کے شہروں پر فتنہ کا تذکرہ اسلامی اُمت پر اجنبیوں کے مسلط ہونے کے بعد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مغربی یعنی زرد نسل کے لوگ خود کو مجبور پائیں گے کہ براہ راست عسکری مداخلت کریں گے جبکہ وہ فلسطین کے اردگرد کے علاقے پر قبضہ کرنے سے عاجز آجائیں گے۔ اس کی وجہ ان علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی استقامت اور ان کے ساتھ ٹکرانے والے سیاسی مدبر ہوں ان کی فوجی مداخلت کو عرب مسلم ممالک سے مقابلہ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ

''مشرق کی طرف سے نماز فجر کے وقت ندا دینے والا ندا دے گا:

اے ہدایت والو! اکٹھے ہو جاؤ اور مغرب سے ندا دینے والا ندا دے گا جو اس ندا کے بعد ہوگی جبکہ شفق غائب ہو چکی ہوگی''

اے باطل والو! اکٹھے ہو جاؤ...... روم جو نوجوانوں کے غار کے پاس (اصحاب کہف) ساحل سمندر کی طرف بڑھیں گے' پس اللہ تعالیٰ نوجوانوں کو ان کے کتے سمیت اٹھائے گا۔ ان میں سے ایک مرد کو ملیخا اور دوسرے کو آبا کہا جائے گا۔ یہ دونوں حضرت قائم علیہ السلام کے لیے تسلیم شدہ گواہ ہوں گے''۔

ہوسکتا ہے کہ یہ عسکری تحریک سابقہ تحریک کا تسلسل ہو یا اس تحریک کے بارے میں جو پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ حدیث بتاتی ہے کہ یہ زمانہ ظہور کے نزدیک ہوگی۔ کیونکہ ماہ رمضان کی ندا کے پیچھے یہ واقعات پے در پے ہوں گے جو محرم تک جا پہنچیں گے' کیونکہ

امام مہدیؑ کا ظہور ۱۰ محرم کی رات یا دن میں ہوگا۔ معلوم ہے کہ مغربی لشکر ملک شام کے ساحلوں کا ارادہ کرے گا اور عکا اور صور میں اُترے گا جیسا کہ بعض روایات میں ہے۔ اصحاب کہف یعنی نوجوانوں کے غار کے پاس اس سے مراد سوری ترکی ساحل پر انطاکیہ ہے۔

ان احادیث میں نوجوانان کہف کا تذکرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو آخری زمانے میں ظاہر کرے گا تاکہ وہ لوگوں کے لیے نشانی بن سکیں اور یہ اصحاب امام مہدیؑ میں سے ہوں گے جن کا ہم بعد میں اصحاب مہدیؑ کے تذکرے میں بیان کریں گے مغربی لشکر کی آمد کے وقت ان کے ظاہر ہونے کی حکمت یہ ہوگی کہ یہ مسیحی اقوام پر حجت ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اصحاب مہدیؑ انطاکیہ کے غار سے توریت اور انجیل کے اصل نسخوں کو نکالیں گے اور ان کے ذریعے روم اور یہود پر احتجاج کریں گے۔ وہ غار نوجوانوں کا کہف ہی ہوگا یا کوئی اور غار۔

بعض احادیث میں روم کے سرکشوں کا ذکر ہے کہ وہ ظہور امامؑ کے سال میں رملہ میں اُتریں گے۔ جابر الجعفی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ''عنقریب روم کے سرکش آئیں گے یہاں تک کہ رملہ میں اُتریں گے۔ اے جابر! اس سال مغرب کی جانب زمین پر بڑا اختلاف ہوگا۔

یہ سرکش' مغربیوں کے جیرہ خوار یہودیوں کے اتحادی ہوں گے اور اسی مقصد کے لیے فلسطین کی سرزمین رملہ پر اُتریں گے۔ اس حدیث میں مغرب اور غرب کی جانب سے جس اختلاف کا ذکر ہے اس سے مراد اسلامی ممالک کا مغرب ہے کیونکہ احادیث میں ہے کہ سب سے پہلی تباہی شام میں ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد مغربیوں کے ہاتھوں تباہی ہو۔ اس میں قابل توجہ بات آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے سورہ روم کے شروع کی تفسیر میں ہوتی ہے:

۱۔ ل م غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم

سیغلبون – فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن ویومئذ
یفرح المومنون – بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز
الرحیم (سورہ روم' آیت ۱ تا ۵)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ امام مہدیؑ کے ظہور کے ذریعہ مومنین کو فتح عطا کرے گا کہ امام مہدیؑ کو روم پر فتح دی ہے۔ (بحوالہ المحجۃ للبحرانی' ص ۱۷۰)

ان احادیث میں حضرت عیسیٰؑ کے نزول' مسیحیوں کو اسلام اور امام مہدیؑ کی پیروی کرنے کی دعوت دی گئی۔ سورہ زخرف کی آیت ۶۱ وانہ لعلم للساعۃ "وہ علم ہے قیامت کا" اور سورہ نساء کی آیت ۱۵۹ وان من اھل الکتب الا لیومنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا "یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ اہل کتاب (نصاریٰ اور یہود) میں سے کوئی ایک بھی باقی نہ رہے گا مگر وہ حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لے آئے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو دنیا پر نازل فرمائے گا پس وہ سب حضرت عیسیٰؑ اور ان کے معجزوں کو دیکھیں گے قبل اس کے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پائیں۔ روایات میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ حضرت مہدیؑ کے بارے میں روم پر احتجاج کریں گے۔ ان معجزات کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ پر جاری فرمائے گا اور اس کے ذریعہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ روم پر احتجاج کریں گے۔" (بحوالہ البحار ج ۵۲' ص ۲۲۶)۔

آسمان سے زمین پر نازل ہونے کے بعد سیاسی حالات کو تبدیل کرنے میں حضرت عیسیٰؑ کا بنیادی کردار ہوگا۔ آپ مغربی اقوام کو ان کی حکومتوں کے خلاف ا[illegible]ئیں گے۔ ہم اس بیان کو حضرت عیسیٰؑ کے نزول کے تذکرے میں بتائیں گے۔

احادیث میں مسلمانوں اور روم کے درمیان صلح کی بات ہے یہ ایک طرح کا موافقت نامہ ہے جس پر امام مہدیؑ اور مغربی اقوام کے لیڈر دستخط کریں گے اور اس کا

مقصد یہ ہوگا کہ کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی نہ کرے گا۔ زیادہ واضح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صلح نامہ قدس کے بڑے معرکہ کے بعد ہوگا جو عکا' قدس اور انطاکیہ تک پھیلا ہوگا۔ یہ معرکہ ایک طرف سے حضرت امام مہدیؑ کے لشکر اور دوسری طرف سے سفیانی کے لشکر (سفیانی کی پشت پر یہود اور روم ہوں گے) کے درمیان ہوگا جس میں حضرت امام مہدیؑ فتح یاب ہوں گے اور ایک فاتح کی حیثیت سے قدس میں وارد ہوں گے اور حضرت مسیحؑ آسمان سے اتریں گے۔ یہ بات بھی واضح ہے کہ اس صلح نامہ میں واسطہ حضرت مسیحؑ ہوں گے جسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔ حضرت نبی اکرمؐ نے فرمایا "اے عوف! قیامت سے پہلے چھ گن لو...... ایسا فتنہ ہوگا کہ کسی عرب کا گھر نہیں بچے گا کہ جس میں یہ فتنہ داخل نہ ہو اور تمہارے اور زرد نسل لوگوں کے درمیان صلح ہوگی۔ پھر وہ تمہارے ساتھ غداری کریں گے وہ اسی ۸۰ پرچموں تلے آئیں گے اور ہر پرچم تلے بارہ ہزار افراد ہوں گے" (بحوالہ بشارۃ الاسلام' ص ۲۳۵)۔ اسے سلمی کی عقد الدرر میں بخاری سے عوف بن مالک کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے۔

رسول اکرمؐ سے روایت ہے "آپ کے اور روم کے درمیان چار صلح نامہ ہوں گے۔ چوتھی صلح آل ہرقل کے ایک شخص کے ہاتھوں ہوگی اور کئی سال جاری رہے گی (یہ صلح دو سال جاری رہے گی) عبدالقیس کے ایک شخص اسود بن غیلان نے پوچھا کہ اس دن لوگوں کا امام کون ہوگا؟ تو آپؐ نے فرمایا میری اولاد سے مہدیؑ امام ہوگا" (بحوالہ البحار ج ۵۱' ص ۸۰۔ حافظ ابونعیم کی امام مہدیؑ کے بارے میں اربعین احادیث میں سے یہ بارہویں حدیث ہے)۔

بعض روایات میں ہے کہ اس موافقت نامہ کی مدت سات سال ہوگی لیکن مغربی لوگ اسے فقط دو سال بعد ہی توڑیں گے اور مسلمانوں سے غداری کریں گے۔ ۸۰ جھنڈوں یا ۸۰ بریگیڈ کے ساتھ جس میں تقریباً دس لاکھ فوجی ہوں گے' فلسطین کے سواحل اور ملک شام میں حملہ آور ہوں گے جس کے نتیجے میں حضرت امام مہدیؑ کی

ف سے غیر اسلامی ممالک اور یورپ کو فتح کرنے کا آغاز ہوگا۔

جس کا ذکر ظہور امامؑ کی مقدس تحریک کے بیان میں آئے گا۔ ان احادیث میں نی کے روم سے تعلقات کا تذکرہ ہے۔ سفیانی کے اصحاب شکست کے بعد روم کے ممالک کی طرف فرار ہو جائیں گے۔ پھر اصحاب مہدیؑ روم سے ان کی واپسی کا مطالبہ کریں گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جب قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ اپنے لشکر کو بنی امیہ کی طرف جو کہ روم کی طرف بھاگ گیا ہوگا روانہ کریں گے پس وہ لوگ کہیں گے کہ ہم تمہیں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک کہ تم ہمارے دین کو اختیار نہ کرلو۔ پس وہ ان کے دین میں داخل ہو جائیں گے یعنی حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب ان کے پاس اُتریں گے اور لشکر روم کا سامنا کریں گے تو وہ امان اور صلح کا مطالبہ کریں گے تو حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب کہیں گے کہ ہم تمہارے مطالبے کو اس وقت تک نہیں مان سکتے جب تک کہ تم ہماری ملت کے بھگوڑوں کو واپس نہ کردو۔ پس وہ یعنی روم والے انہیں اصحاب قائمؑ کے حوالے کردیں گے (بحوالہ البحار ج ۵۱ ص ۸۸)۔

کچھ احادیث بتاتی ہیں کہ سفیانی کی ثقافت مغربی ہوگی۔ پہلے وہ روم کے کسی شہر میں رہا ہوگا وہاں سے واپس آکر اپنی تحریک کا آغاز کرے گا جسے ہم بعد میں بیان کریں گے غیبت شیخ طوسی میں ہے کہ "سفیانی روم کے شہروں سے مدد لے کر آئے گا اور اس کی گردن میں صلیب ہوگی (صلیبیوں کی حمایت کا طوق اپنی گردن میں ڈال کر آئے گا) اور وہ ایک بڑی قوم والا ہے"۔

احادیث میں ہے کہ امام مہدیؑ شہر روم کو فتح کریں گے اور آپ کے ہاتھ پر روم والے داخل اسلام ہوں گے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات ان کی طرف سے صلح نامہ توڑنے کے بعد ہوگی اور اس حملہ کے بعد جو وہ فلسطین کے سواحل اور بلاد شام پر کریں گے اور جو اُن کی شکست پر فتح ہوگا۔ امام مہدیؑ کا روم والوں کے ساتھ یہ سخت

ترین معرکہ ہوگا اور اس معرکہ کے بعد روم کی عوام میں ایک عظیم تبدیلی اور اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔

بعض احادیث میں ہے کہ "رومیا شہر کو ستر ہزار مسلمانوں کے ہمراہ واجب ہے اور یہ نزدیکی نشانیوں میں سے ہے۔ روس کے مقابلہ میں جو کچھ آذربائیجان میں ہوگا اسے حدیث نبویؐ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ "ترک (روس) کے لیے دو خروج ہیں۔ ایک خروج میں آذربائیجان کی تباہی ہوگی اور دوسرا خروج جو کہ جزیرہ میں ہوگا اور جس میں وہ انتہائی خوفناک معرکہ لڑیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمائے گا۔ اس خروج میں بہت بڑا قتل ہوگا" (الملاحم والفتن، ص ۳۲)۔

اگر اس حدیث کو دوسری احادیث سے الگ کر کے دیکھیں تو ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد ترکی مغل کی جنگ ہو جو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف لڑی اور آذربائیجان تک جا پہنچے اور انہوں نے اسے تباہ کیا اس کے بعد وہ فرات پر آئے اور اس جگہ مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ چشمہ جالوت وغیرہ کے پاس بہت بڑا معرکہ اور قتل عام ہوا۔ لیکن اس حدیث اور پہلے والی حدیث کے درمیان اگر جمع کریں تو احتمال ہے کہ اس سے مراد روس ہو۔ پہلا حملہ آذربائیجان پر ظہور کی قریبی نشانیوں میں سے ہو جو کہ دوسری عالمی جنگ میں آذربائیجان پر قبضہ سے ہوا اور روس کا دوسرا خروج جزیرہ پر ہو کیونکہ عراق اور سوریا کے درمیان علاقہ قرقیسیا کے قریبی حصہ کو جزیرہ کہا جاتا ہے۔ روسی اسی جزیرہ میں سفیانی کے ساتھ جنگ لڑنے جائیں گے۔ اسی جنگ میں بہت زیادہ قتال ہوگا اور اس کے نتیجہ میں جابروں اور ظالموں کی ہلاکت ہوگی۔

اگرچہ یہ جنگ مسلمانوں کے دشمنوں کے درمیان ہوگی لیکن اس جنگ میں انہیں جس شکست کا سامنا ہوگا اس کے نتیجے میں مسلمانوں کے لیے فتح و نصرت کی نوید ہوگی جیسا کہ بعد میں پتہ چلے گا کہ قرقیسیا کے معرکہ میں ہدایت کا پرچم نہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ایسا پرچم ہوگا کہ جس میں مسلمانوں کو ظاہری فتح ہو۔ (لیکن آذربائیجان کے انقلاب کا

براہ راست روس سے مقابلہ ہے۔ قتل عام بھی رہا ہے۔ پہلی حدیث اس واقعہ پر زیادہ صادق آتی ہے۔ کسے معلوم نہیں تھا کہ روس کی آہنی دیواروں کے پیچھے انقلاب اسلامی پرورش پا رہا ہے اور سینکڑوں سال پہلے بیان کی گئی حدیث عملی شکل اختیار کر رہی ہے۔ یقیناً آذربائیجان کا روس کے مقابلہ میں موجودہ قیام حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کی قریبی نشانیوں میں سے ہے۔ مترجم)۔

احادیث میں ہے کہ ترک جزیرہ اور فرات پر اُتریں گے زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ روم کے فلسطین کی سرزمین پر رملہ میں اُترنے کے ساتھ روس جزیرہ میں اُترے گا جیسا کہ ہم نے بتایا ہے کہ قرقیسیا جزیرہ کے قریب ہے اور اسے دیار بکر اور جزیرہ ربیعہ کہا جاتا ہے۔ جب جزیرے کا لفظ تاریخ میں بولا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی جگہ ہے اور جزیرہ عرب یا کوئی اور جزیرہ نہیں ہے۔

یہ بات صحیح ہے یا نہیں کہ ترک مغول ساتویں ہجری میں اس جزیرے پر اُترے اور اس جگہ زور کا رن پڑا۔ بعض نے اسے ظہور کی علامات میں سے قرار دیا ہے لیکن ظہور کی جو نشانی روایات میں بتائی گئی ہے۔ وہ صرف ترک کا اس جزیرہ پر اُترنا یا اس کا مسلمانوں سے جنگ کرنا نہیں ہے بلکہ سفیانی کے لشکر کے ساتھ ان کی جنگ کا بتایا گیا ہے اور قرقیسیا کے معرکہ کی طرف اشارہ ہے۔

واضح رہے کہ ترک مغل کے فتنہ اور مسلمان ممالک پر ان کے حملے کی روایات ملاحم اور معجزات نبیؐ کی احادیث میں سے ہیں۔ ان احادیث کا ذکر صدر اسلام سے ہوتا آ رہا تھا اور مسلمان ان احادیث کو جانتے تھے۔ پھر مغلوں کی جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد ان احادیث کا تذکرہ بہت زیادہ ہوا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ ذکر بھی کیا گیا کہ مغلوں کا فتنہ ختم ہوا۔ مسلمان کامیاب ہوئے بغیر ظہور امام کے ذکر کے جو اس فتح کے بعد ہوگا جیسا کہ ترک کے بارے میں جو احادیث ہم یہاں بیان کر رہے ہیں ان میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ ان کی شکست کے بعد امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا یعنی انہیں

ظہور امامؑ کی قریبی نشانیوں میں سے قرار دیا گیا ہے۔

مغلوں کی جنگ کے متعلق روایات کے نمونے یہ ہیں۔ حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے ''میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے ان ڈھالوں کی طرح ہیں کہ جن پر چمڑے کی تہیں منڈھی ہوئی ہیں وہ ابریشم و دیبا کے کپڑے پہنتے ہیں اور اصیل گھوڑوں کو عزیز رکھتے ہیں اور وہاں کشت و خون کی گرم بازاری ہوگی یہاں تک کہ زخمی کشتوں کے اُوپر سے ہو کر گزریں گے اور بچ کر بھاگ نکلنے والے اسیر ہونے والوں سے کم ہوں گے۔ اس موقع پر آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے جو قبیلہ بنی کلب سے تھا عرض کیا کہ یاامیرالمومنین! آپ کو علم غیب حاصل ہے جس پر آپ ہنسے اور فرمایا اے برادر کلبی! یہ علم غیب نہیں ہے بلکہ یہ صاحب علم (رسولؐ) سے معلوم کی ہوئی باتیں ہیں علم غیب تو قیامت کی گھڑی اور ان چیزوں کے جاننے کا نام ہے جنہیں اللہ سبحانہ نے ان اللہ عندہ علم الساعة والی آیت میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ اللہ بھی جانتا ہے کہ شکموں میں کیا ہے' نر ہے یا مادہ' بدصورت ہے یا خوبصورت' سخی ہے یا بخیل' بدبخت ہے یا خوش نصیب اور کون جہنم کا ایندھن ہوگا اور کون جنت میں انبیاء کا رفیق ہوگا۔ یہ وہ علم غیب ہے جسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا رہا دوسری چیزوں کا علم تو وہ اللہ نے اپنے نبی کو دیا اور نبی نے مجھے بتایا اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا سینہ انہیں محفوظ رکھے اور میری پسلیاں انہیں سمیٹے رہیں'' (نہج البلاغہ اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین' خطبہ ۱۲۶' ص ۳۵۵-۳۵۶)۔

ان احادیث میں یہ ہے کہ امام مہدیؑ ترک کے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے: ''پہلا پرچم جسے امام مہدیؑ گاڑیں گے وہ پرچم ہوگا جسے حضرتؑ ترک کی طرف روانہ کریں گے۔ پس ترک کو شکست ہوگی اور ان کے اموال کو غنیمت اور افراد کو قیدی بنایا جائے گا۔ اس کے بعد حضرت امام مہدیؑ شام کی طرف جائیں گے اور ملک شام کو فتح کریں گے'' (بشارت الاسلام' ص ۱۸۵)۔

روایت میں جو یہ ہے کہ پہلا پرچم جسے حضرت مہدیؑ گاڑیں گے اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ خود حضرت ان سے جنگ کرنے نہیں جائیں گے بلکہ لشکر کو روانہ کریں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ یہ لشکر عراق میں وارد ہونے کے بعد روانہ کریں گے۔ احتمال ہے کہ یہاں ترکیا سے مراد ترک ہوں لیکن زیادہ قریب احتمال یہ ہے کہ اس سے مراد روسی ہیں جو قرقیسیا میں سفیانی کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور وہاں کوئی ایک دوسرے پر فتح حاصل نہ کر سکے گا۔ پھر حضرت مہدیؑ کے ہاتھوں دونوں کی بیخ کنی ہوگی جیسا کہ احادیث میں ہے ان کے ملکوں کی بربادی صواعق (بجلی کے گولوں) سے ہوگی۔ (اس سے مراد شاید جدید قسم کے تباہی مچانے والے میزائل ہوں جو آسمانوں سے بجلی کی مانند آ کر گرتے ہیں' مترجم)۔

روایات میں ہے کہ ترک علاقوں کی تباہی صواعق سے ہوگی اور صواعق سے مراد زلزلہ ہے۔ یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تباہی جنگ کے جدید ہتھیاروں سے ہو خصوصاً ان میزائلوں سے جو زمین پر گر کر زلزلہ بپا کر دیتے ہیں۔ ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ سب امام مہدیؑ سے جنگ کے نتیجہ میں ہوگا۔ یہ تباہی وسیع پیمانے پر ہوگی جس سے ان کی طاقت اور قوت ختم ہو جائے گی لیکن اس کے بعد روایات میں ان کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا بلکہ روایت میں ہے کہ ان کے دوسرے خروج کے بعد جب مسلمان کامیاب ہوں گے تو ''فلا ترک بعدھا'' اس کے بعد ترک نہ ہوگا''۔ اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ اس ترک سے مراد ترک قوم نہیں بلکہ روس ہے یعنی اس معرکہ کے بعد روس باقی نہ ہوگا۔ ظہور کی روایات میں کسی مسلم قوم کے لیے یہ تعبیر وارد نہیں ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب روسی طاقت شکست کھا جائے گی تو اس کا نام و نشان باقی نہ رہے گا۔

❁ ❁ ❁

عہد ظہور میں کردار روس

ہمارے نزدیک یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ ظہور کی روایات میں ترک کا جو تذکرہ ہے ان سے مراد روس اور اس کے گرد مشرقی یورپی اقوام ہیں۔ اگرچہ وہ بھی تاریخی لحاظ سے مسیحی ہیں اور بادشاہ روم کی نوآبادیاں ہیں یہاں تک کہ انہوں نے اپنی وراثت کا دعویٰ بھی کیا اور اپنے بادشاہوں کو قیصر کے نام سے یاد کرتے رہے جیسا کہ جرمن وغیرہ نے کیا مگر پہلی بات تو یہ کہ وہ مشرقی ایشیائی یورپی متعدد قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ احادیث شریفہ اور تاریخ اسلامی میں ان سب کو ترک قبائل یا ترک اقوام کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ نام ایرانی اور ترکی مفہوم میں ترکوں کے ساتھ ساتھ تاتاری منگول بلغاری اور روسی قبائل کے لیے بھی مستعمل ہے۔

دوسری بات یہ کہ ان علاقوں میں مسیحیت بعد میں آئی اور جڑیں نہ پکڑ سکی بلکہ سطحی طور پر وہ اس کے پیروکار ہیں اور مغربی یورپ کی اقوام سے بدترین حالت میں رہے۔ بت پرستی کی جہالت ان پر غالب رہی اور شاید یہی وجہ تھی کہ انہوں نے کمیونزم کے مادی الحادی پروگرام کے سامنے بہت جلد سر تسلیم خم کر لیا اور اس کے مقابلے کے لیے قیام نہ کیا۔

تیسری بات احادیث میں مسلمانوں کے خلاف جس وسیع حملہ کا تذکرہ ہے اگرچہ بعض اسے ترک مغل کی تحریک اور مسلمانوں پر ان کے حملہ پر تطبیق کرتے ہیں جو کہ ساتویں ہجری میں مسلمان ممالک پر ہوا۔ لیکن کچھ احادیث اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ

ان کا یہ حملہ امام مہدیؑ کے ظہور کے زمانے کے ساتھ مربوط اور متصل ہوگا اور وہ ہمارے خلاف روم کے ساتھ اتحاد کریں گے جبکہ اس حالت میں روم کے ساتھ ان کا اختلاف بھی برقرار ہوگا یہ وہ مسئلہ ہے جو فقط روس پر فٹ آتا ہے یا پھر معاملہ لمبا ہو جائے۔ روس اور مشرقی یورپ میں ترک نسل کے وارثوں کے ہاتھ میں یہ حکومت آ جائے اور وہ روم سے اتحاد کر کے ہمارے خلاف جنگ لڑیں اور روم کے ساتھ ان کا اختلاف بھی قائم ہو۔ فی الحال تو یہ احادیث روس پر ہی صادق آتی ہیں۔ یہ احادیث کا ایک نمونہ تھا جو زمانہ ظہور میں ان کے کردار کو بیان کرتی ہیں۔

ان احادیث میں سے کچھ ان کے آخری فتنہ کو جو ان کے اور روم کے ہاتھوں مسلمانوں کے خلاف ہوگا' بیان کرتی ہیں اور جس کا ذکر گزر چکا ہے جو کہ صادق نہیں آتا مگر اس صدی کے شروع میں روس اور امریکیوں نے مل کر مسلمانوں پر جو وحشیانہ حملہ کیا تھا اور یہ حملہ آج تک جاری ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُمت مسلمہ میں امام مہدیؑ کے لیے تمہیدی تحریک اور پھر حضرت امام مہدیؑ کے ظہور کے ذریعہ اس کا خاتمہ کرے۔

ان احادیث میں سے کچھ بتاتی ہیں کہ سفیانی' ترک کے ساتھ جنگ کرے گا اور اس میں بھی اس سے مراد روس ہے کیونکہ سفیانی یہود اور روم کا اتحادی ہوگا۔ بلکہ احادیث میں یہ آیا ہے کہ سوریا اور اُردن میں اس کی تحریک ان پر روس (روس یعنی ترک) کے قبضہ کے نتیجہ میں ہوگی۔ اگر یہ روایت درست ہے تو یہ قبضہ مختصر ہوگا جو کہ العلج الاصہب کے انقلاب کی ناکامی کے بعد ہوگا۔ روایت میں ہے ''پس جب العلج الاصہب قیام کرے گا اور اس کے لیے تختہ اُلٹنا مشکل ہو جائے گا وہ زیادہ دیر نہ رہے گا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا اس کے خون کا مطالبہ الاکل کرے گا۔ پس یہاں ملک شرک کے تحت چلا جائے گا (ایک روایت ہے کہ ترک کے تحت چلا جائے گا)۔ (بحوالہ الزام الناصب' ج ۲' ص ۲۲۴)۔

وضاحت: الاصہب اور الابقع کا احادیث ظہور میں تذکرہ ملتا ہے۔ یہ دونوں

رہبر اور لیڈر ہوں گے۔ ان کا مقابلہ سفیانی سے ہوگا اور سفیانی ان سے حکومت سوریا کو لے گا۔

احادیث میں اس بات کا ذکر نہیں ہے کہ سفیانی دمشق یا اس کے اطراف میں ترک یعنی روس سے جنگ لڑے گا لیکن احادیث میں اس بڑے معرکہ کا کافی ذکر ہے جو سوری عراقی ترکی حدود کے قریب قرقیسیا کے علاقہ میں ہوگا۔ روایات میں ہے کہ یہ جنگ بہت بڑی جنگ ہوگی۔ جس کا تذکرہ روایات میں قدیم زمانے سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اس جنگ کا سبب دریائے فرات یا اس کے نزدیک بہت بڑے خزانے کی دریافت ہوگا جس کا دعویٰ مختلف قومیں کریں گی بالآخر بہت بڑی جنگ ہوگی۔

اس جگہ ان روایات میں ترک سے مراد ترکیا کے ترک بھی ہو سکتے ہیں اور روس نہ ہو اور ہو سکتا ہے کہ روس سفیانی کے خلاف ترکیا کی پشت پر موجود ہو۔ ملک شام اور سفیانی کی تحریک کے واقعات میں قرقیسیا جنگ کا تفصیلی ذکر آئے گا۔

احادیث میں ہے کہ ترک کے مقابلہ میں آذربائیجان میں انقلاب آئے گا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''ہمارے لیے آذربائیجان کا قیام ضروری ہے۔ اس کے بغیر کوئی قیام نہ ہوگا اور جب ہمارا حرکت کرنے والا حرکت کرے تو اس کی طرف دوڑ پڑنا اگرچہ برفوں کے اُوپر سے ہی چل کر کیوں نہ جانا پڑے''۔ امام کا یہ فرمان کہ:

لا بدلنا من آذربائیجان لایقوم لهاشی (غیبت النعمانی' ص ۱۷۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آذربائیجانوں کی طرف سے اُٹھنے والی تحریک ہدایت یافتہ ہوگی (سب نے دیکھا ہے کہ آذربائیجان میں انقلاب پیدا ہو چکا ہے اور وہ اسلام کی خاطر اٹھے ہیں۔ سبحان اللہ کس طرح ظہور کی روایات یکے بعد دیگرے صحیح ثابت ہو رہی ہیں۔ یہ کتاب اس تحریک سے پہلے لکھی گئی ہے۔ مترجم) اور اس کے بعد انتظار کرنا بذریعہ تکبیر فتح کریں گے'' (بحوالہ بشارۃ الاسلام' ص ۲۹۷)۔ یہ بعید نہیں ہے کہ

مغربیوں کے اس دارالحکومت کا سقوط خود مغربیوں کے مظاہروں اور ان کی تکبیروں کے نعروں سے ہو جس میں خود حضرت امام مہدیؑ اور آپ کے اصحاب بھی ان کے ساتھ شریک ہوں گے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام سے ہے کہ پھر روم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جائے گا۔ امام ان کے لیے مسجد بنائیں گے اور اپنے اصحاب میں سے ایک کو اپنی نیابت میں ان پر حاکم بنائیں گے اور پھر وہاں سے واپس چلے جائیں گے (بشارۃ الاسلام ص ۲۵۱)۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ مغربی اقوام کو تبدیل کرنے میں حضرت مسیح علیہ السلام بنیادی کردار ادا کریں گے اور یہ اس صلح نامہ کے دوران ہوگا جو حضرت مہدیؑ اور مغربی اقوام کے درمیان ہوگا۔ جو دو یا تین سال تک جاری رہے گا اور اس دوران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مغرب میں ہوں گے یا اکثر اوقات مغرب میں ہی رہیں گے۔

❁ ❁ ❁

یہود اور زمانہ ظہور

آخر زمانہ اور زمانہ ظہور میں یہود کے کردار کے متعلق ہمارے پاس سوائے سورہ اسراء کی ابتدائی آیات کے اور کچھ بھی نہ ہوتا تو یہی کافی تھا کیونکہ اپنے اختصار کے ساتھ یہ انتہائی بلیغ وحی الٰہی ہے کہ جن میں یہود کی تاریخ کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ پورے وقت اور اعجاز کے ساتھ ان کے مستقبل کے غلبہ پر روشنی ڈالی گئی ہے جب کہ ان آیات قرآنی کے علاوہ بہت ساری احادیث موجود ہیں جن میں سے کچھ تو انہی آیات کی تفسیر کے ضمن میں بیان ہوئی ہیں اور بعض امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ ظہور میں ان کی کیفیت و حالت کو بیان کرتی ہیں۔ آیات شریفہ کی تفسیر کے بعد ان روایات کا تذکرہ ہوگا۔

یہودیوں کی بربادی کا الٰہی وعدہ

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو السمیع العلیم

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (یعنی رسولؐ اللہ) کو مسجد الحرام سے رات کے وقت مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ وہ مسجد اقصیٰ جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنایا تا کہ ہم اسے (یعنی رسولؐ اللہ کو) اپنی

نشانیوں کو دکھائیں، بہ تحقیق اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

واتینا موسیٰ الکتب وجعلنا هدی لبنی اسرائیل الا تتخذوا من دونی وکیلا ذریته من حملنا مع نوح انه کان عبدا شکورا۔

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (تورات) دی اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت قرار دیا (ان سے یہ کہا) کہ تم میرے سوا کسی کو اپنا حامی قرار نہ دو، وہ اولاد ہیں ان کی جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھایا۔ تحقیق نوح اللہ کا شکرگزار بندہ ہے۔

وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتب

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کے لیے کتاب (تورات) میں یہ حتمی فیصلہ دیا ہے کہ

(یعنی ہم نے اپنے حتمی فیصلہ کو بتا دیا اس کتاب میں جو ہم نے ان پر اتار دی یعنی تورات)۔

لتفسدون فی الارض مرتین

ترجمہ: تم ضرور بالضرور زمین میں دو مرتبہ فساد کرو گے۔

(بہ تحقیق تم صراط مستقیم سے منحرف ہو جاؤ گے اور معاشرہ، سوسائٹی اور انسانی مجمع میں دو مرتبہ فساد پھیلاؤ گے)

ولتعلن علوا کبیرًا

ترجمہ: اور یہ کہ تم ضرور بالضرور بڑی بلندی، مقام اور مرتبہ کو پاؤ گے۔

(جس طرح تم دوسروں پر بڑے بن بیٹھو گے اور دوسری اقوام پر تمہیں بڑا تسلط اور غلبہ حاصل ہوگا)۔

فاذا جاء وعدا ولا هما بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید

ترجمہ: پس جب ان دو میں سے پہلے کا وعدہ آ گیا ہے تو ہم نے

تمہاری طرف اپنے بندوں کو بھیجا جو بہت ہی سخت و طاقتور تھے (جب تمہارے پہلے فساد پھیلانے پر ہمارے عذاب کا وقت آ گیا تو ہم نے تمہاری طرف ایسے بندوں کو بھیجا جو ہماری طرف منسوب تھے بہت سخت پکڑ والے تھے اور تمہارے اُوپر عذاب اُتارنے والے تھے انتہائی طاقتور اور مضبوط تھے)۔

فجاسوا خلال الديار' وكان وعدًا مفعولاً

ترجمہ: پس وہ گھروں میں گھس گئے اور یہ وعدہ حتمی اور عملی تھا۔ (پس وہ گھوم گئے تمہارے گھروں میں اور تمہارے باقی ماندہ سپاہیوں اور جنگجوؤں کو پکڑ رہے تھے۔ یہ وعدہ حتمی اور حاصل شدہ تھا۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں)۔

ثم رددنا لكم الكرة عليهم وامددنا كم باموال وبنين وجعلنا كم اكثر نفيرًا

ترجمہ: پھر ہم نے ان کے خلاف تمہارے لیے ایک دور اور پلٹا دیا اور ہم نے تمہاری مدد اولاد اور اموال سے کر دی اور تعداد میں ہم نے تمہیں ان سے زیادہ بنا دیا۔

(پھر ہم نے تمہیں ان پر ایک مرتبہ اور غلبہ دے دیا جن کو ہم نے تمہارے لیے عذاب بنا کر بھیجا تھا ہم نے تمہیں اموال اور اولاد سے نواز دیا اور ہم نے تمہیں ان سے زیادہ مددگاروں کے حوالے کر دیا یعنی تمہارے انصار اور امداد ان سے زیادہ ہو گئے جو ان کے خلاف جنگ لڑنے میں تمہارا ساتھ دیتے تھے)۔

ان احسنتم احسنتم لانفسكم وان اساتم فلها

ترجمہ: اگر تم اچھا کرو گے تو اپنے نفس کے لیے اچھا کرو گے اور اگر تم

برا کرو گے تو اپنے نفسوں کے لیے برا کرو گے۔

(پھر ایک زمانہ تک تمہاری حالت اسی طرح رہے گی اگر تم نے توبہ کر لی اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا اس کی وجہ سے تم اچھے کام بجالائے تو یہ سب تمہارے ہی لیے اچھا ہوگا اور اگر تم نے برا کیا سرکشی کی' کفرانِ نعمت کیا بڑے بن بیٹھے غرور و تکبر کیا تو اس کا نقصان بھی خود تمہیں ہی ہوگا)۔

فاذا جاء وعده لاخرة' ليسوۡ وجوهكم وليدخلو المسجد كما دخلوه اول مرة وليتبروا ما علوا تتبيرا –

ترجمہ: پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا کہ وہ لوگ تمہیں اُداس کر دیتے اور داخل ہوں' مسجد میں جیسے پہلے داخل ہوئے تھے اور جس طرح پہلے غالب ہوئے تھے ویسے ہی پوری طرح خرابی مچائیں۔

(لیکن تم برائی کرو گے اچھائی کی تم سے توقع نہیں۔ لیکن ہم نے تمہیں مہلت دی ہے زمین میں دوسری مرتبہ فساد پھیلانے کی وجہ سے جب تم پر عذاب نازل کرنے کا وقت آ پہنچا تو ہم پھر تم پر اپنے بندے کو مسلط کریں گے جو ہماری طرف منسوب ہوگا اور وہ تم پر ایسا عذاب اُتاریں گے کہ جس سے تمہارے چہرے پھر جائیں گے اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوں گے اور حالانکہ وہ فاتح ہوں گے بالکل اسی طرح ہوگا جیسے پہلی مرتبہ وہ تمہارے گھروں میں گھسے تھے۔ اور تمہارے تکبر کی ناک کو رگڑا تھا اور تمہیں ذلیل و خوار کیا تھا)۔

عسى ربكم ان يرحمكم

ترجمہ: شاید کہ تمہارا پروردگار تم پر رحم کرے۔

تفسیر: اس دوسرے عذاب کے بعد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے کہ تم

پر رحم کرے یعنی تم دائرہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

وان عدتم عدنا و جعلنا جهنم للكافرين حصيرا ۔

ترجمہ: اور اگر تم دوبارہ کرو گے تو ہم بھی دوبارہ کریں گے اور کافروں کے لیے ہم نے جہنم کو قید خانہ بنایا ہے محبوس کرنے کی جگہ بنایا ہے (اور اگر دوسرے عذاب کے بعد تم نے پھر فساد کرنے کی کوشش کی تو ہم بھی تمہیں دوبارہ عذاب دیں گے اور اس عذاب کو تباہی تک محدود نہ کریں گے بلکہ دنیا میں عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ پھر ہم نے تمہیں آخرت میں جہنم کے اندر محبوس کریں گے۔

❀❀❀

قرآنی استدلال

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہودیوں کی تاریخ کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ زمین پر فساد پھیلائیں گے یہاں تک کہ یہودیوں کے عذاب کا وقت آ پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے خاصان بندگان یہودیوں پر غلبہ حاصل کریں گے۔ یہودیوں کو ذلیل و خوار کریں گے۔ پھر مصلحت اور حکمت کے تحت یا مسلمانوں کی نافرمانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ یہودیوں کو دوبارہ غلبہ دے گا۔ انہیں اولاد و اموال دے گا۔ پوری دنیا میں ان کے انصار و مددگاروں کی کثرت ہوگی لیکن وہ ان نعمتوں سے فلاح انسانیت کے لیے کام کرنے کے بجائے اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے۔ ایک مرتبہ پھر زمین میں فساد عام کریں گے۔ اس مرتبہ خالی فساد نہ پھیلائیں گے بلکہ بڑے بن بیٹھیں گے۔ دوسری اقوام کو اپنا تابع بنالیں گے۔ لوگوں کی اکثریت پر ان کا غلبہ اور تسلط ہوگا اور وہ متکبرین ہوں گے تو یہودیوں پر دوسری مرتبہ عذاب نازل ہوگا اور اسی پہلی قوم کے ذریعہ ہوگا اور یہ عذاب پہلے سے زیادہ سخت ہوگا اور تین مرحلوں میں یہ عذاب ہوگا۔

۲۔ پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ جس قوم کو یہودیوں پر عذاب بنا کر بھیجے گا۔ وہ بڑی آسانی سے ان پر غلبہ کرلیں گے۔ ان کے گھروں میں گھس جائیں گے۔ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوں گے اور ان کی عسکری طاقت کا خاتمہ کردیں گے جب کہ دوسری مرتبہ اللہ تعالیٰ جب ان پر عذاب بھیجے گا جبکہ یہودیوں کے اتحادیوں کی کثرت ہوگی تو

اس مرتبہ یہ تین مراحل میں ہوگا:

الف: ان پر سخت وار کر کے ان کے چہروں کو پھیر دیں گے یعنی دنیا میں ان کی شہرت خراب ہوگی اور ذلیل ہوں گے۔

ب: وہ مسجد اقصیٰ میں فاتح بن کر داخل ہوں گے جس طرح پہلے داخل ہوئے تھے۔

ج: پھر ان کی بڑائی کا خاتمہ کر دیں گے ان کے غرور وتکبر کو خاک میں ملا کر ان کا صفایا کر دیں گے۔

مفسرین نے یہاں بنیادی سوال یہ اٹھایا ہے کہ کیا دونوں فساد ہو چکے ہیں اور یہ کہ ایک فاد میں متکبرین بن کر اُٹھ چکے اور دونوں عقوبتیں بھی واقع ہو چکی ہیں یا ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔

بعض نے کہا کہ یہ دونوں فساد بھی ہو چکے ہیں اور عقوبتیں بھی نازل ہو چکی ہیں۔ پہلی دفعہ بخت نصر کے ہاتھوں اور دوبارہ تیطس رومانی کے ہاتھوں۔ بعض نے کہا کہ ابھی یہ دونوں عذاب یہود پر نازل ہونا باقی ہیں۔

اور صحیح رائے یہ ہے کہ پہلی عقوبت ان کے پہلے فساد کے بعد اسلام میں مسلمانوں کے ہاتھوں واقع ہو چکی ہے۔ پھر جب مسلمان اسلام سے دُور ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہود کو دوبارہ مسلمانوں پر غلبہ دے دیا۔ دوسری مرتبہ یہودیوں نے زمین پر فساد عام کر رکھا ہے۔

اور زمین پر بڑے اور مکبر بن بیٹھے ہیں اور دوسرے عذاب کا وقت آنے والا ہے اور یہ بھی مسلمانوں ہی کے ہاتھوں ہوگا۔ جب مسلمان ایک مرتبہ پھر اسلام کی طرف پلٹ جائیں گے۔ اس تفسیر کی روایات آئمہ اطہار علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں۔ وہ قوم حضرت امام مہدیؑ کے اصحاب اور افواج ہیں جو یہودیوں پر عذاب بن کر آئے گی اور وہ اہل قم ہیں اور وہ ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور

سے پہلے بھیجے گا۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تفسیر العیاشی میں روایت ہے کہ حضرت نے قرآن کی یہ آیت پڑھی: بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید اور فرمایا اس سے مراد حضرت قائم علیہ السلام اور ان کے اصحاب ہیں جو سخت پکڑ والے ہیں اور سخت گیر ہیں۔

تفسیر نور الثقلین میں روضہ کافی کی روایت امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ امام صادقؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''ایک قوم ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ حضرت قائمؑ کے قیام سے پہلے بھیجے گا اور وہ آل محمدؐ کے کسی مخالف اور دشمن کو نہ پائیں گے مگر یہ کہ ان کو قتل کر دیں گے''۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ ''آپ نے اُوپر والی آیت کی تلاوت فرمائی تو ہم نے سوال کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' ان سے مراد کون ہیں؟ تو امام علیہ السلام نے تین مرتبہ فرمایا خدا کی قسم! وہ قم والے ہیں خدا کی قسم وہ قم والے ہیں'' (بحار الانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۶)۔

یہ تینوں روایات ایک ہی مقصود کو بیان کر رہی ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اہل قم' ایران کے معنی میں لیا گیا ہے اور یہی لوگ حضرت امام مہدیؑ کے انصار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں امام مہدیؑ کی حکومت کی تمہید کے طور پر بھیجے گا اور جیسا کہ احادیث میں ہے کہ بعض حضرتؑ کے مخصوص اصحاب بھی ہوں گے۔

مزید یہ کہ اس قوم کا اور ان کے اتحادی مسلمانوں کا مقابلہ یہودیوں کے ساتھ کئی مراحل میں ہوگا یہاں تک کہ حضرت مہدیؑ کا ظہور ہوگا اور امام مہدیؑ کی قیادت میں یہود کا صفایا آپ کے ہاتھوں ہی ہوگا۔

دوسری بات جو یہود کی دوسری عقوبت پر دلالت کرتی ہے اور جس کا وعدہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں ہو وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں پر جن کو دو مرتبہ عذاب بنا کر بھیجے گا ان دونوں کا تعلق ایک ہی اُمت سے ہے اور ان کی صفات کا ذکر جو یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہے وہ فقط مسلمانوں پر صادق آتی ہیں کیونکہ مصری' بابلی

یونانی، فارس اور روم وغیرہ جو یہودیوں پر مسلط ہوتے رہے اور ان کی تباہی مچاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے سے منسوب بندگان نہیں کہہ سکتا اور نہ ہی وہ خدا کے مطیع بندگان تھے۔

پھر دوسری عقوبت کے لیے ان کا صفایا ہوتا ہے۔ پس پہلے عذاب کے بعد دوسری مرتبہ یہود غلبہ حاصل کر چکے ہیں۔ پوری دنیا میں وہ کثرت اموال کے مالک ہیں ان کی اولاد بھی ہر جگہ موجود ہے۔ دنیا میں مسلمانوں سے زیادہ ان کے انصار ہیں تمام بڑی طاقتیں ان کی اتحادی ہیں وہ زمین پر فساد پھیلا رہے ہیں اور مسلمانوں پر غالب آ چکے ہیں اور دوسری اقوام پر بھی ان کا غلبہ ہے قدرت ان کے ہاتھوں میں ہے دنیا کی سیاست چلا رہے ہیں اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح ہمارے مسلمان مجاہدین لبنان میں ان پر ایسے سخت حملے کر چکے ہیں جس نے ان کے منہ پھیر کر رکھ دیے وہ ایک دفعہ پھر ذلیل ہو گئے ہیں ان کی طاقت کا طلسم پاش پاش ہو گیا ہے۔ کس طرح فلسطین میں ہمارے بچے ان کی طاقت کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ایک اور روایت جو حضرت موسیٰ کے بعد سے لے کر ہر دور میں یہود کے فسادی ہونے کی تائید کرتی ہے اور ان کے خلاف مقابلے بھی ہوتے رہے لیکن کسی بھی دور میں انہیں یہ غلبہ اور تسلط حاصل نہ ہوا جو اس دور میں ہوا ہے۔ پس جس بڑائی اور تکبر کا ذکر قرآن میں ہے۔ اس سے مراد موجودہ صورت حال ہے کہ وہ ایک عالمی استکباری طاقت بن کر ابھر رہے ہیں۔ تمام اقوام کو اپنا غلام سمجھتے ہیں۔ فساد پھیلانا ان کا شیوہ ہے۔ اس استکباری طاقت کا مقابلہ شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ عذاب نزدیک ہے۔ خدا ہمیں اس الٰہی وعدہ کو پورا کرنے والوں میں سے قرار دے اور ان افواج سے قرار دے جو یہود کو صفحہ ہستی سے مٹانے والی ہیں۔

یہود کی تاریخ کا جو بھی مطالعہ کرے اس کے لیے یہ مطلب بالکل واضح اور روشن ہے۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔

❀ ❀ ❀

الٰہی وعدہ غلبہ اور یہودی

واذ تاذن ربک لیبعثن علیھم الی یوم القیامۃ من یسو مھم سوء العذاب ان ربک لسریع العقاب وانہ لغفور رحیم ـ وقطعناھم فی الارض امم منھم الصالحون ومنھم دون ذلک ...... وبلوناھم بالحسنات والسیات لعلھم یرجعون

(سورہ اعراف، آیت ۱۶۷-۱۶۸)

ترجمہ: اور تیرے رب نے یہ اعلان کیا ہے کہ قیامت تک ان پر ایسے گروہ کو ضرور بھیجتا رہے گا جو ان کو برے عذاب میں مبتلا کرے گا (یعنی قتل کریں گے، وطن بدر کریں گے، قید کریں گے) تیرا رب جلد حساب لینے والا ہے اور تحقیق وہ بخشش دینے والا مہربان ہے اور ہم نے انہیں زمین پر گروہ گروہ بنا دیا۔ ان میں کچھ نیک اور کچھ برے ہیں اور ہم نے ان کا امتحان نیکیوں اور برائیوں سے لیا کہ شاید وہ واپس لوٹ آئیں (ہماری طرف آ جائیں)۔

ان دو آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان اور فیصلہ ہے کہ وہ ایسے گروہ کو یہود پر مسلط کرے گا جو قیامت تک ان کے لیے عذاب کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جلدی عذاب دینے والا ہے اور خداوند تو غفور و رحیم ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ایک یہ ہے کہ خدا نے انہیں روئے زمین پر گروہ گروہ کر کے پھیلا دیا ان میں کچھ تو نیک

ہیں اور کچھ بد ہیں۔ ان کا امتحان اچھائی اور برائی سے لیا ہے شاید وہ اس طرح توبہ کرلیں اور ہدایت کی طرف واپس لوٹ آئیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ' یوشع' داؤد اور سلیمان علیہم السلام نبی کے زمانوں کو الگ کر کے ہر دور میں یہود پر عذاب کا الٰہی وعدہ پورا ہوتا رہا ہے۔ یہود پر مختلف قومیں مسلط ہوتی رہی ہیں اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا رکھا ہے۔

❁❁❁

ایک اعتراض

یہ بات کہی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر مصر و بابل و یونان' روم اور فارس کے بادشاہوں کو مسلط کیا اور انہوں نے ان پر سخت ترین عتاب کیا لیکن مسلمانوں نے ان پر ظلم نہیں کیا اور نہ ہی انہیں برے عذاب میں مبتلا کیا بلکہ ان کی عسکری طاقت کا خاتمہ کیا اور مسلمانوں نے یہ بات قبول کی کہ یہودی مسلمان حکومت کے زمانے میں آرام اور سکون کی زندگی گزار لیں۔ اسلامی قوانین کے دائرہ میں اپنے حقوق اور اپنی آزادی سے بہرور ہوں اور جزیہ ادا کرتے رہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہودیوں پر عذاب کے اُترنے کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ان پر قتل و غارت جاری رکھی جائے ان کو جیلوں میں ڈالا جائے جیسا کہ اکثر حکومتیں اور اقوام یہودیوں کے ساتھ کیا کرتی تھیں جو اسلام سے پہلے یہودیوں پر مسلط ہوئیں بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کو سیاسی اور عسکری طور پر ان کا تابع بنا دیا جن کو خداوند عالم ان پر مسلط کرے۔ اگرچہ مسلمان ہی یہودیوں کو عذاب دینے کے لحاظ سے باقی تمام اقوام و قبائل سے زیادہ مہربان تھے لیکن یہ بات صادق آتی ہے کہ مسلمانوں کو یہودیوں پر غلبہ حاصل ہوا اور یہودیوں کی عسکری اور سیاسی قوت کا خاتمہ ہوا اور وہ مسلمانوں کے رحم و کرم پر تھے۔

بعض دفعہ یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ ہاں یہ بات ٹھیک ہے کہ ہم یہودیوں کی تاریخ میں اس الٰہی وعدہ کی تطبیق کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن موجودہ دور میں جب کہ ایک صدی یا کم از کم آدھی تو گزر چکی ہے کہ ان یہودیوں کو عذاب میں مبتلا کرنے والا کوئی

معاملہ نہیں ہوا ہے بلکہ نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے یعنی ۱۹۳۶ء سے وہ مسلمانوں پر مسلط ہیں اور فلسطین کے مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں، فلسطین کے علاوہ دوسری جگہوں پر بھی مسلمان ان کے مظالم اور تسلط سے آزاد نہیں ہیں پس ہم اس آیت کی تفسیر کیسے کریں گے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہودیوں کی زندگی کا یہ حصہ مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ ان کی قدرت کے واپس آنے کا دور ہے اور خدا نے جو ان کے بڑا بننے کا وعدہ دیا ہے۔ یہ اس بات کا مصداق ہے جو سورہ اسرا میں ہے:

ثم رددنا لکم الکرة علیهم وامددناکم باموال وبنین وجعلناکم اکثر نفیرا

پس یہ دور عمومی غلبہ اور تسلط سے خاص طور سے الگ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے عذاب اور وعدہ عقوبت کے پورے ہونے کا زمانہ آئے اور وہ عقوبت بھی مسلمانوں کے ہاتھوں ہوگی۔ احادیث میں ہے کہ یہ الٰہی وعدہ مسلمانوں کے ہاتھوں پورا ہوگا۔ صاحب مجمع البیان نے اس آیت کی تفسیر میں تمام مفسرین کا اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اُمت محمدؐ ہے اور یہی بات امام باقرؑ سے مروی ہے اور اسے قمی نے اپنی تفسیر میں ابوجارود کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

آتش جنگ یہود کا انجام

وقالت الیهود ید الله مغلولة غلت ایدیهم ولعنوا بما قالوا بل یده مبسوطتان ینفق کیف یشاء ولیزیدن کثیرا منهم ما انزل الیک من ربک طغیانا وکفرا والقینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیمة کلما اوقدوا نارا للحرب اطفاها الله ویسعون فی الارض فسادا والله لایحب المفسدین (سورہ مائدہ، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور یہودی کہنے لگے کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے انہی کے ہاتھ باندھ دیے جائیں اور ان کے (اس) کہنے پر خدا کی پھٹکار (برسے) بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور جو (کتاب) تمہارے پاس نازل کی گئی ہے (ان کا رشک وحسد) ان میں سے بہت سوں کی کفر وسرکشی کو اور بڑھا دے گا اور (گویا) ہم نے خود ان کے آپس میں روز قیامت تک عداوت اور کینے کی بنیاد ڈال دی۔ جب یہ لوگ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں تو خدا اس کو بجھا دیتا ہے اور وہ روئے زمین میں فساد پھیلانے کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں اور خدا فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔

یہ الٰہی وعدہ ہے کہ جن جنگوں کی آگ یہود بھڑکائیں گے اللہ اسے بجھائے گا برابر ہے کہ وہ خود براہ راست اس جنگ کے شعلے بھڑکانے والے ہوں یا دوسروں کو او

قدوا نارًا ''جب بھی جس وقت وہ آگ روشن کریں گے''۔ ہر دور کی تاریخ گواہ ہے کہ بہت سارے فتنوں اور جنگوں کو بھڑکانے والے یہود رہے ہیں لیکن اللہ تعالی نے مسلمانوں اور انسانیت پر لطف و کرم کرتے ہوئے ان کے فتنوں اور جنگوں کی آگ کو بجھا دیا ہے۔ یہودیوں کی مکاریوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان کے منصوبوں کو ناکام کیا شاید سب سے بڑا فتنہ اور بڑی جنگ جسے یہودیوں نے مسلمانوں کے بلکہ پوری عالم انسانیت کے خلاف بھڑکایا ہے یہ موجودہ جنگ ہے جو دنیا میں چل رہی ہے جس میں انہوں نے مغرب و مشرق کو ملوث کیا یا داخل کیا ہے۔ فلسطین میں تو وہ براہِ راست خود داخل ہیں اور دنیا کے اکثر ممالک میں وہ بالواسطہ مداخلت رکھتے ہیں۔ اب الٰہی وعدہ کے پورا ہونے کا انتظار ہے کہ خدا یہود کی اس لگائی ہوئی آگ کا خاتمہ کر دے۔ آیہ شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خود ان کے اپنے اندر اختلافات کا پیدا ہونا اور اس کی وجہ سے ان کی لگائی ہوئی آگ کا بجھنا بھی خداوند کا لطف و کرم ہے کیونکہ آیت میں ان کے درمیان دشمنی اور اختلافات کے ذکر کے بعد یہ آیا ہے کہ جب بھی انہوں نے فتنہ کی آگ بھڑکائی تو اسے اللہ تعالی نے اپنے لطف و کرم سے بجھا دیا ہے۔ آیت ملاحظہ ہو:

والقینا بینھم العدوۃ والبغضا الی یوم القیمۃ کلما او قدوا نارًا للحرب اطفاھا اللّٰہ –

ہم نے یہودیوں سے متعلق قرآنی آیات کو اپنی کتاب الممھدون للمھدی میں ذرا تفصیل سے ذکر کیا اور مزید معلومات کے لیے اس سے رجوع کریں۔

❀❀❀

عصر ظہور میں کردار یہود

زمانہ ظہور میں یہود کے کردار کے بارے میں احادیث بتاتی ہیں کہ فیصلہ کن معرکہ سے پہلے وہ فلسطین کی سرزمین پر جمع ہوں گے اور یہ اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر ہے:

وقلنا من بعدہ لبنی اسرائیل اسکنوا الارض فاذا جاء وعد الاخرۃ جئنا بکم لفیفا (سورہ اسراء آیت ۱۰۴)

اور ہم نے بنی اسرائیل سے کہہ دیا کہ وہ زمین پر (فلسطین کی سرزمین پر) ٹھہریں پس جب دوسرا وعدہ (قریب) آیا تو تم کو اکٹھا کر کے لے آئے۔

یعنی ہم تمہیں ہر طرف سے لے کر آئیں گے یا تم سب کو ایک جگہ اکٹھا کریں گے جیسا کہ تفسیر نور الثقلین میں اس ضمن میں ایک حدیث میں ان کے آنے اور عکا کے ساحل پر جنگ کا ذکر ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کیا تم نے اس شہر کے بارے میں سنا ہے کہ جس کا ایک حصہ سمندر میں ہے تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں تو آپؐ نے فرمایا: وقت مخصوص نہیں مگر یہ کہ اس حق کی اولاد یعنی بنی اسرائیل کے ستر ہزار وہاں پر جنگ لڑیں گے اس شہر سے مراد عکا ہے (مستدرک، ج ۴، ص ۴۷۶)

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے تحقیق میں ضرور بالضرور مصر میں منبر بناؤں گا، دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجاؤں گا اور یہود کو عرب کے ہر علاقہ سے نکال

دوں گا اور اپنے اس عصا سے پورے عرب کو ہانکوں گا (اس روایت کا راوی عبایہ الاسری ہے۔ راوی نے کہا یا امیر المومنین! گویا کہ آپ ایک مرتبہ مر کر پھر زندہ ہوں گے تو حضرتؑ نے فرمایا اے عبایہ! ایسا نہیں ہے تم کسی اور طرف چلے گئے ہو یہ کام میری اولاد سے ایک مرد کرے گا (بحار الانوار ج ۵۳، ص ۶۰)۔ اس سے مراد امام مہدیؑ ہیں۔ یہ روایت یہود کے عرب علاقوں پر مسلط ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ ہم عنقریب حضرت امام مہدیؑ کے سفیانی اور یہودیوں کے ساتھ معرکہ کو ذکر کریں گے۔ یہ ملک شام میں ہونے والے واقعات اور ظہور کے تحریک کے ضمن میں بیان ہوگا۔

ان احادیث میں ہیکل کشف کرنے کے بارے میں ہے۔ امیر المومنینؑ نے ظہور کی جو نشانیاں ذکر کی ہیں ان میں ہیکل کا کشف کرنا بھی شامل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد سلیمان (ع) کے ہیکل کا کشف کرنا ہے۔ امیر المومنینؑ سے روایت ہے ''اور اس ظہور کی آیات اور علامات میں سے پہلی یہ ہے کہ کوفہ کا محاصرہ ہوگا اور اس پر بمباری ہوگی اور میں کوفہ کی گلی کوچوں میں بچاؤ کے لیے مورچے بنے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ چالیس دن تک مسجدیں معطل ہوں گی اور ہیکل کشف ہوگا۔ بڑی مسجد کے گرد پرچم لہرائیں گے قاتل اور مقتول دونوں آتش جہنم میں ہوں گے'' (بحار الانوار ج ۵۲، ص ۲۷۳)

یہ احتمال موجود ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے ابتدائی کام کرنے والوں کے ہاتھوں ظہور سے تھوڑا عرصہ پہلے یہ ہیکل کشف ہو۔ روایت میں یہ بیان نہیں ہے کہ اس ہیکل کو کون کشف کرے گا جس طرح یہ احتمال بھی ہے کہ اس ہیکل سے مراد کوئی قدیمی تاریخی اثر ہو اور ہیکل سلیمانؑ نہ ہو کیونکہ کشف ہیکل کی بات مطلق ذکر ہوئی ہے۔ روایت کا ابتدائی حصہ کوفہ میں حالت جنگ کو بیان کر رہا ہے جو کہ عام طور پر عراق کے معنی میں ذکر ہوا ہے لیکن یہاں اس سے مراد شہر کوفہ ہے۔ اس کے محاصرہ اور بمباری کا ذکر ہے اور حفاظتی مورچے بنانے کا ذکر ہے لیکن مسجد اکبر (بڑی مسجد) کے گرد

پرچموں کے لہرانے سے مراد مسجد الحرام ہے۔ حضرت مہدیؑ کے ظہور سے پہلے حجاز پر حکومت کرنے کی خاطر قبائل میں جو جنگ ہوگی یہ اس کی طرف اشارہ ہے اس بارے میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں۔

روایات میں اس قوم کا ذکر بھی موجود ہے جو اللہ تعالیٰ یہودیوں کے زمین پر فساد پھیلانے اور عالمی استکباری طاقت بننے کے بعد ان پر مسلط کرے گا اس بارے میں تفصیلی ذکر ایران اور ایرانی شخصیات زمانہ ظہور سے قبل کے عنوان کے تحت آئے گا۔

اس طرح کی متواتر حدیث موجود ہے کہ ''خراساں سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے کوئی چیز ان کو روک نہ سکے گی یہاں تک کہ وہ جھنڈے ایلیا (قدس) پر آ کر لہرا دیئے جائیں گے۔

ان احادیث میں ہے کہ حضرت مہدیؑ اصلی توریت کو انطاکیہ، شام، فلسطین اور بحیرہ طبریہ کے غاروں سے نکالیں گے اور اس کتاب کے ذریعے یہودیوں پر حجت تمام کریں گے۔ نبی اکرمؐ سے روایت ہے وہ (مہدی) توریت اور انجیل کو ایک زمین سے نکالے گا جس کا نام انطاکیہ ہے'' (بحار الانوار ج ۵۱، ص ۲۵)۔

نبی اکرمؐ سے ایک اور روایت ہے وہ تابوت سکینہ کو انطاکیہ میں ایک غار سے نکالے گا اور توریت کی کاپیوں کو شام کے ایک پہاڑ سے نکالے گا اور ان کے ذریعے یہودیوں پر احتجاج قائم کرے گا جس کی وجہ سے بہت سارے یہود اسلام لے آئیں گے (منتخب الاثر، ص ۳۰۹)۔ رسول خداؐ سے ایک اور روایت ہے آپ کے ہاتھوں پر بحیرہ طبریہ سے تابوت سکینہ ظاہر ہوگا پس اسے اٹھایا جائے گا اور حضرت مہدیؑ کے سامنے بیت المقدس میں رکھا جائے گا جب یہود اسے دیکھیں گے تو وہ اسلام لے آئیں گے اور بہت تھوڑے ان میں رہ جائیں گے جو اسلام قبول نہ کریں گے (الملاحم والفتن، ص ۵۷)۔

۱ تابوت سکینہ کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے:

وقال لهم نبيهم ان اية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مما ترك ال موسى وال هارون تحمله الملائكة ان في ذلك لاية لكم ان كنتم مومنين (سورہ بقرہ' آیت ۲۴۸)

ترجمہ: اور ان کے نبی نے کہا تحقیق اس کے ملک کی نشانی یہ ہے کہ وہ تمہارے پاس تابوت سکینہ کو لے آئے گا۔ اس تابوت میں تمہارے رب کی طرف سے سکینہ ہے اور آل موسیٰ اور آل ہارون جو کچھ چھوڑ گئے ہیں وہ اس میں موجود ہے۔ اس تابوت کو فرشتے اٹھائیں گے...... تحقیق اس میں ضرور بالضرور نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم مومنین ہو۔

روایت میں آیا ہے کہ یہ ایک صندوق ہے جس میں انبیاء کے تبرکات ہیں او[ر] بنی اسرائیل کے نزدیک جس کے پاس یہ صندوق ہوتا تھا اسے ملک وحکومت کا حق دار سمجھا جاتا تھا اور بہ تحقیق فرشتے آئے اور انہوں نے بنی اسرائیل کے جم غفیر سے اسے اٹھایا اور حضرت طالوتؑ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ پھر طالوتؑ نے اس صندوق کو داؤدؑ کے لیے' داؤدؑ نے سلیمانؑ کو اور انہوں نے اپنے وصی آصف بن برخیا کو دے دیا۔ پھر بنی اسرائیل اسے کھو بیٹھے جب انہوں نے حضرت سلیمانؑ کے وصی کی اطاعت کو چھوڑ کر دوسرے کی اطاعت شروع کر دی۔ روایت میں جو ہے کہ ان میں بہت سارے اسلام قبول کریں گے فقط تھوڑے رہ جائیں گے اس سے مراد یہودی ہیں جو تابوت سکینہ کو دیکھیں گے یا وہ ہیں جن پر حضرت مہدیؑ حجت نہیں کریں گے کہ اصلی توریت جو فتح ہو چکی ہے یا وہ ہیں جن کو فلسطین میں ان سے آزاد کرانے کے بعد حضرت مہدیؑ باقی رکھیں گے۔ ظاہر ہے یہ اس بڑے معرکہ کے بعد قدس پر مکمل فتح حاصل کر لینے کے بعد ہوگا۔ ایک روایت میں ہے کہ تیس ہزار یہودی حضرت مہدیؑ کے ہاتھ پر اسلام لائیں گے اور ان کی یہ تعداد کل تعداد سے بہت ہی کم ہے۔

احادیث میں ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے۔

یہودیوں کے ساتھ جنگ ہوگی جس طرح یہ حدیث بھی ہے کہ حضرت مہدیؑ ان کو جزیرۃ العرب سے نکال دیں گے یہ اسی وقت ہوگا جب حضرت مہدیؑ فلسطین پر قبضہ کر لیں گے اور انہیں فلسطین سے نکال دیں گے۔ ان احادیث میں اس بڑے معرکہ کا تذکرہ بھی ہے جو حضرت مہدیؑ اور سفیانی کے درمیان ہوگا۔ سفیانی کی پشت پر یہود اور روم ہوں گے اس جنگ کا دائرہ کار انطاکیہ سے عکا تک ہوگا یعنی پورا شام' لبنانی' فلسطینی ساحل جنگ کی لپیٹ میں ہوگا اور خشکی میں طبریہ اور دمشق' قدس تک جنگ کی لپیٹ میں ہوں گے۔ حضرت مہدیؑ کی تحریک کے بیان میں اس کا ذکر دوبارہ کریں گے۔ احادیث میں ہے کہ مرج عکا کا معرکہ بھی ہوگا ہوسکتا ہے یہ جنگ اسی بڑی جنگ کا حصہ ہو لیکن زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ فلسطین کی فتح کے بعد ہوگی اور یہ جنگ فلسطین کی فتح کے دو تین سال بعد مغربیوں سے لڑی جائے گی اور ان کے ہمراہ باقی بچے ہوئے یہودی بھی ہوں گے۔ احادیث میں ہے کہ اس کے بعد حضرت مہدیؑ مغربیوں کے ساتھ ایک صلح نامہ پر دستخط کریں گے اور یہ کہ روم پر چڑھائی نہ کریں گے اور اہل روم' مسلمانوں پر شب خون نہ ماریں گے اس معاہدہ کی مدت سات سال ہوگی۔ اس معاہدہ میں واسطہ حضرت عیسیٰؑ ہوں گے دو یا تین سال بعد مغرب والے اس معاہدے کو توڑ دیں گے۔ اسی بریگیڈ اور اسی پرچموں کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گے اور ہر پرچم تلے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ یہ بہت بڑا معرکہ ہوگا اور اس معرکہ میں دشمنان خدا مارے جائیں گے اور وہ بڑا نقصان اٹھائیں گے۔ عکا کی سرزمین دشمنان خدا کی لاشوں سے اس طرح بھر جائے گی کہ روایات کے مطابق یہ سرزمین وحشی جانوروں اور ہوائی پرندوں کے لیے دسترخواں ہوگی یعنی وہ ان مردوں کا گوشت نوچیں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''رومیا کا شہر تکبیر سے فتح ہوگا۔ یہ [illegible] ہزار مسلمان ہوں گے جو اس معرکہ میں حاضر ہوں گے جو کہ مرج عکا میں اللہ کا دسترخوان ہے۔ ظلم اور ظالموں کا صفایا ہو جائے گا (بشارۃ الاسلام' ص ۲۹۷)۔

آپ بحریہ کو منظم کریں گے اسے یورپ کی فتح کے لیے مرکز بنائیں گے۔ روایت میں ہے کہ عکا کے ساحل پر چار سو بحری بیڑے بنائیں گے اور روم کے شہروں کا رخ کریں گے اور رومیا کو اپنے اصحاب کے ہمراہ فتح کریں گے (الزام الناصب، ص ۲۲۴)۔ اس کا ذکر بعد میں امام مہدیؑ کے ظہور کی تحریک کے ضمن میں آئے گا۔

❀❀❀

آئینہ تاریخ یہود

یہودیوں کی جو عمومی سیاسی حالت حضرت موسیٰؑ کے زمانہ سے لے کر ہمارے نبیؐ کے زمانہ تک رہی ہے اس کا خلاصہ اس جگہ بیان کرتے ہیں اور اس کے لیے ہم نے ''معجم الکتاب المقدس'' کا سہارا لیا ہے جسے مشرق ادنیٰ کے کنائس کی جمعیت نے تدوین کیا ہے اور دوسری کتاب ''تاریخ الیہود من اسفارھم'' جسے مرحوم محمد عزت دروزہ نے لکھا ہے۔ یہودیوں کی تاریخ کو دس ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

دور	مدت
۱- عہد حضرت موسیٰ و حضرت یوشع علیہم السلام	۱۲۷۰ق م --- ۱۱۳۰ق م
۲- قضاۃ کا دور	۱۱۳۰ق م --- ۱۰۲۵ق م
۳- عہد داؤد و سلیمان علیہم السلام	۱۰۲۵ق م --- ۹۳۱ق م
۴- تقسیم اور داخلی جنگوں کا دور	۹۳۱ق م --- ۸۵۹ق م
۵- آشوریوں کے غلبہ کا دور	۸۵۹ق م --- ۶۱۲ق م
۶- بابلیوں کے غلبہ کا دور	۵۹۷ق م --- ۳۳۱ق م
۷- فارسیوں کے غلبہ کا دور	۵۳۹ق م --- ۳۳۱ق م
۸- یونانیوں کے غلبہ کا دور	۳۳۱ق م --- ۶۴ق م
۹- رومانیوں کے غلبہ کا دور	۶۴ق م --- ۶۳۸م
۱۰- اسلامیوں کے غلبہ کا دور	۶۳۸م --- ۱۹۲۵م

حضرت موسیٰ اور یوشع علیہما السلام کا دور

حضرت موسیٰ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔ ان میں سے ابتدائی تیس سال فرعون کے گھر میں رہے اور تقریباً دس سال نبی شعیب علیہ السلام کے پاس رہے۔ حضرت شعیبؑ کے ساتھ صحرا سیناء کی آخری حدود پر فلسطین کی سمت میں وادی عربہ کے نزدیک ''قادش برنیع'' میں رہے۔ موجودہ توریت بتاتی ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے ہمراہ چھ لاکھ پیدل مرد تھے اور یہ بچوں کے علاوہ تھے (خروج' باب نمبر ۱۲ گنتی باب ۳۳ تا ۳۶)۔ اور بعض مغربی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد چھ ہزار تھی۔ مؤرخین اس بات کو زیادہ درست خیال کرتے ہیں۔ مصر سے آپ کا خروج تیرہویں صدی قبل از مسیح کے شروع میں تھا۔ یعنی تقریباً ۱۲۳۰ ق م اور یہ فرعون منفتاح کے دور میں تھا۔

قادش کے قریب پہاڑ میں حضرت موسیٰؑ کی وفات ہوئی۔ آپ کے وصی یوشع بن نون نے وہیں آپ کو دفن کیا اور آپ کی قبر کو مخفی کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی زندگی اور موت کے بعد بھی بنی اسرائیل کی وجہ سے بڑی تکلیفیں جھیلیں' ان کی توریت حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے بارے میں کہتی ہے ''رب نے موسیٰؑ سے کلام کیا اور یہ کہا کہ تم نے مجھ سے خیانت کی ہے (العیاذ باللہ)۔ قادش مریبۂ ے بریہ ین میں' کیونکہ تم دونوں نے میری تقدیس نہیں کی ...... بہ تحقیق تو زمین کو اپنے سامنے دیکھے گا لیکن تو اس زمین میں داخل نہ ہوگا جسے میں نے بنی اسرائیل کو دیا ہے اور اس میں ہے کہ یوشع علیہ السلام بن نون اس جگہ تک جائے (یشوع ب ا' ب ۱۵' ب ۲۳)۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل کی قیادت آپ کے وصی اور نبی یوشع علیہ السلام بن نون نے سنبھالی اور وہ بنی اسرائیل کو دریائے اُردن کی مغربی پٹی پر لے گئے اور اریحا شہر سے شروع کیا اور ۳۱ چھوٹی مملکتوں کو فتح کر کے اس کے ساتھ ملایا۔ شاید ایک شہر کے اطراف میں چھوٹے چھوٹے قصبات ہوں گے جو کہ علاقہ کے زمینداروں کی ملکیت ہوں گے اس کے باشندے کنعان قبیلہ سے تعلق رکھنے والے بت پرست تھے۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے ان علاقوں کو بنی اسرائیل کے اسباط میں تقسیم کر دیا جو ایک دوسرے سے سخت حسد کرتے تھے۔ کتاب یشوع کے ابواب ۱۵ تا ۱۹ تک سفر یوشع میں اس علاقہ کے شہروں' بستیوں اور قصبوں کا ذکر کیا ہے جن کی تعداد دو سو سولہ شہر بنتی ہے۔ ان کی تعبیر کے مطابق ۱۱۰ سال کی عمر میں حضرت یوشعؑ نے وفات پائی یعنی تقریباً ۱۱۳۰ ق م میں۔

❁❁❁

دَورِ قضاۃ

یہ دَور اضطراب اور علاقائی ممالک کے غلبہ کا دَور ہے۔

حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کی قیادت قضاۃ کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ ان میں سے پندرہ قاضیوں نے حکومت کی۔ ان کا زمانہ دو حوالوں سے ممتاز ہے یہ دونوں باتیں ہر دَور میں یہود کی تاریخ میں نظر آئیں گی۔

۱- انبیاء کے خط سے انحراف کرنا۔

۲- اللہ تعالیٰ کا ایسے افراد کو ان پر مسلط کر دینا' جنہوں نے بنی اسرائیل کو عذاب دیا جیسا کہ قرآن مجید میں بھی اس کا تذکرہ موجود ہے۔

قضاۃ باب ۲۳ میں ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام بن نون کے بعد بنی اسرائیل منحرف ہو گئے۔ بنی اسرائیل کنعانیوں' حبشیوں' فرزینیوں' یبوسینیوں کے درمیان رہے۔ ان کی لڑکیوں سے اپنی اور اپنی لڑکیوں سے ان کی شادیاں کیں اور ان کے معبودوں کی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ ان پر سب سے پہلا مسلط ہونے والا کوشان رشعارم ملک ارام النہرین تھا جو تقریباً آٹھ سال تک ان پر حکومت کرتا رہا (باب ۳:۸)۔ پھر ان پر بنوعمون اور عمالقہ نے حملہ کیا اور اریحہ شہر پر قبضہ کر لیا۔ (باب ۳:۱۳)

پھر حاصور میں کنعان کا بادشاہ یابین ان پر مسلط ہوا جو دس سال تک رہا (قضاۃ' باب ۴:۳)۔ پھر اٹھارہ سال فلسطینیوں اور بنوعمون نے ان کو اپنا غلام بنائے رکھا۔ (قضاۃ' باب ۱:۸)

پھر فلسطینیوں نے ان پر عذاب نازل کیا اور چالیس سال تک ان پر مسلط رہے (قضاۃ الاصحاح ۱۳-۱)۔ حضرت یوشع علیہ السلام کے بعد قضاۃ کا دَور نبی سموئیل علیہ السلام کے زمانے تک جاری رہا جسے قرآن مجید نے بھی ذکر کیا ہے۔

الم تر الی الملا من بنی اسرائیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللّٰہ قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا ومالنا الا نقاتل فی سبیل اللّٰہ وقد اخرجنا من دیارنا وابناءنا فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم واللّٰہ علیم بالظالمین (سورۃ بقرہ' آیت ۲۶۴)

بنی اسرائیل کے انبوہ کو نہیں دیکھتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد انہوں نے اپنے نبی سے کہہ دیا کہ ہمارے لیے فرشتے کو بھیجو تو ہم راہ خدا میں جنگ لڑیں گے تو نبی نے کہا کیا تم نافرمانی کرو گے اگر تم پر جنگ کو فرض کر دیا جائے یہ کہ تم جنگ نہ لڑو گے تو کہا انہوں نے کہا ہم کیوں نہیں راہ خدا میں جنگ لڑیں گے جبکہ ہمیں ہمارے گھروں اور ہمارے فرزندوں سے نکال دیا گیا ہے؟ پس جب جنگ کو ان پر فرض کر دیا گیا تو وہ پھر گئے سوائے ان میں سے تھوڑے افراد کے اللہ تو ظالموں سے آگاہ ہے۔

مؤرخین کا اندازہ ہے کہ یہ مدت تقریباً ایک سو سال تک رہی یعنی ۱۱۳۰ ق م سے ۱۰۲۵ ق م تک یعنی حضرت طالوت اور داؤد علیہم السلام کے زمانے تک جب کہ تورات کی سفر القضاۃ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ اس سے زیادہ تھا۔

داؤدی وسلیمانی دَور

عہد جناب طالوت (شاؤل) کو حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے دَور کا حصہ قرار دے دیا ہے کیونکہ جناب طالوت انبیاء کے خطوط پر چلنے والے حکمران تھے۔ مؤرخین بتاتے ہیں کہ انہوں نے پندرہ سال حکومت کی۔

آپ دیکھیں گے کہ موجودہ تورات مرتب کرنے والوں نے حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر کافی تہمتیں باندھی ہیں۔ بڑے بڑے اخلاقی' سیاسی اور عقائدی اتھامات لگائے گئے ہیں۔ مغربی نصرانی مصنفین نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان سے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے اور مغربی ثقافت کے پجاری اور نام نہاد مسلمانوں نے بھی ان کی پیروی کی ہے ہم ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جو انبیاء پر تہمتیں لگاتے ہیں یا ان کا کفران کرتے ہیں۔

حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل کو بت پرستی سے جس میں وہ گھس چکے تھے' نکالا اور بت پرستوں کے غلبہ کا بھی خاتمہ کیا۔ آپ کی الٰہی حکومت کا دائرہ کار اطراف میں ہمسایہ ممالک تک پھیل گیا اور جو اقدام آپ کی حکومت میں داخل ہوئیں۔ ان سے آپ نے اچھا برتاؤ کیا جس طرح قرآن مجید نے ہمارے لیے بیان کیا ہے حضرت داؤدؑ نے ارادہ کیا کہ المریا پہاڑ پر قدس میں اپنے جد ابراہیمؑ کی عبادت کے مقام پر مسجد تعمیر کریں۔ یہ مقام قدس کے شہروں میں سے یبوسی ارونا کے کھلیان تھے۔ حضرت داؤدؑ نے وہ جگہ چاندی کے پچاس مشقال میں خریدی تھی جیسا کہ موجودہ توریت میں ہے

(۲ سموئیل باب ۲۴' احبار باب ۲۷)۔ پس آپ نے وہاں مسجد تعمیر کی اور اس میں نماز قائم کی اور اس کی جانب اللہ کے نام پر قربانیوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔

سلیمانؑ اپنے جد کے مالک کے وارث تھے اور آپ کی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہوا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے اجداد داؤدؑ اور ابراہیمؑ کی مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا اور بہت بڑی عمارت بنائی جو ہیکل سلیمان کے نام مشہور ہوئی۔

حضرت سلیمانؑ کی حکومت کا دورانیہ تمام انبیاء کی حکومتوں میں سے ایک استثنائی صورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ پیش کیا ہے کہ اگر انبیاء کی قیادت میں حکومت قائم ہو تو اس طرح وسیع اختیارات ان کے پاس ہو سکتے ہیں اور تمام کائنات کس طرح تسخیر ہو کر ان کے حکم پر چلتی ہے۔ انبیاء اور ان کے اوصیاء کی حکومت دوسروں پر ظلم کرنے کے بجائے امن و سکون فراہم کرتی ہے۔ تمام اقوام سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ دوسروں پر ظلم کرنے کے بجائے امن و سکون فراہم کرتی ہے۔ تمام اقوام سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ دوسروں پر ظلم نہیں کرتے جبکہ غیر انبیاء اور ان کے اوصیاء کے پاس اس طرح کے اختیارات آ جائیں تو وہ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ رزق کو لوگوں کے لیے پھیلا دے (وسیع کر دے) تو یہ زمین میں ظلم و زیادتی کریں گے لیکن خدا اتنی مقدار میں اتارتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے خدا اپنے بندوں کے بارے میں باخبر اور بابصیرت ہے''۔ (سورہ شوریٰ' آیت ۲۸)

حضرت سلیمانؑ نے کرسی پر بیٹھے ہوئے وفات پائی جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ مؤرخین بتاتے ہیں کہ یہ ۹۳۱ ق م کا واقعہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے ساتھ ہی بنی اسرائیل میں اختلافات پیدا ہوئے اور حکومت کی تقسیم کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جو ان پر برا عذاب لائے۔ سلاطین نمبر ۱ (باب ۱۱' ۱۲' ۱۳) میں حضرت سلیمان پر تہمت لگانے کے بعد ہے کہ اللہ نے سلیمانؑ سے کہا اس وجہ سے کہ یہ تیرے پاس تھا تو نے میرے عہد سے وفا نہیں کی جو

داؤدی وسلیمانی دَور

عہد جناب طالوت (شاؤل) کو حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ کے دَور کا حصہ قرار دے دیا ہے کیونکہ جناب طالوت انبیاء کے خطوط پر چلنے والے حکمران تھے۔ مؤرخین بتاتے ہیں کہ انہوں نے پندرہ سال حکومت کی۔

آپ دیکھیں گے کہ موجودہ تورات مرتب کرنے والوں نے حضرت موسیٰؑ، حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر کافی تہمتیں باندھی ہیں۔ بڑے بڑے اخلاقی، سیاسی اور عقائدی اتہامات لگائے گئے ہیں۔ مغربی نصرانی مصنفین نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان سے ایک قدم اور آگے بڑھایا ہے اور مغربی ثقافت کے پجاری اور نام نہاد مسلمانوں نے بھی ان کی پیروی کی ہے ہم ان سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جو انبیاء پر تہمتیں لگاتے ہیں یا ان کا کفران کرتے ہیں۔

حضرت داؤدؑ نے بنی اسرائیل کو بت پرستی سے جس میں وہ گھس چکے تھے، نکالا اور بت پرستوں کے غلبہ کا بھی خاتمہ کیا۔ آپ کی الٰہی حکومت کا دائرہ کار اطراف میں ہمسایہ ممالک تک پھیل گیا اور جو اقوام آپ کی حکومت میں داخل ہوئیں۔ ان سے آپ نے اچھا برتاؤ کیا جس طرح قرآن مجید نے ہمارے لیے بیان کیا ہے حضرت داؤدؑ نے ارادہ کیا کہ المریا پہاڑ پر قدس میں اپنے جد ابراہیمؑ کی عبادت کے مقام پر مسجد تعمیر کریں۔ یہ مقام قدس کے شہروں میں سے یبوسی ارونا کے کھلیان تھے۔ حضرت داؤدؑ نے وہ جگہ چاندی کے پچاس مثقال میں خریدی تھی جیسا کہ موجودہ توریت میں ہے

(۲ سموئیل باب ۲۴، احبار باب ۲۷)۔ پس آپ نے وہاں مسجد تعمیر کی اور اس میں نماز قائم کی اور اس کی جانب اللہ کے نام پر قربانیوں کو ذبح کیا جاتا تھا۔

سلیمانؑ اپنے جد کے مالک کے وارث تھے اور آپ کی سلطنت کا دائرہ کافی وسیع ہوا جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ آپ نے اپنے اجداد داؤدؑ اور ابراہیمؑ کی مسجد کو دوبارہ تعمیر کیا اور بہت بڑی عمارت بنائی جو ہیکل سلیمان کے نام مشہور ہوئی۔

حضرت سلیمانؑ کی حکومت کا دورانیہ تمام انبیاء کی حکومتوں میں سے ایک استثنائی صورت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ پیش کیا ہے کہ اگر انبیاء کی قیادت میں حکومت قائم ہو تو اس طرح وسیع اختیارات ان کے پاس ہو سکتے ہیں اور تمام کائنات کس طرح تسخیر ہو کر ان کے حکم پر چلتی ہے۔ انبیاء اور ان کے اوصیاء کی حکومت دوسروں پر ظلم کرنے کے بجائے امن و سکون فراہم کرتی ہے۔ تمام اقوام سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ دوسروں پر ظلم کرنے کے بجائے امن وسکون فراہم کرتی ہے۔ تمام اقوام سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہ دوسروں پر ظلم نہیں کرتے جبکہ غیر انبیاء اور ان کے اوصیاء کے پاس اس طرح کے اختیارات آ جائیں تو وہ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ رزق کو لوگوں کے لیے پھیلا دے (وسیع کر دے) تو یہ زمین میں ظلم و زیادتی کریں گے لیکن خدا اتنی مقدار میں اتارتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے خدا اپنے بندوں کے بارے میں باخبر اور بابصیرت ہے''۔ (سورہ شوریٰ، آیت ۲۸)

حضرت سلیمانؑ نے کرسی پر بیٹھے ہوئے وفات پائی جیسا کہ قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔ مؤرخین بتاتے ہیں کہ یہ ۹۳۱ ق م کا واقعہ ہے۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے ساتھ ہی بنی اسرائیل میں اختلافات پیدا ہوئے اور حکومت کی تقسیم کا جھگڑا شروع ہو گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسے لوگوں کو مسلط کر دیا جو ان پر برا عذاب لائے۔

سلاطین نمبر ۱ (باب ۱۱، ۱۲، ۱۳) میں حضرت سلیمان پر تہمت لگانے کے بعد ہے کہ اللہ نے سلیمانؑ سے کہا اس وجہ سے کہ یہ تیرے پاس تھا تو نے میرے عہد سے وفا نہیں کی جو

فرائض میں نے تجھے وصیت کیے تھے ان کی پابندی نہیں کی تو میں تجھ سے یہ مملکت لے کر اس کے حصے بخرے کردوں گا۔

❀ ❀ ❀

خانہ جنگی

یہ معاملہ بنی اسرائیل میں اس حد تک پہنچ گیا کہ بعض گروہوں نے بعض دوسروں کے خلاف بت پرست طاقتوں سے جو ان کے اطراف میں باقی تھیں مدد طلب کی۔ بعض نے مصر کے فراعنہ سے اور بعض نے آشوریوں اور بابلیوں سے مدد طلب کی۔

یہودی وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد بکم (نابلس) میں اکٹھے ہوئے اور ان کی اکثریت نے یربعام بن نباط کی بیعت کر لی جو کہ حضرت سلیمانؑ کا دشمن تھا اور آپ کی زندگی میں فرعون مصر کے پاس بھاگ گیا تھا اور جب سلیمانؑ کی وفات ہوئی تو واپس آ گیا اور یہود نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس نے دریائے اُردن کی مغربی پٹی پر اسرائیل کے نام سے ایک حکومت قائم کی اور اس کا دارالحکومت بکم یا سامرہ کو قرار دیا۔ بہت کم لوگوں نے حضرت سلیمانؑ کے فرزند رحبعام کے ہاتھ پر بیعت کی جنہوں نے اپنی حکومت کا دارالحکومت قدس کو قرار دیا ان کی حکومت یہودا کے نام سے مشہور ہوئی لیکن حضرت سلیمانؑ کے وصی جناب آصف بن برخیا جن کا یہ وصف قرآن نے بیان کیا تھا کہ "عندہ علم من الکتاب" تو بنی اسرائیل سے ان کے حصہ میں کچھ بھی نہ آیا سوائے اس کے کہ وہ ان کو جھٹلاتے تھے اور ان کی مخالفت کرتے تھے۔

توریت بتاتی ہے کہ یربعام کے پیروکاروں میں بت پرستی اور کفر عام تھا اور یہ کہ اس نے سونے کے دو بچھڑے بنوائے ایک کو بیت ایل میں اور دوسرے کو دان میں رکھا اور ان کے پاس جانوروں کو ذبح کیا جاتا تھا اور ان سے یہ کہا کہ یہ ہیں تمہارے

معبود جن کو میں مصر سے تمہارے لیے لے کر آیا ہوں تم ان کے پاس جانوروں کو ذبح کیا جاتا تھا اور ان سے یہ کہا کہ یہ ہیں تمہارے معبود جن کو میں مصر سے تمہارے لیے لے کر آیا ہوں تم ان کے پاس جانور ذبح کیا کرو اور یروشلم کی طرف چڑھ کر نہ جایا کرو کہ پس عوام نے اس کی بات کو مان لیا۔ (سلاطین باب ۱۲، ۲۶ تا ۳۳)

یربعام نے ان دو بچھڑوں کے ساتھ ہی دوسرے معبودوں کی پوجا کا آرڈر بھی جاری کیا ان میں سے قید کے معبود عشتروت موآبین کے معبود ینین اور کموش عمونین کے معبود ملکوم تھے (۱-سلاطین، ۲-سلاطین باب ۱۱ تا ۱۵)۔ تین سال بعد یہودا کی حکومت بھی اسی راستہ پر آ گئی تھی اور بتوں کی پوجا شروع کر دی (۱-سلاطین، ۲-سلاطین کے ابواب)۔

فرعون مصر نے اس موقع کو غنیمت جانا اور ۹۲۶ ق م یربعام کی مدد کے لیے حملہ کر دیا تاکہ سلیمانؑ کے بیٹے اور ان کی جماعت کی حکومت کا خاتمہ کر سکے۔ اس نے قدس پر قبضہ کر لیا۔ بیت الرب بیت الملک کے خزانے اور ہر چیز لوٹ کر لے گیا اور سونے کی ڈھالیں بھی جنہیں سلیمانؑ نے بنایا تھا لوٹ لیں۔ (سفر الاخبار اور ۱-سلاطین)

معلوم ہوتا ہے کہ فرعون مصر کو حالات نے اجازت نہ دی کہ وہ اپنے قبضہ یا اپنے اتحادی یربعام کے قدس پر قبضہ کو برقرار رکھ سکے کیونکہ شیشق کی واپسی کے بعد ایک چھوٹی مملکت وجود میں آ گئی جس کی ----- یربعام کے ساتھ جاری رہیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے کہ دونوں حکومتیں کمزور ہیں اور اپنی داخلی جنگوں میں مصروف ہیں۔ آرامیوں نے یہودا حکومت پر حملہ کر دیا اور ان کے سرداروں کو قیدی بنا کر دمشق لے گئے اور ان پر جزیہ فرض کر دیا اور یہ آرامی بن ہدد بادشاہ کے زمانے میں ہوا۔ تقریباً ۸۷۹ ق م ۸۴۳ ق م میں (۲-سلاطین باب ۱۳ آیت ۳)۔ آخاب بن عومری کی مملکت میں ۸۷۴ ق م سے ۸۵۳ ق م تک یربعام کی مملکت پر بھی جزیہ اور اپنی حمایت فرض کر دی۔ یہورام بادشاہ کے زمانے میں فلسطینیوں اور عربوں نے جنگ لڑی جو کہ

یہودا کی مملکت کے قریب الکوشیین کے جانب تھی۔ انہوں نے قدس پر قبضہ کر لیا۔ تمام اموال کو لوٹ لیا جو کہ بیت الملک میں تھے۔ حاکم کی خواتین اور اولاد کو قیدی بنا لیا (۲-سلاطین)۔

اسی طرح یہ تذکرہ بھی موجود ہے کہ آرامیوں کے لشکر نے بیت المقدس پر حملہ کر دیا۔ اس کے تمام روساء کو قتل کر دیا اور تمام خزانوں کو لوٹ کر لے آیا اور وہ خزانے اپنے بادشاہ حزائیل کے حوالے کر دیئے (۲-سلاطین مختلف ابواب)۔

اسی طرح اسرائیل کے بادشاہ یوآش نے یہودا پر حملہ کیا اور اس کے گرد فصیل کو توڑ دیا اور بیت الرب میں جتنا سونا چاندی اور برتن موجود تھے سب کو لوٹ کر لے گیا اور بیت الملک کے خزانوں کو لوٹ لیا (۲-سلاطین مختلف ابواب)

آشوریوں کے قبضہ کرنے سے یہ داخلی جنگیں جاری رہیں اور ہمسایہ ممالک ان پر قابض ہوتے رہے اور ان کی غارت گری میں مصروف رہے اور اس طرح ان کو برا عذاب دیتے رہے۔

❁ ❁ ❁

آشوریوں کا عہد

یہود پر آشوریوں کا غلبہ ان کے تیسرے بادشاہ سلمنسر کے ذریعہ ہوا جو ۸۵۹ ق م سے ۸۲۴ ق م تک رہا۔ اس نے آرامیوں کی مملکت (جو کہ دمشق پر تھی) اور اسرائیل پر حملہ کر کے ان سب کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہودا کی مملکت اسرائیل کے برعکس آشوریوں کی فرمانبردار رہی جیسے کہ تورات میں ہے کہ یہودا کے بادشاہ آجاز بن یوشام نے آشوریوں کے بادشاہ تنگلت پلاسر سے مطالبہ کیا کہ وہ اسرائیل اور آرامیوں پر حملہ کرے۔ پس اس نے ان کے مطالبہ کو مان لیا اور ان پر حملہ کر دیا اور پھر اس کے جانشین شلمنصر پنجم نے اس عمل کو جاری رکھا لیکن وہ اسرائیل کے دارالحکومت بکم (سامرہ) کے محاصرہ کے دوران مر گیا۔ اس کی مہم اس کے جانشین سرجون دوم نے سامرہ پر مکمل قابو حاصل کر کے پورا کیا اور اسرائیل کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا۔

آشوریوں نے مملکت اسرائیل کے خاتمہ کے لیے ملک بدری کے منصوبے پر یہود کے ساتھ مل کر عمل کیا ان کو وہاں سے تنگلت پلاسر قیدی بنا کر اپنے ملک میں لے آیا اور ان کی جگہ آشوریوں کو بسا دیا (۲-سلاطین' باب ۱۵' ۲۹)

اس کے بعد بادشاہ فخ نے اس منصوبہ کی تکمیل کی سبط منسی وغیرہ کو قید کر کے لے آیا (۲- سلاطین' باب ۱۵' ۳۷)۔ سرجون دوم نے حران' خابور اور میدیا کی پٹی پر تیس ہزار یہودیوں کو ملک بدر کیا اور ان کی جگہ آرامیوں کو ٹھہرا دیا (۲-سلاطین ۱۷'

۵'۶'۱۷)۔

یہودا کی مملکت بعد میں اپنے حزقیاہ بادشاہ کے دور میں آشوریوں کی اطاعت سے باہر آ گئی۔ بظاہر یہ ان کے مصری رابطے کے بعد ہوا اور ۔۔۔۔ آشوری بادشاہ ان پر غضبناک ہوا اور ۷۰۱ ق م میں یہودا کی مملکت کو زیر کرنے کے لیے اس نے آخری حملہ کیا اور پورے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ قدس پر کنٹرول حاصل کر لیا۔ حزقیا بادشاہ نے وہ تمام تر خزانے اور اموال ان کے حوالے کر دیئے جو بیت الرب اور بیت الملک میں موجود تھے (۲-سلاطین' باب ۱۸: ۱۳-۱۵)

موجودہ تورات میں اوپر ذکر شدہ آشوری بادشاہوں کے علاوہ کچھ اور کا بھی ذکر موجود ہے جیسے اسرحدون ان کا آخری بادشاہ آشور بانیپال یہ دونوں آشوری اقوام کو لے آئے اور ان کو سامرہ میں لا کر آباد کیا (عزرا' باب ۴' نمبر ۱)۔

غلبہ بابلین

آشوریوں کا دارالحکومت نینوا ماذیین اور بابلین (اکلانین) کے ہاتھوں ۶۱۲ ق م میں سقوط کر گیا۔ انہوں نے ان کی تمام املاک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ عراق' ملک شام اور فلسطین بابلیں کے حصہ میں آیا۔ ان کا مشہور ترین بادشاہ بنوکدنضر ہے جس نے شام اور فلسطین کو زیر کرنے کے لیے دو حملے کیے۔ پہلا حملہ ۵۹۷ ق م میں اور دوسرا حملہ ۵۸۶ میں۔

پہلے حملے میں اس نے قدس کا محاصرہ کیا اور اسے فتح کر لیا اس میں جو خزانے اور اموال موجود تھے وہ لوٹ لیے۔ یہودیوں کو ان کے بادشاہ سمیت قیدی بنا لیا۔ اس وقت یہویاکین بادشاہ تھا اور اس کے چچا صدقیاہ کو باقی ماندہ یہودیوں پر اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا اور قیدیوں کو بابل کے نزدیک خابور دریا کے قریب نیپور کے علاقہ میں ٹھہرایا (۲ سلاطین' باب ۲۴)۔ اصحاح ۲۴:۱-۶

دوسرا حملہ بنوکدنضر اور فرعون مصر خوفرا کے درمیان اقتدار کے جھگڑے پر ہوا۔ فرعون مصر نے شام فلسطین کے بادشاہوں کو اور قدس کے حکمران صدقیاہ کو بابلیوں کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے اپنا اتحادی بنا لیا لیکن بنوکدنضر بابلی نے فرعون کو نہ سنبھلنے دیا اور اس پر ایک زبردست حملہ کیا۔ مصریوں کو شکست ہوئی اور پورے علاقہ پر بنوخذنصر کا قبضہ ہو گیا۔ بابلی افواج نے قدس میں داخل ہونے کے بعد پورے شہر کو تباہ کیا۔ ہیکل کو تباہ کر کے اسے جلا دیا۔ تمام خزانوں کو لوٹ لیا۔ اسی طرح یہودیوں کے بزرگان کے گھروں کو لوٹا اور جلایا۔ پچاس ہزار افراد کو قیدی بنا لیا۔ صدقیاہ کی اولاد کو اس کے سامنے

ذبح کر ڈالا پھر اس کی آنکھیں نکال کر اسے بھی قیدیوں کے ساتھ اسیر کر لیا اور اس طرح یہود کی مملکت کا خاتمہ ہوا (۲-سلاطین' باب ۲۵)

❀ ❀ ❀

فارسیوں کا دور

بابل ملک پر فارس کے بادشاہ خورس نے قبضہ کر لیا اور بابلیوں کی حکومت ۵۳۹ ق م کو ختم ہو گئی۔ اس نے اپنا حملہ جاری رکھا اور اس حملہ میں شام اور فلسطین پر قبضہ کر لیا۔ اور اس بات کی اجازت دے دی کہ بنوکدنضر کے زمانہ کے قیدی اور دوسرے یہودی جو بابل میں ہیں وہ قدس کی طرف واپس پلٹ جائیں اور ہیکل کے جو خزانے تھے وہ ان کو واپس لوٹا دے اور انہیں ہیکل کی دوبارہ تعمیر کی اجازت بھی دے دی اور زربابل کو ان پر حکمران مقرر کیا (عزرا باب ۶' آیت ۳ تا ۷ اور نحمیا ۱ آیت ۷ تا ۱۱)۔

خورس کے تابع یہودی حکمران نے ہیکل کی تعمیر کرنا شروع کی لیکن اس کے ہمسایہ میں موجود اقوام نے خورس کے خلیفہ قمبیز کے خلاف شکایت لکھی چنانچہ اس نے اس کی تعمیر کو رکوا دیا پھر دارا اول نے ان کو اجازت دی اور یہودیوں نے ۵۱۵ ق م اس کی تعمیر مکمل کی (عزرا باب ۶' ۱ تا ۱۵)۔

یہودیوں پر فارسیوں کا غلبہ ۵۳۹ ق م سے ۳۳۱ تک جاری رہا اس میں خورس قمبیز' داریوش اول (دارا) احشوریوش از ارتخششتاہ جو کہ حضرت عزیرؑ کا ہم عصر تھا کے سمیت بہت سارے حکمرانوں نے حکومت کی۔ ان میں داریوش (دوم) ارتخششتاہ دوئم اور سوئم اور آخری بادشاہ داریوش سوئم تھا۔ اسکندر یونانی نے ان کی حکومت کا خاتمہ کیا۔ اکثر فارسی کا ذکر تورات میں موجود ہے۔

یونانی اقتدار

اسکندر مقدونی نے مصر' شام' فلسطین پر حملہ کر کے ان کو فتح کر لیا۔ فارس کی افواج اور ان کے حامی ٹولوں کو شکست دی۔ قدس میں داخل ہوا اور ان سب کو زیر کیا۔ شمالی عراق میں اربیل کے مقام پر داریوش سوئم کی افواج کے ساتھ بہت بڑا معرکہ لڑا اور ان کا خاتمہ کیا۔ اپنے حملہ کو جاری رکھا اور پورے ایران پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح یہود ۳۳۱ ق م میں یونانیوں کے زیر تسلط آ گئے۔

اسکندر کے لشکر کے کمانڈروں میں اس کی وفات کے بعد اتنی بڑی سلطنت کی تقسیم پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ بیس سال کی طویل جنگ کے بعد بطلیموس سے منسوب بطالسہ مصر میں حکومت کے اکثر حصوں پر قابض ہو گئے اور سلقس سے منسوب سلوقیون سوریا میں مملکت کے دوسرے حصوں پر قابض ہو گئے۔ ۳۱۲ ق م میں قدس' بطالسہ کی حکومت میں آ گیا۔ یہاں تک کہ ۱۹۸ ق م انطیوخوس سوئم سلوقی نے قدس کو بطالسہ سے چھین کر اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ ایک مرتبہ پھر بطالسہ نے قدس پر قبضہ کر لیا اور یہ قبضہ رومانی کی فتح یعنی ۶۴ ق م تک جاری رہا۔

موجودہ توریت نے چھ بطالسہ کا ذکر کیا ہے۔ بطلیموس اول' دوم' سوم کے نام ہیں۔ بطلیموس اول سنیچر کے دن یروشلم میں داخل ہوا اور یہودیوں کی ایک بڑی تعداد کو قیدی بنا کر مصر لے گیا (دانی ایل' باب ۵:۱۱)۔

اسی طرح پانچ سلوقیین کا بھی ذکر ہے۔ انطیوخوس اول' دوم سوم' انخ اور یہ کہ ان

میں سے چوتھے نے جو ۱۷۵ق م سے ۱۶۳ق م تک حکمران رہا۔ قدس پر حملہ کیا اور معبد میں جو کچھ نفیس اموال تھے لوٹ کر لے گیا اور دو سال بعد ایک اور سخت قسم کا حملہ کر کے شہر کو تباہ کر دیا' گھروں کو گرا دیا' عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر لے گیا اور ہیکل میں اپنے معبود زفش کی مورتی کو نصب کر دیا اور یہود کو حکم دیا کہ اس کی عبادت کریں۔ چنانچہ اکثر نے اس کی بات مان لی جبکہ کچھ غاروں اور مخفی گاہوں میں چھپ گئے۔ یہ بات یہود المکابیین کے انقلاب (۱۶۸ق م) کا سبب بنی (اصحاح ۱:۱۴)۔

یہ انقلاب جس پر یہودی فخر کرتے ہیں زیادہ تر گروہی جنگ کی شکل میں تھا۔ دین دار یہودیوں نے مل کر بت پرست یونانیوں کے خلاف یہ حملہ شروع کیا۔ مختلف اوقات میں محدود کامیابیاں حاصل کیں۔ یہ حملے جاری رہے یہاں تک کہ رومانیوں کے غلبہ کا دور آ گیا۔

❀ ❀ ❀

رومیوں کا تسلط

۶۴ق م میں یونانی کمانڈر بومی نے سوریا پر قبضہ کر لیا اور اسے اپنی سلطنت روما میں شامل کر لیا۔ دوسرے سال قدس پر قبضہ کر لیا اور اسے سوریا میں رومی حکمران کے تابع قرار دے دیا اور ۳۹ق م میں قیصر اغسطس ہیرودس الالدوی کو یہودیوں کا بادشاہ مقرر کیا اور ہیکل کی نئے سرے سے خوبصورت انداز میں تعمیر شروع کروائی وہ ۴ق م میں فوت ہوا۔ (انجیل متی' ص ۲)

جس طرح اناجیل میں اس کے بیٹے ہیرودس دوم کا ذکر بھی موجود ہے جس نے ۴ق م سے ۳۹ق م تک حکومت کی۔ اس زمانے میں حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس نے حضرت یحیٰی بن زکریا علیہ السلام کے سر کو قلم کر کے بنی اسرائیل کی بدمعاش عورت کو بطور ہدیہ بھیجا تھا۔ (انجیل مرقس ۶:۱۶؍۲۸)

اناجیل میں اور اس طرح مؤرخین نے نیرون کے زمانہ ۵۴ع سے ۶۸ع) میں جو اضطرابات قدس اور فلسطین میں رونما ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ اختلافات یہود اور رومیوں میں اور خود آپس میں یہود کے درمیان تھے۔ قیصر فسبیان نے ۷۰ع میں اپنے بیٹے تیطس کو اس علاقہ کا بادشاہ مقرر کیا۔ تیطس نے قدس پر حملہ کیا۔ یہود قدس میں قلعہ بند ہو گئے۔ غذا کی قلت کی وجہ سے ان کی طاقت کمزور پڑ گئی۔ تب تیطس شہر کی فصیل توڑ کر شہر میں داخل ہو گیا اور اس طرح شہر پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں یہودیوں کو قتل کر ڈالا' ان کے گھروں کو تباہ کر دیا۔ ہیکل کو گرا کر نہ صرف جلا دیا بلکہ اس کے نشانات تک

مٹا دیے تا کہ لوگ اس جگہ تک کو معلوم نہ کر سکیں اور جو زندہ باقی بچے انہیں قیدی بنا کر روما لے گیا۔

مسعودی اپنی کتاب الاشرف والتنبیہ کے صفحہ نمبر ۱۱۰ پر لکھتا ہے کہ اس حملہ میں تیس لاکھ مسیحیوں اور یہودیوں کا قتل ہوا۔ بظاہر اتنی بڑی تعداد مبالغہ معلوم ہوتی ہے۔

ان واقعات کے بعد یہودیوں پر رومیوں کا قبضہ مضبوط ہو گیا اور اپنی آخری حدوں کو جا پہنچا جبکہ قسطنطین اور اس کے بعد والے قیاصرہ نے مسیحیت کو اپنا دین بنا لیا تھا اور یہودیوں پر مظالم کی انتہا کر دی۔ یہی وجہ تھی کہ جب کسریٰ فارس کا بادشاہ پرویز شام اور فلسطین پر حملہ آور ہوا اور ۶۲۰ ع میں روم پر مکمل فتح حاصل کر لی تو یہودی جب خوش ہوئے اور مسلمانوں کو آ کر فتح کی خبریں سنانے لگے تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول نازل ہوا:

ا ' ل ' م – غلبت الروم – فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین للہ الامر من قبل ومن بعد ویومئذ یفرح المومنون – بنصر اللہ ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم (سورہ روم' آیت ۱-۵)

مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہودیوں نے فارسیوں سے بڑی تعداد میں عیسائی قیدیوں کو خریدا جن کی تعداد تقریباً نوے (۹۰) ہزار بنتی تھی اور پھر انہیں ذبح کر دیا۔ چند سال بعد جب ہرقل فارسیوں پر غالب آیا تو اس نے یہودیوں پر مظالم ڈھائے ان کو عذاب دیا جو یہودی قدس میں باقی رہے۔ ان کو وہاں سے نکال دیا اور قدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ وہاں یہودیوں کا داخلہ بند ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ انہوں نے مسلمانوں کے خلیفہ عمر پر یہ شرط لگائی تھی کہ قدس میں کسی یہودی کو سکونت نہ دے گا اور عمر نے ان کے اس مطالبے کو تسلیم کر لیا تھا اور اس بات کو صلح نامہ میں تحریر کیا جیسا کہ طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے (تاریخ طبری' ج ۳' ص ۱۰۵) اور یہ ۶۳۸ ع میں تھا یعنی ۱۷ ہجری کا واقعہ ہے جب قدس اور فلسطین اسلامی مملکت میں داخل ہو گئے۔ یہ سلسلہ ۱۳۴۳ ہجری بمطابق

۱۹۲۵ عیسوی تک جاری رہا یہاں تک کہ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا۔

یہود کی تاریخ کا یہ خلاصہ ہمارے لیے بہت سے امور روشن کرتا ہے۔ ایک بات جو سورہ اسرا میں ہے کہ قرآنی آیات میں اس تاریخ سے ان کی تفسیر ہو جاتی ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول **لتفسدن فی الارض مرتین** سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل فساد کرو گے اور ایک دفعہ بعثت کے بعد فساد کرو گے۔ ان کی تاریخ جو فسادات سے بھری پڑی ہے اس کی تقسیم اس طرح مناسب ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید**۔ اس سے مراد مسلمان ہیں اور وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو صدر اسلام میں ان پر غلبہ دیا۔ ہم ان کے گھروں میں داخل ہوئے اور مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے۔ پھر جب ہم اسلام سے دور ہو گئے تو یہود کو ہم پر غلبہ دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اموال اور اولاد دی اور اس وقت پوری دنیا میں ہمارے خلاف ان کے اتحادی زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ان یہودیوں پر غلبہ دے گا۔ اس وقت جب امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے تمہیدی عمل اور آپ کے ظہور کی تحریک شروع ہو گی۔

یہودیوں کی تاریخ میں یہ نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو یہودیوں پر مسلط کیا اور پھر دوبارہ یہودیوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ یہ بات فقط مسلمانوں پر ہی صادق آتی ہے لیکن یہودیوں کے غلبہ اور عالمی استکباری طاقت کا وعدہ ایک مرتبہ کا ہے دو دفعہ کا نہیں۔ یہ غلبہ اور تسلط یا تو ان کے دوسرے فساد کے ساتھ ملا ہوا ہے یا اس کا نتیجہ ہے۔ یہودیوں کی پوری تاریخ میں دوسری اقوام پر اس قسم کا غلبہ اور تسلط نہیں ملتا ہے لیکن موجودہ دور میں اور وہ بھی دوسری عالمی جنگ کے بعد سے۔

پس یہود اس وقت فساد پھیلانے کے دوسرے مرحلہ میں ہیں۔ یہ ایک بڑی قوت ہیں۔ عالمی استکباری طاقت بنے بیٹھے ہیں اور ہم ان پر غلبہ حاصل کرنے کے الٰہی

وعدہ کے آغاز میں ہیں اور وہ اس طرح کہ ہم نے ان کے چہروں کو رسوا کر دیا ہے وہ ذلت کا احساس کر رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مکمل فتح دے اور ہم امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے مسجد اقصیٰ میں داخل ہوں یا امام مہدیؑ کے ہمراہ داخل ہوں جس طرح ہمارے بزرگان پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے اور عالم میں ان کی طاقت کا صفایا کریں بحال اللہ کا یہ قول "وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للكافرين حصيرا" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اسرائیل کی نابودی اور امام مہدیؑ کی طرف سے جو اسلام نہ لائیں گے ان کو عرب ملکوں میں پھیلا دینے کے بعد دنیا میں کافی تعداد میں یہودی باقی رہ جائیں گے۔

اس کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ پھر فساد کرنے کی کوشش کریں گے جیسا کہ روایات میں ہے اور یہ دجال اعور (کانے دجال) کی تحریک کے زمانہ میں ہوگا۔ امام مہدیؑ اور مسلمان اس کا صفایا کریں گے۔ پس جو قتل ہوں گے اللہ تعالیٰ جہنم کو ان سے اٹ دے گا جو باقی ہوں گے ان کا محاصرہ مسلمان کریں گے اور انہیں حرکت کرنے اور فساد پھیلانے سے روک دیں گے۔

پس وہ تیسری مرتبہ فساد پھیلانے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ اس آیت میں اس تیسری حالت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ بکھرے ہوئے یہودی ایک مرتبہ پھر فساد پھیلانے کی کوشش کریں گے لیکن ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ فساد کی اس تحریک میں بری طرح ناکام ہوں گے۔

❀❀❀

عصر ظہور میں کردار عرب

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانہ میں عربوں' ان کے حکمرانوں اور ان کے سیاسی حالات کے بارے میں روایات میں کافی تذکرہ موجود ہے۔ ان میں سے یمن میں امام مہدیؑ کی حکومت کی خاطر ایک تمہیدی حکومت کا قیام بھی شامل ہے اس حکومت کی تعریف میں جو احادیث ہیں ہم انہیں علیحدہ لکھیں گے۔

کچھ احادیث تو امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے مصریوں کی حکومت اور قیام کا بتاتی ہیں۔ ان احادیث سے ان کی تعریف کی گئی ہے کہ مصر سے امام مہدیؑ کے اصحاب ہوں گے اور خاص وزراء مصر سے ہوں گے۔ کچھ روایات بتاتی ہیں کہ مصر حضرت مہدیؑ کے لیے منبر کا کام دے گا یعنی عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لیے مصر فکری اور اعلامی طور پر مرکز ہوگا۔ کچھ احادیث امام مہدیؑ کے مصر میں داخل ہونے اور منبر پر فصیح و بلیغ خطبے دینے کے متعلق ہیں۔ اس حوالہ سے مصریوں کی حرکت کو ہم امام مہدیؑ کے ظہور کی تمہیدی حرکات میں شمار کر سکتے ہیں جن کا ذکر بھی جداگانہ آئے گا۔

بعض احادیث میں عراق کے گروہوں اور جماعتوں کا تذکرہ ہے اور شام کے ابدال یعنی ممتاز مومنین کا ذکر ہے۔ ان کا ذکر بھی امام مہدیؑ کے اصحاب میں آگے آئے گا۔

کچھ احادیث مغرب کے بارے میں ہیں کہ مغربی افواج مصر' شام' اُردن اور عراق میں متعدد بار داخل ہوں گی۔ احادیث میں ان افواج کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان افواج کو دشمنان اسلام امام مہدیؑ کی خاطر تمہیدی تحریکوں کو

دبانے کے لیے استعمال کریں گے اور عرب ممالک میں جو احیاء الاسلام کی تحریک اُٹھے گی۔ یہ اس کے خلاف ہوں گی یہ عالمی طور پر فیصلہ دینے والی افواج یا عربی تحریک کو روکنے والی افواج کی مانند ہوں گی اور ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔

سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں میں مجموعی طور پر عرب حکمرانوں کی احادیث میں مذمت وارد ہوئی ہے۔ ان احادیث میں یہ مشہور حدیث ہے ''تباہی ہے عربوں کی اس شر وفتنہ کی وجہ سے جو قریب ہو گیا ہے یا تباہی عرب کے باغیوں اور سرکشوں کے لیے۔ اس شر کی وجہ سے جو نزدیک ہے''۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ''گویا کہ میں رکن اور مقام کے درمیان اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں سے کتاب خدا پر بیعت لے رہے ہیں'' (جو نئی کتاب معلوم ہوتی ہے)۔

عربوں پر یہ گراں ہے تباہی عرب سرکشوں کے لیے اس شر کی وجہ سے جو کہ نزدیک ہے ''تباہی ہے عرب سرکشوں کی وجہ سے جو نزدیک ہے''۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۱۱۔ مستدرک الحاکم ج ۱' ص ۲۳۹)

روایت میں کتاب جدید یعنی نئی کتاب کا لفظ درج ہے تو اس سے مراد قرآن مجید ہے جو کہ لوگوں میں متروک ہو چکا ہے۔ لوگ اس پر عمل چھوڑ چکے ہوں گے۔ امام مہدی نئے سرے سے اس قرآن پر بیعت لیں گے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو لوگوں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں گے اور ان کو ہدایت کریں گے ایسے امر کی طرف جو مٹ گیا ہوگا۔ عوام کی اکثریت اس سے گمراہ ہو چکی ہوگی۔ حضرت قائم کو مہدیؑ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ وہ ایک گمشدہ اور چھوڑے ہوئے امر کی ہدایت کریں گے۔ قائم اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ حق کی خاطر قیام کریں گے۔ (الارشاد للمفید' ص ۳۶۴)

حکمرانوں اور بہت سارے لوگوں پر اسلام اس لیے گراں ہوگا کہ وہ اسلام سے

عصر ظہور میں کردار عرب

امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے زمانہ میں عربوں' ان کے حکمرانوں اور ان کے سیاسی حالات کے بارے میں روایات میں کافی تذکرہ موجود ہے۔ ان میں سے یمن میں امام مہدیؑ کی حکومت کی خاطر ایک تمہیدی حکومت کا قیام بھی شامل ہے اس حکومت کی تعریف میں جو احادیث ہیں ہم انہیں علیحدہ لکھیں گے۔

کچھ احادیث تو امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے مصریوں کی حکومت اور قیام کا بتاتی ہیں۔ ان احادیث سے ان کی تعریف کی گئی ہے کہ مصر سے امام مہدیؑ کے اصحاب ہوں گے اور خاص وزراء مصر سے ہوں گے۔ کچھ روایات بتاتی ہیں کہ مصر حضرت مہدیؑ کے لیے منبر کا کام دے گا یعنی عالمی سطح پر اسلام کی تبلیغ کے لیے مصر فکری اور اعلامی طور پر مرکز ہوگا۔ کچھ احادیث امام مہدیؑ کے مصر میں داخل ہونے اور منبر پر فصیح و بلیغ خطبے دینے کے متعلق ہیں۔ اس حوالہ سے مصریوں کی حرکت کو ہم امام مہدیؑ کے ظہور کی تمہیدی حرکات میں شمار کر سکتے ہیں جن کا ذکر بھی جداگانہ آئے گا۔

بعض احادیث میں عراق کے گروہوں اور جماعتوں کا تذکرہ ہے اور شام کے ابدال یعنی ممتاز مومنین کا ذکر ہے۔ ان کا ذکر بھی امام مہدیؑ کے اصحاب میں آگے آئے گا۔

کچھ احادیث مغرب کے بارے میں ہیں کہ مغربی افواج مصر' شام' اُردن اور عراق میں متعدد بار داخل ہوں گی۔ احادیث میں ان افواج کی مذمت وارد ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان افواج کو دشمنان اسلام امام مہدیؑ کی خاطر تمہیدی تحریکوں کو

دبانے کے لیے استعمال کریں گے اور عرب ممالک میں جو احیاء الاسلام کی تحریک اُٹھے گی۔ یہ اس کے خلاف ہوں گی یہ عالمی طور پر فیصلہ دینے والی افواج یا عربی تحریک کو روکنے والی افواج کی مانند ہوں گی اور ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔

سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں میں مجموعی طور پر عرب حکمرانوں کی احادیث میں مذمت وارد ہوئی ہے۔ ان احادیث میں یہ مشہور حدیث ہے ''تباہی ہے عربوں کی اس شر وفتنہ کی وجہ سے جو قریب ہوگیا ہے یا تباہی عرب کے باغیوں اور سرکشوں کے لیے۔ اس شر کی وجہ سے جو نزدیک ہے''۔ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ''گویا کہ میں رکن اور مقام کے درمیان اس کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ لوگوں سے کتاب خدا پر بیعت لے رہے ہیں'' (جونئی کتاب معلوم ہوتی ہے)۔

عربوں پر یہ گراں ہے تباہی عرب سرکشوں کے لیے اس شر کی وجہ سے جو کہ نزدیک ہے ''تباہی ہے عرب سرکشوں کی وجہ سے جو نزدیک ہے''۔ (بحار الانوار' ج ۵۲ ص ۱۱۔ مستدرک الحاکم ج ۴' ص ۲۳۹)

روایت میں کتاب جدید یعنی نئی کتاب کا لفظ درج ہے تو اس سے مراد قرآن مجید ہے جو کہ لوگوں میں متروک ہو چکا ہے۔ لوگ اس پر عمل چھوڑ چکے ہوں گے۔ امام مہدی نئے سرے سے اس قرآن پر بیعت لیں گے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو لوگوں کو نئے سرے سے اسلام کی دعوت دیں گے اور ان کو ہدایت کریں گے ایسے امر کی طرف جو مٹ گیا ہوگا۔ عوام کی اکثریت اس سے گمراہ ہو چکی ہوگی۔ حضرت قائمؑ کو مہدیؑ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ وہ ایک گمشدہ اور چھوڑے ہوئے امر کی ہدایت کریں گے۔ قائم اس لیے کہا گیا ہے کہ آپ حق کی خاطر قیام کریں گے۔ (الارشاد للمفید' ص ۳۶۴)

حکمرانوں اور بہت سارے لوگوں پر اسلام اس لیے گراں ہوگا کہ وہ اسلام سے

ڈوری کے عادی ہو چکے ہوں گے وہ اسلام کی طرف واپس آنے کو مشکل سمجھے ہوں گے۔ یہ بات ان کے لیے بارگراں ہوگی اور حضرت مہدیؑ کے ہاتھ پر اسلام پر عمل کرنے کی خاطر بیعت کرنا ان کے لیے مشکل ہوگا۔

بعض نے خیال ظاہر کیا ہے کہ کتاب جدید سے مراد یہ ہے کہ قرآن کا ایک نسخہ آپ لائیں گے جو نزول والی ترتیب سے تحریر شدہ ہوگا یعنی سورتوں اور آیات کی ترتیب نئی ہوگی یہ نسخہ امام مہدیؑ کے پاس انبیاء اور نبی اکرمؐ کی باقی مواریث کے ہمراہ محفوظ ہے اور یہ کہ وہ اس قرآن سے مختلف نہ ہوگا نہ اس میں کوئی ایک حرف زائد ہوگا نہ ایک حرف کم ہوگا قرآن یہی ہوگا لیکن سورتوں اور آیات کی ترتیب نئی ہوگی اور وہ قرآن رسولؐ اللہ کا املاء اور حضرت علی علیہ السلام کی تحریر ہوگا اس میں کوئی حرج نہیں کہ قرآن کا جدید ہونا اُوپر ذکر شدہ دونوں معنوں میں ہو۔

عبداللہ بن ابی یعفور سے ہے کہ میں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے فرمایا "تباہی ہو عربوں کے لیے اس شر کی وجہ سے جو نزدیک ہوگیا۔ میں نے سوال کیا یا ابن رسولؐ اللہ! عربوں میں سے امام مہدیؑ کے ساتھ کتنے ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا بہت تھوڑے ہوں گے تو میں نے کہا کہ جو لوگ اس امر کو بیان کرتے ہیں وہ تو اس وقت بہت ہیں تو آپ نے فرمایا ضروری ہے کہ لوگوں کی پرکھ اور چھان بین ہو اس پڑتال میں لوگوں کی بڑی تعداد باہر نکل جائے گی"۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۴)

ظہور کے زمانے میں عربوں کے درمیان اختلاف کی روایات موجود ہیں جس کے نتیجے میں بعض ایک دوسرے کے ساتھ جنگ کریں گے۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں "قائم قیام نہیں کریں گے مگر اس وقت تک جب لوگوں میں بہت خوف ہوگا' مصیبت اور فتنوں میں گرفتار ہوں گے اس سے پہلے طاعون کی وبا ہوگی پھر عربوں میں سخت جنگ ہوگی اور لوگوں میں شدید اختلاف ہوگا۔ دین میں گروہ بندی ہوگی ان کے حالات متغیر ہوں گے یہاں تک کہ صبح و شام موت کی تمنا کریں گے اس کی وجہ لوگوں کا روزانہ

موقف بدلنا اور ایک دوسرے کو کھانا ہوگا"۔ (البحار' ج ۵۲' ص ۲۳۱)

اس قسم کی احادیث ہیں کہ عرب اپنے عقائد اور نظریات سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اپنی اقدار کھو دیں گے اور ہر ایک اپنی نئی فکر لے کر اُٹھے گا۔ عربوں اور عجمیوں یعنی ایرانیوں کے درمیان اختلاف کے بارے میں احادیث ہیں یعنی عرب اور عجم کے حکمرانوں میں ایسا اختلاف ہوگا جو ختم نہ ہوگا بلکہ بڑھتا جائے گا اور یہ اختلاف امام مہدیؑ کے ظہور تک جاری رہے گا۔ ہم اگر امام مہدیؑ کے ظہور کی تمہیدی تحریک کی قیادت کرنے والے سیاہ جھنڈوں اور ان کی افواج کی قدس کی طرف پیش قدمی سفیانی کی ان کے خلاف حرکت والی روایات کو دیکھیں تو ایک عمومی نتیجہ اس سے نکال سکتے ہیں ماسوائے یمانی کے انقلاب کے جو امام مہدیؑ کے ظہور کی تمہیدی تحریک ہوگا اسی طرح وہ اسلامی تحریک جو مختلف عرب ممالک میں امام مہدیؑ کی حکومت کی خاطر چلنے والی تمہیدی حرکت کی تائید میں ہوگی تمام عرب مخالف ہوں گے اسی طرح امام مہدیؑ کی عربوں سے جنگ کرنے کے بارے میں احادیث موجود ہیں۔ مکہ کی آزادی کے بعد حجاز کی باقی ماندہ افواج کے ساتھ آپ کی جنگ کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ مدینہ منورہ کی آزادی کے بعد یا آزادی کے وقت بہت بڑا معرکہ لڑا جائے گا۔ پھر عراق کی سرزمین پر سفیانی کے ساتھ کئی بڑے معرکے ہیں اور آخری بڑا معرکہ سفیانی کے ساتھ فلسطین کی سرزمین پر لڑا جانا ہے۔ روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ عراق میں خوارج کے ساتھ بھی جنگ کریں گے۔ ان کا تذکرہ آئے گا۔ اسی وجہ سے امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب حضرت قائمؑ قیام کریں گے تو عربوں اور قریش اور حضرت امام مہدیؑ کے درمیان سوائے تلوار کے کوئی چیز فیصلہ نہ دے گی۔

جزیرۃ العرب' شام' بغداد' بابل اور بصرہ میں زمین دھنسنے اور زلزلے کے بارے میں احادیث ہیں۔ حجاز میں یا حجاز کے مشرق میں آگ بھڑکے گی جو تین یا سات دن تک جاری رہے گی اور یہ ظہور کی نشانیوں میں سے ہے۔

ملک شام اور خروج سفیانی

روایات میں شام' شامات بلاد شام (ملک شام) کا لفظ اس علاقہ کے لیے بولا گیا ہے جو اس وقت سوریا اور لبنان ہے۔ اس کو بر شام اور جبل لبنان بھی کہا گیا ہے۔ اُردن کا بھی نام اس میں شامل ہے اور بعض دفعہ اس کے تحت فلسطین کا علاقہ بھی آتا ہے۔ اگر چہ عام طور پر بلاد شام اور فلسطین کے نام سے اس پورے علاقہ کو ذکر کیا گیا ہے۔ شام سوریا کے دارالحکومت دمشق کا نام بھی ہے۔

ملک شام اس کے حوادث اور اس کی شخصیات کا زمانہ ظہور کے حوالہ سے کافی تذکرہ موجود ہے۔ ان احادیث کا محور اور مرکزی نقطہ سفیانی کا قیام ہے جو مملکت شام پر قابض ہوگا اور اسے متحد کرے گا۔ امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے سفیانی کے لشکر کا ایک بہت بڑا کردار ہوگا۔ سفیانی ملک شام سے اپنے ترک دشمن یعنی روس کا صفایا کرنے کے بعد (جو کہ بڑا معرکہ ہے اور قرقیسیا کے میدان میں لڑا جانا ہے) عراق کے اندر ایرانیوں کے خلاف جنگ میں داخل ہوگا۔ ان ایرانی افواج کے ساتھ جو امام مہدیؑ کے ظہور کی تمہیدی قوت ہوں گی جب کہ اس کی افواج امام مہدیؑ کی حرکت کو دبانے' حجاز کی حکومت کو بچانے اور ان کی مدد کے لیے پہنچیں گے۔ اسی وقت زمین دھنسنے کا معجزہ واقع ہوگا اور وہ معرکہ کے نزدیک ہوگا۔

سفیانی کی سب سے بڑی جنگ خود امام مہدیؑ کے ساتھ ہوگی اور وہ فلسطین کی سرزمین پر ہوگی۔ اس وقت سفیانی کی پشت پر یہود اور روم ہوں گے اور اس جنگ کا

خاتمہ سفیانی کی شکست اور اس کے قتل پر ہوگا۔ امام مہدیؑ کامیاب ہوں گے' فلسطین فتح ہوگا اور آپ فاتح کی حیثیت سے قدس میں وارد ہوں گے۔ ان واقعات کو ہم اس جگہ ذرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

احادیث سے یہ استخراج کرنا کہ سفیانی کی تحریک کے آغاز سے لے کر اختتام تک کیا ہوگا۔ آسان ہے لیکن یہ مشکل ہے کہ اس کے خروج سے پہلے کیا ہوگا۔ احادیث میں کچھ تو اجمال ہے اور پھر ترتیب کے لحاظ سے بھی مقدم و مؤخر ہیں۔ بہرحال ان تمام احادیث سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے۔

۱- ایک ایسا فتنہ ہوگا جس میں تمام مسلمان مبتلا ہوں گے۔ روم اور ترکوں کا مسلمانوں پر غلبہ ہوگا یعنی مغربیوں اور روسیوں کا۔

۲- بلاد شام میں مخصوص فتنہ ہوگا جو شامیوں کے اندر اختلافات اور ان کے کمزور پڑ جانے کا سبب ہوگا اور یہ اقتصادی بحران سے دوچار ہوں گے۔

۳- بلاد شام میں دو بڑے گروہوں کے درمیان جنگ ہوگی۔

۴- دمشق میں زلزلہ ہوگا جس کی وجہ سے مسجد کی مغربی جانب اور دمشق کے بعض اطراف منہدم ہو جائیں گے۔

۵- ایرانی اور مغربی فوجیں شام میں داخل ہوں گی۔

بلاد شام پر تین لیڈروں کے درمیان حکومت کے بارے میں لڑائی ہوگی ان تین کے نام یہ ہیں: الابقع' الاصہب' السفیانی --- سفیانی دونوں پر غالب آجائے گا۔ سوریا اور اُردن پر قبضہ کرے گا اور دونوں کو ایک کر دے گا۔ روایات میں سفیانی کے خروج سے قبل کچھ دوسرے واقعات کا تذکرہ ہے جن کا ذکر گزر چکا ہے اور بعد میں بھی ان کا ذکر آئے گا جیسے روم اور ترک کے درمیان اختلافات یعنی روس اور مغربیوں کے درمیان اختلاف ان کی افواج کا اس علاقہ کی طرف حرکت کرنا اور مصری انقلابی کا مصر میں قیام کرنا مغربی یا مغرب کی افواج کا مصر میں داخل ہونا اور عراق میں الشیعانی کا خروج کرنا

وغیرہ بہر حال یمانی کے ظہور کا تو روایات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ یا تو سفیانی کے خروج [illegible]
زمانہ میں ہی ہوگا یا اس کے بالکل نزدیک ہوگا بہر حال سیاہ جھنڈوں والے ایرانی [illegible]
لوگ ہیں جو امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے تمہیدی قوتوں کا کردار ادا کریں گی۔ سفیانی
کے خروج سے پہلے ایرانی افواج شام میں موجود ہوں گی اور معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں [illegible]
قائد خراسانی ہوگا اور ان کی افواج کا کمانڈر شعیب بن صالح ہوگا جیسا کہ احادیث [illegible]
ہے کہ یہ سفیانی کے خروج کے ہم زمان ہوگا اور بعض روایات میں ہے کہ خراسانی [illegible]
شعیب بن صالح سفیانی کے قیام سے پانچ سال پہلے ظاہر ہوں گے اور اس کا ذکر [illegible]
میں آئے گا۔

❁ ❁ ❁

عام و خاص فتنے

روایات میں بلاد شام میں سفیانی کے فتنہ سے پہلے ایک فتنہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ فتنہ مسلمانوں پر مشرقی اور مغربی فتنہ کے علاوہ ہے جس کے بارے میں بات ہو چکی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتنہ اس عمومی فتنہ کا ہم عصر ہوگا یا اس کے نتیجہ کے طور پر ہوگا کیونکہ احادیث میں یہ خلط ملط ہے اور راویوں نے اس کا وصف بیان کرنے میں دونوں کو باہم ملا دیا ہے۔

بلاد شام میں سب سے بڑا فتنہ داخلی اختلافات ہوں گے سخت لڑائیاں ہوں گی جس کی وجہ سے حکومت کمزور پڑ جائے گی اور شام والے دشمن کا مقابلہ کرنے کی تاب نہ رکھتے ہوں گے بلکہ اپنے ملک کو چلانے کی صلاحیت بھی ان کے پاس نہ رہے گی۔ امیرالمومنینؑ نے اس فتنہ کو پارٹیوں اور گروہوں کے اختلافات کے فتنہ کا نام دیا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ جب حضرت سے سوال کیا گیا **فاختلف الاحزاب من بینھم فویل للذین کفروا من مشھد یوم عظیم** (سورہ مریم' آیت ۳۷) تو امامؑ نے فرمایا تین باتوں کے ظاہر ہونے سے فرج اور فتح کا تم لوگ انتظار کرو تو راوی نے کہا یاامیرالمومنینؑ ! وہ تین چیزیں کیا ہیں تو آپ نے فرمایا: ۱۔ شام والوں کے آپس میں اختلافات' ۲۔ خراسان سے سیاہ جھنڈے کا ظہور' ۳۔ ماہ رمضان میں فزعہ۔ سوال کیا گیا ماہ رمضان میں فزعہ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ **ان نشا ننزل علیھم من السماء اية فظلت اعناقھم لھا خاضعین** (سورہ شعرا' آیت ۴)

ایک ایسی نشانی اور معجزہ ہوگا کہ لڑکی کو اس کے پردے سے باہر نکال دے گا سوئے ہوئے کو بیدار کر دے گا اور بیدار کو خوف زدہ کر دے گا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۹)

فتح وفرج کی دو نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں کیونکہ شام والوں میں اختلافات شروع ہو چکے ہیں اور خراسان سے سیاہ جھنڈے بھی ظاہر ہو چکے ہیں لیکن امیرالمومنینؑ نے شام والوں میں اختلافات خراسان کے جھنڈے ظاہر ہونے والے اور ماہ رمضان میں خوفناک آواز کے درمیان مدت کا ذکر نہیں فرمایا ہے۔ ہو سکتا ہے اس چیز کا انتظار کئی سال کرنا پڑے کیونکہ روایات میں ہے کہ فزعہ' صیحہ' آسمانی آواز' خوفناک آواز ظہور کے سال میں ہوگی کیونکہ اس کے بعد ماہ محرم میں ظہور ہوگا۔

نبی اکرمؐ سے روایت ہے کہ ''مہدیؑ سے پہلے فتنہ ہوگا جو لوگوں کو محصور کر کے رکھ دے گا۔ شام والوں کو گالی مت دو بلکہ ان ظالموں پر لعنت کرو کیونکہ یہ ابدال شام ہی سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان سے سیب (خوفناک آواز) بھیجے گا جو ان کا شیرازہ بکھیر دے گا یہاں تک کہ اگر لومڑیاں (اس سے مراد یہودی) بھی ان سے جنگ کریں گی تو وہ ان پر غالب آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ مہدیؑ کو' اگر کم ہوئے تو بارہ ہزار اور اگر زیادہ ہوئے تو پندرہ ہزار کے لشکر کے ساتھ بھیجے گا۔ ان کی نشانی یا شعار ہوگا اُمت مار دے مار دے' تین پرچموں کے ساتھ ہوں گے۔ سات پرچموں والوں کے ساتھ جنگ کریں گی۔ کوئی پرچم والا نہ ہوگا مگر مملکت اور حکومت کا خواہش مند' پھر حضرت امام مہدیؑ ظاہر ہوں گے۔ مسلمانوں کے درمیان الفت' محبت' اور شوکت سطوت اور نعمت کو لوٹا دیں گے۔ (بشارۃ الاسلام' ص ۱۸۳)

ایک روایت میں ہے اور شام والوں پر ایسے کو بھیجے گا جو ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اگر لومڑیاں بھی ان سے جنگ کریں گی تو وہ ان پر غالب آ جائیں گی۔ اس وقت میرے اہل بیت سے تین پرچموں کے ہمراہ ایک مرد خروج کرے گا۔ پہلے والی حدیث آخر تک ہے۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۶) ابدال شام کے

معنی' ممتاز مومنین ہیں۔ اصحاب امام مہدی علیہ السلام میں ابدال کی مزید تشریح آگے آئے گی۔

اور سیب من السماء سے مراد ہے کہ آسمان سے قضاء و قدر ایک روایت میں سیبا ہے۔ ''یرسل علیھم من یفرق جماعتھم'' کا مطلب ہے خدا ایسے لوگوں کو بھیجے گا جو ان کی جماعت میں افتراق اور جنگ ڈالیں گے اور امت امت یا منصور امت یہ امام مہدیؑ کے اصحاب کا عسکری نعرہ ہوگا ان کا آپس میں ایک رمزی اور اشاراتی نعرہ ہوگا۔

تین پرچموں کے ساتھ ہوں گے یعنی امام مہدیؑ کے اصحاب تین عسکری گروہوں میں تین برگیڈ یا تین ڈویژن ہوں گے۔ ہر برگیڈ کا اپنا پرچم ہوگا۔ آپ کے مقابلے میں سات فوجی گروہ ہوں گے جو کہ آپ کے خلاف جنگ کرنے میں تو متفق ہوں گے لیکن ان میں سے ہر ایک اپنے لیے حکومت اور اقتدار کا خواہاں ہوگا' ان میں داخلی اتفاق نہ ہوگا اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ مخالف فوج کا سربراہ سفیانی ہی ہو کیونکہ اس کی حکومت کمزور پڑ جائے گی ان پے در پے عسکری ناکامیوں کے بعد جو اس کو حجاز اور عراق کی سرزمین پر اٹھانا پڑیں گے جس کی وجہ سے اس کے ساتھی خود اقتدار پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہوں گے اس وقت وہ امام مہدی کے ساتھ جنگ بھی کر رہے ہوں گے۔

دوسری احادیث میں ہے کہ بلاد شام مغربی ممالک کی طرف سے اقتصادی محاصرہ میں ہوگا اور لوگوں کے حالات معاشی بدحالی کی وجہ سے بہت سخت ہوں گے اس کی مدت بیان نہیں کی گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ داخلی اور خارجی فتنہ کے نتیجہ میں ہی ہوگا اور مسلمانوں پر مغربی ممالک کے دباؤ بڑھانے کا ایک ذریعہ و ہتھیار ہوگا۔ روایات میں ہے کہ ظہور کے سال میں بھی بھوک اور قحط اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا۔ نبی پاک کی حدیث ہے ''قریب ہے کہ شام والوں کے پاس نہ ہی دینار بچے اور نہ خوراک تو سوال کیا گیا یہ کس طرف سے ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا یہ روم (مغربی ممالک) کی طرف سے ہوگا۔

تھوڑی دیر آپ خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ آخری زمانہ میں خلیفہ ہوگا جو مال اور دولت کو اس طرح اکٹھا کر کے لائے گا کہ اس کا شمار نہیں کیا جا سکے گا۔ (بحار الانوار' ج ۵۱' ص ۹۲) اس اقتصادی محاصرے اور معاشی بدحالی کا سبب مغربی ممالک ہوں گے۔ جابر بن جعفی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوجعفر محمد بن باقر بن علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں سوال کیا: ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع تو آپؑ نے فرمایا ایک بھوک عام ہے اور ایک بھوک (قحط) خاص ہے بہرحال وہ خاص بھوک (قحط) جو ہے وہ تو کوفہ (عراق) میں ہوگی اور یہ بھوک اللہ تعالیٰ آل محمدؑ کے دشمنوں پر ڈالے گا جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے لیکن عام بھوک شام میں ہوگی۔ ان کو ایسی بھوک قحط اور خوف کا سامنا کرنا ہوگا جس کی مثال نہ ملے گی بہرحال بھوک وقحط حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے ہوگی اور خوف وڈر حضرت کے قیام کرنے کے بعد ہوگا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۹)۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں حضرت قائم علیہ السلام سے پہلے ایسے سال کا ہونا ضروری ہے جس میں لوگ بھوک اور قحط سے دوچار ہوں گے۔ قتل وغارت کا بھی بہت بڑا خوف لوگوں پر طاری ہوگا۔ اموال میں کمی' جانوں کا ضیاع اور اولاد کا فقدان ہوگا۔ یہ چیز تو کتاب خدا میں واضح بیان کر دی گئی ہے۔ ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین اس روایت میں اس مالی بحران کا تذکرہ امام مہدیؑ کے ظہور کے سال میں ہونا اس سے منافات نہیں رکھتے کہ یہ بحران پہلے سے موجود ہو اور امام مہدیؑ کے ظہور تک جاری رہے بلکہ ظہور کے سال یہ اور سخت ہو جائے اور اس کے بعد پھر فرج اور فتح وکشادگی ہو۔

بلاد شام پر اس فتنہ کی مدت طولانی ہے۔ احادیث میں ہے کہ لوگ چاہیں گے کہ یہ بحران ختم ہو لیکن ختم نہ ہوگا اور وہ اس فتنہ سے نکلنے کا راستہ ڈھونڈیں گے مگر ان کو راستہ نہ ملے گا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۹۸)۔

اس کا وصف احادیث میں مغربیوں اور مشرقیوں کے فتنہ کی طرح کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہر جگہ میں داخل ہوگا جب بھی وہ اس فتنہ کو ایک طرف سے ختم کریں گے تو دوسری طرف سے یہ اٹھ کھڑا ہوگا یا ایک اور جانب سے کھولنے لگے گا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹-۱۰)۔

جب یہ فتنہ بڑے خارجی فتنہ کا نتیجہ ہوگا تو اس کے یہ اوصاف طبعی ہیں بلکہ روایات میں تو اس فتنہ کو فتنہ فلسطین کا نام دیا گیا ہے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۶۳)۔

بعض احادیث میں اس فتنہ کی مدت بارہ سال اور بعض میں آٹھ سال بیان ہوئی ہے احتمال ہے کہ یہ اس فتنہ کی آخری مدت ہو نہ کہ اس فتنہ کی مدت مجموعی طور پر ہو۔ ہم یہ اُمید کرتے ہیں کہ اس فتنہ کا آغاز لبنان کی داخلی جنگ سے ہو چکا ہے۔ سعید بن میتب سے روایت ہے بلاد شام میں فتنہ ہوگا گویا کہ شروع میں یہ فتنہ بچوں کا کھیل ہوگا پھر ان کا معاملہ کسی کروٹ سیدھا نہ ہوگا اور نہ ہی ان کی کوئی ایک جماعت ہوگی یہاں تک کہ آسمان سے ندا دینے والا ندا دے گا کہ تم پر فلاں شخص کا ساتھ دینا واجب ہے اور ہاتھ ظاہر ہوگا جو اشارہ کرے گا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۳)۔

آسمانی آواز حضرت امام مہدیؑ کے نام کی ہوگی اور آسمان سے جو ہاتھ ظاہر ہوگا اس کا تذکرہ بھی روایات میں ظہور کی نشانیوں میں آیا ہے۔

رسول اکرمؐ سے ایک اور روایت ہے چوتھا فتنہ جو ہے وہ اٹھارہ مہینے ہوگا۔ یہ اس وقت چھٹے گا جب دریائے فرات سونے کے پہاڑ کو ظاہر کر چکے گا اس پر اُمت ٹوٹ پڑے گی پھر ہر نو (۹) میں سے سات مارے جائیں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۲)۔

فرات سے خزانے ظاہر ہونے میں جو قرقیسا کا معرکہ لڑا جانا ہے اس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

❀ ❀ ❀

دمشق اور بھونچال

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ اور واضح ہیں بلکہ بعض روایات میں اس کی جگہ اور اس سے جو نقصانات ہوں گے ان کو بھی بیان کیا گیا ہے اس کا وقت مغرب کی افواج کے دخل ہونے سے پہلے بتایا گیا ہے۔ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس زلزلہ کے وقت مغرب کی افواج دمشق میں موجود ہوں گی۔ احادیث میں اسے تین ناموں الرجفعۃ' الخسف اور الزلزلہ سے یاد کیا گیا ہے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام نے امیرالمومنین علیہ السلام کے حوالے سے بیان کیا ہے "جب دو نیزے شام میں مختلف ہوں گے (یعنی دو گروہوں کے درمیان جنگ ہوگی) یہ ختم نہ ہوگا مگر خدا کی آیات میں سے ایک آیت کے ذریعے سوال کیا گیا یا امیرالمومنین! رجفعت کیا ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا کہ رجفعہ (زلزلہ) شام کی سرزمین پر ہوگا جس میں ایک لاکھ افراد مارے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اسے مومنین کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب قرار دے گا۔ پس جب ایسا ہو تو براذین شہب محذوفہ (مغرب کی افواج کی طرف اشارہ ہے) اور زرد جھنڈے والوں کا انتظار کرو جو مغرب کی طرف سے آکر شام میں اُتریں گے۔ اس قت بڑا خوف اور سرخ موت ہے جب یہ ہو تو پھر دمشق کی بستیوں میں سے ایک بستی کے زمین میں دھنس جانے کے منتظر رہو۔ اس بستی کو حرشا (خرشیا مرمرستا نسخہ بدل) کہا جاتا ہے۔ اس وقت جگرخوار کا بیٹا وادی سے نکلے گا اور دمشق کے منبر پر چڑھے گا تو چاہیے کہ اس وقت امام مہدیؑ کے خروج کا انتظار کرو (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۵۳)۔

احتمال ہے کہ اس روایت اور دوسری روایت میں جس رجفعہ کا ذکر ہے یہ اس کے علاوہ ہو جو دمشق اور اس کے گرد خسف یعنی دھنسنے کا واقعہ ہوگا اور ان دونوں کے درمیان کافی یا تھوڑا فاصلہ ہو' بہرحال یہ مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے عذاب اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کا نقصان کافروں اور ان کے پیروکاروں کے رہائشی علاقوں پر ہو اور مومنین اور مستضعفین کے گھر محفوظ رہیں یا اس سے مراد یہ ہو کہ اس واقعہ کے بعد مومنین و صالحین کے حق میں سیاسی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ دوسری روایات میں خسف کی جگہ کو بھی بیان کیا گیا ہے اور یہ دو جگہوں حرستا اور جابیہ ہیں۔ اس حدیث میں حرستا کا تحریف شدہ ہونا ہے۔ اسی طرح یہ بھی روایت ہے کہ مسجد دمشق کی مغربی دیوار گرے گی۔ اس کا ذکر مغرب کی افواج کے بیان میں آئے گا اور براذین الشہب المحذوفہ مغرب والوں کے گھوڑوں اور ان کی سواریوں کے وسائل اور ان کا وصف بیان کیا گیا ہے۔ شہباء رنگوں والے ہوں گے یعنی ان کے کان کٹے ہوں گے یا ہوں گے ہی نہیں شاید یہ جدید سواریوں کی طرف اشارہ ہو۔

جگرخوارہ کے بیٹے سے مراد ابوسفیان کی بیوی ہند کا بیٹا ہے کیونکہ سفیانی معاویہ کی اولاد سے ہوگا جیسا کہ بعد میں اس کا ذکر آئے گا۔ روایات میں ہے کہ وہ وادی یابس سے ہوگا اور یہ وادی اذرعات (درعا) کے قریب حوران علاقہ میں واقع ہے جو اردنی سوری سرحد کے نزدیک ہے۔

❁ ❁ ❁

ایرانی و مغربی افواج کا دخول شام

مغرب کی افواج کے شام کے داخلہ کے بارے میں احادیث بڑی واضح ہیں اور یہ شام میں دو گروہوں کے درمیان سخت داخلی جنگ کے بعد ہوگا جیسا کہ اُوپر حدیث گزر چکی ہے۔

ابن حماد نے ابی سحاب سے روایت کی ہے کہ اس نے ہشام ابن عبدالملک کے زمانہ میں کہا ''تم سفیانی کو نہیں دیکھو سکو گے مگر یہ کہ مغرب کی افواج آئیں پس اگر تم دیکھو کہ سفیانی خروج کر چکا ہے یہاں تک کہ دمشق کے منبر پر آ کھڑا ہوا ہے' تو کچھ وقت نہ گزرے گا کہ تم مغرب والوں کو دیکھو گے'' (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۶)۔

یہ حدیث اور دوسری احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ بات تابعین میں مشہور و معروف تھی اور راوی اس پر متفق نظر آتے ہیں کہ سفیانی کے خروج سے پہلے مغرب والوں کی افواج کا شام میں داخل ہونا ضروری ہے۔

❁❁❁

مغربی افواج سے مراد

روایات میں جو لفظ مغربی ہے اس سے مراد مغرب کی اسلامی حکومت ہے جو اس وقت لیبیا' تیونس' جزائر اور موجودہ مغرب پر مشتمل ہے اور اس سے مراد مغربی حکومتوں کی افواج نہیں ہے اور نہ ہی اس مغرب کی حکومت جس کے لیے پہلے مراکش کا لفظ استعمال ہوتا تھا اس بات کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں اس لشکر کو بربر کا لشکر کہا گیا ہے (جہاں مغربی افواج مراد ہیں وہاں روایات میں غرب کا لفظ عربی میں استعمال ہوا ہے اور جہاں پر مغرب مراد ہوا ہے تو وہاں لفظ مغرب اور مغربی عربی میں استعمال ہوا ہے۔ اردو میں ہم غربی افواج کا ترجمہ مغربی افواج اور اقوام سے کر رہے ہیں اور مغرب اور مغربی افواج کا ترجمہ مغرب کی افواج سے کر رہے ہیں۔

ایک اور حدیث اس لشکر کے پہنچنے کے وقت کو بھی معین کرتی ہے اور وہ یہ کہ زمینی زلزلہ اور خسف کے ساتھ ہی ان افواج کا شام میں داخلہ ہوگا۔ ابن حماد کے مخطوطہ میں محمد بن حنفیہ سے ہے کہ مغرب والوں کے ابتدائی دستے دمشق پہنچے ہی ہوں گے کہ وہ عجائب کو دیکھیں گے کہ زمین دھنس گئی ہے۔ مسجد دمشق کا مغربی حصہ منہدم ہو گیا اور زمین میں حرستا نامی بستی دھنس گئی ہے۔ پھر اس کے بعد سفیانی کا خروج ہوگا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۱)۔

لیکن یہ طاقتیں کیوں داخل ہوں گی ان کا کام کیا ہوگا کس مہم پر آئیں گی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید شام کے بلانے پر آئیں گی جو کہ روم اور یہود کی افواج کے خلاف ہوگا یعنی خارجی دشمن کے خلاف شام کی مدد کرنے آئیں گے یا ہو سکتا ہے شام

کے داخلی جھگڑے' جو بعض اطراف میں ہوں گے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے شام کے عالم کی خواہش پر داخل ہوں گی لیکن بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ خراسات سے امام مہدیؑ کے ظہور کی خاطر تمہیدی قوتیں جو شام میں داخل ہوں گی تو ان کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ افواج آئیں گی جب کہ سیاہ جھنڈوں والی افواج کے بارے میں جو کچھ روایات میں ہے' اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ہدف فقط ایلیاء یعنی قدس ہوگا۔ پس اس لحاظ سے یہ مطلب ہوگا کہ مغرب سے افواج میں ان خراسانیوں کو قدس کی طرف پیش قدمی روکنے کے لیے آئیں گی۔

خاص طور سے جب ہم اس روایت کو دیکھیں جو یہ بتاتی ہے کہ ان کا مقابلہ قطرہ شہر میں ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ اس سے مراد سوریا کا شہر قطرہ ہو جو اس وقت اسرائیل کے قبضہ میں ہے۔ ابن حماد نے زہری سے روایت کی ہے: ''سیاہ جھنڈے یعنی خراسانی زرد جھنڈے والوں یعنی مغرب والے سے قطرہ کے پاس ملاقات کریں گے۔ یہ دونوں آپس میں جنگ کرتے ہوئے فلسطین آ پہنچیں گے پس مشرق والوں پر سفیانی خروج کرے گا جب مغرب والے اُردن میں اتریں گے تو ان کا صاحب مرجائے گا تو وہ تین حصوں میں تقسیم ہو جائیں گے ایک گروہ تو جہاں سے آیا تھا واپس وہیں پلٹ جائے گا ایک گروہ حج کرے گا اور ایک گروہ اس جگہ باقی رہے گا پس ان باقی ماندہ سے سفیانی جنگ کرے گا اور وہ سب سفیانی کی اطاعت میں آجائیں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۱)۔

یہ مرسل روایت جو تابعین میں سے ایک کی طرف سے اس بات کو واضح کررہی ہے کہ شام کے اندر داخلی لڑائی ایرانیوں کو علاقہ میں یہود کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے داخل ہونے کا موقع فراہم کرے گی لیکن روم یا دوسری مخالف طاقتیں مغرب والوں کو اُبھاریں گی کہ وہ ان ایرانی فوج کے ساتھ جنگ کریں۔ اس معرکہ کا مقام قطرہ بتایا گیا ہے جب کہ ایرانی افواج فلسطین میں ہوں گی۔ یہ افواج مغرب کی فوجوں کو شکست دیں گی اور ان کا صاحب مرجائے گا' اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ ان کا سربراہ جو مغرب میں

ہوگا مرجائے گا یا اُردن کا سربراہ مرجائے گا جس کی مہمان میں یہ افواج ہوں گی پس ان کا معاملہ کمزور پڑ جائے گا پھر سفیانی باقی ماندہ افواج کو اپنے تابع کرلے گا جس طرح کہ بعض روایات میں ملتا ہے کہ ایرانی افواج سفیانی کے خروج کے بعد پیچھے ہٹ جائیں گی۔

❀ ❀ ❀

ازالہ مغالطہ

اس وقت قاری کی توجہ اس امر کی طرف دلاتے ہیں کہ اس جگہ مغرب کے لشکر اور سیاہ جھنڈوں والی احادیث' مغرب سے فاطمیوں کی تحریک اور عباسیوں کی سیاہ جھنڈوں والی افواج کے ساتھ خلط ملط ہو جاتی ہیں جس طرح روام والی احادیث ہیں کہ وہ صلیبی جنگوں اوران کے حملوں کے ساتھ مخلوط ومشتبہ ہو جاتی ہیں سابقہ تحریکوں اور زمانہ ظہور سے متعلق ہیں ان کے فوراً بعد سفیانی کا خروج اور حضرت امام مہدیؑ کا ظہور ہے جیسا کہ اوپر احادیث میں ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا یا دوسرے قرائن جو زمانہ ظہور اور اس دور کے واقعات سے متعلق ہیں بنابریں ظہور کی احادیث میں زیادہ تر کا مغرب سے فاطمیوں کے قیام یا عباسیوں کے سیاہ جھنڈوں والی افواج یا روم کی طرف سے جو صلیبی جنگ ہوئیں ان سے متعلق ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسری احادیث کا زمانہ ظہور سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ روایات میں ایسے قرائن بھی موجود ہیں جو فقط زمانہ ظہور سے متعلق ہیں اور اس سے پہلے واقعات پر صادق نہیں آتی ہیں۔

❁❁❁

الاصہب اور الابقع کی جنگ اقتدار

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے پس اس سال زمین پر مغرب کی جانب سے بہت زیادہ اختلافات ہوں گے۔ پس پہلی سرزمین جو خراب ہوگی وہ شام کی ہوگی اور تین جھنڈوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ اصہب کا پرچم' ابقع کا پرچم اور سفیانی کا پرچم (البحار ج ۵۲' ص ۲۱۲)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ الابقع یعنی المقع الوجہ شام پر پہلے سے قابض ہوگا اس کا اقتدار اپنے حریف الاصہب یعنی الاصفر الوجہ سے پرانا ہوگا کیونکہ احادیث میں ہے کہ الاصہب کا انقلاب دارالحکومت اور حکومت کے مرکز سے باہر ہوگا اور وہ اقتدار پر قبضہ جمانے میں ناکام ہوگا پس یا تو الابقع ہی اصلی اقتدار کا مالک ہوگا یا پھر وہ انقلاب لانے میں کامیاب ہوگا اور اس کا دوسرا حریف الاصہب اس پر حملہ آور ہوگا دونوں مین سے کوئی ایک بھی دوسرے پر واضح اور حتمی کامیابی حاصل نہ کر پائے گا پس سفیانی اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حکومت کے مرکز سے باہر کی طرف سے دونوں پر ٹوٹ پڑے گا اور دونوں کو شکست دے گا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ الاصہب غیر مسلم ہوگا کیونکہ بعض روایات میں اس کا وصف العلج لکھا گیا ہے جو کہ عام طور پر کافروں کا وصف ہے۔ پہلے درجے کے مصادر میں جس مروانی کا ذکر وارد ہوا ہے جیسے غیبت نعمانی میں ہے تو اس سے مراد وہی الابقع ہے۔ کوئی اور شخص سفیانی کے مقابل میں نہیں ہوگا۔ احادیث میں ابقع اور اصہب دونوں کے سیاسی رجحان پر مذمت کی گئی ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا

ہے کہ دونوں اسلام کی مخالفت میں کام کر رہے ہوں گے اور کافر طاقتوں کے موالی اتحادی ہوں گے۔ آنے والی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ الاصہب روس کا حامی ومددگار ہوگا۔ پس جب العلج الاصہب قیام کرے گا اور مرکز کا تختہ الٹنا اس کے لیے ممکن ہوجائے گا تو وہ تھوڑے ہی عرصہ میں قتل کر دیا جائے گا اور اس موقع پر اقتدار ترک یعنی روس کے پاس چلا جائے گا (الزام الناصب' ج ۲' ص ۲۰۴)۔

اگر روایت صحیح ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ روس کے پاس اقتدار مختصر عرصے کے لیے آجائے گا الابقع جو کہ مغرب (مغربی دنیا) کا موالی ہوگا اور اس کے اقتدار کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ اس وقت یہود اور اس کے اتحادی روم (یعنی مغربی طاقتیں) اپنے اقتدار کو پورے علاقہ میں واپس لانے کے لیے اپنے اتحادی سفیانی کے انقلاب برپا کرنے کی منصوبہ بندی کریں گے بنابراین روایات میں ہے کہ شام میں وہ نیز ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے تو اس سے مراد روس اور مغربی طاقتوں کی ملک شام کے اقتدار کے لیے رسہ کشی ہوگی اور اس سے مراد وہ جنگ ہے جو ان دونوں کے حامیوں کے درمیان ہوگی اور دونوں کا مقابلہ جاری رہے گا۔ گذشتہ حدیث میں امام باقر علیہ السلام سے جابر جعفی نے نقل کیا ہے۔ زمین کو پکڑ لو اور بالکل حرکت نہ کرو نہ ہاتھوں کو حرکت دو نہ پاؤں کو یہاں تک کہ تم ان علامات کو دیکھ لو جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔

۱۔ فلاں کی اولاد میں اختلاف ہونا۔

۲۔ آسمان سے ندا کا آنا۔

۳۔ دمشق کی طرف سے فرج' کشادگی اور فتح کی آواز کا آنا۔

۴۔ جابیہ نامی بستی کا شام میں دھنس جانا۔

۵۔ ترک برادران یعنی روس کی افواج کا آگے بڑھنا اور جزیرہ میں اترنا۔

۶۔ روم کی افوج کا رملہ کی سرزمین پر اترنا۔

پس یہ ایسا سال ہے کہ مغرب کی جانب سے زمین پر ہر جگہ بہت زیادہ اختلاف

ہوگا۔ سب سے پہلی زمین جو خراب ہوگی وہ شام کی ہوگی اور تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ ۱۔ الاصہب کی جماعت ۲۔ الابقع کی جماعت ۳۔ سفیانی کی جماعت۔
فلاں کی اولاد میں اختلاف سے مراد جس بادشاہ کی حجاز میں حکومت ہوگی اس کی اولاد ہے۔ روایات میں جہاں بھی یہ لفظ آیا ہے اس سے یہی مراد ہے کہ یہ اختلاف امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے ہوگا اس بادشاہ کی اولاد کے اختلاف کے نتیجے میں حجاز سیاسی بحران میں مبتلا ہوگا اور امام مہدیؑ کا ظہور انہی حالات میں ہوگا۔

دمشق کی طرف سے جو آواز آئے گی یہ وہی آسمانی آواز ہے جسے لوگ یہ خیال کریں گے کہ یہ دمشق یا غرب سے آئی ہے یا صرف عراق والوں کو ایسا معلوم ہوگا کیونکہ امام علیہ السلام کی حدیث جابر بن یزید جعفی سے ہے کہ جو کہ کوفہ کا رہنے والا ہے اور آپ اس سے فرمارہے ہیں "تم کو دمشق کی طرف سے آواز آئے گی"۔

روایت میں دو الفاظ اخوان الترک اور مارقۃ الروم قابل غور ہیں۔ اخوان الترک سے مراد روس ہی ہیں کیونکہ اس سے ترکیا کے ترک مراد نہیں ہو سکتے اور مارقۃ الروم سے مراد مغربی جنگجو قوتیں ہیں اور روایت ہے ترک کی جانب سے لڑائی لڑنے والے ہیں اور ان کے پیچھے روم کی یلغار ہے۔ اس حدیث میں بھی ترک سے مراد روس ہے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۷)۔

الاصہب اور الابقع کے درمیان جنگ و جدال کی احادیث اور پھر دونوں اور سفیانی کے درمیانی جنگ کی احادیث میں غور کرنے سے یہ بات روشن ہو جاتی ہے کہ اس وقت مغرب کی افواج اور ایرانی افواج شام میں موجود ہوں گی اور ان تمام حالات کا بڑی طاقتوں سے مضبوط ربط وتعلق ہوگا اور ان کے لیڈر بڑی طاقتوں کے اشاروں پر چل رہے ہوں گے اور اُمت ان کے مقابلے میں ہوگی۔

ایک اور روایت میں ملک شام میں تین پرچم کا ذکر ہے۔

۱۔ حسنی پرچم یا جماعت ۲۔ اموی پرچم یا جماعت ۳۔ قیسی پرچم یا جماعت

سفیانی پرچم آئے گا اور ان تینوں جماعتوں کا خاتمہ کر دے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بحار الانوار میں روایت ہے اے سدیر! اپنے گھر بیٹھ جاؤ اس طرح ساکن ہو جاؤ جس طرح رات اور دن جب تجھے خبر ملے کہ سفیانی نے خروج کیا ہے تو ہمارے پاس آ جاؤ اگر پیدل ہی کیوں نہ آنا پڑے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا سفیانی سے پہلے بھی کچھ ہوگا تو آپ نے اپنی تینوں انگلیوں سے شام کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تین پرچم ہوں گے حسنی پرچم' اموی پرچم اور قیسی پرچم پس جب کہ وہ اس حالت میں ہوں گے تو سفیانی خروج کرے گا اور ان پر ٹوٹ پڑے گا ان کو ختم کر کے رکھ دے گا جس طرح کھیت کو کاٹ دیا جاتا ہے اور میں نے اس کی مانند کبھی بھی نہیں دیکھا۔

اس روایت کو قبول کرنا اس لیے ذرا مشکل ہے کہ یہ روایت ان بہت ساری روایات کے ساتھ معارض ہے جن تین جماعتوں کے بارے میں بتاتی ہیں کہ وہ تین پرچم الاصہب' الابقع اور سفیانی کے ہوں گے کیونکہ کلینی نے الکافی میں "ولو علی رجلک" (اگر چہ پیدل ہی کیوں نہ آنا پڑے) الکافی ج ۸' ص ۲۶۴ تک اس روایت کو نقل کیا ہے پس ہو سکتا ہے کہ آخری حصہ بعد میں بڑھایا گیا ہو یا بعض رواۃ کی تفسیر ہو جو اصل کے ساتھ مل گئی ہو۔

اگر اس کو بھی صحیح فرض کر لیں تو حسنی پرچم سے مراد حسینی پرچم ہے اور عبارت میں حسینیہ کی جگہ حسنیہ آ گیا ہے اور اس سے مراد خراسان سے نکلنے والے سیاہ پرچم ہیں جن کی افواج شام میں مغربی افواج کے ہمراہ موجود ہوں گی اموی پرچم' الاصہب والا پرچم ہوگا اور قیسیہ کے پرچم سے مراد الابقع کا پرچم ہوگا کیونکہ بہت ساری روایات میں اشارہ ملتا ہے کہ اس کا تعلق مصر سے ہوگا جس طرح سفیانی مصر پر بھی حکومت کرے گا واللہ العالم!

ایک روایت میں ہے کہ "بنی ہاشم سے ایک مرد مالک بنے گا یعنی اقتدار حاصل کرے گا بنی امیہ کو قتل کرے گا اور تھوڑوں کو باقی چھوڑے گا اور بنی امیہ کے علاوہ کسی کو قتل نہ کرے گا پھر بنی امیہ کا ایک آدمی خروج کرے گا اور ہر مرد کے بدلے دو مردوں کو

قتل کرے گا سوائے عورتوں کے کسی کو باقی نہ چھوڑے گا۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام خروج کریں گے۔" (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۶)۔

روایت یہ نہیں بتاتی کہ اس ہاشمی کی حکومت سفیانی سے پہلے کس علاقہ میں ہوگی ہو سکتا ہے کہ یہ حکومت حجاز یا عراق میں ہو اور اگر اس سے مراد ملک شام ہے تو یہ بھی الابقع سے پہلے ہوگی کیونکہ روایات اس بات پر متفق ہیں کہ سفیانی کا خروج الابقع اور الاصہب' دونوں کے خلاف ہوگا وہ دونوں کو قتل کرے گا کیونکہ دونوں ہی اہلبیت' کے دشمن ہوں گے۔

سفیانی کا خروج

ظہور امام علیہ السلام کی تحریک میں سفیانی کا شمار اہم ترین شخصیات میں ہوتا ہے کہ یہ امام مہدیؑ کا براہ راست سخت ترین اور بدترین دشمن ہوگا اگرچہ حقیقت میں امام مہدیؑ کا مقابلہ ان بڑی استکباری عالمی طاقتوں سے ہوگا جو اس کی پشت پر ہوں گی جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حتمی وعدوں سے ہے۔ حضرت امام زین العابدین سے روایت ہے "تحقیق حضرت قائم علیہ السلام کا معاملہ اللہ کی جانب سے حتمی ہے اور سفیانی کا معاملہ بھی اللہ کی طرف سے حتمی ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام نہیں ہوں گے مگر سفیانی کے ساتھ" (بحار الانوار' ج ۵۳' ص ۱۸۲)۔

سفیانی کے بارے میں احادیث تقریباً متواتر ہیں اور بعض احادیث تو الفاظ کے ساتھ بھی تواتر رکھتی ہے یعنی الفاظ بھی ایک ہی ہیں سفیانی کی شخصیت اور اس کی بعض خصوصیات کو یہاں بیان کرتے ہیں اور اس کے بارے میں جو سلسلہ وار احادیث وارد ہوئی ہیں ان کو ذکر کرتے ہیں۔

❀❀❀

سفیانی کا نام اور نسب

تمام علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ اس کی نسبت سفیانی سے اس لیے ہے کہ وہ ابوسفیان کی نسل سے ہوگا جس طرح روایات میں اسے جگرخوارہ کا بیٹا بھی کہا گیا ہے۔ اس سے مراد اس کی نسبت اس کی دادی ابوسفیان کی بیوی ہندہ کی طرف ہے جس نے جنگ احد میں رسولؐ اللہ کے چچا حضرت حمزہ شہید کا جگر نکال کر چبایا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے جگرخوارہ کا بیٹا وادی یابس سے خروج کرے گا وہ ایک مربوع آدمی ہوگا (شانے کٹے ہونے کی وجہ سے چکور لگے گا) اس کا چہرہ وحشی جیسا اور سر بڑا ہوگا اور چہرے پر چیچک کے نشانات ہوں گے جب تم اسے دیکھو گے تو یہ خیال کرو گے کہ یہ کانا ہے اس کا نام عثمان اور باپ کا نام عینیہ ہے جو ابوسفیان کی اولاد سے ہے وہ سکون اور چشموں کی سرزمین پر آئے گا (یعنی دمشق اور اس کے منبر پر چڑھے گا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۰۵)۔

شیعوں کے درمیان یہ مشہور ہے کہ وہ ابوسفیان کے بیٹے عنبسہ کی اولاد سے ہو گا۔ اسی وجہ سے انہوں نے عنیبہ کو عنبسہ کی بگڑی ہوئی شکل قرار دیا ہے ایک اور حدیث طوسی نے روایت کی ہے اس میں ہے کہ یہ عتبہ بن سفیان کا بیٹا ہوگا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۳)۔

ابوسفیان کے پانچ بیٹے تھے ۱- عتبہ ۲- معاویہ ۳- یزید ۴- عنبسہ ۵- حنظلہ۔ لیکن امیر المومنین علیہ السلام کے معاویہ کے نام جو خطوط ہیں ان میں سے ایک خط میں

یہ نص وارد ہوئی ہے کہ وہ معاویہ کا بیٹا ہوگا بہ تحقیق تیری اولاد سے ایک بدبخت' ملعون بیٹا' جلف جاف' منکوس القلب (الٹے دل والا) اور سخت بھدا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل سے رحمت اور مہربانی کو نکال دیا ہے اور اس کے ماموں کلب ہیں گویا میں اس کی طرف دیکھ رہا ہوں اور اگر میں چاہوں تو اس کا نام اور حلیہ تک بتا دوں اور یہ کہ وہ کتنے سال کا ہے وہ مدینہ میں لشکر روانہ کرے گا۔ پس جب اس کی فوجیں مدینہ میں داخل ہوں گی تو بہت زیادہ قتل' برائیوں اور فواحش کا ارتکاب کریں گی۔ وہاں ان سے ایک پاکیزہ نیک مرد نکل جائے گا جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی بہ تحقیق میں اس کا نام جانتا ہوں اور یہ کہ وہ اس دن کتنے سال کا ہوگا اور اس کی نشانی کیا ہے"۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ خالد بن یزید ابی سفیان کی نسل سے ہوگا (مخطط ابن حماد' ص ۷۵)۔

ہوسکتا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان کی اولاد سے ہو اور اس کے اجداد میں عتبہ' عتبہ' عینیہ اور یزید کے نام آتے ہوں اس طرح سے یہ شک جو کہ علماء اہل سنت میں مشہور ہے دُور ہو جاتا کہ اس کا نام عبداللہ بن یزید ہوگا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۴۷)۔

ہماری کتابوں میں بھی ایک مقام پر اس کا نام عبداللہ وارد ہوا ہے (بحار الانوار' ج ۵۳' ص ۲۰۸)۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ اس کا نام عثمان ہوگا جس کا ذکر ہو چکا ہے۔

❁❁❁

سفیانی کی خباثت اور سرکشی

تمام راوی اس بات پر متفق ہیں کہ وہ منافق ہوگا اس کی سیرت و کردار خراب و برا ہوگا وہ اللہ' اس کے رسول اور حضرت مہدیؑ کا دشمن ہوگا۔ سنی شیعہ کتب میں اس بارے میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا مضمون یا تو ایک ہی ہے یا ایک دوسرے کے قریب قریب ہے۔ مخطوطہ بن ابی حماد میں ابوقبیل سے روایت ہے "سفیانی بدترین حکمران ہوگا وہ علماء اور صاحبان فضل و کرامت کو قتل کرے گا ان کو فنا کر دے گا اور ان سے مدد چاہے گا جو اس کی مدد نہ کرے گا اسے قتل کر دے گا اور ص ۸۰ پر ارطاۃ سے ہے "سفیانی اسے قتل کرے گا جو اس کی نافرمانی کرے گا اور انہیں آرے میں چیر کر رکھ دے گا اور انہیں دیگوں میں پکائے گا اور چھ مہینے تک ایسا کرتا رہے گا"۔ اور ص ۸۴ میں ابن عباس سے ہے "سفیانی خروج کرے گا وہ جنگ کرے گا عورتوں کے پیٹوں کو چاک کر دے گا بچوں کو کھولتی دیگوں میں ڈالے گا"۔ امام باقر علیہ السلام سے ہے "اگر تم سفیانی کو دیکھو تو دیکھو گے کہ وہ تمام لوگوں میں سے خبیث ترین ہے وہ سرخ' زرد اور نیلے رنگ کا ہوگا۔ اس نے کبھی اللہ کی عبادت نہ کی ہوگی۔ مکہ اور مدینہ کو کبھی نہ دیکھا ہوگا اور کہے گا اے رب! میرا انتقام اور آگ" (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۳۵۴)۔

❁❁❁

سفیانی کی ثقافت اور سیاسی ہمدردیاں

احادیث بتاتی ہیں کہ اس کی ثقافت مغربی ہوگی اور مغربی تعلیم یافتہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ وہ مغربی ممالک میں ہی پلا بڑھا ہو۔ بشر بن غالب سے ایک مرسل روایت ہے کہ ''سفیانی روم کے ممالک سے آئے گا حالانکہ وہ نصرانی بن کر آئے گا۔ اس کی گردن میں صلیب ہوگی اور وہ ایک قوم قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوگا''۔ (غیبت طوسیؒ ص ۲۷۸) اصل لفظ متنصرا ہے' یعنی مسلمانوں سے عیسائی ہوا ہوگا (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۷) روایت میں ''یقبل من بلاد الروم'' روم کے شہروں سے آئے گا سے مراد مغربی ممالک ہیں کہ وہاں سے شام آئے گا اور اپنی تحریک کا آغاز یہاں سے شروع کرے گا۔

اس طرح روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اس کی سیاسی ہمدردیاں روم اور یہود کے ساتھ ہوں گی کیونکہ وہ حضرت مہدیؑ سے جو روم اور یہود کے دشمن ہوں گے جنگ نہیں کرے گا بلکہ ترک یا اخوان ترک سے بھی جنگ کرے گا جس سے ہم نے روس مراد لیا ہے اور یہ کہ وہ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کے حملوں کی وجہ سے دارالحکومت کو دمشق سے منتقل کر کے فلسطین کی سرزمین رملہ پر لے جائے گا جس کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ رملہ میں صارقۃ الروم اتریں گے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام مہدیؑ کے ساتھ اس اعتبار سے معرکہ میں داخل ہوگا کہ روم اور یہود کے لیے دفاعی لائن ہوگا اور اس کی شکست سے یہود شکست کھا جائیں گے۔

اسی طرح یہ بات بھی اس کی مغرب دوستی پر دلالت کرتی ہے کہ امام مہدی علیہ

السلام سے شکست کھانے کے بعد اس کی جماعت کے لوگ روم کی طرف فرار ہو جائیں گے۔ پھر امام مہدیؑ کے اصحاب انھیں واپس لائیں گے اور قتل کر دیں گے۔

ابو خلیل ازدی سے ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے ابوجعفر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں یہ کہتے سنا: فلما احسوا باسنا اذاهم منها یرکضون لا ترکضوا وارجعوا الی ما اترفتم فیه ومساکنکم لعلکم تسالون ۔ امام باقر علیہ السلام نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا ''جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے اور شام (بنی امیہ) کے پاس لشکر کو بھیجیں گے تو وہ شام سے روم کی طرف بھاگ جائیں گے۔ روم والے ان سے کہیں گے کہ ہم تمھیں داخل نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ تم نصرانی بن جاؤ پس وہ اپنی گردنوں میں صلیبیں لٹکا لیں گے اور داخل ہوں گے اور جب ان کے پاس حضرت کے اصحاب آن پہنچیں گے تو وہ یعنی روم والے ان سے امان اور صلح کا مطالبہ کریں گے۔ اصحاب قائم علیہ السلام کہیں گے کہ ہم یہ نہیں کریں گے مگر جو ہمارے ساتھی بھاگ کر ادھر آئے ہیں انہیں ہمارے لیے واپس کر دو (امامؑ نے فرمایا) پس وہ روم والے ان کو اصحاب قائم کے ہاتھوں واپس کر دیں گے۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کا قول بھاگو مت واپس لوٹ آؤ اپنی کارستانیوں کی طرف اور اپنے ٹھکانوں کی طرف تاکہ تم سے حساب چکایا جائے''۔

امامؑ فرماتے ہیں کہ حضرت قائم علیہ السلام ان سے خزانوں کے متعلق سوال کریں گے جبکہ خود حضرت قائم علیہ السلام ان سے بہتر جانتے ہوں گے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ وہ کہیں گے یاویلنا انا کنا ظالمین ہائے ہم پر پھٹکار اور افسوس کہ ہم ظلم کرنے والے اور ظالم لوگ تھے۔ ان کا برابر یہ دعویٰ ہوگا یہاں تک کہ ہم انہیں بجھا ہوا چارہ بنا دیں گے۔ تلوار سے ان کی تکہ بوٹی کر دیں گے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۷۷) اذا نزل بحضرتهم اصحاب القائم طلبوا الامان ''جب اصحاب قائم علیہ السلام ان کی موجودگی میں اتریں گے تو وہ امان طلب کریں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام مہدیؑ

کے اصحاب روم پر لشکر کشی کریں گے اور ان کو دھمکی دیں گے اور بنی امیہ سے مراد سفیانی کے ساتھ ہیں جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس کے وزراء اور فوج کے کمانڈر ہوں گے یعنی ان کی سیاسی اہمیت کافی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ اصحاب مہدیؑ روم کو جنگ کی دھمکی دیں گے مگر یہ ان کو واپس کر دیں گے۔

❀ ❀ ❀

سفیانی کی منافقانہ دین داری

یہ ایک طبعی امر ہے اور اس کی وجہ وہ اسلامی لہر ہوگی جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک اپنے عروج کو پہنچ چکی ہوگی خاص کر اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ سفیانی کی اس تحریک کا منصوبہ رومی یہودی (مغربی یہودی) لابی کا بنا ہوا ہوگا جو اسلامی لہر اور سیاہ جھنڈوں کی یلغار کو روکنے کے لیے ہوگا۔ سفیانی کے متعلق روایات میں غور کرنے والا شخص اس کی اس کوشش کو ارشادات و روایات میں دیکھ سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ''سفیانی کا رنگ سخت زرد ہوگا اور عبادت کے نشان رکھتا ہوگا'' (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۵)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دین داری کو ظاہر کرے گا لیکن یہ بات جیسا کہ حدیث میں اشارہ ملتا ہے اس کے آغاز کے دور میں ہوگی۔ بعض دفعہ یہ اشکال اٹھایا جا سکتا ہے کہ دو حدیثوں کو کہ وہ مغرب سے نصرانیت کو اپنا کر آئے گا اس کی گردن میں صلیب ہوگی اور دوسری یہ کہ اس پر عبادت کے نشان ہوں گے اور دین داری کا اظہار کرے گا کس طرح جمع کیا جا سکتا ہے لیکن ہم اس وقت مغربی ایجنٹ مسلمان سیاست مداروں کا جو کردار دیکھ رہے ہیں اس سے یہ اشکال دور ہو جاتا ہے۔ ہمارے لیے مغرب کے تعلیم یافتہ سیاست دانوں کو جدا کرنا مشکل ہوتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں یا مغربی عیسائی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کس طرح یہ سیاست مدار عیسائیوں کے عبادت خانوں میں جا کر سونے کی صلیبیں اپنی گردن میں لٹکاتے ہیں اور بعض تو ہاتھ میں صلیب والی گھڑی

پہنچتے ہیں۔ اور ان کے گرجا گھروں میں عبادت کے مراسم میں حاضر ہو کر خدا کو اس کا محب اور چاہنے والا ظاہر کرتے ہیں اور یہی لوگ جب مسلمانوں کے سربراہ بن کر مسلمانوں میں آتے ہیں تو بظاہر نماز بھی پڑھتے نظر آتے ہیں اور دین داری کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں تا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں جب کہ ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہو بلکہ ابن ابی حماد کے مخطوطہ کے ص ۷۶ والی حدیث یقتل العلما واھل الفضل ویفنیھم ویستعین بھم فمن ابی علیه قتله کہ وہ علماء کو قتل کرے گا جو فضل و مرتبہ اور علمی مقام رکھتے ہوں گے انہیں قتل کرے گا اور علماء کو فنا کرے گا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ یفتیھم ہو جس کے معنی علماء سے فتویٰ لے گا اور ان سے اپنے پروگرام کے لیے مدد طلب کرے گا اور جو اس سے انکار کرے گا اسے قتل کر دے گا۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی تحریک کو دینی رنگ دے گا۔

❁ ❁ ❁

اہل بیتؑ اور ان کے شیعوں کے خلاف بغض و کینہ

احادیث میں جو اس کی صفات بیان کی گئی ہیں ان میں بارز ترین صفت اس کی اہلبیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں سے سخت ترین و بدترین دشمنی ہے بلکہ روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا سیاسی کردار یہ ہوگا کہ وہ مذہبی فتنہ کھڑا کرے گا' سینوں کو شیعوں کے خلاف بھڑکائے گا اور اس کا یہ اقدام اھل تسنن کی مدد کو پہنچنے کے نعرے کے ضمن میں ہوگا یعنی وہ خود کو ایسا ظاہر کرے گا کہ اس نے سنی مذہب کو بچانے کے لیے یہ قیام کیا ہے۔ اس وقت وہ مغربیوں اور یہودیوں کے آئمہ کا موالی اور دوست ہوگا جو کہ آئمہ کفر ہوں گے یہ ان کا ایجنٹ ہوگا۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم اور آل ابی فیان دو گھرانے سے ہیں۔ ہم نے آپس میں اللہ کی خاطر دشمنی کی ہے۔ ہم نے کہا کہ اللہ نے جو کہا سچ کہا اور انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کہا' ابوسفیان نے رسولؐ اللہ سے جنگ لڑی اور معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ لڑی اور یزید بن معاویہ نے حسین بن علی علیہما السلام سے جنگ لڑی اور سفیانی حضرت قائم علیہ السلام سے جنگ لڑے گا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۱۹۰)۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے ''گویا کہ میں سفیانی کو (یا اس کے ساتھی کو) دیکھ رہا ہوں کہ اس نے کوفہ کے رحبہ میں پڑاؤ ڈال دیا ہے اور ندا دی جا رہی ہے کہ جو شخص علی علیہ السلام کے شیعہ کا سر لا کر دے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دیا جائے گا پس

ہمسایہ اپنے ہمسایہ کی گردن اڑا دے گا اور سر کو لے جا کر ہزار درہم وصول کرے گا۔ بہرحال اس دن تمہاری رہبری و حکومت زنازادوں کے ہاتھوں میں ہوگی اور یہ کہ میں صاحب برقع کو دیکھ رہا ہوں۔ راوی نے پوچھا صاحب برقع یعنی نقاب پوش کون ہوگا؟ فرمایا جو تمہاری بات کرتا ہوگا جو تمہاری گلیوں میں نقاب پہن کر آئے گا وہ تمہیں پہچانتا ہوگا لیکن تم اسے نہیں جانتے ہو گے پس وہ تمہارے ایک ایک آدمی کی نشان دہی کرے گا۔ آگاہ رہو وہ نہیں ہوگا مگر زنازادہ'' (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۵)۔

ہم نے لبنان میں یہودی و عیسائی کتائب وغیرہ کے برقع پوش یا نقاب پوش ایجنٹوں کا مشاہدہ کیا ہے کہ وہ کس طرح یہودیوں کے ساتھ مسلمان علاقوں میں داخل ہوتے تھے جن پر یہودیوں کا قبضہ تھا وہ اپنے سیاہ چہروں کو نقابوں سے چھپائے ہوئے ہوتے تھے اور مومنین کی نشاندہی کرتے تھے وہ ان کو پکڑواتے تھے۔ یہودی انہیں جیلوں میں لے جاتے یا قتل کر دیتے اور سفیانی بھی انہی یہودیوں کے شاگردوں میں سے ہے سفیانی کے نقاب پوش بھی یہودیوں کے نقاب پوش ایجنٹوں کی مانند ہوں گے۔

ایک مقام پر ہے کہ سفیانی کا لشکر خراسان والوں کی طلب و تلاش میں آگے بڑھے گا اور کوفہ میں آل محمد علیہم السلام کے شیعوں کا قتل عام کرے گا پھر خراسان والے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں نکلیں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۲)۔

ہم بعد میں بتائیں گے کہ وادی یابس سے جب وہ اپنی تحریک کا آغاز کرے گا تو اس وقت ملک شام میں اس کی سیاست شیعوں کے ساتھ کیسی ہوگی۔

سفیانی کا سرخ پرچم

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپؑ نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا اور اس کے لیے نشانیاں اور علامات ہیں اور سفیانی کا سرخ پرچم کے ہمراہ خروج ہے اس کا امیر اور کمانڈر بنی کلب سے ایک شخص ہوگا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۷۳)۔ یہ اس کی پیش قدمی اور خونی انقلاب کی طرف اشارہ ہے۔

سفیانی ایک ہے یا کئی ہیں

اس میں شک نہیں کہ سفیانی موعود ایک شخص ہے جیسا کہ شیعہ سنی حوالوں میں درج ہے لیکن چند احادیث میں جو مخطوطہ ابن حماد اور دوسری کتابوں میں سفیانی اول اور سفیانی دوم کا ذکر ہے اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین ہیں۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو مذموم اعمال انجام دے گا اور جس کی مذمت کی گئی ہے وہ سفیانی دوم ہے اور اول وہ ہے جو ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد مر جائے گا اور قرقیسیا کا معرکہ لڑے گا عراق کے ساتھ جنگ کرے گا' عراق میں ایرانیوں کے سیاہ پرچم والے لشکر سے شکست کھائے گا اور شام کی طرف واپسی پر ایک پھوڑے کی وجہ سے مر جائے گا۔ اس کا جانشین دوسرا سفیانی ہوگا جو کہ اس کے کام کو آگے بڑھائے گا۔

اگر یہ احادیث صحیح ہوں تو پھر پہلا سفیانی جو کہ انتہائی برا حکمران ہوگا اور دوسرے سفیانی کے لیے جو کہ سفیانی موعود ہے زمین ہموار کرے گا اور اس کے لیے کام کرے گا جس طرح یمانی اور سیاہ جھنڈے والے خراسانی امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے تمہیدی قوات کا کام دیں گے۔ ولید نے کہا عنقریب سفیانی آئے گا بنی ہاشم سے آئے گا اس کے ساتھ جنگ کرے گا اور ان پر غلبہ حاصل کرے گا پھر کوفہ جائے گا بنی ہاشم کو عراق کی طرف نکال دے گا (شاید مراد ہو کہ کوفہ سے نکال دے گا) کوفہ سے واپس لوٹے گا' شام کی طرف روانہ ہوگا اور پہلا شام میں مر جائے گا اس کا جانشین ابوسفیان کی اولاد سے ایک دوسرا شخص ہوگا اس کے لیے غلبہ و فتح ہوگی لوگوں پر غالب

آئے گا اور وہی سفیانی ہے (مخطوطہ ابن حماد ص ۸۷)

متعدد سفیانی ہونے کے بارے میں اسی حدیث کی مانند اور احادیث ص ۶۰ اور ص ۷۷ پر بھی موجود ہیں۔

❀ ❀ ❀

مراحل تحریک سفیانی

احادیث میں جو حالات ذکر کیے گئے ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حرکت انتہائی تیز اور سخت ہوگی یا معروف سیاسی تعبیر میں خونی اور ڈرامائی انداز میں کی ہوگی۔ بڑی طاقتوں میں جنگ چھڑنے کے واضح آثار ہوں گے شام کی حالت انتہائی نازک ہوگی اور روایات میں اس بات کو اس طرح سے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ فلسطین کے فتنہ میں اس حد تک اُلجھ چکا ہوگا جس طرح مشک میں پانی کو بلایا دیا جاتا ہے۔ شام اس سیاسی بحران سے کمزور پڑ چکا ہوگا اور تقسیم کے مراحل میں ہوگا سب سے اہم بات یہ ہوگی کہ روم اور یہود دیکھ رہے ہوں گے کہ اسلامی لہر عروج پر ہے۔ ایرانی افواج فلسطین اور قدس کے دروازوں تک آ پہنچی ہیں اور اس وقت عالم اسلامی میں بالعموم اور ملک شام میں بالخصوص روس کا اثر ونفوذ بڑھ چکا ہوگا۔

اس لیے وہ جلدی میں اس پورے علاقے کی قیادت ایک ایسے مضبوط لیڈر کو دیں گے جو کہ ان پر غلبہ حاصل کرے اور ان کے مفاد میں منطقہ کا کنٹرول سنبھال لے پھر وہ سربراہ اسرائیل اور روم کے سامنے عرب لائن کو دفاعی لائن کا درجہ دے گا یہاں تک کہ وہ اسے اجازت دیں گے کہ وہ عراق کے ساتھ جنگ چھیڑ دے تا کہ سیاہ پرچم والے ایرانی لشکر کے خطرہ کو ٹالا جا سکے۔ اسی طرح وہ اسے اس بات کے لیے بھی آمادہ کریں گے کہ وہ حجاز کی کمزور حکومت کو تقویت دے تا کہ وہاں پر جو ایک نئی تحریک شروع ہوئی ہے اسے دبایا جا سکے مگر امام مہدیؑ کے ظہور اور تحری کا اعلان مکہ ہی سے صادر ہوگا

جس کا انہیں خیال تک نہ تھا احادیث میں یہ امور جس وضاحت کے ساتھ ہیں یہ اس بات کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں کہ سفیانی کی حرکت کتنی تیز اور خونی ہوگی۔ امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ سفیانی کا خروج حتمی ہے جو شروع سے لے کر آخر تک پندرہ مہینے پر محیط ہوگا۔ ان میں سے چھ ماہ میں وہ جنگ کرے گا اور جب کورخمس (یعنی دمشق، اُردن، حمص، حلب قنسرین یہ وہ علاقے ہیں جو سوریا لبنان اور اُردن کی حکومت کے اہم مراکز میں شمار ہوتے ہیں) پر حاکم ہو جائے گا تو اس کے پاس نو مہینے ہوں گے اور اس سے ایک دن بھی زیادہ نہ ہوگا (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۴۸)۔

اس حدیث میں نص ہر کہ اُردن کورخمس میں شامل ہے جب کہ لبنان جو بلاد شام کا حصہ ہے اور شام کے پانچ علاقوں کے تابع ہے کوئی بعید نہیں ہے کہ سفیانی کی حکومت میں لبنانی بھی شامل ہو لیکن بعض روایات میں کچھ گروہوں کا سفیانی کی حکومت سے استثناء بھی ہوگا جو حق پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو سفیانی کے ساتھ خروج کرنے سے محفوظ رکھے گا اور لبنان والے ان ہی گروہوں میں سے ہیں اور ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔

احادیث میں اس کی حرکت اور وقت کو بھی معین کیا گیا ہے کہ وہ ماہ رجب میں شروع ہوگی۔ امام صادق علیہ السلام سے ہے یہ بات حتمی ہے کہ سفیانی کا خروج ماہ رجب میں ہوگا (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۴۹)۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خروج امام مہدیؑ کے ظہور سے چھ ماہ پہلے ہوگا کیونکہ امام مہدیؑ اسی سال مکہ میں عاشورا کی رات یا دن ظہور فرمائیں گے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ملک شام پر سفیانی کا قبضہ امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے ہو جائے گا اور یہی بات اس کے لیے موقع فراہم کرے گی کہ وہ اپنے لشکر کو عراق بھیجے اور پھر وہاں سے حجاز اپنے خیال میں حضرت مہدیؑ کی حرکت کو دبانے کے لیے بنابرایں سفیانی کے قیام کے تین مراحل ہوں گے:

۱- اس کا غلبہ پہلے چھ ماہ میں ہوگا۔

۲- دوسرا مرحلہ عراق اور حجاز میں جنگ ہوگا۔

۳- وہ عراق اور حجاز سے واپس لوٹے گا تا کہ امام مہدیؑ کے لشکر کی پیش قدمی کی وجہ سے اپنا دفاع کر سکے اور کسی طرح اس کے پاس شام باقی رہ جائے' اسرائیل اور قدس کا دفاع کر سکے اور اپنے آقاؤں کی آرزو کو پورا کر سکے اور اس طرح توسیع طلبی کا منصوبہ ختم کر کے دفاعی پوزیشن میں آجائے گا۔ احادیث میں ایک اور بات دیکھی جاسکتی ہے کہ سفیانی کی جنگیں پہلے چھ ماہ میں ہوگی:

○ اصہب اور ابقع کے ساتھ داخلی جنگ شام میں ہوگی

○ پھر اسلامی اور غیر اسلامی قوتوں کے ساتھ اس کی جنگیں ہوں گی جو اس کے مخالف ہوں گی یہاں تک کہ شام پر اس کا مکمل غلبہ اور تسلط ہو جائے گا۔

لیکن اس کی طبعی حرکت سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ یہ چھ مہینے بھاری عسکری کارروائیوں سے بھرپور ہوں گے یہاں تک کہ وہ اپنے غلبے کو مضبوط کرلے گا اپنی مہموں اور آنے والے نو مہینوں میں عسکری معرکوں کے لیے وہ ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس بہت بڑی فوج بنا لے گا۔ پہلے چھ مہینوں میں جہاں وہ داخلی طور پر اصہب اور ابقع سے جنگ لڑے گا وہیں پر لبنان اور اُردن کی معارض طاقتوں سے بھی جنگ کرے گا اور ان علاقوں کو شام میں شامل کرے گا۔

روایت میں اصہب اور ابقع سے شدید جنگ کا اشارہ ملتا ہے جس کے نتیجے میں شام کی تباہی ہوگی۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''جابیہ نامی شام کی بستی کا زمین میں دھنس جانا' جزیرہ پر ترک یعنی روس کا اترنا روم کا رملہ میں اترنا' اس وقت ہر زمین میں بہت زیادہ اختلاف ہونا یہاں تک کہ شام خراب ہو جائے گا''۔ ایک روایت میں ؟ ''پہلی زمین جو خراب یا برباد ہوگی شام کی زمین ہوگی شام کی تباہی کا سبب تین پرچم؟ اکٹھا ہونا ہوگا۔ یہ پرچم اصہب ابقع اور سفیانی کے ہوں گے (الارشاد للمفید' ص ۳۵۹)۔

امیر المومنین علیہ السلام کی روایت میں جو دمشق کی تباہی کا ذکر ہے کہ میں ضرور بالضرور دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا...... فرمایا کہ میری اولاد سے ایک یہ کام کرے گا تو اس تباہی سے مراد وہ بڑا معرکہ ہے جو قدس کی فتح کے لیے امام مہدیؑ کی قیادت میں لڑا جائے گا اس وقت امام مہدی علیہ السلام کے مقابلہ میں سفیانی' رومی اور یہود ہوں گے۔

بہر حال سفیانی کی حکومت کے آخری نو مہینوں میں بڑے بڑے خونی معرکے ہوں گے۔ سب سے بڑا معرکہ ترک یعنی روس اور اس کے حلیفوں کے ساتھ قرقیسیا کے مقام پر ہوگا۔ پھر عراق میں امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے ایرانیوں کی تمہیدی افواج سے جنگ ہوگی جیسا کہ بعض روایات میں ملتا ہے کہ ان کے ہمراہ یمانی بھی ہوں گے سفیانی کا لشکر مدینہ میں بھی ہوگا جو حکومت حجاز کی افواج کے ساتھ مل کر امام مہدی علیہ السلام کی افواج کے ساتھ جنگ کرے گا وہ جنگ جو مدینہ کی آزادی کے لیے لڑی جائے گی۔

سفیانی عراق اور حجاز میں شکست کھانے کے بعد شام اور فلسطین میں محدود ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ سب سے بڑی جنگ ہوگی جو امام علیہ السلام قدس کی آزادی کے لیے لڑیں گے۔

❀❀❀

خروج سفیانی

تقریباً روایات اس بات پر متفق ہیں کہ سفیانی کی حرکت کا آغاز دمشق سے باہر سوری اردنی سرحد کے پار حوران یا درعا کے علاقہ سے ہوگا۔ بعض روایات نے اس کے خروج کو وادی یابس یا وادی سود کا نام دیا ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جگر خوارہ کا بیٹا وادی یابس سے خروج کرے گا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۰۵)۔

ابن حماد کے مخطوطہ میں محمد بن جعفر بن علی علیہم السلام سے ہے کہ اس نے کہا ''سفیانی خالد بن یزید بن ابی سفیان کی اولاد سے ہے بھاری بھرکم سر والا آدمی وہی ہے اس کے چہرہ پر چیچک کے نشانات اور آنکھ میں سفید نکتہ ہے۔ دمشق شہر کی ایک وادی سے خروج کرے گا جسے وادی یابس (خشک وادی) کہا جاتا ہے۔ سات آدمیوں کے ہمراہ جن میں ایک کے پاس بندھا پرچم ہوگا خروج کرے گا۔ ص ۷۵ اور ص ۷۴ میں ہے کہ اس کی حرکت کا آغاز شام کے مغرب میں اس بستی سے ہوگا جسے اندرا کہا جاتا ہے۔ سات آدمی اس کے ہمراہ ہوں گے اور ص ۷۹ میں ارطاۃ بن منذر سے روایت ہے ''بدنما ملعون بیسان کے مشرق میں مندروں سے ایک سرخ اونٹ پر خروج کرے گا اس کے سر پر تاج ہوگا''۔ ابن حماد نے بہت ساری روایات تابعین سے نقل کی ہیں جن کی سند رسول اور اہل بیت علیہم السلام سے نہیں ملتی۔ ان روایات میں سفیانی اور اس کی حرکت کے بارے میں ایسی باتیں ہیں جو بہ نسبت حکایات کے مشابہت رکھتی ہیں..... کہ خواب میں اسے کہا جائے گا اٹھ کھڑا ہو' وہ اپنے ہاتھ میں تین سرکنڈے کے کانٹے

اٹھائے ہوئے ہوگا کسی کو نہیں مارے گا مگر وہ مر جائے گا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۷۵)۔

لیکن قطع نظر اس بات کے بعض احادیث میں اس کی حرکت کے بارے میں مبالغہ آمیزی ہے اور بعض روایات میں غیر واقعاتی باتیں ہیں ایک چیز جو سب احادیث سے سمجھی جا سکتی ہے یہ ہے کہ اس کی حرکت انتہائی تیز' ڈرامائی انداز میں اور خونی ہوگی اور شیعہ راویوں کے پاس اس کی سخت پکڑ اور اس کا سخت گیر ہونا مشہور تھا۔ چنانچہ ایک راوی امام صادق علیہ السلام سے پوچھتا ہے کہ جب وہ خروج کرے گا تو اس وقت شیعہ کیا کریں۔ حسین بن العلاء الحضرمی سے ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے عرض کی کہ جب سفیانی خروج کرے تو ہم کیا کریں تو امام علیہ السلام نے فرمایا ''جب وہ خروج کرے تو آپ کے مرد اپنے چہروں کو چھپا لیں اور عیال پر کوئی حرج نہیں (یعنی عورتوں اور بچوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے) جب وہ کور خمس یعنی شام کے پانچ مراکز پر قابض ہو جائے تو اس وقت تم اپنے صاحب یعنی امام مہدیؑ کی طرف چلے جانا'' (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۷۲)۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس کا سخت معارض اور مخالف ابقع اور اس کی جماعت ہوگی مخطوطہ ابن حماد کے ص ۷۷ پر بنی مروان سے مراد بھی یہی گروہ ہے ''پس سفیانی مروانی پر غلبہ کرے گا اور اسے قتل کر دے گا' تین ماہ تک بنی مروان کا قتل عام کرے گا پھر مشرق والوں کی طرف بڑھے گا یعنی ایرانیوں کی طرف بڑھے گا یہاں تک کہ سفیانی کوفہ میں داخل ہوگا''۔

بعض احادیث بتاتی ہیں کہ شام کے علاقہ میں سفیانی کے خروج وقت اس کے بنیادی اور اصلی دشمن شیعہ نہ ہوں گے بلکہ الابقع اور الاصہب کی جماعت ہوں گے جو شیعوں کے بھی دشمن ہوں گے اور سفیانی کے بھی۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''سفیانی تمہارے لیے تمہارے دشمن پر عذاب کے طور پر کافی ہے اور یہ بات تمہاری علامات اور نشانیوں سے ہے باوجودیکہ جب فاسق خروج کرے اور تم ایک [illegible]

وہاں رہ جاؤ تو کوئی حرج نہیں ہے یہاں تک کہ وہ تمہارے سواء بہت ساری خلقت کو قتل کرے گا۔ امام کے لیے آپ کے بعض اصحاب نے کہا جب ایسا ہوا تو ہم اپنے بیوی بچوں کا کیا کریں تو آپ نے فرمایا کہ آپ میں سے جو مرد ہوں وہ خود کو اس سے غائب کر لیں کیونکہ اس کا ڈر اور خوف وشر ہمارے شیعوں پر ہوگا یعنی مردوں کے لیے ہوگا۔ باقی عورتوں کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیا مرد اس سے بھاگ کر کدھر جائیں تو آپ نے فرمایا کہ جو چاہے ان میں سے مدینہ یا مکہ میں چلا جائے یا کسی اور شہروں میں چلے جاؤ لیکن تم پر لازم ہے کہ مکہ جاؤ کیونکہ وہ تمہارے اکٹھا ہونے کی جگہ ہے سوائے اس کے کہ اس کا فتنہ ایک عورت کے حمل کے برابر یعنی نو مہینے ہے یعنی اس سے زیادہ نہیں بڑھے گا (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۴۱)۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیعہ پر اس کا حملہ اس کے خروج کے بعد ماہ رمضان میں شروع ہوگا۔ روایات میں ہے کہ اس کا علاہ پر بہت ہی مضبوط غلبہ ہوگا اور وہ تمام داخلی مشکلات پر قابو پائے گا۔ پس شام والے اس کی اطاعت کو قبول کر لیں گے مگر کچھ گروہ جو حق پر قائم ہوں گے اللہ ان کو سفیانی کے ساتھ خروج کرنے سے محفوظ رکھے گا (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۵۲)۔

بعض اس سے یہ تعبیر کرتے ہیں کہ سفیانی کا حکم لبنان اور ملک شام کے شیعوں کے لیے نہ ہوگا اور وہ اس کی اطاعت میں نہ آئیں گے ایک کمتری بات جس کا احتمال کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ شام کے کچھ گروہ اس کی اطاعت میں نہ آئیں گے' شیعہ اور غیر شیعہ بیدار جماعتیں اللہ کی مدد سے سفیانی کی حرکت میں شریک نہ ہوں گے۔ وہ عراق اور حجاز میں جو کارروائی کرے گا اس میں بھی وہ شریک نہ ہوں گے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سفیانی کی حکومت میں عام شہریوں کے لحاظ سے شیعوں کی ایک ممتاز سیاسی و عسکری حیثیت ہو جو ان کو اس قدر استقلال دے سکے کہ وہ اس کی اطاعت میں نہ آئیں جیسا کہ لبنان کی موجودہ حالت میں شیعوں کو بہ نسبت سوریا استقلال حاصل ہے۔

بہر حال سفیانی علاقہ پر مکمل کنٹرول اور غلبہ کرنے کی مہم سے فارغ ہو جائے گا اور اس کے بعد اپنی خارجی مہم پر نکلے گا پس اپنے بڑے لشکر کو امام زمانہ علیہ السلام کے لیے تمہیدی ایرانی فوج کے مقابلہ کے لیے تیار کرے گا پس اس کی فکر اور پلان نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ عراق کی طرف بڑھنے اور اس کا لشکر قرقیسیا سے گزرے گا اور وہاں پر جنگ لڑے گا (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۷)۔

❀ ❀ ❀

معرکہ قرقیسیا

اس سلسلہ میں جو احادیث ہیں ان میں قرقیسیا کا معرکہ ہے جو سفیانی کی حرکت اور ظہور کے واقعات میں ایک غیر طبعی واقعہ ہے۔ سفیانی کا اصل مقصد تو عراق پر حملہ ہوگا اور وہاں سے وہ امام مہدیؑ کی تمہیدی ایرانی افواج کے سامنے رکاوٹ کھڑی کرنا چاہتا ہوگا لیکن راستے میں اسے قرقیسیا کے مقام پر معرکہ لڑنا پڑے گا اس کی وجہ دریائے فرات میں یا اس کے نزدیک۔ ایک خزانہ کا ظاہر ہونا ہوگا۔ مختلف قوتیں اس پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گی اور سخت رن پڑے گا تقریباً ایک لاکھ افراد اس خزانے پر قبضہ کی خطر مارے جائیں گے بالآخر بغیر فیصلہ کے جنگ بندی کر دی جائے گی اور اس خزانہ پر کسی ایک کا بھی قبضہ نہ ہوگا۔ سب اپنے دوسرے کاموں میں لگ جائیں گے۔

جیسا کہ معجم البلدان میں ہے قرقیسیا ایک چھوٹا سا شہر ہے جو دریائے خابور کے دریائے فرات میں گرنے کے مقام پر واقع ہے اور آج یہ ٹیلوں کی شکل میں سوریا کے دیرلزور شہر کے قریب ہے اس حوالہ سے یہ جگہ سوری عراقی حدود کے زیادہ نزدیک ہے بہ نسبت سوری ترکی حدود کے باوجودیکہ اس معرکہ کی بہت ساری جوانب غیر واضح ہیں کہ اس کا اصلی سبب کیا ہوگا' کن کن کے درمیان جنگ ہوگی؟ لیکن یہ واضح ہے کہ اس جنگ کا ایک فریق سفیانی ہوگا۔ احادیث میں تواتر کے ساتھ اس معرکہ کا ذکر موجود ہے اور اس کے بڑے بڑے اوصاف بیان کیے گئے ہیں جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث ہے ''اللہ تعالیٰ کا قرقیسیا میں دسترخوان ہے آسمان سے اطلاع دینے والا اس سے

باخبر ہوگا اور آواز دے کر کہے گا اے آسمان کے پرندوں اور اے زمین کے وحشی جانورو! تم گوشت سے پیٹ بھرنے کے لیے ادھر آ جاؤ یعنی جنگ کی وجہ سے اس قدر قتل عام ہوگا کہ پرندوں اور گوشت خور جانوروں کے مزے ہوں گے''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۴۶)۔

روایت میں جو ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر الٰہی میں ہے کہ جابروں کو آپس میں مصروف کرے گا وہ آپس میں لڑ کر کمزور ہوں گے۔ ایک دوسرے کا قتل کریں گے اور یہ جنگ حضرت مہدیؑ کے ہاتھوں ظالموں کی شکست کھانے میں مدد ملے گی کیونکہ اس معرکہ کے بعد سفیانی عراق میں داخل ہوگا وہ اپنی کافی فوج سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام ترک سے جنگ کریں گے جو کہ اس معرکہ میں دوسرا فریق ہوں گے اور وہ بھی اس جنگ کی وجہ سے کمزور پڑ چکے ہوں گے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ معکہ کا میدان صحرا اور خشکی ہوگا اور یہ کہ وہ اپنے مقتولین کو دفن نہ کریں گے یا دفن کرنے پر قادر ہوں گے اور ان کے گوشت سے زمین کے وحشی جانور اور آسمان کے پرندے اپنے پیٹ بھریں گے اور یہ کہ مقتولین میں جابر و ظالم خود بھی ہوں گے یہ شاید اس لیے ہو کہ مرنے والوں میں ان کے کمانڈر' جرنیل اور بڑے افسران بھی موجود ہوں گے۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے سفیانی ابقع سے ملاقات کرے گا۔ دونوں آپس میں جنگ کریں گے۔ سفیانی ابقع اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دے گا اور اصہب کو بھی قتل کر دے گا۔ پھر اس کی مہم عراق کی طرف بڑھنا ہوگی۔ اس کا لشکر قرقیسیا سے گزرے گا بس وہاں پر وہ جباروں سے جنگ کریں گے اور ایک لاکھ افراد مارے جائیں گے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۷)۔

سفیانی لشکر کو کوفہ کی جانب روانہ کر دے گا' ان کی تعداد ستر ہزار ہوگی۔ بعض روایات میں مقتولین کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار بتائی گئی ہے اور بعض میں اس سے بھی

زیادہ ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک لاکھ جابر ہوں اور باقی عام سپاہی ہوں جیرہ خوار اور مستضعف ہوں۔

بہر حال وہ خزانہ جس پر اختلاف ہوگا اس کے بارے میں کئی روایات وارد ہوئی ہیں۔ سب سے زیادہ واضح روایت مخطوطہ ابن حماد کی ہے۔ ص ۹۲ میں نبی اکرمؐ سے روایت ہے۔ فرات سونے اور چاندی کے ایک پہاڑ سے ایک طرف ہٹ جائے گا اس خزانہ پر ہر نو میں سے سات آدمی مارے جائیں گے۔ اگر تم اس کو پاؤ تو اس کے نزدیک مت جانا۔ اسی روایت میں ہے چوتھا فتنہ اٹھارہ سال ہے جب وہ فتنہ چھٹے گا اس وقت دریائے فرات ایک سونے کے پہاڑ سے ایک طرف ہٹ جائے گا۔ اُمت اس پر ٹوٹ پڑے گی۔ ہر نو میں سے سات آدمی مارے جائیں گے۔

اس حدیث میں اگر چوتھے فتنہ سے مراد مغربیوں کا فتنہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر مسلط ہوں گے اور دوسری اقوام پر بھی ان کا غلبہ ہوگا تو یہ فتنہ طولانی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس فتنہ کو شروع ہوئے تقریباً اب ایک صدی ہو چکی ہے اور اگر اس فتنہ سے مراد شام کا اندرونی فتنہ ہے جو اس بڑے فتنہ کا نتیجہ ہوگا جسے فتنہ فلسطین کہا گیا ہے تو احتمال ہے کہ لبنان کی داخلی جنگ مراد ہو جو اس اٹھارہ سال والے فتنہ کا آغاز ہو۔

جیسا کہ پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ روایات میں بلاد شام سے مراد لبنان بھی ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس خزانے سے مراد سونے اور چاندی کی کانیں ہوں اور یہ اختلاف تین بڑی حکومتوں اور ان کے ایجنٹوں کے درمیان ہوگا' تیل نکلے گا یا کوئی اور معدنی شے۔ میں نے سنا ہے کہ قرقیسیا کا علاقہ تیل اور دوسری معدنیات سے مالا مال ہے یہاں تک کہ یورنیم کے ذخائر بھی وہاں پر موجود ہیں۔ اس جگہ کام ہو رہا ہے اور مثبت نتائج نکل رہے ہیں...... پاک ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کے اندازے اور ملک ہے ظاہر ہے اگر قیمتی معدنیات نکلتی ہیں جھگڑے اور جنگ کا امکانات مشترک سرحدوں والے عراق' سوری اور ترک کے درمیان واضح ہے ترکیہ کے پیچھے روس شام کی

پشت پر مغرب اور اسرائیل ہوگا جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے کہ اس معرکہ میں سفیانی کے مقابل ترک ہوں گے لیکن ان ترک سے مراد کون ہیں۔

ظاہراً ترکیا کا لشکر ہی مقابلہ میں آئے گا کیونکہ جھگڑا اس خزانہ پر ہوگا جو ترکیا سوریا حدود پر واقع ہے۔ تیسری قوت عراق اپنے داخلی مسائل میں الجھا ہوا ہوگا۔ ایک حصہ وہ ہوگا جو امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی حلیفوں یعنی یمانیوں اور ایرانیوں کا حامی ہوگا اور دوسرا حصہ جو ان کے مخالف ہوگا اور وہ سفیانی کے مؤید ہوں گے اور سفیانی ان کی مدد کے لیے آیا ہوگا لیکن بہت سارے اشارے ہیں کہ اس سے مراد روسی ہوں جیسا کہ بہت ساری احادیث میں ہے کہ روسی سفیانی کے خروج سے پہلے جزیرہ میں اتریں گے جس سے مراد جزیرہ ربیعہ یا جزیرہ دیار بکر ہیں جو قرقیسیا کے نزدیک ہے اور وہ احادیث بتاتی ہیں کہ سفیانی ترک سے جنگ لڑے گا لیکن ترک کا صفایا امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کے ہاتھوں میں ہوگا اور یہ پہلا لشکر ہوگا جسے حضرت امام مہدی علیہ السلام عراق سے روانہ کریں گے۔ اس لشکر سے ترک شکست کھا جائیں گے۔ سفیانی کے خروج سے پہلے ترک افواج کے جزیرہ میں اترنے کی جو بات ہے اس سے بھی یہی جزیرہ مراد ہے جس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کیونکہ جب بغیر قید کے جزیرہ بولا جائے تو اس سے مراد یہی ہوتا ہے۔ جزیرۃ العرب اس سے مراد نہیں ہے اسی طرح روم کی افواج کا رملہ میں اترنے سے بھی مراد فلسطین کا علاقہ رملہ ہے کوئی اور نہیں ہے۔

البتہ خزانے کے بارے میں جو احادیث گزر چکی ہیں خاص کر حدیث نبوی کہ جس میں مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اس کے نزدیک نہ جائیں اور حدیث کی عبارت "تنكب عليه الامته" اُمت اسلامی اس پر ٹوٹ پڑے گی تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لڑنے والے فریق مسلمان ہیں لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ترکیا کی حکومت اصل فریق ہو اور ان کی پشت پر روس ہو روم اور مغرب کی افواج کے بارے میں بھی آیا ہے کہ وہ قرقیسیا کے معرکہ میں فریق ہوں گے تو اس طرف جو اشارات ملتے ہیں وہ اجمالی

کمزور ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ سفیانی کی مدد کے لیے بعد میں داخل ہوں یا کسی اور غرض
(ہوسکتا ہے امن قائم کرنے والی افواج بن کر داخل ہوں) لیکن سفیانی کی اصل دشمن
امام مہدی علیہ السلام کی مؤید طاقتیں جو ایرانی اور یمانی ہوں گے وہ قرقیسیا کے معرکہ
بالکل داخل نہ ہوں گی کیونکہ یہ جنگ ان کے دشمنوں کے درمیان ہوگی لیکن جیسا کہ
ہوتا ہے کہ حجاز کے اندر ظہور کے جو واقعات رونما ہو چکے ہوں گے اس میں مصروف ہوں
گے اور اس منصوبہ بندی میں ہوں گے کہ کس ترتیب سے اپنی قوات کو امام مہدیؑ کے
ساتھ ملائیں اپنی افواج کو امام مہدیؑ کی افواج کے ساتھ ایک کر دیں' امام مہدیؑ اپنے
ظہور کی حرکت کا مکہ سے آغاز کریں گے اس کا ایک سبب عالمی جنگ کا چھڑ جانا
ہوسکتا ہے جیسا کہ ہم ترجیح دیتے ہیں۔ اس احتمال کو کہ اس مرحلہ سے بھی عالمی جنگ
چھڑے گی۔ ابن حماد نے اپنی مخطوطہ کے ص ۸۷ پر امام علی علیہ السلام سے نقل کیا
"جب سفیانی کا لشکر کوفہ کی طرف جائے گا کہ وہاں خراسانیوں کو پکڑے یا ان سے
مڈبھیڑ کرے' خراسان والے حضرت مہدیؑ کی طلب میں نکل کھڑے ہوں گے"۔

❁ ❁ ❁

سفیانی کا عراق پر قبضہ

احادیث سے ظاہر ہے کہ سفیانی کے فوری اہداف میں عراق کا قبضہ و عسکری حکمت عملی اور اسٹراٹیجی ہوگی لیکن وہ مجبوراً قرقیسیا کی جنگ میں مشغول ہو جائے گا پھر وہ اپنی مہم کو پورا کرنے کے لیے عراق کی طرف بڑھے گا۔

اس کے عراق پر حملہ کرنے میں کوئی عالمی طاقت مدمقابل نہ ہوگی اور نہ علاقہ کی کوئی حکومت اس کی معارض ہوگی یہاں تک کہ ترک جس سے وہ قرقیسیا کا معرکہ لڑے گا ان کا مقصد بھی وہ خزانہ ہوا اور عراق کے معاملات سے وہ بھی لاتعلق ہوں گے عراق میں سفیانی کی مدمقابل قوتیں یمانی اور خراسانی افواج ہوں گی جو کہ امام مہدی علیہ السلام کے انصار ہوں گے۔ یہ اس بات پر تاکید ہے کہ عراق پر حملہ حقیقت میں امام مہدی علیہ السلام اور ان کے انصار کا قلع قمع کرنے کے لیے ہوگا۔ عراقی عوام جو کہ تین حصوں میں تقسیم ہوگی:

۱- سفیانی کے مؤید ہوں گے۔
۲- امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی افواج کے مؤید ہوں گے۔
۳- تیسرا گروہ وہ ہوگا جن کی قیادت شیعانی کے پاس ہوگی۔

جابر الجعفی سے روایت ہے کہ سفیانی کی خبر تم تک کیسے آسکتی ہے مگر یہ کہ اس سے پہلے شیعانی خروج کرے وہ کوفان کی زمین میں خروج کرے گا اس طرح ابھرے گا جس طرح زمین سے پانی نکلتا ہے پس وہ تمہارے وفد کو قتل کرے گا اس کے بعد سفیانی

کے آنے کا انتظار کرو اور حضرت قائم کے خروج کا انتظار کرو (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۵۰)۔

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ شیعانی عراق میں اس وقت خروج کرے گا جب وہاں کی حکومت امام مہدیؑ کی تمہیدی خراسانی افواج اور ان کے اتحادیوں کے ہاتھ میں ہوگی۔ یہ ان احادیث کی روشنی میں ہے جو بتاتی ہیں کہ خراسانی افواج اس سے پہلے عراق میں داخل ہو چکی ہوں گی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت عراق کے داخلی حالات انتہائی درہم برہم ہوں گے۔ اس لیے سفیانی کو عراق پر قبضہ کرنے میں کسی قسم کی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑے گا کیونکہ یمانی اور خراسانی افواج حجاز کے اندر ظہور کے واقعات کے سلسلہ میں مصروف ہوں گی پس سفیانی کی افواج یمانیوں اور خراسانیوں کی افواج کے پہنچنے سے کچھ عرصہ پہلے عراق میں داخل ہو جائیں گی۔ امام باقر علیہ السلام سے ہے "فلاں کی اولاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ مالک (حاکم بنیں پس جب وہ حاکم بن جائیں گے تو آپس میں اختلاف کریں گے ان کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اور ان کا معاملہ درہم برہم ہوگا یہاں تک کہ ان پر خراسانی اور سفیانی دونوں خروج کریں گے۔ ایک مشرق سے آئے گا اور دوسرا مغرب سے آئے گا۔ دونوں کوفہ کی طرف دوڑیں گے جس طرح مقابل میں گھوڑے دوڑتے ہیں وہ اس جگہ سے اور دوسرا اس جگہ سے فلاں کی اولاد کی ہلاکت ان دونوں کے ہاتھوں سے ہوگی وہ دونوں ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ رکھیں گے (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۱-۲۳۲)۔ اس جگہ بنی فلاں کی اولاد سے مراد عراق کے حکمران شیعانی کا خاندان یا شیعانی کا قبیلہ ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے گویا کہ میں سفیانی (یا سفیانی کے ساتھی کو) دیکھ رہا ہوں کہ اس نے تمہارے کوفہ کے رحلہ میں پڑاؤ ڈال دیا ہے۔ منادی کرائی جا رہی ہے کہ جو ایک شیعہ کا سر لائے گا اس کو ایک ہزار درہم دیے جائیں گے

(بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۵)۔

مخطوطہ ابن حماد میں ہے ص ۸۲ سفیانی کا لشکر رات اور سیلاب کی طرح آئے گا۔ کسی جگہ سے نہیں گزرے گا مگر اسے تباہ اور ہلاک کرے گا یہاں تک کہ وہ کوفہ میں داخل ہوں گے اور آل محمد (ع) کے شیعوں کا قتل عام کریں گے۔ پھر ہر طرف خراسان والوں کو تلاش کریں گے...... جب کہ خراسان والے مہدیؑ کی طلب میں نکل چکے ہوں گے پس وہ امام مہدیؑ کے لیے دعوت کریں گے اور امام مہدیؑ کے لیے دعوت کریں گے اور امام مہدیؑ کی نصرت اور مدد کریں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۲)۔

عراق کی جنگ میں جن جرائم کا ارتکاب سفیانی کا لشکر خاص کر شیعوں کے حق میں کرے گا اس کی تفاصیل روایات میں موجود ہیں۔ مخطوطہ ابن حماد ص ۸۳ میں ابن مسعود سے ہے جب سفیانی فرات عبور کرے گا اور ایسی جگہ پہنچے گا جسے "عاقرقوفا" کہا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے دل سے ایمان مٹا دیا ہے پھر وہ ایک دریا کی طرف بڑھے گا جسے دجیل کہا جاتا ہے۔ ستر ہزار افراد تلواروں کو لٹکائے ہوئے ہوں گے اور یہ ان کے علاوہ ہیں جو ان سے زیادہ ہوں گے پس وہ سونے کے گھر پر چڑھ دوڑیں گے اور بڑی جنگ لڑیں گے۔ عورتوں کے شکم لڑکوں کے حصول کے لیے چیر دیں گے۔ قریش کی عورتیں دریائے دجلہ کے کنارے گزرنے والی کشتیوں سے مدد طلب کریں گی ان کی طرف بڑھیں گی تاکہ وہ انھیں سوار کر لیں یہاں تک کہ کشتی سوار ان کو لوگوں کی طرف پھینک دیں گے اور ان کو بنی ہاشم سے بغض اور دشمنی کی بنا پر سوار نہ کریں گے۔

روایت میں ہے کہ "متقلدین سیوفا محلاۃ زینت دی ہوئی تلوار میں لٹکائے ہوں گے اس سے مراد یہ ہے کہ وہ دوسرے سپاہیوں سے اپنے اسلحہ میں ممتاز ہوں گے یعنی ان کا اسلحہ دوسروں سے مختلف ہوگا "بیت ذھب" سونے کا گھر سے مراد شاید دریائے دجلہ یا دریائے دجیل کے کنارے کا محل یا اہم مرکز ہوگا جس پر وہ قبضہ کریں گے۔ قریش کی عورتوں سے مراد سیدانیاں ہیں جو اولاد علی علیہ السلام اور بتول علیہا السلام سے

ہوں گی۔

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے سفیانی کا لشکر کوفہ میں داخل ہوگا بس وہ کسی کو نہیں بلائیں گے مگر یہ کہ اس کو قتل کر دیں گے تحقیق ایک آدمی قیمتی موتی کو زمین پر پڑے دیکھے گا مگر اس کی طرف کوئی توجہ نہ دے گا لیکن جب ایک بچے یا بچی کو دیکھے گا تو اسے پکڑ لے گا اور اس کو قتل کر دے گا (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۱۹)۔

روایات میں اوپر ذکر شدہ مراکز کے علاوہ اور مراکز بھی ہیں جس پر سفیانی قبضہ کرے گا ان میں زوراء یعنی بغداد' انبار' صراۃ' فاروق اور روحاء ہیں۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے سفیانی میں ایک لاکھ تیس ہزار فوجی کوفہ کی طرف بھیجے گا وہ روحاء اور فاروق میں اتریں گے ان میں ساٹھ ہزار جائیں گے اور باقی کوفہ میں اتریں گے نخیلہ میں حضرت ہود علیہ السلام کے قبر کی جگہ۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۷۳)۔

علامہ سفارینی حنبلی نے "لوائح الانوار البہیۃ" میں سفیانی کے بارے میں لکھا ہے۔ سفیانی ترک کے ساتھ جنگ لڑے گا ان پر غلبہ حاصل کرے گا پھر وہ زمین میں فساد پھیلائے گا۔ زوراء (بغداد) میں داخل ہوگا اور وہاں کے رہنے والوں کا قتل عام کرے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ سفیانی کا عراق پر حملہ خونی اور تباہی پھیلانے والا ہوگا جو بڑی حد تک امام مہدی علیہ السلام کے شیعوں کو قتل کرنے میں کامیاب ہوگا اور حکومت پر قبضہ کرنے میں بھی اسے زیادہ مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا یعنی شیعوں کی طرف سے بھی کوئی مزاحمت نہ ہوگی۔ روایات میں فقط ایک غیر عرب موالی کے بارے میں آیا ہے کہ وہ ایک مختصر غیر مسلح جماعت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرے گا جس میں یہ سارے مارے جائیں گے۔ پھر کوفہ کے موالی یعنی غیر عرب سے ایک شخص نکلے گا جو کہ ایک مختصر اور کمزور جماعت رکھتا ہوگا حیرہ اور کوفہ کے درمیان سفیانی کے لشکر کا کمانڈر اسے قتل کر دے گا (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۳۸)۔

ابن حماد کی روایت بعد میں نقل کریں گے کہ ان میں سے زیادہ تر لوگ غیر مسلح ہوں گے۔ لیکن سفیانی اپنے دوسرے مقصد میں کامیاب نہ ہوگا اور وہ عراق پر مکمل قبضہ کرنا اور عراق کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینا ہے بلکہ چند ہی ہفتے گزریں گے کہ اس کی فوج ایک خوف ناک خبر سنے گی کہ امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی (ایرانی اور یمانی) افواج تیزی سے عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ سفیانی کی افواج ان کے لیے جگہ خالی کر دیں گی اور وہ اپنی افواج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دے گا۔ فقط چند جگہوں پر معمولی جھڑپ ہوگی جس میں سفیانی کا لشکر شکست کھائے گا اور کوئی بڑا معرکہ نہ ہوگا۔

سفیانی کا فوجوں کو واپس ہٹانے کے فیصلے کے بارے میں زیادہ تر یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی فوج کو حجاز میں امام مہدی علیہ السلام کی حرکت کو دبانے کے لیے روانہ کرے گا اور بعض روایات میں ہے کہ عراق سے حجاز میں لشکر روانہ کرے گا۔ ہوسکتا ہے دونوں جگہوں سے وہ لشکر کو حجاز کی طرف روانہ کرے گا۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "سفیانی لشکر کو کوفہ روانہ کرے گا جس کی تعداد ستر ہزار ہوگی وہ اہل کوفہ کا قتل کریں گے۔ پھانسی پر لٹکائیں گے' قیدی بنائیں گے اور جب کہ وہ اس دہشت گردی میں مصروف ہوں گے تو خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈے والے زمین کو روندتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھیں گے ان کے ہمراہ اصحاب قائم کی ایک جماعت ہوگی" (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۳۸)۔

"سفیانی کوفہ میں داخل ہوگا تین دن غارت گری کرے گا' ساٹھ ہزار افراد کو قتل کرے گا اور وہ اس جگہ اٹھارہ راتیں گزارے گا' سیاہ جھنڈے آگے بڑھیں گے اور وہ پانی پر آ کر اتریں گے پس کوفہ میں سفیانی کے ساتھی اس خبر کے فوراً بعد اس جگہ سے بھاگ جائیں گے۔ پھر کوفہ کی آبادی سے ایک جماعت نکلے گی ان میں تھوڑے افراد کے پاس اسلحہ ہوگا کچھ افراد بصرہ کے ہوں گے پس وہ سفیانی کے ساتھیوں کو جا پکڑیں گے اور ان کے پاس جو کوفہ کے اسیر ہوں گے آزاد کرائیں گے سیاہ جھنڈے والے امام

مہدیؑ کی بیعت کے لیے اٹھیں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۴)۔

امیرالمومنین علیہ السلام سے دو روایتیں مفصل بحار میں نقل کی گئی ہیں پہلی روایت البحار' ج ۵۲' ص ۲۷۳-۲۷۴ پر ہے جب کہ دوسری روایت البحار' ج ۵۳' ص ۸۲ پر ہے۔ صاحب کتاب نے دونوں روایتیں نقل کی ہیں لیکن دوسری روایت کی ترتیب اور الفاظ کو زیادہ صحیح قرار دیا ہے۔ اس جگہ پہلی روایت کا ترجمہ چھوڑتے ہوئے دوسری روایت کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔

اے لوگو! مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مشرقی فتنہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو' موت حیات کو روندا ہوا آئے یا مغربی سرزمین پر جنگ کی آگ بھڑک اٹھے جس کے آگے پیچھے تباہی و ویرانی ہو۔

پس جب گردش دوران ہو گی تم کہو گے وہ مر گیا یا ہلاک ہو گیا یا معلوم نہیں کس وادی میں چلا گیا۔ وہ دن اس آیت کی تاویل ہے:

ثم رددنا لكم الكرة عليهم وامددن كم باموال وبنين وجعلنا كم اكثر نفيرًا

(ترجمہ) اے یہودیو ہم نے تم کو ایک بار پھر ان پر زور و غلبہ دیا اور ہم نے اموال اور اولاد سے تمہاری مدد کی اور تم کو از روئے انصار اور اتحادیوں کے زیادہ بنا دیا۔

اور اس کے لیے آیات اور علامات ہیں ان میں سب سے پہلی یہ ہے کہ کوفہ کا خندق اور دیدبان کے ذریعہ محاصرہ ہو گا اور کوفہ کی گلیوں میں حفاظتی مورچے ہوں گے۔ چالیس رات تک مساجد معطل ہوں گی۔ مسجد اکبر یعنی مسجد الحرام کے گرد تین پرچم لہرائیں گے جو خود کو ہدایت کے مشابہ بنائیں گے۔ قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ قتل بہت زیادہ ہوں گے دردناک و وحشتناک موت کا سامنا ہو گا۔ ستر نیکوں میں سے پشت کوفہ (اس سے نجف مراد ہے) پر نفس زکیہ (سیدہ طاہرہ و پاکیزہ) کا قتل ہو گا۔ بتوں کی

بیعت پر صبر کرتے ہوئے بہت سے انسانی شیاطین کے ہمراہ رکن اور مقام کے درمیان ایک کو ذبح کر دیا جائے گا اور اصبغ مظفر کا قتل ہو گا۔

سفیانی خروج کرے گا سرخ پرچم کے اور سونے کی صلیب کے ہمراہ قبیلہ کلب کا ایک آدمی اس کا کمانڈر ہو گا۔ بارہ ہزار کا لشکر مدینہ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گا جس کا کمانڈر بنی امیہ سے ایک شخص ہو گا جسے خزیمہ کہا جاتا ہے اس کی بائیں آنکھ دھنسی ہوگی اور اس پر نشان ہو گا۔ اس کی ساری توجہ دنیا پر ہو گی کوئی پرچم اسے نہیں موڑے گا یہاں تک کہ وہ مدینہ میں اترے گا آل محمد کے مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کر کے مدینہ میں ایک گھر جس کو ابوالحسن اموی کا گھر کہا جاتا ہے قید کرے گا۔

ایک لشکر آل محمدؐ کے ایک مرد کی تلاش میں روانہ کرے گا۔ مکہ کے مستضعف لوگ اس کے گرد جمع ہو چکے ہوں گے۔ ان کا کمانڈر غطفان قبیلے کا ایک شخص ہو گا جب یہ بیداء کے مقام پر صاف زمین پر پہنچیں گے تو زمین دھنس جائے گی' سب غرق ہو جائیں گے سوائے ایک شخص کے اللہ تعالیٰ اس شخص کے چہرہ کو پیچھے کی طرف موڑ دے گا تاکہ وہ اس لشکر والوں کو جو پیچھے رہ گئے ہیں خبردار کرے اس میں ان کے لیے نشانی ہے۔ پس وہ دن اس آیت کی تاویل ہے: "ولو ترى اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مكان قريب" اور اگر تم دیکھو گے کہ جب وہ پریشان ہوں گے پس چوک نہیں ہے اور ان کو نزدیک کی جگہ سے پکڑ لیا گیا ہے۔

سفیانی ایک لاکھ تیس ہزار کی فوج کو کوفہ کی طرف بھیجے گا۔ وہ روحاء اور فاروق محل اور قادسیہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کے مقام پر اتریں گے وہاں سے اسی ہزار چلیں گے یہاں تک کہ کوفہ میں حضرت ہود علیہ السلام کی قبر کے پاس نخیلہ میں اتریں گے پس وہ اس پر زینت کے دن میں حملہ کریں گے۔ اس وقت لوگوں کا حاکم ایک سرکش جابر ہو گا جسے کاہن جادوگر کہا جائے گا پس وہ اس شہر سے نکلے گا جس کو زوراء کہا جاتا ہے (مراد بغداد ہے) اس کے ہمراہ پانچ ہزار کاہن ہوں گے۔

وہ اسی پل پر ستر ہزار کو قتل کرے گا یہاں تک کہ لوگ دریائے فرات میں تین دن تک خون اور لاشوں کی بدبو محسوس کریں گے اور کوفہ سے ستر ہزار کنواریوں کو قیدی بنایا جائے گا جن کا ہاتھ اور چہرہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ قیدی بنا کر اور محملوں میں بٹھا کر ثویہ لے جائے گا اور ثویہ غرتین ہے۔

پھر ایک لاکھ کوفہ سے نکلیں گے جو مشرک اور منافق ہوں گے یہاں تک کہ دمشق پہنچیں گے اور ان کو کوئی روکنے والا نہ ہوگا اور یہ "ارم ذات العماد" ہیں یعنی ارم ستونوں والے (ارم قوم عاد کا ایک قبیلہ وہ بڑی اونچی اونچی عمارتیں بناتے تھے) پھر جھنڈے سرزمین مشرق سے آگے بڑھیں گے جو سوتی، پٹ سن اور ریشم کے نہ ہوں گے۔ نیزوں کے سرے پر سید اکبر کی مہر لگی ہوگی۔ آل محمدؑ سے ایک شخص ان کی قیادت کر رہا ہوگا۔ جب وہ مشرق سے اڑیں گے تو ہوا ان کی خوشبو اور آواز تو مغرب تک پہنچائے گی مانند مشک ازخر، رعب و دبدبہ ان سے ایک مہینہ کے فاصلے پر چلے گا۔

سعد کی اولاد کوفہ پر حکومت کرے گی اور اپنے آباؤاجداد کے خون کا مطالبہ کرے گی۔ یہ سب فاسقوں کی اولاد ہوں گے یہاں تک کہ ان پر حسینی کا لشکر حملہ کردے گا۔ وہ ایسے دوڑتے آئیں گے جس طرح مقابلے کے گھوڑے دوڑتے آتے ہیں۔ گردوغبار میں اٹے ہوں گے۔ رونے والے اور زخمی دلوں والے ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک کسی رونے والی کو مارے گا تو وہ کہیں گے کہ آج کے بعد اس مجلس و بیٹھک میں کوئی خیر نہیں ہے۔ خداوند ہم توبہ کرنے والے خشوع و خضوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں۔ پس یہی لوگ ابدال ہیں جن کا وصف قرآن نے بیان کیا ہے: "ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطھرین" تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والوں سے محبت کرتا ہے اور مطہرین مانند آل محمدؑ ہیں۔ اہل نجران سے ایک شخص اٹھے گا جو امام مہدی علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہے گا۔ یہ پہلا نصرانی ہوگا جو امام علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہے گا اور وہ اپنے گرجا و عبادت خانہ کو منہدم کرے گا۔ اپنی

صلیب کو توڑ دے گا اور موالی مستضعف لوگوں کے ساتھ نخیلہ کی طرف ہدایت کے پرچم لے کر جائے گا۔

زمین میں لوگوں کا مجمع اور کُل سب کا سب فاروق میں ہوگا۔ یہ امیرالمومنین کے احتجاج کی جگہ ہے اور برس اور فرات کے درمیان ہے۔ بس اس دن مشرق اور مغرب کے درمیان یہودیوں اور نصرانیوں سے تین ملین (۳۰ لاکھ) آدمی مارے جائیں گے پس وہ دن اس آیت کی تاویل ہے۔ "**فمازالت تلک دعواھم حتیٰ جعلناھم حصیدا خامدین**" پس یہ ان کا برابر دعویٰ تھا یہاں تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی فصل قرار دے دیا درحالانکہ وہ بجھنے والے ہیں تلوار سے یا تلوار کے سایہ تلے"۔

روایت کی تشریح

اس روایت کے پہلے اور آخری حصہ میں عالمی جنگ کی طرف اشارہ ہے جس میں مغرب کی تباہی بھی شامل ہے اور یہ کہ تین ملین، تیس لاکھ افراد اس جنگ میں مریں گے۔

کوفہ کی گلیوں میں جن حفاظتی مورچوں کا ذکر ہے وہ شاید سفیانی کے حملے سے بچاؤ کے لیے بنائے جائیں گے، ظہور سے پہلے حجاز اور مکہ میں اقتدار کے حوالے سے جو اختلاف ہوگا جس میں کہ تین پرچموں کا ذکر بھی ہے۔ یہ ہم بعد میں بیان کریں گے۔

شہادت نفس ذکیہ و صلحاء

شہید سعید سید محمد باقر الصدر قدس پر صادق آتا ہے کیونکہ آپ کو ستر نیکوں اور صالحین کے ساتھ قتل کیا گیا۔ پشت کوفہ سے مراد نجف ہے رکن اور مقام کے درمیان ذبح کیے جانے والے شخص سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے تھوڑا پہلے اس نفس ذکیہ کا قتل ہوگا جو مکہ والوں کے پاس حضرت مہدی علیہ السلام کا پیغام لے کر آئے گا۔

روایت میں بہت سارے الفاظ، نام ایسے ہیں جن کا معنی میں نہیں جانتا جیسے

الاسیغ المظفر جو بتوں کی بیعت میں یا بتوں کے معبد میں قتل ہوگا انسانوں کے بہت سارے شیاطین کے ہمراہ سعد کی اولاد وغیرہ۔

بعض روایات میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام عراق آئے تھے اور قادسیہ میں اترے تھے اور بغداد کے نزدیک مسجد براثا کی جگہ کچھ دن قیام کیا تھا۔

بہر حال نخیلہ کے پاس حضرت ہود علیہ السلام کی قبر تو نجف اشرف کے نزدیک وادی السلام میں ہے اور یہ کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر معروف ہے۔ لوگوں کا حاکم کاہن ساحر ہوگا۔ اس سے مراد ہو سکتا ہے کہ شیعانی ہو جو سفیانی سے پہلے عراق میں خروج کرے گا سرزمین مشرق کے جھنڈے سے مراد خراسانی افواج کے پرچم ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تمہیدی افواج ہوں گی ''خاتم السید الاکبر'' سید اکبر کی مہر سے مراد شاید ''اللہ'' کا مونوگرام ہے جو کہ جمہوری اسلامی کے پرچم میں شعار لکھا گیا ہے اور مہر کی مانند ہے جسے ایران کے سید اکبر امام خمینیؒ نے اختیار کیا ہے یعنی السید الاکبر سے امام خمینیؒ مراد ہوں دوسری روایت میں فاروق کی جگہ کے بارے میں جو تفسیر کی گئی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے احتجاج کی جگہ ہے تو شاید یہ راوی کی طرف سے اضافہ ہو کیونکہ کلام سے یہ نہیں ہو سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا اجتماع اس جگہ پر ہو یعنی حضرت مہدی علیہ السلام کی قوات اس جگہ اکٹھی ہوں گی پھر عالمی جنگ غیر مسلمانوں کے درمیان ہوگی جس کا ذکر آچکا ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ امیر المومنین علیہ السلام سے یہ روایت اور اس قسم کی اور روایات میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی سند اور روایت کے الفاظ کے بارے میں تحقیق کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی لمبی رویات اور طولانی خطبات امام مہدی کے ظہور اور اس کی نشانیوں کے متعلق ہیں۔ ان کو راویوں اور علماء نے تدوین کیا ہے اور ان کے ضمن میں امیر المومنین علیہ السلام اور دیگر آئمہ کی روایات کو لے آئے ہیں۔ بعد

میں یہ سارے خطابات اور روایات آئمہ علیہم السلام کی طرف نسبت دے دیے گئے ہیں۔ بس ان کی علمی قیمت یہ ہے کہ ان کو ایسے علماء اور راویوں نے منظم و مدون کیا ہے جو آئمہ اہل البیت علیہم السلام کی روایات اور احادیث سے ہم سے زیادہ باخبر اور مطلع تھے اور ظہور کی روایت کے صادر ہونے کے زمانہ سے قریب تھے۔ یہ وقت اس تفصیل میں جانے کا نہیں ہے۔

❀❀❀

سفیانی لشکر حجاز میں

ہم یہ بعد میں بتائیں گے کہ حجاز کا سیاسی بحران اس کے حکمران عبداللہ کے قتل کے بعد شروع ہوگا اور اس کے بعد کسی ایک حاکم پر ان کا اتفاق نہ ہو سکے گا۔ پھر اقتدار کی جنگ حجاز میں قبائل کے اندر بھڑک اٹھے گی جس کی وجہ سے حجاز کی حکومت کمزور پڑ جائے گی۔ یہ حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے موقع ہوگا کہ وہ اپنے ظہور کی تحریک کا اعلان مکہ کی سرزمین سے کریں مکہ کو آزاد کرائیں اور اقتدار اپنے ہاتھ میں لیں۔

اس موقع پر جب حکومت حجاز امام مہدی علیہ السلام کی حرکت کو دبانے میں ناکام ہوگی تو بڑی طاقتیں یا خود حکومت حجاز سفیانی سے مداخلت کی اپیل کریں گی۔ پس سفیانی اپنی افواج مدینہ روانہ کرے گا اور اسی طرح مکہ معظمہ کی طرف بھی لشکر روانہ کرے گا۔

جب کہ امام مہدی علیہ السلام مسلمانوں اور دنیا والوں کے سامنے یہ اعلان فرمائیں گے اور اس معجزہ موعودہ کا انتظار کریں گے جس کا وعدہ رسولؐ اللہ کی احادیث میں کیا گیا ہے کہ مدینہ کے درمیان سفیانی کا لشکر زمین میں دھنس کر غرق ہو جائے گا اور یہ معجزہ جب سفیانی کا لشکر مدینہ سے مکہ کی طرف چلے گا تو بیداء نامی وادی میں ہوگا۔ اس معجزہ کے بعد حضرت اپنی تحریک کا آغاز کریں گے اور اسے آگے بڑھائیں گے۔

بلکہ یہ بات بعید نہیں ہے کہ سفیانی کا لشکر حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حرکت شروع کرنے سے پہلے حجاز اور حرمین میں داخل ہوگا اور مدینہ منورہ میں سفیانی کا

لشکر حضرت مہدی علیہ السلام کی تلاش کرے گا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے انصار کو ڈھونڈے گا اور مدینہ میں جرائم کا ارتکاب کرے گا اور یہ کہ مہدی علیہ السلام اس وقت مدینہ میں ہی ہوں گے۔ پھر وہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے احتیاط و انتظار کے عالم میں مکہ کی جانب نکلیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کو ظہور کی اجازت دے گا۔

شیعہ اور سنی کتابوں میں ہے کہ سفیانی کا لشکر عراق اور شام کی جانب سے مدینہ منورہ میں داخل ہوگا اور اپنے سامنے کسی مزاحمت کو نہ پائے گا اور امام مہدی علیہ السلام کے انصار اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ وہی ظلم و ستم، قتل وحشی گری کرے گا جو عراق میں ہوگی۔ چھوٹے بڑے مردوں اور عورتوں کا صفایا کرے گا بلکہ معلوم یہ ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ میں سفیانی کی پکڑ اور دہشت گردی سخت ہوگی۔ مخطوطہ ابن حماد میں ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ سفیانی اس شخص کو لکھے گا جو فوج لے کر کوفہ میں داخل ہوگا اور وہاں پر اس نے خون کی ہولی کھیلی ہوگی اور اسے حکم دے گا کہ وہ اپنی افواج کو حجاز کی طرف لے جائے بس وہ کمانڈر جو کوفہ میں ہوگا اس لشکر کو لے کر مدینہ پر چڑھائی کر دے گا اور مدینہ منورہ میں قریش کا قتل عام کرے گا۔ قریش اور امام مہدی علیہ السلام کے انصار سے تقریباً چار سو آدمی قتل ہوں گے۔ عورتوں کے مشکموں کو چیرے گا، چھوٹے بچوں کو قتل کرے گا۔ قریش کے دو بہن بھائی کا قتل کرے گا بھائی کا نام محمد اور بہن کا نام فاطمہ ہوگا۔ ان کو مسجد کے دروازہ پر پھانسی دے دی جائے گی۔

روایات بتاتی ہیں کہ یہ سید اور اس کی بہن سید زکی کے ابن عم ہوں گے اور عراق سے سفیانی کے مظالم سے بھاگ کر مدینہ آئے ہوئے ہوں گے۔ ان کے ہمراہ ایک جاسوس شخص ہوگا جو سفیانی کے لشکر کو ان کی نشاندہی کرے گا۔ اس زکی سے مراد وہ سیدزادہ ہے جسے امام مہدی علیہ السلام مکہ کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجیں گے اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پندرہ رات پہلے اس سید کو مسجد الحرام کے باہر قتل کیا

جائے گا۔

روایت بتاتی ہے کہ مدینہ منورہ میں سفیانی بنی ہاشم اور اہل بیت علیہم السلام کے شیعوں کے قتل عام کا یہ جواز بتائے گا کہ یہ ان فوجیوں کا جن کو خراسانی افواج نے عراق میں قتل کیا ہے انتقام ہے۔

''سفیانی اپنے لشکر کو مدینہ منورہ میں یہ حکم دے کر بھیجے گا کہ بنی ہاشم میں سے جو بھی ملے اسے قتل کر دیا جائے حتیٰ کہ حاملہ عورتوں کو بھی نہ چھوڑا جائے اور یہ اس کا بدلہ ہوگا جو ہاشمی عراق میں کرے گا۔ ہاشمی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مشرق سے خروج کرے گا سفیانی کہے گا کہ یہ سب مصیبت اور میرے اصحاب کا قتل ان کی طرف سے ہے۔ بس حکم دے گا کہ مدینہ میں جو بھی ملے اسے قتل کر دو یہاں تک کہ مدینہ میں ان کا کوئی ایک آدمی بھی معروف نہ ہو۔ وہ مدینہ سے صحراؤں' پہاڑوں اور مکہ کی طرف فرار کر جائیں گے یہاں تک کہ ان کی عورتیں بھی فرار کریں گی۔ کئی دن تک ان کا قتل جاری رہے گا بالآخر قتل کو روک دے گا پھر بھی ان میں سے کوئی ظاہر نہ ہوگا مگر یہ کہ خوف زدہ ہوگا یہاں تک کہ مکہ میں امام مہدی علیہ السلام کا معاملہ ظاہر ہوگا اور جتنے لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے ہمراہ مکہ گئے ہوں گے وہ بھی آپ کے ساتھ ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں'' سفیانی اور اس کے ہمراہ جو ہوں گے وہ خروج کریں گے اور ان کی مہم سوائے آل محمدؐ اور ان کے شیعوں کو قتل کرنے کے اور کچھ نہ ہوگی وہ کوفہ میں اپنا لشکر بھیجے گا۔ آل محمدؐ کا قتل عام کیا جائے گا انہیں پھانسیاں دی جائیں گی۔ خراسان سے افواج آگے بڑھیں گی یہاں تک کہ وہ دجلہ کے میدان میں اتریں گے موالی (یعنی غیر عرب) سے ایک مرد جس کے ہمراہ ایک کمزور جماعت ہوگی۔ کوفہ میں خروج کرے گا اور کوفہ کی پشت (یعنی نجف) پر مار دیا جائے گا۔

سفیانی مدینہ کی طرف فوج بھیجے گا بس وہ اس جگہ ایک مرد کو قتل کرے گا۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور منصور وہاں سے نکل جائیں گے آل محمدؐ کے چھوٹے اور بڑے کو پکڑ

لیا جائے گا۔ کسی ایک کو بھی نہ چھوڑیں گے مگر یہ کہ اسے گرفتار کر لیں گے اور جیل میں ڈال دیں گے پس سفیانی کا لشکر دو آدمیوں کی تلاش میں نکلے گا۔ حضرت مہدی علیہ السلام مدینہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت پر خوف اور اُمید کی حالت میں مکہ کی طرف نکلیں گے۔ سفیانی کے بارے میں ہے کہ وہ مدینہ میں ایک بڑا لشکر لے کر آئے گا (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۲' ۲۵۲)۔ مدینہ والے سفیانی کے حملہ سے پہلے مدینہ سے نکل جائیں گے (مستدرک الحاکم' ج ۴' ص ۴۴۲)۔

منصور جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ نکلے گا ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ذکیہ ہو جن کا نام محمد ہے اور وہ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہے۔ پہلے حضرت اسے مسجد الحرام میں بھیجیں گے تاکہ وہاں پر حضرت کا پیغام لوگوں کو سنائے پس وہ اسے قتل کر دیں گے یہ بھی احتمال ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے کوئی اور ہو جو نفس ذکیہ کے علاوہ ہو۔

یہ وہ چند معرکے تھے جو سفیانی کا لشکر مدینہ میں داخل ہو کر کرے گا اور پھر مکہ کی طرف جائے گا۔ احادیث میں حجاز کی سرزمین کے بارے میں دوسری جگہوں کا ذکر موجود نہیں ہے کہ وہاں پر سفیانی کا لشکر جائے گا یا نہ جائے گا۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مدینہ پر قبضہ کو زیادہ وقت نہ گزرے گا کہ وہ اپنے سارے لشکر کو یا اپنے لشکر کے بڑے حصہ کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کرے گا مکہ کے راستہ ہی میں معجزہ ظاہر ہوگا جس کا وعدہ رسولؐ اللہ نے سینکڑوں سال پہلے دیا ہے۔ مکہ سے پہلے ہی سارا لشکر تقریباً غرق ہو جائے گا۔ بعض روایات میں ہے کہ مدینہ منورہ میں اس کا لشکر چند روز ہی رہے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ میں لشکر ٹھہرانے کا کوئی پروگرام ہی نہ ہوگا اور اس کا اصل ہدف مکہ معظمہ ہی ہوگا۔

زمین میں لشکر کے دھنس جانے کی روایات تواتر سے سنی اور شیعہ دونوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور روایت جو سنی حدیث کی کتب میں موجود ہے جسے جناب اُم سلمہ نے رسولؐ اللہ سے روایت کیا ہے'' رسولؐ اللہ نے فرمایا! پناہ لینے

والا خدا کے گھر پناہ لے گا اس کی طرف ایک لشکر کو روانہ کیا جائے گا۔ پس وہ لشکر
جب بیداء میں پہنچے گا (بیداء جس کا تعلق مدینہ سے ہے) تو ان کو زمین اپنے اندر دھنسا
لے گی (مستدرک الحاکم، ج ۴، ص ۴۲۹۔ بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۸۶)۔ تفسیر کشاف
نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ولو تری اذ فزعوا فلا فوت، واخذوا
من مکان قریب (سورہ سبا، آیت ۵۱)۔

ابن عباس کی روایت ہے کہ یہ آیت اس لشکر کے بارے میں ہے جو زمین کے
اندر دھنس جائے گا۔ تفسیر مجمع البیان میں لکھا ہے "ابوحمزہ ثمالی نے لکھا ہے کہ میں نے علی
ابن الحسین اور حسن بن علی علیہم السلام جمیعاً دونوں سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس
آیت سے مراد بیداء کا لشکر ہے جس کے پاؤں تلے سے زمین کھینچ لی جائے گی وہ زمین
میں دھنس کر غرق ہوں گے (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۸۶)۔

حذیفہ بن الیمان سے ہے "نبی پاکؐ نے فتنہ کا ذکر کیا ہے جو مشرق اور مغرب
والوں میں ہوگا۔ پھر آپ نے فرمایا وہ جس وقت اس صورت حال سے دوچار ہوں گے
تو وادی یابس سے ان پر سفیانی خروج کرے گا وہ اپنے خروج کے فوراً بعد دمشق میں
اترے گا اور دو لشکر روانہ کرے گا ایک مشرق کی جانب اور دوسرا مدینہ کی جانب وہ ملعون
شہر (بغداد) کے نزدیک بابل کی سرزمین پر اترے گا اور تین ہزار سے زیادہ افراد کا قتل
کرے گا اور سو سے زیادہ عورتوں کی عصمت دری کریں گے اور اس میں فلاں کی اولاد
یعنی بنی عباس کے تین سو دنبے (اس سے مراد بڑی بڑی شخصیات ہیں) قتل کریں گے پھر
کوفہ کی طرف تیزی سے جا کر اس کے اردگرد تباہی مچائیں گے پھر وہاں سے شام کی
طرف واپس لوٹیں گے۔ ہدایت کے پرچم والے خروج کریں گے اور اس لشکر کو پیچھے
سے آلیں گے پس ان کو قتل کر دیں گے اور کوئی خبر لے جانے والا نہیں بچے گا اور ان کے
پاس جو اسیر ہوں گے اور مال غنیمت ہوگا ان سے چھڑا لیں گے۔ دوسرا لشکر مدینہ میں
اترے گا پس دن رات مدینہ سے لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار کریں گے۔ پھر کوچ

کر کے مدینہ سے نکل پڑیں گے۔ پس جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے اللہ تعالیٰ
جبرئیل کو بھیجے گا کہ اے جبرئیل جاؤ اور ان کو ہلاک کر دو۔ پس وہ ایک پاؤں کی ٹھوکر
مارے گا زمین ان کے پاؤں کے نیچے سے سرک جائے گی اور وہ غرق ہو جائیں گے۔
ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچے گا سوائے دو آدمی کے جن کا تعلق جھینہ سے ہوگا
(بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۱۸۶)۔

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے "مہدی علیہ السلام آگے بڑھے گا آپ
کے گھنگھریالے بال ہوں گے اور رُخسار پر خال (تل) ہوگا۔ اس کا آغاز جو مشرق سے
ہوگا یعنی امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے تمہیدی کام کرنے والے ایرانیوں کی
حکومت کے قیام سے ہوگا جب ایسا ہوگا تو سفیانی خروج کرے گا اور ایک عورت کی
مدت حمل کے برابر یعنی نو ماہ حکومت کرے گا اس کا خروج شام میں ہوگا۔ شام والے اس
کی اطاعت کریں گے مگر کچھ جماعتیں اور گروہ اس کی اطاعت میں نہ آئیں گے اور وہ
حق پر قائم ہوں گے اللہ ان کو سفیانی کے ہمراہ نکلنے سے محفوظ رکھے گا وہ ایک بڑے لشکر
کے ہمراہ مدینہ آئے گا جب وہ مدینہ کی وادی بیداء میں پہنچے گا تو اللہ زمین کو دھنسا دے
گا اور اس طرح وہ زندہ درگور ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے۔
ولو تری اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مکان قریب (غیبۃ النعمانی
ص ۱۶۳۔ المحجۃ للبحرانی، ص ۱۷۷)۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانیوں کی حکومت کے قیام کے بعد ہی سفیانی
کا خروج ہوگا۔ یہ معلوم نہیں ہے کہ فوراً بعد ہوگا یا کچھ عرصہ بعد ہوگا۔ لیکن یہ بات یقینی
ہے کہ اس حکومت کی مخالفت میں اس کا قیام ہوگا جیسا پہلے ذکر کر آئے ہیں۔

حنان بن سدیر سے روایت ہے وہ کہتا ہے میں نے ابوعبداللہ یعنی امام صادق
علیہ السلام سے بیداء میں زمین دھنسنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ علیہ السلام نے
فرمایا: بر یدکے مقام پر صحرا کی جگہ میں ذات الجیش کے برید سے بارہ میل پر (بحار الانوار،

ج ۵۲ ص ۱۸۱)۔ ذات الجیش مکہ اور مدینہ میں ایک وادی ہے اور صحرا وہاں پر ایک جگہ کا نام ہے۔

مخطوطہ ابن حماد میں محمد بن علی علیہما السلام یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ عنقریب پناہ لینے والا مکہ میں ہوگا۔ اس کی طرف ستر ہزار کا لشکر بھیجا جائے گا۔ ان کا کمانڈر قیس کا ایک آدمی ہوگا جب وہ ثنیہ کے مقام پر ہوں گے تو ان کا آخری بھی آجائے گا اور اس کا پہلا وہاں سے ابھی نہ نکلا ہوگا کہ جبرئیل آواز دے گا اے بیداء! اے بیداء ان کو پکڑ لے ان میں کوئی خیر نہیں ہے مشرقوں اور مغربوں میں رہنے والے اس آواز کو سنیں گے ان کی ہلاکت کا مشاہدہ کرنے والا کوئی نہ ہوگا سوائے ایک گڈریا کے جو پہاڑ پر ہوگا جس وقت وہ غرق ہو رہے ہوں گے یہ ان کو دیکھے گا پس ان کے بارے میں اطلاع دے گا اور جب پناہ لینے والا یہ بات سنے گا تو خروج کرے گا۔ اس کتاب میں ابن ابی قبیل سے ہے ان میں سے کوئی بھی نہ بچے گا مگر ایک بشیر اور ایک نذیر بشیر جو ہے وہ مکہ میں امام مہدیؑ اور آپ کے اصحاب کے پاس آئے گا اور آکر آپ کو لشکر کی ہلاکت کے بارے میں اطلاع دے گا اور اس کے چہرہ میں اس کی نشانی موجود ہوگی کہ خداوند نے اس کے چہرہ کو پیٹھ پیچھے پھیر دیا ہوگا۔ پس جب اس کے چہرہ کو اُلٹا دیکھیں گے تو اس کی تصدیق کریں گے اور جان لیں گے کہ لشکر زمین میں دھنس کر غرق ہو گیا ہے۔ دوسرا بھی اسی طرح ہوگا کہ اس کا چہرہ بھی خدا نے پیچھے کی طرف پھیر دیا ہوگا۔ وہ شام میں سفیانی کے پاس آکر جو کچھ اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا ہوگا بتائے گا اور وہ بھی اس بات کو مان لے گا کیونکہ اس کے چہرہ میں بھی اس کی نشانی موجود ہوگی۔ یہ دونوں شخص بنی کلب سے ہوں گے۔

اسی کتاب میں حفصہ سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ "میں نے رسولؐ اللہ سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا مغرب سے ایک لشکر آئے گا جو اس گھر کا (کعبہ) ارادہ رکھتے ہوں گے پس جب وہ بیداء میں ہوں گے تو زمین دھنس جائے گی۔ پس ان کے آگے جو

ہوں گے وہ واپس آئیں گے تاکہ دیکھیں پچھلوں کے ساتھ کیا ہوا ہے تو وہ بھی غرق ہوں گے۔ پیچھے والے آگے آکر اپنے ساتھیوں کا حال دیکھنا چاہیں گے تو ان کے ساتھ بھی وہی ہوگا جو ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کی نیت پر اٹھائے گا۔

اس آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ اس لشکر میں جو ارادہ اور قصد سے شامل ہوں گے ان کا حساب الگ ہوگا اور جن کو جبری طور پر شامل کیا گیا ہوگا ان کا حساب الگ ہوگا۔ یہ معاملہ قیامت کا ہے لیکن اس دنیاوی لشکر میں سب کا انجام ایک ہی ہوگا کہ وہ زمین میں دھنس کر غرق ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ جو لشکر زمین میں غرق ہوگا اس کی تعداد بارہ ہزار ہوگی نہ کہ ستر ہزار۔ ایک دوسری روایت ہے کہ ۱/۳ لشکر غرق ہوگا ۱/۳ کے چہرے اُلٹے پشت کی طرف ہو جائیں گے اور ایک ۱/۳ لشکر سالم بچ جائے گا۔ (مخطوطہ ابن حماد، ص ۹۰-۹۱)

❁❁❁

سفیانی کی واپسی

جب مکہ کے رستے میں سفیانی کا لشکر زمین کے اندر زندہ درگور ہو جائے گا تو اس وقت سے سفیانی کا ستارہ غروب ہونے لگے گا اور امام مہدی علیہ السلام کا ستارہ چمکنے اور آگے بڑھنے لگے گا۔ روایات میں سفیانی کے لشکر کے غرق ہونے کے بعد کسی مہم کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ معجزہ حجاز میں سفیانی کے کردار کا خاتمہ ہوگا لیکن اس کا احتمال بھی موجود ہے کہ مدینہ منورہ میں سفیانی کی کچھ فوجیں فلاں کی اولاد (حاکم حجاز) کی فوجوں کے ہمراہ باقی ہوں جن کے ساتھ حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے چند ہزار فوجیوں کے ہمراہ جنگ کریں گے اور مدینہ کو ان سے آزاد کرائیں گے۔

جس طرح بھی ہو حضرت مہدی علیہ السلام مدینہ کو آزاد کرا لیں گے۔ حجاز کے اندر مخالف افواج کو شکست دیں گے اور سفیانی کا لشکر حجاز میں آپ سے شکست کھا کر عراق اور شام کی طرف بھاگ کھڑا ہوگا کیونکہ احادیث میں ہے کہ عراق میں سفیانی کے لشکر کے ساتھ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر انصار خراسانیوں کے لشکر کی جنگ ہوگی۔

❀ ❀ ❀

جنگ اھواز

یہ طبیعی بات ہے کہ جب عراق میں سفیانی کا لشکر ایرانیوں اور امام مہدی علیہ السلام کے فوجیوں سے شکست کھا جائے گا تو پورا کا پورا عراق امام مہدی علیہ السلام کی حکومت میں شامل ہو جائے گا۔ روایات میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے تمہیدی افواج (خراسانیوں کی) عراق میں سفیانی کے لشکر کو شکست دے کر وہاں پر مستقر ہوں گی اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس بیعت کے لیے جائیں گی۔ امام باقر علیہ السلام سے ہے ''خراسان سے جو سیاہ جھنڈے اٹھیں گے وہ کوفہ کی طرف آئیں گے اور وہاں پر مقیم ہوں گے اور جب حضرت مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو یہ بیعت کے لیے وفد آپ کی طرف روانہ کریں گے (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۷)۔

مخطوطہ ابن حماد کے ص ۸۸ پر روایت ہے کہ خراسانی کی طرف سے جو سیاہ پرچم آئیں گے وہ کوفہ میں اتریں گے اور جب مکہ میں حضرت مہدی علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو یہ حضرت کے پاس بیعت کے لیے بھیجیں گے (وفد کو) لیکن اس کے باوجود روایات بتاتی ہیں کہ عراق میں کچھ معرکے ہوں گے اور اس مرتبہ یہ جنگ امام مہدی علیہ السلام کی افواج اور تمہیدی افواج کی مشترکہ فوج جن کے کمانڈر شعیب بن صالح ہوں گے اس کی قیادت میں ہوگی اس فوج میں اکثریت ایرانیوں کی ہوگی مگر ان کے ہمراہ عراقی اور دیگر مسلمان علاقوں کے فوجی بھی ہوں گے۔

بعض روایات میں باب اصطخر کے معرکہ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے۔ کہ یہ

بڑا معرکہ ہوگا جو سفیانی کے لشکر کے ساتھ لڑا جائے گا۔ اصطخر جنوبی ایران اھواز کے علاقہ میں ایک پرانا شہر ہے جو صدر اسلام میں آباد تھا۔ یہ شہر تیل سے مالا مال ہے اور مسجد سلیمان کے نزدیک اس کے آثار موجود ہیں۔

دو رواتیوں میں جگہ کا ذکر بھی موجود ہے کہ ایرانی افواج بیضاء اصطخر (سفید اصطخر) کی جگہ جمع ہوں گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد مسجد سلیمان شہر کے قریبی ٹیلے ہیں جن کو فارسی میں کوہ سفید کہا جاتا ہے بلکہ دو تین روایتیں ایسی بھی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ جب حجاز سے امام مہدی علیہ السلام عراق کی طرف آئیں گے تو آپ پہلے بیضاء اصطخر میں اتریں گے یہاں پر یہ ایرانی افواج آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گی اور آپ کی قیادت میں سفیانی کے لشکر کے خلاف بیضاء اصطخر کے معرکہ کو فتح کریں گے۔ اس فتح کے بعد امام مہدی علیہ السلام عراق میں نور کے سات قبوں میں داخل ہوں گے لیکن یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ ان میں سے کس ایک میں ہوں گے۔ یہ ہم حرکت ظہور کے باب میں ذکر کریں گے۔

ابن حماد کے مخطوطہ ص ۸۶ میں علی علیہ السلام سے ہے جب سفیانی کا لشکر کوفہ جائے گا تو وہ اہل خراسان کی تلاش میں لشکر روانہ کرے گا اور خراسان والے حضرت مہدی علیہ السلام کی طلب میں نکلیں گے پس حضرت مہدی علیہ السلام اور سیاہ جھنڈوں کے ساتھ ہاشمی کہ جن کے آگے شعیب بن صالح ہوں گے ملاقات کریں گے پھر حضرت مہدی علیہ السلام اور سفیانی کے لشکر کے درمیان باب اصطخر پر بڑی جنگ ہوگی جس میں سیاہ جھنڈے غالب آئیں گے اور سفیانی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوگا پس اس وقت لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کی تمنا کریں گے اور آپ کو طلب کریں گے۔ اس وقت ایرانی عوام امام مہدی علیہ السلام کی طلب میں نکل کھڑے ہوں گے تاکہ آپ کی بیعت کریں اور آپ کے ساتھ مل کر دشمن کے ساتھ جنگ لڑیں اور جنوب ایران جو کہ حجاز کی حدود کے نزدیک ہے کی طرف بڑھیں گے کیونکہ حجاز کی صحرائی حدود اور خشکی کا راستہ بصرہ کے

نزدیک ہے پس ان کے قائد ہاشمی خراسانی امام مہدی علیہ السلام سے ملاقات کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام حجاز کو آزاد کرانے کے بعد جنوب ایران کی طرف آئیں گے اور آکر ان سے ملیں گے پس یہ مذکورہ معرکہ ہوگا جس کی طرف روایات میں اشارہ ہے۔ اس مرتبہ سفیانی کی افواج جنوب ایران اور عراق میں داخل ہوں گی۔ ہوسکتا اس مرتبہ سفیانی اپنے مغربی اتحادیوں کے ہمراہ خلیج اور بصرہ کے راستے داخل ہو جیسا کہ عنقریب اس کے بارے میں ذکر آرہا ہے۔

عراق میں جنگ لڑنے کے لیے سفیانی تمام اطراف میں اپنی افواج بھیجے گا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ عراق میں اپنی افواج کو پھیلا دے گا اور عراق ایرانی حدود پر اپنی افواج کو پہنچا دے گا۔ اس سے اس بات کو تقویت ملتی ہے کہ سفیانی اور اس کے مغربی اتحادیوں کی افواج خلیج میں موجود ہوں گی اور سفیانی اس مرتبہ بحریہ کا استعمال کرے گا۔

بعد والی آیت امام مہدی علیہ السلام کے جنوب میں آنے کو بیان کرتی ہے۔

باب اصطخر یا بیضاء اصطہر کے معرکہ کا ذکر ہے لیکن اس روایت کے متن میں جھول ہے۔

کوفہ اور بغداد میں داخل ہونے کے بعد سفیانی اپنی افواج کو اطراف میں پھیلا دے گا۔ دریا کے پیچھے سے خراسان والوں کا لشکر اسے اچانک آلے گا۔ بس مشرق والے (سفیانی کے لشکر کو) قتل کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے اور جب اسے یہ خبر ملے گی تو وہ ایک بڑا لشکر اصطخر کی طرف روانہ کر دے گا پس وہ (یعنی سفیانی اپنی افواج کے ساتھ) امام مہدی علیہ السلام اور ہاشمی کے ساتھ بیضاء اصطخر میں ملاقات کرے گا اور ان دونوں کے درمیان اتنی بڑی جنگ ہوگی کہ سواریوں کے پاؤں خون میں ہوں گے۔ پہلی روایت بتاتی ہے کہ اھواز کے معرکہ میں سفیانی کی شکست کا بہت بڑا اثر ہوگا کہ ہر طرف سے حضرت مہدی علیہ السلام کے موالی حرکت کریں گے اور حضرت کی بیعت کے لیے آگے بڑھیں گے۔

بہرحال حجاز کی شکست کے بعد سفیانی کے جتنے بھی معرکوں کا تذکرہ روایات میں

ہوا ہے اس سے یہ بات واضح ہے کہ سفیانی کی شکست اور سقوط آغاز اسی معجزہ کے بعد سے شروع ہو چکا ہوگا۔ کوشش یہ ہوگی کہ وہ شام میں اپنی حکومت کو بچائے، فلسطین اور قدس کی آخری دفاعی لائن کو مضبوط کرے اور امام مہدی علیہ السلام کے لشکر سے جنگ لڑنے کی پوری تیاری کرے۔

روایات میں فلسطین اور قدس کی آزادی کے لیے سفیانی کے ساتھ ایک بڑی جنگ کے علاوہ کسی اور معرکہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس جنگ میں شکست کے بعد نہ صرف سفیانی کا خاتمہ ہوگا بلکہ اس کے اتحادی مغربی ممالک اور یہود کو بھی شکست ہوگی۔

❀❀❀

فتح قدس اور سفیانی

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس بڑی جنگ میں سفیانی بہت ساری مشکلات سے دوچار ہوگا۔ الحمدللہ پہلی بات تو یہ ہے کہ شام میں عوامی حمایت کمزور پڑ جائے گی۔ سفیانی اور اس کی حکومت کو سہارا دینے والی جتنی بھی طاقتیں ہوں گی شام کے لوگ بہرحال مسلمان ہوں گے۔

وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے معجزات اور کرامات دیکھ رہے ہوں گے اور اپنے ملک کے سرکش سفیانی کی پے در پے شکستوں کا بھی مشاہدہ کر رہے ہوں گے اور سفیانی جو دشمنان اسلام کی خدمت کر رہا ہوگا وہ بھی ان کے سامنے ہوگا۔ پس ان کے اندر حضرت مہدی علیہ السلام سے محبت کی لہر دوڑ جائے گی۔ سفیانی اور اس کی سیاست سے نفرت ہوگی بلکہ میرے نزدیک ایک وسیع پیمانے پر امام مہدی علیہ السلام سے محبت کی لہر دوڑ جائے گی اور ولاء کی حرکت سوریا، اُردن، لبنان اور فلسطین میں شروع ہوگی کیونکہ روایات میں ملتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کو لے کر شام کی طرف بڑھیں گے اور مرج عذرا میں آ کر پڑاؤ ڈالیں گے۔ یہ جگہ دمشق کے اطراف واکناف میں شمار ہوتی ہے اور دمشق سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ بات کم از کم اس بات پر تو ضرور دلالت کرتی ہے کہ سفیانی اپنی سرحدوں کی حفاظت کرنے سے عاجز ہوگا اور امام مہدی علیہ السلام کی پیش قدمی کو روک نہ سکے گا بلکہ روایات بتاتی ہیں کہ سفیانی اپنے دارالحکومت دمشق کو خالی کر دے گا اور فلسطین کی سرزمین پر چلا جائے گا اور وادی رملہ کو اپنی افواج اور حکومت کا

ہیڈ کوارٹر بنائے گا جہاں پر روم اور مارقۃ روم یعنی مغربی افواج پہلے پہنچ چکی ہوں گی۔

جیسا کہ احادیث میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام دمشق کے باہر مرج عذرا میں کچھ دیر رکیں گے یہاں تک کہ شام کے ابدال اور مومنین جو ابھی تک آپ سے نہ ملے تھے وہ آملیں گے اور امام مہدی علیہ السلام سفیانی سے خواہش کریں گے کہ وہ شخصی طور پر حضرت سے آکر ملے اور گفتگو کرے پس دونوں میں ملاقات ہوگی۔ حضرت مہدیؑ اس پر اپنا اثر ڈالیں گے وہ مان جائے گا اور پورا علاقہ حضرت کے حوالے کرنے کا ارادہ کر لے گا لیکن اس کے قریبی اور اس کی پشت پر جو ہوں گے وہ اسے ڈانٹ پلائیں گے۔ اس کو لعنت ملامت کریں گے اور اس طرح وہ اپنے اس ارادے سے پھر جائیں گے۔

روایات میں جو ہم اس قسم کی باتیں پڑھتے ہیں اس کی کوئی سیاسی تفسیر' سوائے اس کے نہیں ہو سکتی کہ سفیانی عوامی ہمدردی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور عوامی لہر امام مہدیؑ کی تائید میں ہوگی۔ بلکہ بعض روایات اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتی ہیں کہ نوبت یہاں تک آجائے گی کہ سفیانی کے لشکر کے بعض یونٹ حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور آپ کے لشکر میں آکر مل جائیں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے ہے "پھر حضرت مہدیؑ کوفہ آئیں گے پس اس جگہ لمبا قیام کریں گے جیسا کہ خدا چاہے گا یہاں تک کہ مکمل غلبہ کریں گے پس آپ اور آپ کے ہمراہی مرج عذرا آئیں گے اس وقت آپ کے ساتھ بہت سارے لوگ مل چکے ہوں گے۔ سفیانی اس وقت وادی رملہ میں ہوگا یہاں تک کہ وہ جب ملیں گے اور وہ دن ابدال کا دن ہوگا جو شیعہ آل محمد سفیانی کے ہمراہ تھے وہ ادھر سے نکل کر ادھر آجائیں گے اور جو سفیانی کے آدمی ادھر تھے وہ نکل کر سفیانی کے پاس چلے جائیں گے ہر آدمی اپنے جھنڈے کی طرف جائے گا...... یہ دن ابدال کا دن ہے" (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۴)۔

مخطوطہ ابن حماد میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے "جب سفیانی حضرت

مہدی علیہ السلام کے پیچھے لشکر بھیجے گا جو کہ بیداء کی زمین میں دھنس جائے گا اور یہ خبر جب شام والوں کو ملے گی تو وہ اپنے خلیفہ سے کہیں گے مہدیؑ خروج کر چکے ہیں پس تو ان کی بیعت کر لے اور اس کی اطاعت میں داخل ہو جا ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے پس وہ (وفد کو) بیعت کے لیے امام مہدی علیہ السلام کے پاس بھیجے گا ...... حضرت مہدیؑ چلیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس میں اتریں گے" (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۶)۔

یہ روایت اس عمومی لہر کو واضح کرتی ہے کہ کس قدر عوامی حمایت حضرت مہدیؑ کے حق میں اور سفیانی کی مخالفت میں ہوگی۔ امام مہدیؑ کہیں گے کہ میرے پاس ابن عم کو بھیجو تاکہ میں اس سے یہ بات کروں پس سفیانی آئے گا اور آپ سے بات کرے گا اور حکومت آپ کے حوالے کر دے گا اور بیعت کرے گا جب سفیانی اپنے ساتھیوں کے پاس جائے گا تو وہ اسے حضرت مہدیؑ کی بیعت پر شرمندہ کریں گے اور وہ کلب قبیلہ والے ہوں گے جو ان کے اخوال (ننھیالی ہوں گے) پس وہ اپنے فیصلہ سے پھر جائے گا اور اس کی اطلاع حضرت مہدیؑ کو دے گا پس حضرت مہدیؑ اس کی بیعت چھوڑنے والی بات کو مان لیں گے یعنی پھر سفیانی اپنا لشکر جنگ کے لیے آمادہ کرے گا اور مکمل تباہی کرے گا۔ پس حضرت مہدیؑ جنگ میں اسے شکست دیں گے اور اللہ تعالیٰ حضرت مہدیؑ کے ہاتھوں روم کو بھی شکست دے گا" (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۷)۔

بس اس کے قبیلہ والے عوامی لہر کے مقابلے میں اس کی حکومت بچانے کی کوشش کریں گے اور سفیانی پر زور دیں گے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ساتھ جنگ شروع کرے اور ان کے پیچھے یہود اور روم ہوں گے جیسے پہلی والی روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سفیانی موفق و کامیاب نہ ہوگا کہ وہ اس عوامی لہر سے فائدہ اٹھا سکے اور جو موقع امام مہدی علیہ السلام نے اسے دیا ہے اس سے فائدہ حاصل کر سکے اور شام کے مسلمان اس کی حکومت کا تختہ الٹنے میں بھی کامیاب ہوں گے بس سفیانی اور اس

کے اتحادی ایک بڑے معرکہ کی تیاری کریں گے اور جنگ عظیم ہوگی جو عکا سے انطاکیہ کے ساحل تک اور خشکی میں دمشق سے فلسطین و قدس اور طبریہ تک پھیلی ہوگی۔ پس خداوند کا غضب، حضرت مہدیؑ اور آپ کے لشکر کا غضب سفیانی اور اس کے لشکر پر اترے گا۔ امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں پر اللہ کی نشانیاں ظاہر ہوں گی سفیانی اور اس کے اتحادی (روم و یہود) کا ستارہ گردش میں آئے گا اور ان کو شکست فاش ہوگی۔ امام مہدیؑ کی فوج کا ایک سپاہی سفیانی کو گرفتار کر کے بحیرہ طبریہ یا قدس کے پاس قتل کر دے گا اور اس طرح سرکش کا خاتمہ ہوگا جس نے پندرہ مہینہ کی حکومت میں ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا ہوگا جن کا ارتکاب طولانی سالوں میں بھی حکمران نہ کر سکے ہوں گے حضرت مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کے ہمراہ قدس میں داخل ہوں گے۔

❀ ❀ ❀

یمنی اور عصر ظہور

امام مہدی علیہ السلام کے لیے حالات سازگار بنانے کی خاطر یمن پر اسلامی انقلاب کے بارے میں اہل بیت علیہم السلام سے متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض احادیث بالکل صحیح سند والی ہیں۔ یہ احادیث اس بات کی تاکید کرتی ہیں اس انقلاب کو ضرور ہونا ہے اور اس انقلاب کی توصیف اس طرح کرتی ہیں کہ یہ ہدایت کا پرچم ہوگا جو امام مہدیؑ کے لیے زمین ہموار کرے گا اور امام مہدی علیہ السلام کی مدد کرے گا بلکہ بعض روایات تو یہ بتاتی ہیں کہ زمانہ ظہور میں اٹھنے والے ہدایت کے پرچموں میں یہ پرچم سب سے زیادہ ہدایت والا ہوگا اور تاکید کرتیں ہیں کہ اس انقلاب کی ضرور مدد کی جائے گی جس طرح ایران میں آنے والے اسلامی انقلاب کی مدد کے بارے میں تاکید کی گئی ہے بلکہ اس انقلاب کی مدد اور تائید کے بارے میں زیادہ تاکید ہے۔ احادیث میں اس انقلاب کا وقت بھی مقرر کیا گیا ہے کہ یہ رجب میں ہوگا اور سفیانی کے خروج کے زمانے میں ہوگا۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے چند مہینے پہلے ہوگا اور اس انقلاب کا مرکز اور اس کا دارالحکومت صنعا ہوگا۔

روایات میں اس کے قائد کا نام یمانی مشہور ہے اور بعض روایات میں اس کا نام حسن یا حسین بھی آیا ہے اور یہ کہ وہ زید بن علی علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا لیکن اس مضمون کی روایات کے متن اور سند پر اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

یمانی کے انقلاب کے متعلق اہم احادیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی

ہیں۔ حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے پانچ نشانیاں حتمی ہیں:
۱- یمانی کا خروج ۲- سفیانی کا خروج ۳- آسمانی آواز ۴- نفس زکیہ کا قتل ۵- زمین کا (لشکر سمیت) بیداء میں دھنس جانا۔ (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۰۴)

امام صادق علیہ السلام سے ہے "سفیانی، یمانی اور خراسانی کا خروج ایک ہی سال میں ایک ہی مہینہ اور ایک ہی دن میں ہوگا۔ اس کا نظام خزر کے نظام کی طرح ہوگا کہ (ایک دوسرے کی پیروی میں آئے گا) ایک دوسرے کے پیچھے آئیں گے...... ہر طرف حرج (جنگ) ہوگی۔ تباہی ہے جو ان کے ہمراہ ہو، یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی پرچم نہیں ہے۔ یہ حق کا پرچم ہے کیونکہ یہ تم کو تمہارے صاحب (امام زمانہ) کی دعوت دے گا جب یمانی خروج کرے تو لوگوں پر اسلحہ فروخت کرنا حرام ہوگا۔

پس جب یمانی خروج کرے تو اس کی طرف اٹھ جاؤ کیونکہ اس کا پرچم ہدایت کا پرچم ہوگا کسی مسلمان پر جائز نہیں ہے کہ وہ اس پرچم کو لپیٹے (اس کے خلاف ہو) پس جو بھی ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے کیونکہ وہ حق کی دعوت دے گا راہ مستقیم کی دعوت دے گا" (بشارۃ الاسلام، ص ۹۳ پر غیبت نعمانی کے حوالے سے درج ہے)۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں "اس امر (یعنی امام زمانہ کے ظہور) سے پہلے سفیانی، یمانی اور مروانی اور شعیب بن صالح کا خروج ہے۔ بس کس طرح یہ شخص (یعنی محمد بن ابراہیم یا اس کے علاوہ کوئی اور دعویدار) یہ بات (کہ وہ قائم ہے) کہتا ہے" (بحار الانوار، ج ۵۲، ص ۲۳۳)۔ اس روایت میں مروانی سے مراد ہو سکتا ہے الابقع ہو یا مروانی خراسانی کی تحریف ہو یعنی مروانی کی جگہ لفظ خراسانی تھا۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "تین کا خروج یعنی خراسانی، سفیانی اور یمانی ایک سال ایک مہینہ اور ایک دن میں ہے ان میں یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا پرچم کوئی اور نہیں ہے۔ یہ پرچم ہدایت کرے گا حق کی طرف" (بحار الانوار، ج ۵۲، ص

۳۱۰)۔

ہشام بن الحکم کہتا ہے کہ جب طالب الحق نے خروج کیا تو امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ امید رکھتے ہیں یہ یمانی ہو؟ تو آپ نے فرمایا نہیں یمانی علی علیہ السلام سے محبت و دوستی رکھتا ہوگا جب کہ یہ علی علیہ السلام سے برأت کرتا ہے" (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۷۵)۔ اسی میں ہے کہ "یمانی اور سفیانی کے مقابلے کے گھوڑوں کی مانند ہیں" کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔

بعض روایات میں حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے کہ حضرت مہدیؑ یمن کی ایک بستی سے جس کا نام کرعہ ہے خروج کریں گے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۸۰)۔

اور یہ بعید نہیں ہے کہ اس سے مراد یمانی ہو جو اپنے پروگرام کا آغاز اس بستی سے کرے گا کیونکہ جو چیز احادیث سے ثابت اور متواتر ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مہدیؑ مکہ میں مسجد الحرام سے خروج کریں گے۔

پھر ایک بادشاہ خروج کرے گا صنعاء سے اس کا نام حسین یا حسن ہوگا پس "اپنے خروج کے ذریعے فتنوں کے سیلاب کو ختم کرے گا وہ بابرکت اور پاکیزہ ظہور کرے گا وہ اپنے نور سے تاریکیوں کو ختم کرے گا مخفی و پوشیدہ حق کو ظاہر کرے گا" (بشارۃ الاسلام' ص ۱۸۷)۔

❀ ❀ ❀

انقلاب یمانی

۱۔ اس انقلاب کے کردار کے بارے میں ظاہر ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کا تمہیدی انقلاب ہوگا اور یمن میں ہونے کی وجہ سے حضرت کی حرکت اور حجاز میں آپ کے ظہور کی مدد کرنے میں اس کا بڑا کردار ہوگا۔ احادیث شریفہ میں یمانیوں کے اس کردار کا تذکرہ نہ ہونا اس بات کی نفی نہیں کرتا ہے یہ شاید اس لیے ہوتا کہ اس انقلاب کی حفاظت کی جا سکے اور اسے نقصان پہنچنے سے بچایا جا سکے۔ ہم عنقریب امام کے ظہور کی حرکت میں اسے بیان کریں گے کہ آپ کا لشکر عمدہ طور پر آپ کے یمانی اور حجازی انصاروں پر مشتمل ہوگا۔

۲۔ یمانیوں کے عراق میں کردار کے بارے میں روایات میں آیا ہے کہ سفیانی کے عراق پر حملہ کے بعد یمانی افواج عراق میں داخل ہوں گی۔ ایرانی اور یمانی افواج مل کر سفیانی افواج کا مقابلہ کریں گی۔ احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ سفیانی کے لشکر کے ساتھ یمانی افواج کی جنگ حقیقت میں ایرانی افواج کی امداد ہوگی کیونکہ روایات کہتی ہیں کہ سفیانی کے مدمقابل مشرق والی افواج بھی خراسانیوں کی فوجیں ہوں گی۔ یمانی اس کی مدد کرنے کے بعد واپس یمن میں آجائیں گے۔

۳۔ ایک طبیعی امر یہ بھی ہے کہ یمانیوں کا حجاز کے علاوہ خلیج میں بھی بنیادی کردار ہوگا۔ اگرچہ روایات میں اس کا ذکر نہیں آیا ہے۔ ظہور کے واقعات کی طبیعت و مزاج اور علاقہ کی جغرافیائی حیثیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یمن' حجاز اور خلیجی

ریاستوں کی حکومت امام مہدی علیہ السلام کے تابع یمانی قوات کے سپرد ہوگی۔

۴- اس کی وجہ کیا ہے کہ یمانی کا پرچم خراسانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا ہوگا جب کہ عام طور پر خراسانی اور مشرق والوں کے پرچموں کا تذکرہ یہ بھی ہے کہ وہ ہدایت کے پرچم ہیں ان کے مقتولین شہید ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین کی تائید فرمائے گا اسی طرح امام مہدیؑ کے وزراء میں دوسروں کی بہ نسبت ایرانی زیادہ ہوں گے اور آپ کے اصحاب میں ان کی کثرت ہوگی۔ انہی میں سے امام مہدیؑ کی افواج کے کمانڈر شعیب بن صالح ہوں گے ...... باوجود یہ کہ ایرانیوں کا دور امام مہدیؑ کے لیے تمہیدی حوالہ سے انتہائی وسیع ہے اور ہر سطح پر ان کا وسیع کردار ہے۔ اس کے علاوہ سبقت کی فضیلت بھی انہیں حاصل ہے۔ قربانیاں بھی ان کی طرف سے پہلے پیش کی جائیں گی اور بہت زیادہ قربانیاں دی جائیں گی۔ امام مہدیؑ کا معاملہ ان کی حرکت کے آغاز سے شروع ہوگا اس سب کے باوجود کیا وجہ ہے کہ روایات میں یمانی کے انقلاب کو اور اس کے پرچم کو ایرانیوں کے انقلاب اور پرچم سے زیادہ ہدایت والا کہا گیا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔

الف: یمانی اپنی سیاسی قیادت اور یمن کے ادارہ میں جو اسلوب اپنائے گا وہ اسلامی اداری طرز کے زیادہ قریب ہوگا' اپنی سادگی اور پختگی کے حوالہ سے' جب کہ ایرانیوں کی حکومت معمول کی پیچیدگیوں سے خالی نہ ہوگی۔ پس دونوں تجربوں میں یہ فرق ہوگا کہ یمانی کا نظام سادہ قبائلی انداز کا ہوگا جو کہ یمن کی خاصیت ہے جبکہ ایرانی معاشرہ میں تہذیبی وتمدنی وراثت کا عنصر شامل ہوگا۔

ب : یمانی کا انقلاب اس حوالہ سے زیادہ ہدایت والا ہوگا کہ وہ اپنے اداری سسٹم میں واضح اور دوٹوک سیاست کو استعمال کرے گا۔ مخلص اور بیدار افراد اختیار کرنے کے حوالے سے اور اسی طرح ان پر نظر رکھنے کے حوالے سے یہ وہ سیاست ہے جس کا اسلام حکم دیتا ہے جو ولی امر مسلمین اپنے ملازمین اور کارندوں کے ساتھ کرے

جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مالک اشتر کو جب مصر کا گورنر بنایا تو اس کے لیے جو عہد نامہ لکھا اس میں یہ ہدایت دی ہے اسی طرح امام مہدی علیہ السلام کی صفات سے ہے "اپنے کارندوں پر سخت ہوں گے اور مساکین پر مہربان ہوں گے"۔ جبکہ ایرانی اس سیاست کو نہ اپنائیں گے' مسلمانوں کے مفادات کی خاطر خائن یا کوتاہی کرنے والے افسر کو لوگوں کے سامنے سزا نہ دیں گے تاکہ دوسروں کے لیے عبرت ہو بلکہ وہ ڈریں گے ان کا یہ قدم حکومت کو کمزور کرنے کا سبب نہ بنے جو کہ اس وقت اسلام کا وجود ہوگی۔

ج : یمانی کا پرچم اس حوالے سے زیادہ ہدایت والا ہوگا کہ وہ جو عالمی اسلامی بنیاد اور منصوبہ پیش کرے گا وہ بہت سارے ثانوی عنوانوں کا لحاظ نہ کرے گا ہم عصر زمانہ میں جو اصطلاحیں اور لین دین چل رہا ہے جو سیاسی مفاہیم روزمرہ استعمال ہو رہے ہیں ان کا لحاظ نہ کرے گا یعنی ڈپلومیسی نہ کرے گا جس کے بارے میں ایرانی انقلاب مستعد ہے کہ وہ ان امور کا لحاظ کرے۔

د : لیکن سب سے زیادہ واضح اور وزنی بات یہ ہے کہ یمانی کا انقلاب اس لیے زیادہ ہدایت والا ہوگا کہ براہ راست امام مہدی علیہ السلام سے راہنمائی کا شرف حاصل کرے گا بلکہ وہ بلاواسطہ امام مہدی علیہ السلام کی حرکت کا حصہ ہوگا یہ کہ یمانی امام زمانہؑ سے شرف ملاقات حاصل کرے گا اور ان سے راہنمائی لے گا ...... اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ احادیث میں یمانی شخص کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ وہ انقلاب کا قائد ہے اور یہ کہ "وہ حق کی طرف ہدایت کرے گا" وہ تم کو تمہارے صاحب (امام مہدیؑ) کی طرف دعوت دے گا "کسی مسلمان پر جائز نہیں کہ اس کے خلاف پرچم اٹھائے اور جو ایسا کرے گا وہ آتش جہنم میں ہوگا" لیکن ایرانیوں کا جو تمہیدی انقلاب ہے اس کے عوام کی تعریف ہے کہ وہ سیاہ پرچموں والے ہیں مشرق والے ہیں مشرق کی قوم ...... ان کے قائدین کی تعریف کم ہے سوائے شعیب بن صالح کے کہ اس کا پرچم باقیوں سے ممتاز ہوگا باقی علمداروں میں وہ امتیازی حیثیت رکھتا ہوگا اور اس کے ضمن

میں خراسانی کی تعریف آئی ہے۔

اس سے بھی اس کی تائید ہے کہ یمانی کا انقلاب نسبتاً ایرانیوں کے تمہیدی انقلاب کے امام کے ظہور سے زیادہ قریب ہوگا حتیٰ کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ سفیانی سے پہلے ایک یمانی خروج کرے گا جو یمانی موعود کے لیے تمہید کا کام دے گا اس کے لیے زمین ہموار کرے گا تب بھی ایرانیوں کا انقلاب قم کے ایک مرد کے ہاتھوں پہلے ہوگا نہ صرف پہلے ہوگا بلکہ پہلا تمہیدی انقلاب وہ ہوگا جس سے امام مہدیؑ کے ظہور کا آغاز ہوگا۔ ''اس کا آغاز مشرق سے ہوگا'' اور اس کے آغاز اور خراسانی اور شعیب کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ بیس سال یا پچاس سال یا جو خدا چاہے گا یہ آغاز فقہاء کے اجتہاد ان کے سیاسی وکلاء اور نمائندگان کے اجتہاد کی بنیاد پر قائم ہوگا۔ اس انقلاب کو وہ صفائی' پاکیزگی' عمدگی حاصل نہ ہوگی جو یمانی کے انقلاب کے لیے مہیا ہوگی یعنی وہ براہ راست امام مہدی علیہ السلام سے ہدایت لے گا۔

یہ بھی احتمال ہے کہ متعدد یمانی ہوں اور ان میں جو دوسرا ہو وہ یمانی موعود ہو۔ تحقیق روایات نے نص کر دی ہے کہ یمانی موعود سفیانی کے ہمزمان ظہور کرے گا لیکن ایک اور روایت امام صادق علیہ السلام سے ہے جو یہ بتاتی ہے کہ ''سفیانی سے پہلے مصری اور یمانی خروج کریں گے (بحارالانوار' ص ۵۲' ص ۲۱۰ پر غیبت طوسی سے نقل کیا ہے)۔

بنابرایں یہ جو یمانی اول ہے یمانی موعود کے لیے تمہیدی کام کرے گا جس طرح قم کا مرد جو ہے وہ ایران کے تمہیدی انقلاب میں خراسانی اور شعیب بن صالح کے لیے زمین ہموار کرے گا۔

یمانی اول کے خروج کا وقت تو روایات نے اتنا بتایا ہے کہ سفیانی کے خروج سے پہلے ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ سفیانی کے خروج سے تھوڑا پہلے یا اس سے کئی سال پہلے ہو اسی حوالے سے ''کاسر عینہ بصنعا'' والی روایت ہے جس کو البحار' ج ۵۲' ص ۲۴۵ میں عبید بن زرارہ کے ذریعہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ راوی کہتا ہے کہ امام صادق علیہ السلام کے سامنے سفیانی کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''وہ کس طرح خروج کر سکتا ہے جب کہ کاسر عینہ بصنعا میں ابھی خروج نہیں کیا ہے''۔ یہ روایت کیونکہ ابتدائی مصادر میں وارد ہوئی ہے اور ہم کو متوجہ کرتی ہے۔ غیبت نعمانی میں یہ روایت ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ روایت سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ پس سفیانی سے پہلے جو یمانی خروج کرے گا اس کی طرف اشارہ ہو اور یہ یمانی اول اس یمانی موعود کے لیے جو سفیانی کے زمانے میں خروج کرے گا' تمہیدی کام کرے گا''۔

''کاسر عینہ'' کے بارے میں کئی احتمالات ہوسکتے ہیں سب سے زیادہ واضح احتمال یہ ہے کہ امام صادق علیہ السلام کا مقصود اس سے مراد کوئی رمزی اشارہ ہے جس کا مطلب واضح نہ ہو لیکن اپنے وقت پر۔

❀ ❀ ❀

واقعات مصر

ملاحم یعنی حوادثات کے متعلق مصر کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں:

۱- وہ احادیث جن میں نبی پاکؐ نے مسلمانوں کو مصر کی فتح کی بشارت دی ہے۔

۲- فاطمیین کے انقلاب میں مغرب والوں کا مصر پر غلبہ حاصل کرنا۔

۳- حضرت مہدی علیہ السلام موعود کے زمانہ ظہور کے بارے میں مصر میں فتنوں اور ملاحم کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ فاطمیین کے مصر میں حکومت قائم کرنے والی احادیث کے ساتھ گڈمڈ ہو جاتی ہیں کیونکہ حضرت مہدیؑ کے زمانہ ظہور سے متعلق جو احادیث ہیں ان میں بھی یہ بات ہے کہ مغرب کا لشکر مصر میں داخل ہوگا' ان دونوں میں جدائی کس طرح ڈالیں تو واضح ہے کہ جو عصر ظہور کے واقعات سے مربوط ہیں ایسے حوادث کے بارے میں ہیں جو عصر ظہور میں ہونے ہیں تو ان کو زمانہ ظہور کے واقعات میں شامل کر لینا چاہیے جیسے سفیانی کا خروج وغیرہ۔

اس اصول کو مدنظر رکھیں تو کچھ احادیث باقی رہ جاتی ہیں جن میں مصر کے واقعات اور حوادث کا تذکرہ ہے اور یہ واقعات امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ ظہور سے متعلق ہیں۔ یہاں ہم چند احادیث کو نمونہ کے طور پر درج کرتے ہیں۔

''مصر والے اپنے سربراہ کو قتل کر دیں گے'' یہ حدیث امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی نشانیوں میں وارد ہوئی ہے (بشارۃ الاسلام' ص ۱۷۵ الارشاد سے نقل کیا ہے)۔

ایک تعبیر اور بھی ان احادیث میں ہے کہ جس کا ذکر آج کل عام ہے حدیث میں ہے

''اہل مصر اپنے سادات کو قتل کریں گے'' اور حدیث ہے ''سادات کے ملک پر غلاموں کا غلبہ ہوگا'' (بشارۃ الاسلام' ص ۱۷۶)۔

عام لوگوں میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ روایت میں لفظ سادات سے مراد انور سادات ہے جسے قتل کر دیا گیا ہے لیکن واضح رہے کہ روایات میں سادات سے مراد سربراہان اور حکمران ہیں نہ کہ کسی خاص شخص کا نام اور جس سربراہ کے قتل کا ذکر روایت میں ہے کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامت ہے وہ ایک لشکر یا کئی لشکروں کے مصر میں داخل ہونے کے بارے میں ہے۔ یعنی اس قتل کے بعد اہل مغرب اور یورپی ممالک کے لشکر کے داخلے کی بات ہے بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اس کا قتل شام والوں کے اپنے سربراہ کے قتل کے ہمزمان ہوگا۔ بشارۃ الاسلام' ص ۱۸۵ میں ابن حجر کی المختصر سے نقل کیا گیا ہے کہ اس نے کہا ہے۔

سولھویں نشانی یہ ہے کہ آپ سے پہلے شام اور مصر کے حکمران قتل ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ مصر کے حاکم کے قتل کا تعلق اس روایت سے ہو جو ایک مصری شخص کی بات کرتی ہے کہ وہ انقلاب لائے گا اور سفیانی سے پہلے اس کا خروج ہوگا۔ ''سفیانی سے پہلے ایک مصری اور ایک یمانی خروج کرے گا'' (البحار' ج ۵۲' ص ۲۱۰)۔

یہ بہت سارے کمانڈروں کا کمانڈر یعنی کمانڈر انچیف ہوگا جس کے متعلق بعض روایات میں آیا ہے کہ وہ مصر میں اٹھے گا اور حالت جنگ کا اعلان کرے گا آمادہ باش کا حکم دے گا۔ اور مصر میں کمانڈر انچیف (افواج کا کمانڈر) نے قیام کیا ہے اور لشکر کو آمادہ باش کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد والی روایت جو مغربیوں (یورپ) کے لشکر کے داخل ہونے کی بات کر رہی ہے اور اس میں جس شخص کا ذکر ہے وہ آل محمد علیہم السلام کی طرف دعوت دے گا۔ اس سے مراد بھی یہی شخص ہو جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ''مغربی (یورپی) مصر کی طرف چڑھائی کریں گے پس جب وہ داخل ہوں گے تو وہ سفیانی کی حکومت ہوگی۔ اس سے پہلے ایک شخص خروج کرے گا جو آل محمدؐ کی طرف دعوت دے

گا۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۰۸) اور ہو سکتا ہے کہ مصری آدمی انچیف اور جو شخص آل محمدؐ کی طرف دعوت دے گا یہ تینوں الگ الگ افراد ہوں یا ان تینوں سے مراد ایک ہی شخص ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ یہ احادیث ایک بات کو بیان کر رہی ہیں اور وہ یہ ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے مصر میں اسلامی انقلاب آئے گا جو امام مہدیؑ کے ظہور کے لیے تمہیدی کام کرے گا یا کم از کم مصر کے اندر ایک اسلامی حالت قائم ہوگی اور مصر میں داخلی تبدیلی رونما ہوگی جو کہ خارجی جنگ اور صلح سے مربوط ہوگی۔

۲۔ مصر کے اطراف میں قطبیوں کے قبضہ کرنے سے متعلق احادیث ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی علامات میں فرمایا ''قبط کا مصر کے اطراف پر غلبہ حاصل کرنا ہے'' مناقب شہر ابن آشوب سے نقل کیا ہے (بشارۃ الاسلام' ص ۴۲)۔

اور مخطوطہ ابن حماد میں جو روایت ہے ص ۸۷ پر شاید اس سے بھی مراد یہی ہو۔ ابوذر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ''مصر میں امن کا ضرور بالضرور خروج ہوگا یعنی امن نہ رہے گا۔ خارجہ راوی نے حضرت ابوذر سے کہا ہے کہ کیا اس وقت جب امن کا خروج ہوگا کوئی جمع کرنے والا امام نہ ہوگا تو ابوذر نے فرمایا نہیں اس کے ہم جولیوں میں اختلاف ہو چکا ہوگا'' اور کعب سے روایت ہے کہ ''مصر میں فتنہ ضرور بالضرور ہوگا اور اپنے عروج پر ہوگا''۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مصر میں اقباط قبائل فتنہ اٹھائیں گے اور وہ اپنی حکومت کے کنٹرول سے نکل جائیں گے یعنی سول نافرمانی کریں گے اور بعض کے بعض اطراف پر قبضہ کرلیں گے اور یہ چیز مصر کے اندر اقتصادی اور امنی بحران پیدا کر دے گا۔ فطری بات ہے کہ یہ کام مسلمانوں کے خارجی دشمنوں کی تحریک پر ہوگا کیونکہ اقباط قبائل کی طرف سے مصر کی تاریخ میں مسلمانوں کے خلاف کوئی اہم اقدام نظر نہیں آتا مگر بیرونی

طاقتوں کی امداد سے' جیسا کہ صلیبیوں کے حملوں کے وقت ہوا یا جیسا کہ آج اس زمانہ میں ہے۔

اس وقت کو اس روایت اور اسی طرح کی دوسری روایت میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔ حذیفہ رحمہ اللہ سے ایک اور روایت ہے جس میں ہے "مصر خرابی سے محفوظ رہے گا یہاں تک کہ بصرہ تباہ ہوگا" (بشارۃ الاسلام' ص ۲۸' ابن عربی کی کتاب محاضرۃ الابرار سے نقل کیا ہے)۔

اسی میں ہے کہ "مصر کی تباہی دریائے نیل کے خشک ہو جانے سے ہوگی"۔

ظاہر یہ ہے کہ بصرہ کی تباہی جس کا ذکر ہے یہ ایران میں امام زمانہ کے ظہور کی تمہیدی حکومت قائم ہونے کے بعد ہوگا یا امام مہدیؑ کے ظہور والے سال میں سفیانی کے عراق پر قبضہ کر لینے کے بعد ہوگا۔

۳- اہل مغرب کی طرف سے مصر میں افواج کا داخل ہونا ہے۔ عام طور سے مولفین نے اس علامت کو بھی امام مہدی علیہ السلام کی نشانیوں میں درج کیا ہے۔ اس روایت اور اسی طرح سے دوسری روایات میں مغرب سے مراد اسلامی ممالک کا مغرب ہے اور مملکت مغرب میں لیبیا' تونس اور الجزائر شامل ہیں لیکن میں نے تمام روایات کی چھان بین کی ہے لیکن اس مطلب پر کوئی واضح روایت نہیں پائی جتی بلکہ بہت ساری روایات ملی ہیں جو فاطمیوں کے انقلاب کے دوران مغرب کی افواج کے مصر میں داخل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ایک روایت میں نے غیبت طوسی کے ص ۲۷۸ پر دیکھی ہے جو کہ قدیم ترین اسناد و مصادر روائی سے ہے۔ اس میں اہل غرب ہے' اہل مغرب نہیں ہے۔ اہل غرب سے یورپین ممالک مراد ہیں اور آج کل مغربی ممالک جس کے لیے بولا جاتا ہے وہ مراد ہے اسی طرح اس سے بشارۃ الاسلام اور بحارالانوار والے نے یہ روایت نقل کی ہے۔ شاید بعض دوسرے مصنفین اہل غرب کی بجائے اشتباہ میں اہل مغرب لکھ بیٹھے ہیں۔ یہ روایت وقت معین کرتی [illegible] غرب کا مصر میں دخول دمشق

میں سفیانی کے خروج سے تھوڑا پہلے ہوگا۔ عمار بن یاسر سے ایک لمبی روایت ہے اس میں یہ فقرہ ہے "آخری زمانہ میں تمہارے نبی کے اہلبیت کی حکومت ہوگی اس کی نشانیاں ہیں ـــــ اہل غرب مصر پر چڑھائی کریں گے پس جب وہ داخل ہوں گے تو اس وقت سفیانی کی حکومت ہوگی"۔ یہ کوئی بعید بات نہیں ہے کہ شیخ کی یہ روایت اصل ہو کیونکہ شیخ طوسیؒ ۴۶۰ھ میں فوت ہوئے ہیں۔ باقی افراد نے ان کے بعد نقل کیا ہے بس انہوں نے غرب کو مغرب بنا دیا۔

ضروری ہے کہ اہل غرب یا مغرب والوں کی افواج کا داخلہ اس واقعہ کے بعد ہوگا جو مصر کے اندر ہوگا جس کو بہانہ بنا کر خارجی قوتیں مداخلت کریں گی معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوات اور افواج اسلام اور مصریوں کے مخالف ہوں گے پس جب وہ مصر میں داخل ہونے پر قادر ہوں گی تو یہ سفیانی کے شام پر غلبہ حاصل کرنے کی نشانی ہوگی اور اس حوالہ سے کہ سفیانی کا خروج امام مہدی کے ظہور سے چند ماہ قبل ہوگا۔ مصر میں اہل غرب کی افواج کا داخلہ بھی ظہور والے سال میں ہوگا۔

بعض روایات میں ہے کہ مصر میں سفیانی داخل ہوگا اور اس میں بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب کرے گا بظاہر یہ سفیانی کے بارے میں مبالغہ ہے کیونکہ اس قسم کا ذکر پہلے مصادر اور ابتدائی حوالوں میں کہیں نہیں آیا ہے البتہ متاخرہ حوالوں میں یہ بات درج ہے۔ جس طرح بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ الابقع جسے سفیانی قتل کرے گا وہ مصری ہوگا یا اس کا مصر سے کوئی تعلق ہوگا۔ واللہ العالم!

۴- حدیث ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام مصر کو منبر بنائیں گے عبایۃ الاسدی کی حضرت علی علیہ السلام سے روایت میں یہ بات ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے امیرالمومنینؑ سے سنا وہ تکیہ لگائے کھڑے تھے اور میں بھی ان کے پاس کھڑا تھا تو حضرت نے فرمایا کہ میں ضرور بالضرور مصر میں منبر بناؤں گا اور دمشق کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور عرب کے تمام جگہوں سے یہود و نصاریٰ کو باہر نکال کروں گا اور تمام عرب کو اپنے اس

عصا سے ہانکوں گا تو عبایۃ الاسدی کہتا ہے کہ گویا آپ خبر دے رہے ہیں کہ آپ مر کر دوبارہ زندہ ہوں گے؟ تو حضرت نے فرمایا اے عبایۃ الاسدی ایسا نہیں ہے تمہارا خیال کسی اور طرف چلا گیا ہے یہ کام "میری نسل سے ایک شخص کرے گا جو مجھ سے ہوگا"۔
(بحارالانوار، ج ۵۳، ص ۶۰)۔

علی علیہ السلام نے حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے متعلق فرمایا ہے پھر وہ مصر کی طرف جائیں گے پس حضرت مہدی علیہ السلام مصر کے منبر پر چڑھیں گے اور لوگوں کو خطبہ دے گا اور زمین والوں کو عدل و انصاف کی بشارت دیں گے۔ آسمان اپنی بارش دے گا درخت اپنا پھل دیں گے زمین اپنی انگوری دے گی اور زمین اپنے باسیوں کے لیے زینت کرے گی مزین وخوش نما ہوگی، وحشی جانور پالتو جانوروں کی طرح زمین کے راستوں میں گھومیں گے یعنی امن میں آجائیں گے مومنین کے دل میں علم کو ڈال دیا جائے گا۔ مومن اس علم کا محتاج نہیں ہوگا جو اس کے بھائی کے پاس ہوگا پس وہ دن اس آیت کی تاویل ہے: "یغنی اللہ کلا من وسعتہ" یعنی اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا (بشارۃ الاسلام، ص ۷۱)۔

ان دو روایتوں سے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں عالمی اسلامی حکومت میں مصر کو خاص علمی اور تبلیغاتی مرکز کا مقام ملے گا خاص کر روایت میں جو منبر کی تعبیر ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؑ مصر کو فتح کرنے نہ جائیں گے یا اس میں وہاں جا کر اپنی حکومت کو مضبوط کرنا مقصود نہ ہوگا بلکہ اس لیے جائیں گے کہ مصر آپ کا اور آپ کے اصحاب کا استقبال کرے گا اور جس طرح حضرت مہدیؑ کے جدامجد نے وعدہ دیا ہے وہاں پر منبر پر جائیں گے اور مصر والوں اور پوری دنیا والوں کے لیے خطبہ دیں گے مصر حضرت مہدیؑ کے علم پھیلانے کا منبر ہوگا یعنی وہاں سے امام مہدیؑ کا علم پوری دنیا کو جائے گا اور علمی سطح کے بارے میں جو کچھ روایت میں آیا ہے تو یہ ٹکراؤ نہیں رکھتا کیونکہ علم کا معاملہ نسبتی ہے مسلمان اس دور میں خاص علمی مقام پر فائز ہوں گے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ علم کی گنجائش نہ ہوگی۔

۵۔ یہ کہ مصر کے دو حرم (حرمین) میں حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے علوم وغیرہ کے خزانے اور ذخائر ہیں۔ پہلے درجے کے حوالوں میں یہ روایت درج ہے۔ احمد بن محمد اشعرانی کی روایت ہے جو کہ عمار بن یاسر کی اولاد سے ہیں اس نے محمد بن قاسم مصری سے نقل کیا ہے کہ ابن احمد بن طولون نے باب حرم کی تلاش میں ایک ہزار مزدور لگائے جو ایک سال کام کرتے رہے۔ انہوں نے ایک مرمر کی چٹان تلاش کی اس کے پیچھے ایک بہت بڑی عمارت تھی وہ اس مرمر کی چٹان کو توڑ نہ سکے حبشہ کے ایک اسقف نے اس چٹان پر فراعنہ میں سے کسی ایک کی زبان سے یہ بات پڑھی "میں نے اہرام اور برانی کو تعمیر کیا اور میں نے حرمین کو بنایا اور اس میں میں نے اپنے خزانے اور ذخائر کو رکھ دیا ہے پس ابن طولون نے کہا" یہ ایک ایسی چیز ہے جس تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا مگر آل محمدؐ کے قائم علیہ السلام کا اور پتھر کی پڑیوں کو واپس اسی طرح رکھ دیا جس طرح کہ وہ تھیں"۔ اس روایت میں بعض کمزور پہلو ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ راویوں کی طرف سے اضافہ کیے گئے ہوں لیکن اس میں مضبوط نقاط بھی موجود ہیں جن پر توجہ دینا چاہیے
(اکمال الدین للصدوق، ص ۵۶۴-۵۶۵)۔

۶۔ مصر کے "اخنس" کے بارے میں حدیث ہے کنزالعمال والے نے البرہان کے ص ۲۰۰ پر تاریخ ابن عساکر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ نبی پاکؐ نے فرمایا کہ مصر میں قریش کا ایک آدمی اخنس ہے (اور مناوی کی فیض القدیر، ج ۴، ص ۱۳۱ میں ہے کہ بنی امیہ سے ہے) وہ سلطنت حاصل کرے گا پس اس پر غلبہ کرلیا جائے گا یا اس سے حکومت چھین لی جائے گی۔ پھر وہ روم کی طرف بھاگ جائے گا اور روم والوں کے ہمراہ اسکندریہ میں آئے گا اور اسکندریہ میں مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرے گا اور یہ اول ملاحم سے ہوگا۔ ملاحم سے مراد وہ واقعات اور حوادث ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے واقع ہوں گے اور بنی امیہ سے اس جگہ شاید بنی امیہ کا خط اور راستہ مراد ہو۔

❀❀❀

مغرب اسلامی اور عصر ظہور کے واقعات

حضرت مہدی علیہ السلام کے عصر ظہور کی احادیث میں مغرب والوں کا بہت ذکر آیا ہے۔ ہم نے بتایا ہے کہ یہ احادیث ان احادیث سے مخلوط ہیں جن کو مسلمان مصر میں فاطمیوں کی حکومت کے قیام سے پہلے روایت کرتے تھے اور یہ اخبار ملاحم اور حضرت پیغمبر اکرمؐ کی نبوت کے دلائل سے تھیں۔ لیکن بعض احادیث اس بات پر نص کرتی ہیں کہ مغرب والے حضرت مہدی علیہ السلام کے عصر ظہور میں حرکت کریں گے اور ان روایات کا تعلق فاطمیوں کے دور سے بالکل نہیں ہے۔ ایسے قرائن بھی موجود ہیں جو بتاتے ہیں کہ یہ عصر ظہور کے بارے میں ہے۔ ان احادیث میں سے سب سے زیادہ واضح حدیث بیان کرتی ہے کہ مغرب کا لشکر اُردن اور سوریا میں داخل ہوگا اور یہ سفیانی کے قیام سے تھوڑا پہلے ہوگا جیسا کہ ہم پہلے بتا آئے ہیں۔

مغربی لشکر یا اہل مغرب کے گھوڑوں یا مغربی گھوڑوں یا زرد جھنڈوں کا جو ذکر ہے ان کے بارے میں روایات کئی دور بیان کرتی ہیں:

۱- شام کے اندر ۲- سوری عراقی ترکی حدود پر قرقیسیا کی جنگ میں ۳- عراق کے اندر۔

مخطوطہ ابن حماد ص ۷۳ پر روایت ہے ''جب شام کے اندر زرد اور سیاہ جھنڈے آپس میں ٹکرائیں گے تو شام کے باسیوں کے لیے پھٹکار ہے بوجہ شکست خوردہ لشکر کے اور ان کے لیے تباہی ہے شکست دینے والے لشکر کی طرف سے اور ان کے لیے تباہی

ہے مشوہ اور ملعون کی طرف سے مشوہ اور ملعون سفیانی کے اوصاف ہیں اور یہ اسی کتاب کے ص ۷۱ پر ہے۔

قطرہ کے پاس زرد اور سیاہ جھنڈے والے ملیں گے پس وہ جنگ کریں گے یہاں تک کہ وہ فلسطین میں آئیں گے پس مشرق والوں پر سفیانی چڑھائی کر دے گا اور جب مغرب والے اُردن میں اتریں گے تو ان کا صاحب (لیڈر) مر جائے گا پس وہ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک گروہ تو جہاں سے آیا تھا ادھر ہی واپس چلا جائے گا۔ ایک گروہ حج کرے گا اور تیسرا گروہ اسی جگہ رہے گا جو سفیانی سے جنگ کرے گا۔ سفیانی ان کو شکست دے گا اور وہ سفیانی کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے'' یہ کتاب کے ص ۷۰ پر ہے۔

تحقیق مغرب کا صاحب (حاکم) بنی مروان اور بنی قضاعۃ سیاہ جھنڈوں کے خلاف سرزمین شام میں اکٹھے ہوں گے۔

جو کچھ ان احادیث سے سمجھا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب والوں کی یہ حرکت عربیت کی بنیاد پر یا عالمی سطح پر حضرت مہدیؑ کے خاطر جو تمہیدی افواج کام کر رہی ہوں گی ان کے خلاف ہوگی۔ ملک شام میں یہ مشرق والوں کے خلاف جو کہ ایرانی ہوں گے جنگ لڑیں گے۔ ایرانیوں سے شکست کھا کر اُردن واپس آ جائیں گے جیسا کہ ہم نے شام کے واقعات میں ذکر کیا ہے۔ ان کا اسی طرح کا کردار عراق کے اندر ہوگا جیسا کہ روایات میں اشارہ ملتا ہے۔

مغرب کی افواج کا قرقیسیا کے معرکے میں شریک ہونا اجمالی طور پر اسلام کے مفاد میں نہ ہوگا چاہے یہ فرض کریں کہ یہ ترک کے حامی ہوں گے یا یہ فرض کریں کہ یہ سفیانی کی جانب سے لڑیں گے کیونکہ قرقیسیا کی جنگ کے تمام فریقوں کی مذمت ہوئی ہے۔

اب یہ بات باقی رہ جاتی ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ مصر میں مغرب کی افواج داخل ہوں گی تو اس کا وہاں کردار کیا ہوگا تو واضح ہے کہ ان کا مصر میں داخل اسلام اور

مصری عوام کے مفاد میں نہ ہوگا۔ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ اسرائیل کی حدود کا دفاع کرنے کے لیے یہ آئیں گے جب مصری حکومت اپنی عوام کے حملوں کو نہیں روک سکیں گے جو وہ یہودیوں کے خلاف جاری رکھے ہوں گے تو یہ افواج ان کو روکنے کے لیے داخل ہوں گی یا اقباط (غیر مسلم عیسائی قبائل) کی طرف سے جو کارروائیاں مسلمانوں کے خلاف شروع ہو چکی ہوں گی ان کی مدد کے لیے آئیں گے یا عرب قومیت کی بنیاد پر مصر کی حکومت ان کو طلب کرے گی۔

جب وہ انقلابیوں کی کارروائیوں سے عاجز آ جائے گی اور داخلی طور پر کنٹرول نہ کر سکے گی حضرت مہدی علیہ السلام کی تائید کرنے والی جماعتوں کی سرگرمیاں بڑھ جائیں گی اور اسے اپنے سقوط کا اندیشہ ہوگا تو مصری حکومت ان افواج کو مدد کے لیے طلب کرے گی واللہ العالم!

❀ ❀ ❀

فتنوں کی آماجگاہ عراق

عراق کے اوضاع اور حالات کے بارے میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں بہت زیادہ ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ عراق جنگ اور فتنوں کا میدان رہے گا اور یہ آگ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے ہی بجھے گی اور یہ چار دوروں پر محیط ہے۔

۱- امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ایک لمبی مدت تک جابر اور ظالم حکمران اس پر مسلط ہوں گے وحشیانہ قتل و غارت گری ہوگی یہاں تک کہ سیاہ جھنڈے والی امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی افواج اسے آزاد کرا دیں گی۔

۲- اسلامی حکومت قائم ہوگی اور دو جماعتوں کے درمیان اپنے سیاسی اثر و نفوذ کو بڑھانے کے لیے جنگ ہوگی ۔ وہ افراد جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تمہیدی افواج یعنی خراسانیوں کے حامی ہوں گے اور وہ لوگ جو ملک شام کے حاکم سفیانی کے حامی ہوں گے۔

۳- سفیانی کا عراق پر قبضہ ہوگا' عراقیوں کا ایک بار پھر قتل عام ہوگا پھر یمانیوں اور ایرانیوں کی افواج داخل ہوں گی۔ سفیانی کے لشکر کو شکست دیں گی اور اسے عراق سے نکال دیں گی۔

۴- امام مہدی علیہ السلام عراق کو آزاد کرائیں گے سفیانی کے اتحادیوں کا صفایا کریں گے۔ اسی طرح خوارج کے گروہوں کا صفایا کریں گے اور عراق کو اپنی حکومت کا مرکز ہیڈ کوارٹر اور دارالحکومت قرار دیں گے۔

ان چار ادوار کے دوران کچھ اور واقعات ہوں گے جن کے بارے میں احادیث وارد ہوئی ہیں۔

سفیانی سے پہلے امام مہدی علیہ السلام کا مخالف شیعانی خروج کرے گا۔ ستر صالحین کے ہمراہ پشت کوفہ پر نفس زکیہ کی شہادت۔ عوف سلمی کا جزیرہ یا تکریت سے خروج' تین سال تک عراقیوں کو حج پر جانے سے روک دینا۔

بصرہ کا امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تباہ ہونا اور زمین میں دھنس جانا' بغداد اور مصر کا زمین میں دھنس جانا' مغرب اسلامی یا غربی قوات کا عراق میں داخل ہونا۔ سفیانی کے لشکر کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک غیر عرب صالح شخص کا معمولی تعداد کے ہمراہ خروج کرنا۔ شیعہ اور سنیوں کے کئی خارجی گروہوں کا امام مہدی علیہ السلام کے خلاف خروج کرنا اور سب سے خطرناک خوارج کا وہ گروہ ہوگا جو دیالی ڈویژن میں شہربان کے نزدیک رمیلہ الدسکرہ سے ہوگا۔

ذیل میں ہم ان ادوار کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

پہلا اور دوسرا دَور

جابر بن عبداللہ انصاری سے ہے نزدیک ہے کہ عراق والوں کے پاس نہ گندم آئے اور نہ درہم۔ تو ہم نے سوال کیا یہ کہاں سے؟ عجم یعنی غیر حرب کی وجہ سے کہ ان کو ان سے روک دیا جائے (بحار الانوار' ج ۵۱' ص ۹۲)۔

حدیث میں ہے کہ عراق کے عوام پر ان کے جابر حکمرانوں کی طرف سے مصیبت عظمٰی آئے گی اور ان کے حکمرانوں کا سیاہ جھنڈے والے خراسانیوں کے ساتھ سخت اختلاف و جنگ ہوگی جو کہ امام مہدیؑ کے لیے تمہیدی کام کر رہے ہوں گے۔

اوپر والی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی وجہ سے عراق کی مالی امداد بند ہو جائے گی جس کی وجہ سے قحط ہوگا اور اس کا ذکر جابر کی روایت میں

ہوا ہے۔ جابر جعفی کہتے ہیں میں نے ابا جعفر محمد بن علی علیہ السلام یعنی امام باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: "ولنبلونکم بشئی من الخوف والجوع" تو حضرت نے فرمایا کہ یہ خوف اور بھوک خاص ہے اور عام ہے خاص تو کوفہ میں ہوگی جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آل محمدؐ کے دشمنوں کا خاتمہ کرے گا۔ اور عام شام میں ہوگی کہ جب وہ ایسے خوف اور قحط سے دوچار ہوں گے کہ ایسا کبھی نہ ہوا ہوگا۔ بہر حال بھوک حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے اور خوف حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے بعد (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۹)۔

اس کی بظاہر مجھے کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ خاص قحط ہو جس سے کوفہ میں آل محمدؐ کے دشمنوں کی ہلاکت ہو مگر یہ کہ حکومت عراق اقتصادی بحران کا شکار ہوگی جس سے عراق کے جابروں کی حکومت کا خاتمہ ہوگا۔

''ان ایام میں عراق جن حالات سے دوچار ہے شاید احادیث میں اس کی طرف اشارہ ہو' مترجم''۔ جس خوف کا ذکر شام میں حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے بعد ہے اختلاف نہیں رکھتا کہ حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے بھی خوف و ہراس موجود ہو بعد والی روایت میں ہے کہ عراق میں خوف و ہراس حضرت مہدیؑ کے ظہور سے پہلے بہت سخت ہوگا۔ امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں ''ڈانٹ دیا جائے گا لوگوں کو حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے ان کی مصیبتوں پر'' گناہوں پر اس آگ کے ذریعے جو ان کے لیے آسمان میں ظاہر ہوگی اور سرخی جو آسمان پر چھا جائے گی بغداد اور بصرہ میں زمین دھنسے کی بصرہ میں خوف پایا جائے گا۔ اس کے گھروں کو خراب کیا جائے گا بصرہ والوں پر تباہی و بربادی واقع ہوگی۔ عراق والوں پہ ایسا خوف و ہراس طاری ہوگا کہ اس کے ساتھ کوئی سکون و قرار نہ ہوگا (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۱-۲۲۲)۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ علامات ترتیب وار ہوں جس طرح کہ روایت میں ذکر ہے۔ ہو سکتا ہے کہ خوف و ہراس اور زمین کا دھنسنا آسمانی نشانیوں سے پہلے ہو۔ ظاہر

ہے کہ آسمان کی آگ اور آسمان پر سرخی خدائی نشانیاں ہیں۔ اس سے بموں کے اور میزائلوں کے پھٹنے کی آگ مراد نہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام کی روایت میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے جابر حکمرانوں کے دور میں کئی واقعات کا تذکرہ ہے جو عراق میں رونما ہوں گے۔ انس بن مالک کہتا ہے جب امیر المومنین علیہ السلام نہروان والوں سے جنگ کر کے واپس آرہے تھے تو براثا میں اترے تو وہاں قلاتیہ میں ایک راہب تھا جس کا نام حباب تھا جب وہاں پر راہب نے شور اور فوج کی آواز کو سنا اور اپنے قلاتیہ سے اس نے زمین کی طرف جھانک کر دیکھا تو امیر المومنینؑ کا لشکر دکھائی دیا۔ وہ یہ دیکھ کر چونکا' خوف زدہ ہوا اور جلدی سے نیچے اتر آیا اور آ کر کہنے لگا کہ یہ کیا فوج ہے اور اس لشکر کا سربراہ کون ہے تو اسے بتایا گیا کہ یہ ہیں امیر المومنین علیہ السلام۔ اہل نہروان کی جنگ سے واپس آئے ہیں تو لوگوں سے گزرتا ہوا جلدی سے آگے آیا اور امیر المومنینؑ کے سامنے آ کر ٹھہر گیا اور کہا کہ السلام علیک یا امیر المومنین علیک السلام حقا حقا۔ تو حضرت نے کہا کہ تجھے یہ علم کیسے ہوا کہ میں امیر المومنین برحق ہوں؟ تو اس نے کہا کہ اس بارے میں ہمارے علماء اور احبار نے ہم کو اطلاع دی ہے تو امیر المومنینؑ نے فرمایا یا حباب تو راہب چونکا اور کہا آپ کو میرے نام کا کیسے پتہ ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ اس بارے میں مجھے میرے حبیب رسولؐ اللہ نے اطلاع دی ہے۔ حباب نے کہا کہ اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ پس بہ تحقیق میں گواہی دیتا ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و انک علی بن ابی طالب وصیہ۔ پس امیر المومنینؑ نے اس سے کہا کہ تو کہاں پر پناہ گزین ہے تو اس نے کہا کہ میں اس جگہ قلاتیہ میں پناہ گزین ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ آج کے بعد اس میں نہ رہنا اور اس جگہ ایک مسجد تعمیر کرکے اور مسجد کے بانی کے نام پر اس کا نام رکھنا (پس ایک شخص نے مسجد تعمیر کی جس کا نام براثا تھا پس مسجد کا نام براثا رکھا گیا) اے حباب تم پانی کہاں سے پیتے ہو۔ امیر المومنینؑ نے سوال

کیا تو حباب نے جواب دیا اس جگہ دجلہ سے پیتا ہوں تو حضرتؑ نے فرمایا کہ تم اس جگہ کسی کنوئیں یا چشمہ کو کیوں نہیں کھود لیتے؟ تو اس نے کہا یا امیر المومنینؑ ہم نے جب بھی کنواں کھودا تو ہم نے نمکین پانی ہی پایا' میٹھا پانی نہیں ملا۔ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ اس جگہ کنواں کھودو۔ اس نے کنواں کھودا پس ان پر ایک چٹان ظاہر ہوئی جس کو وہ اکھیڑ نہ سکے۔ پس امیر المومنینؑ نے اس چٹان کو اکھیڑ دیا تو وہاں سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو شہد سے بھی زیادہ میٹھا تھا اور مکھن سے زیادہ لذیذ تھا۔

پس حضرت علیہ السلام نے اس سے کہا اے حباب اس چشمہ سے آپ کا پانی ہوگا اور آگاہ رہو اے حباب تمہاری اس مسجد کے پہلو میں ایک شہر تعمیر ہوگا۔ اس میں ظالم اور جابر حکمرانوں کی کثرت ہوگی بڑی مصیبت ہوگی یہاں تک کہ اس شہر میں ستر ہزار زنا ہر رات کیے جائیں گے جب ان کی مصیبت بڑھ جائے گی تو وہ تیری مسجد کی طرف آئیں گے اور اسے خراب کریں گے۔ پھر اس کو بناؤ (یعنی کئی مرتبہ خراب ہوگی اور کئی مرتبہ بنے گی) اس کو خراب نہ کرے مگر کافر ہوگا۔ پس جب وہ ایسا کریں گے تو تین سال ان کو حج سے روک دیا جائے گا اور ان کی سبزیاں جل جائیں گی اور اللہ تعالیٰ ان پر پہاڑوں کے ایک آدمی کو مسلط کرے گا جو کسی شہر میں داخل نہ ہوگا مگر یہ کہ اس میں تباہی مچائے گا اور شہر والوں کو ہلاک کرے گا وہ ان پر ایک مرتبہ پھر مسلط ہوگا۔ پھر تین سال تک ان کو قحط آئے گا اقتصادی بحران اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا۔ وہ ان پھر پھر واپس آئے گا اور بصرہ میں داخل ہوگا وہ کسی کو وہاں نہیں پائے گا مگر اسے ہلاک کرے گا بصرہ والوں کو ناراض کرے گا اور یہ اس وقت جب کہ اس کے خرابے کی تعمیر ہوگی اور وہاں جامع مسجد بن گئی تو اس وقت بصرہ والوں کی ہلاکت ہے اور وہ اس شہر میں دا[illegible] ہوگا جسے حجاج نے بنایا ہوگا اسے واسط کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی کرے گا پھر وہ بغداد کا رخ کرے گا وہاں پر بھی ایسا ہی ہوگا لوگ کوفہ میں پناہ لیں گے کوئی شہر ایسا نہ ہوگا جس کا معاملہ کوفہ سے زیادہ تشویشناک ہو۔ پھر وہ اور اس کے ساتھی بغداد میں داخل

ہوں گے۔ میری قبر کی طرف آئیں گے تا کہ اسے کھودیں۔ پس سفیانی ان سے ملاقات کرے گا اور ان کو شکست دے گا اور ان دونوں کو قتل کرے گا اور وہ اپنے لشکر کو کوفہ بھیجے گا اور کوفہ والوں میں سے بعض کو اسیر بنائے گا۔ ایک آدمی کوفہ سے آئے گا تو وہ ان کو فصیل میں پناہ دے گا پس جو اس کی طرف آئے گا محفوظ ہوگا سفیانی کا لشکر کوفہ میں داخل ہوگا۔ کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے مگر اسے قتل کر دیں گے اور آدمی زمین پر پڑے ہوئے درہ سے بھی گیا گزرا ہوگا۔ اسے کچھ نہ کہے گا یعنی قیمتی در نہ اٹھائے گا لیکن جب ایک بچے کو دیکھے گا تو اسے پکڑے گا اور اسے قتل کر دے گا۔

پس اس وقت حباب سے توقع اور امید کی جا سکتی ہے۔ بہت دور ہے بہت دور ہے اور بڑے بڑے واقعات اور فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی مانند اے حباب جو میں کہہ رہا ہوں اسے یاد کر لو (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۷ تا ۲۱۹)۔

اس روایت میں جو جھول و اضطراب ہے وہ بڑا واضح ہے خود علامہ مجلسی فرماتے ہیں (نسخہ بہت مخدوش تھا پس میں نے خبر کو اس طرح لکھ دیا جس طرح اس میں تھی) اس کی سند اور متن پر اشکال وارد کیا جا سکتا ہے بہرحال اس کی سند کا مسئلہ جو بھی ہو اس میں ایسے امور ہیں کہ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ عراق والوں پر بڑے مصائب و مشکلات آنے ہیں جو کہ دوسری روایات میں بھی آیا ہے۔ کچھ واقعات شاید ہو چکے ہوں جیسے مسجد براثا کا منہدم ہونا' بغداد میں فساد و فحشاء کا عام ہونا' کردستان یا ایران کے پہاڑوں کی جانب سے اقتدار پر قابض ہونا۔ گذشتہ صدیوں میں یہ واقعات ہو چکے ہیں لیکن سفیانی سے متعلق واقعات ابھی ہونے ہیں۔

شیخ مفید علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے حضرت مہدی علیہ السلام کے قیام سے جو واقعات ہونے ہیں ان کی علامات اور ان کا ذکر روایات میں آیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ سفیانی کا خروج' حسنی کا قتل ہونا' دنیاوی ملک میں بنی عباس کا اختلاف' نصف ماہ رمضان میں سورج کو گہن لگنا اور ماہ رمضان کے آخر میں چاند کا گہن لگنا (جو کہ عام

حالت کے برعکس ہوگا) بیداء میں زمین کا دھنس جانا۔ مغرب اور مشرق میں زمین کا دھنسا' سورج کا زوال کے وقت عصر کے درمیانی اوقات تک رک جانا' سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ستر صالحین کے ہمراہ نفس زکیہ کا پشت کوفہ پر قتل ہونا' رکن اور مقام کے درمیان ہاشمی کا ذبح ہونا' کوفہ کی مسجد کی دیوار کا منہدم ہونا' خراسان کی طرف سے سیاہ جھنڈوں کا آنا' یمانی کا خروج مغربی کا مصر میں ظاہر ہونا اور اس کا شامات پر قبضہ کرنا' ترک کا جزیرہ پر اترنا' روم کا رملہ میں اترنا' مشرق میں ایک ستارے کا طلوع ہونا جو اس طرح چمکے گا جس طرح چاند چمکتا ہے۔ پھر وہ مڑے گا یہاں تک کہ اس کی دونوں طرفین ملتی نظر آئیں گی۔ اس کی سرخی جو آسمان میں ظاہر ہوگی اور آفاق میں پھیل جائے گی۔ مشرق میں ایک لمبی آگ ظاہر ہوگی جو فضا میں تین یا سات دن رہے گی۔ عربوں کا عنان حکومت چھوڑ دینا اور پھر اپنے شہروں کا حاکم بننا' عجمیوں کی حکومت سے باہر نکل آنا۔ مصر والوں کا اپنے حاکم کو قتل کرنا' شام میں تباہی مچنا' شام میں تین پرچموں کا دستلاف قیس اور عرب کے پرچموں کا مصر میں داخل ہونا' کندہ کے پرچموں کا خراسان میں داخل ہونا' غرب کی جانب سے گھوڑوں کا آنا اور حیرہ کے میدان میں ان کا باندھا جانا (گھوڑوں سے مراد سواریاں ہیں)۔ مشرق کے سیاہ پرچموں کا حیرہ کا طرف آنا' فرت میں سیلاب آنا' یہاں تک کہ کوفہ کی گلیوں میں پانی داخل ہو جائے گا' ساٹھ جھوٹوں کا خروج جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویدار ہوگا' آل ابی طالب سے بارہ افراد کا خروج جن میں سے ہر ایک اپنے لیے امامت کا دعویٰ کرتا ہوگا۔ جلولاء اور خانقین کے درمیان بنی عباس کے جلیل القدر شخص کو جلانا' سلام شہر میں کرخ کے پیچھے پل بنانا' دن کے شروع میں سیاہ آندھی کا سلام شہر میں چلنا (سلام بغداد کا محلہ ہے جیسا کہ کرخ بغداد کا ایک محلہ ہو گیا ہے) زلزلہ آنا جس میں کافی تباہی ہوگی۔ ڈر اور خوف جو عراق اور بغداد والوں پر چھا جائے گا' عراق میں موت کا بازار گرم ہوگا۔ اموال' جانوں اور ثمرات کا نقصان عام ہوگا۔ وقت بے وقت مکڑیوں کے غول ظاہر ہوں گے جو غلوں کو تباہ

کر جائیں گے۔ اس پانی کی کمی جس سے لوگ زراعت کرتے ہوں گے' عجم کے دو گروہوں میں اختلاف اور ان کے درمیان قتل عام' غلاموں کا اپنے آقاؤں کی اطاعت سے نکل جانا اور ان کی طرف سے غلاموں کا قتل عام' بدعتوں والی ایک قوم کا بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو جانا' سادات کے ملک پر غلاموں کا قبضہ آسمان سے ایک آواز جسے زمین والے سنیں گے ہر زبان والے اپنی زبان میں اسے سنیں گے' سورج کی آنکھ میں سینہ اور چہرہ ظاہر ہوگا جسے لوگ دیکھیں گے۔ کچھ مُردوں کا قبروں سے اٹھنا اور پھر ایک دوسرے کی ملاقات کے لیے جانا' پھر اس کا خاتمہ ہوگا' چوبیس دن مسلسل بارشوں سے زمین مردگی کے بعد زندہ ہو جائے گی' آباد ہوگی اور اس کی برکتیں ظاہر ہوں گی۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے شیعوں میں سے جو حق کے معتقد ہیں ان کی ہر مصیبت ختم ہو جائے گی۔ پس وہ اس وقت جانیں گے کہ جب حضرت مہدیؑ مکہ میں ظہور فرما چکے ہوں گے اور وہ آپ کی مدد کے لیے آپ کا رخ کریں گے۔

جیسا کہ روایات میں آیا ہے ان علامات میں سے کچھ حتمی ہیں اور کچھ مشروط ہیں جو ہوگا وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم نے تو ان سب کو جو کہ اصول روایات اور احادیث منقولہ سے ثابت ہیں' نقل کر دیا ہے اور ہم اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کے طالب ہیں (الارشاد' ص ۳۳۶' بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۹-۲۲۱)۔

شیخ مفید قدس نے جو علامات ذکر فرمائی ہیں ان میں سے کچھ بالکل ظہور کے قریب سے متعلق ہیں اور کچھ علامات بعیدہ ہیں ان کا ظاہر ہونا اس ترتیب سے نہیں ہے جس طرح شمار کیا ہے مثلاً نفس زکیہ اور رکن و مقام کے درمیان ہاشمی کا قتل ظہور سے دو ہفتہ قبل ہوگا بلکہ وہ درحقیقت حرکت ظہور کا حصہ ہوگا کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کا پیغام لے کر جائے گا کچھ وہ علامات ہیں جو حضرت مہدیؑ کے ظہور سے صدیوں پہلے کے واقعات سے مربوط ہیں جیسے بنی عباس کا اختلاف' مغربی کا مصر میں داخل ہونا اور شامات پر فاطمیوں کے انقلاب کے دوران قبضہ کرنا۔

عراق میں اسلامی حکومت کا قیام

سفیانی سے پہلے اسلامی حکومت کے قیام کے متعلق عمدہ احادیث وہی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی خراسانیوں کی افواج عراق کے جابروں پر فتح حاصل کریں گی۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "گویا میں ایک قوم کو دیکھ رہا ہوں جو مشرق سے نکلے ہیں' حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کو حق نہیں دیا جاتا ہے۔ پھر وہ حق کا مطالبہ کرتے ہیں ان کو حق نہیں دیا جاتا۔ پس جب وہ یہ دیکھیں گے تو اپنی تلواروں کو ان کی گردنوں پر رکھ دیں گے۔ پس ان کو وہ دے دیا جائے گا جس کا وہ سوال کرتے تھے۔ لیکن وہ اس کو قبول نہیں کریں گے یہاں تک کہ وہ قیام کریں گے —— وہ اس کے حوالے نہیں کریں گے مگر آپ کے صاحب (امام مہدیؑ) کے حوالے کریں گے ان کے مقتولین شہداء ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ اگر میں اس کو پاؤں تو اپنے نفس کو اس امر کے صاحب کے لیے باقی رکھوں گا" (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۴۵)۔

اور حدیث میں ہے کہ "خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے ان کو کوئی چیز واپس نہیں پلٹا سکتی مگر یہ کہ یہ ایلیا (قدس) میں نصب کیے جائیں گے" (الملاحم والفتن' ص ۴۴)۔

یہ احادیث اور اس قسم کی دوسری احادیث اگرچہ اس بات کو صراحت کے ساتھ بیان کر رہی ہیں کہ عراق میں اسلامی حکومت ہوگی لیکن ایک بات واضح ہے کہ ایرانی افواج عراق کے جابروں کو شکست دیں گی اور ان کی یہ فتح دو مرحلوں میں ہوگی جس کو

بعد میں ذکر کریں گے۔ ظاہر ہے عراق کے جابروں کا سقوط اور ایرانیوں کا کامیاب ہونا عراق میں اسلامی حکومت کا قیام ہی ہوگا۔

کچھ متفرق روایات بھی ہیں جو اس بات کا ذکر کرتی ہیں لیکن وہ روایات یا تو مرسل ہیں یا ان کی سند ضعیف ہے۔ ان روایات میں ہے کہ ایرانی افواج جو کہ امام مہدیؑ کی تمہیدی افواج ہوں گی وہ عراق میں خانقین اور بصرہ کے راستہ سے داخل ہوں گی اور عراق کے جابروں کی حکومت کا خاتمہ کریں گی۔ جس طرح پہلے ذکر شدہ براثا کی روایت ہے۔ خطبہ البیان کی روایت جس میں ہے "خبردار' تباہی بغداد کے لیے ری کی طرف سے (ری سے مراد موجودہ ایران ہے) موت ہوگی' قتل ہوگا' خوف و ہراس ہوگا جو عراق والوں پر اترے گا جب عراق والوں پر تلوار آئے گی تو ان کا قتل ہوگا جو اللہ چاہے گا —— اس وقت عربوں پر عجم خروج کریں گے اور بصرہ پر قبضہ کریں گے" (الزام الناصب' ج ۲' ص ۱۵۱)۔

میر لوحی کی روایت امام صادق علیہ السلام سے متصل ہے "پھر عرب اور عجم کے حکمرانوں کے درمیان اختلاف اور تدابر (آگے پیچھے بڑھنا) ہوگا پس وہ برابر اختلاف میں رہیں گے یعنی کسی وقت ایک غالب آئے گا اور کسی وقت دوسرا' یہاں تک کہ ابی سفیان کی اولاد سے ایک شخص اس معاملہ کو آ کر لے لے گا" (الزام الناصب' ج ۲' ص ۱۶۰)۔

جس طرح حسنی سید کے بارے میں روایت ملتی ہے کہ اس کا قتل عراق میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے بعد ہوگا۔

یہ روایات جس سے عراق میں اسلامی حکومت کا قیام سمجھا جاتا اس کے مقابلہ میں دوسری روایات ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک عراق پر جابروں کی حکومت رہے گی۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "جب مسجد کوفہ کی دیوار کو گرا دیا گیا (پیچھے والی) جو کہ عبداللہ بن مسعود کے گھر کے پیچھے ہے تو اس وقت قوم (بنی فلاں) کی حکومت کا زوال ہے اور اس کے زوال کے وقت حضرت قائم

علیہ السلام کا خروج ہے'' (الارشاد للمفید' ص ۳۶۰' غیبت طوسی' ص ۲۷۱)۔

روایت ہے ''آگاہ رہو کہ اس دیوار کا گرانے والا اسے نہیں بنائے گا'' یعنی اس کا گرانے والا قتل کر دیا جائے گا اس کی دوبارہ تعمیر کرنے سے پہلے چلا جائے گا یا اس کا دیوار گرانا ایک عسکری مہم کا حصہ ہوگا اور حاکم اپنی مخالف تحریک کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ کرے گا جس کے لوگ مسجد میں قلعہ بند ہوں گے۔ یہ بات اس روایت سے بھی سمجھی جاتی ہے جو مسجد کوفہ کے پاس قتل گاہ کا ذکر کرتی ہے۔ ابو بصیر نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ''بہ تحقیق فلاں کی اولاد تمہاری مسجد (یعنی مسجد کوفہ) کے پاس ایک بڑا واقعہ کرے گی۔ عروبہ کے دن اور وہ باب فیل سے لے کر اصحاب صابون تک چار ہزار افراد کا قتل کریں گے'' (الارشاد' ص ۳۶۰)۔

روایت میں ہے کہ ان کی حکومت کا خاتمہ نہ ہوگا مگر یہ کہ جمعہ کے دن لوگوں کے سامنے کوفہ میں پیش ہوں گی (ان کا قتل کریں) گویا میں ان سروں کی طرف دیکھ رہا ہوں جو مسجد اور اصحاب صابون کے درمیان اڑائے جا رہے ہیں'' (غیبت طوسی' ص ۲۷۱)۔

یہ عراق میں سفیانی کی جنگ والی روایات سے بھی سمجھا جاتا ہے کہ جو اشارہ کرتی ہیں کہ سفیانی عراق میں ایک غیر اسلامی کمزور حکومت کے ساتھ جنگ کرے گا بلکہ وہ حکومت اسلام اور امام مہدیؑ کی دشمن ہوگی جیسا کہ بحار کی روایات میں آیا ہے جو ہم نے سفیانی کی حکومت کے باب میں ذکر کی ہے'' (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۷۳)۔

اس روایت میں ہے کہ ''لوگوں کا حکمران سرکش و جابر حکمران ہوگا جسے کاہن ساحر کہا جاتا ہوگا''۔

بالفرض یہ روایات صحیح ہوں تو یہ ان روایات کے ساتھ ٹکراؤ نہیں رکھتیں جو عراق میں اسلامی حکومت کے قیام کا بتاتی ہیں کیونکہ وہ یہ نہیں بتاتی ہیں کہ ان کی حکومت ظہور تک رہے گی یا نہ پس ہو سکتا ہے کہ امام مہدیؑ کی تمہیدی افواج کے غالب آنے کے بعد اسلامی حکومت عراق میں قائم ہو۔ کئی سال رہے پھر سرکشوں کا غلبہ ہو اور اسلامی حکومت

کی جگہ غیر اسلامی حکومت آ جائے اور یہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے تھوڑا یا آپ کے ظہور کے سال میں ہو' بہر حال احتمال ہی دیا جا سکتا ہے' واللہ العالم!

❀❀❀

حسنی شیصبانی اور عوف السلمی

۱- حسنی سید کے بارے میں کافی روایات میں آیا ہے کہ وہ عراق میں تحریک چلائیں گے اور پھر قتل کر دیے جائیں گے لیکن ان روایات میں دقت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ روایات میں مدینہ کے حسنی مکہ کے حسنی اور عراق کے حسنی کا ذکر ہے اور خراسان کے حسنی کا بھی ذکر ہے جس کو سنی کتابوں میں حسنی کہا گیا ہے اور ہماری بعض کتابوں میں بھی حسنی کہا گیا ہے جو ظہور کے سال میں عراق میں داخل ہوگا۔ ہوسکتا ہے روایات میں حسنی کی تحریک سے یہی مقصود ہو اور ہوسکتا ہے اس سے پہلے ایک اور حسنی ہو جو عراق میں اسلامی حکومت قائم کرنے کی تحریک چلائے گا۔

۲- جابر بن یزید الجعفی سے روایت غیبت نعمانی میں وارد ہوئی ہے جو کہ ابتدائی حوالوں کی کتاب ہے جس میں شیصبانی کا تذکرہ ہے۔ جابر کہتا ہے میں نے ابا جعفر علیہ السلام یعنی امام باقر علیہ السلام سے سفیانی کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا سفیانی تمہارے لیے کہاں؟ اس سے پہلے تو شیصبانی کوفان کی سرزمین پر خروج کرے گا وہ اس طرح اُبھرے گا جس طرح پانی زمین سے نکلتا ہے پس وہ تمہارے وفد کو قتل کرے گا اس کے بعد سفیانی کی توقع اور حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کی امید رکھنا" (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۲۵۰ میں غیبت نعمانی سے نقل کیا گیا ہے)۔ اس کے بارے میں کوئی اور حدیث مجھے نہیں ملی ہے۔ اس شخصیت کے بارے میں چند نکات حدیث میں ہیں۔

۱- اس کا وصف شیصبانی سے کیا ہے جو نسبت ہے شیصانی کی طرف۔ آئمہ اطہار علیہم السلام اپنی روایات میں اس لفظ کے ساتھ طواغیت و اشرار اور جابروں کو بیان کرتے ہیں کیونکہ حقیقت میں یہ شیطان کا نام ہے اور چیونٹی کے نر کو بھی کہتے ہیں جیسے زبیدی کی شرح القاموس میں آیا ہے۔

۲- سفیانی سے پہلے خروج کرے گا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی اور اس کے درمیان کوئی زیادہ فاصلہ نہ ہوگا یا سفیانی اس کے فوراً بعد ہوگا۔ حدیث میں ہے کیوں کہ اس کے بعد سفیانی کی توقع رکھو۔

۳- عراق میں خروج کرے گا کیونکہ عراق کی سرزمین کا نام کوفان ہے اور ہوسکتا ہے اس سے مراد کوفہ شہر ہو۔

۴- اس کا خروج اچانک اور غیر متوقع طور پر ہوگا۔ یہ سرکش و جابر ہوگا۔ مومنین کو قتل کرے گا۔ آپ کے وفد کو قتل کرے گا اس سے مراد شاید یہ ہے کہ آپ لوگوں کی محترم شخصیات کو قتل کرے گا جو کہ ہر وفد کے آگے ہوتے ہیں کیونکہ قبیلہ کا وفد' مدینہ کا وفد' ملک کا وفد اس سے مراد یہ ہوتا ہے کہ اس جگہ کی اہم شخصیات یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کے جو وفود حج اور زیارت کے لیے جارہے ہوں گے ان کو قتل کرے گا۔

ہم نے اس بات کو زیادہ ترجیح دی ہے کہ سفیانی کی حرکت اور عراق میں جنگ کرنے تک شیصبانی کی عراق پر حکومت ہوگی جو کہ سفیانی کے عراق پر چڑھائی سے پہلے اور امام مہدیؑ کی تمہیدی اور تائیدی قوات کے بعد ہوگی۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بات صدام پر صادق آئے جیسا کہ بعض کا خیال ہے کہ اس میں تمام شیصبانی والی صفات جمع ہیں اور اگر اس کے بعد شام میں سفیانی کا خروج ہوتا ہے تو پس عراق کا شیصبانی یہی صدام ہوگا۔

عوف السلمی کے بارے میں بھی غیبت شیخ طوسی میں ذکر وارد ہوا ہے جو کہ ابتدائی حوالوں کی کتاب ہے۔ بشیر بن جذلم نے امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت

کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ''میں نے علی بن الحسین علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھ سے حضرت قائم علیہ السلام کے خروج اور اس کی نشانیاں بیان کریں تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ''آپ کے خروج سے پہلے ایک شخص خارج ہوگا جسے عوف اسلمی کہا جاتا ہوگا۔ جزیرہ میں ہوگا اس کا ٹھکانہ اور پناہ گاہ تکریت ہوگا۔ اس کا قتل دمشق کی مسجد میں ہوگا۔ پھر سمرقند سے شعیب بن صالح کا خروج ہوگا۔ پھر سفیانی ملعون وادی یابس سے خروج کرے گا۔ وہ عتبہ بن ابی سفیان کی اولاد سے ہوگا۔ پس جب خروج کرے گا تو حضرت مہدیؑ چھپ جائیں گے اور اس کے بعد خروج کریں گے'' (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۳ میں غیبت طوسی روایت نقل کی ہے)۔

مجھے عوف کے بارے میں اس حدیث کے سوا اور کوئی حدیث نہیں ملی۔ البتہ جو کچھ شعیب بن صالح کے بارے میں اس حدیث میں آیا ہے کہ وہ سمرقند سے ہوگا اس کے مخالف ہے جو ہمارے ہاں مشہور ہے کیونکہ شیعہ حوالوں میں یہ زیادہ آیا ہے کہ شعیب بن صالح کا تعلق تہران (ری) سے ہوگا مگر اس کی توجیہ یہ کی جاسکتی ہے کہ اس کی اصل سمرقند سے ہو اور بعد میں اس نے ری میں سکونت اختیار کی ہو۔ اسی طرح کا خروج سفیانی سے پہلے ہوگا جیسا کہ ہم نے اسے ذکر کیا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوف اسلمی کا خروج سوریا کی حکومت کے خلاف ہوگا نہ کہ عراقی حکومت کے خلاف اور سفیانی سے زیادہ پہلے نہ ہوگا بہرحال جزیرہ جو اس کی تحریک کا مرکز ہوگا وہ عراقی سوری سرحد کے پاس ایک جگہ ہے جسے جزیرہ کہا جاتا ہے۔ جب اضافت کے بغیر جزیرہ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد یہی علاقہ ہوتا ہے۔ اسے جزیرہ ربیعہ اور جزیرہ دیار بکر کہا جاتا ہے۔ جزیرہ العرب یا کوئی اور جزیرہ بغیر اضافت کے نہیں سمجھا جاتا اور یہ کہ اس کی پناہ گاہ تکریت ہوگا یا تو حرکت کا آغاز کرنے سے پہلے اس کی پناہ گاہ ہوگا یا حرکت کے بعد جب ناکام ہوگا تو اس کی پناہ گاہ تکریت ہوگا۔ بعض نسخوں میں بکریت یا بکویت ہے جو کہ تکریت ہی کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

روایت اشارہ کرتی ہے کہ اس کو مسجد دمشق میں قتل کیا جائے گا یا تو اچانک مار دیا جائے گا یا اسے گرفتار کر کے پھر قتل کیا جائے گا پس بنابرایں اس کا خروج ملک شام کے واقعات سے تعلق رکھتا ہے اور عراق کے واقعات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

❁ ❁ ❁

سفیانی اور بصرہ کی تباہی

احادیث بتاتی ہیں کہ سفیانی عراق پر چڑھائی کرے گا اس کا عراق پر قبضہ ہوگا وہ عراق میں امام مہدی علیہ السلام اور اہل بیت علیہ السلام کے شیعوں کا قتل عام کرے گا۔ ہم نے اس بات کو سفیانی کی حرکت کے باب میں ذکر کیا ہے۔ روایات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سفیانی کے عراق پر حملہ کے وقت وہاں کی حکومت بہت کمزور ہوگی جو سفیانی کے حملے کا مقابلہ نہ کر سکے گی۔

نہ فوجی اور نہ عوامی سطح پر اس طرح یہ حکومت یمانی اور ایرانی افواج کو داخل ہونے سے نہیں روک سکے گی جو سفیانی کا مقابلہ کرنے کے لیے عراق میں داخل ہوں گی۔ اس طرح یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سفیانی عراق کی کمزور حکومت کے مطالبہ پر عراق میں داخل ہو۔ سفیانی کا لشکر بغداد اور دجیل میں گروہوں کے ساتھ مڈبھیڑ کرے گا حقیقت میں وہ گروہ اپنی حکومت کے خلاف انقلاب کرنے والے ہوں گے۔

روایات سے یہ بات بھی سمجھی جاتی ہے کہ یمانی اور ایرانی افواج کو عراقی عوام کی تائید و حمایت حاصل ہوگی۔ عراق کے مستضعف ان افواج کی آمد کی ایک دوسرے کو خوشخبری دیں گے اور خوش ہوں گے اور سفیانی کی افواج کا پیچھا کرنے میں ان افواج کی مدد کریں گے۔

❁ ❁ ❁

بربادی بصرہ

بصرہ کی تباہی کے بارے میں تین روایات ہیں:

۱- غرق ہوگا

۲- زنجیوں کے انقلاب سے تباہ ہوگا۔

۳- زمین میں دھنسنے اور غرق ہونے سے تباہ ہوگا۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے خطبہ اور اسی طرح نہج البلاغہ کے اندر جہاں بھی بصرہ کی تباہی کا ذکر آیا ہے تو اس سے مراد بصرہ کی پہلی دو تباہیاں ہیں جو عباسیوں کے زمانہ میں ہوئیں جیسا کہ عام مورخین نے بھی ذکر کیا ہے اور بعض وہ علاماتِ ظہور میں زمین میں دھنس کر تباہ ہونے کو خیال کرتے ہیں۔

"تم ایک عورت کی سپاہ اور ایک چوپائے کے تابع تھے وہ بلبلایا تو تم لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور وہ زخمی ہوا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے۔ تم پست اخلاق و عہد شکن ہو، تمہارے دین کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ۔ تمہاری سرزمین کا پانی تک شور ہے تم میں اقامت کرنے والا گناہوں کے جال میں جکڑا ہوا ہے اور تم میں سے نکل جانے والا اپنے پروردگار کی رحمت کو پا لینے والا ہے۔ وہ (آنے والا) منظر میری آنکھوں میں پھر رہا ہے جب کہ مسجد اس طرح نمایاں ہوگی جس طرح کشتی کا سینہ درآنحالیکہ اللہ نے تمہارے شہر پر اس کے اوپر اور اس کے نیچے سے عذاب بھیج دیا ہوگا اور وہ اپنے رہنے والوں سمیت ڈوب چکا ہوگا (نہج البلاغہ' خطبہ ۱۳' اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)۔

ابی ابی الحدید کہتا ہے آپ کا یہ اطلاع دینا کہ جامع مسجد کے علاوہ بصرہ غرق ہوگا تو میں نے اس بات کو ملاحم کی کتابوں میں درج کیا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بصرہ کالے پانی سے ہلاک ہوگا۔ وہ پانی زمین میں سے آئے گا جس میں سب غرق ہو جائے گا فقط اس کی جامع مسجد بچ جائے گی۔ صحیح بات یہ ہے کہ جس بات کی خبر دی گئی۔ وہ واقع ہو چکا ہے کیونکہ بصرہ دو مرتبہ غرق ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ قادر باللہ کے دور میں ایک اور دفعہ قائم باللہ کے عہد حکومت میں۔

بصرہ سے کچھ بھی نہ بچا تھا مگر اس کی مسجد اور اس کا بعض حصہ ظاہر تھا جس طرح پرندے کا سینہ ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ امیر المومنینؑ نے اطلاع دی۔ پانی خلیج فارس کی معروف جگہ سے آیا جسے جزیرۃ الفرس کہا جاتا ہے اور پہاڑ کی طرف سے جو کہ سنام کے نام سے معروف پہاڑ ہے جس کی وجہ سے گھر تباہ ہوئے اور ان گھروں کے رہنے والے غرق ہو گئے۔ بصرہ کے کافی لوگ ہلاک ہوئے ان دو غرقوں میں سے ایک غرق ہونا بہت مشہور ہے جسے بصرہ والے نسل در نسل ایک دوسرے کو بیان کرتے ہیں۔

زنجیوں کے انقلاب کی وجہ سے بصرہ کی تباہی عباسیوں کے زمانہ میں ہو چکی ہے جو کہ چوتھی صدی ہجری کے نصف میں واقع ہوئی اس بارے میں امیر المومنین علیہ السلام نے کئی مرتبہ خبر دی' جیسے خطبہ ۱۲۸ میں فرمایا "اے احنف! میں اس شخص کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسے لشکر کو لے کر بڑھ رہا ہے کہ جس میں نہ گرد و غبار ہے نہ شور و غوغا' نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہے اور نہ گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز وہ لوگ زمین کو اپنے پیروں سے جو شترمرغ کے پیروں کی مانند ہیں روندرہے ہوں گے" (خطبہ ۱۲۶' اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)۔

شریف رضی فرماتے ہیں اس کے ذریعہ آپ زنج والوں کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں۔ پھر حضرت نے فرمایا ویل لسککم العامرہ (ترجمہ) ان لوگوں کے ہاتھوں سے کہ جن کے قتل ہو جانے والوں پر بین نہیں کیا جاتا اور گم ہونے والوں کو ڈھونڈا نہیں

جاتا تمہاری ان آباد گلیوں اور بجے سجائے مکانوں کے لیے تباہی ہے کہ جن کے چھجے گدوں کے پروں اور ہاتھوں کی سونڈوں کے مانند ہیں" (خطبہ ۱۲۶' اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)۔

زنج کا انقلاب قرمطی کی قیادت میں ہماری کتب میں مشہور ہے۔ امیر المومنین نے جو اوصاف بیان کیے ہیں وہ اس پر صادق آتے ہیں یہ انقلاب ظلم و شاہ خرچیوں اور غلاموں پر زیادتیوں کے ردعمل میں تھا۔ زنوج کا لشکر ننگے پیر غلاموں پر مشتمل تھا جن کے پاس سواریوں کے لیے گھوڑے نہ تھے۔

(زنجیوں کا قائد) علی ابن محمد رے کے مضافات میں ورامین نامی ایک گاؤں میں پیدا ہوا اور خوارج کے فرقہ ازارقہ سے تعلق رکھتا تھا اور خود کو محمد بن احمد بن عیسٰی بن زید بن علی کا فرزند کہہ کر سیادت کا مدعی بنتا تھا مگر اہل انساب و سیر نے اس کے دعویٰ سیادت کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور اس کے باپ کا نام محمد بن احمد کے بجائے محمد بن ابراہیم تحریر کیا ہے جو قبیلہ عبدالقیس سے تھا اور ایک سندھی کنیز کے بطن سے متولد ہوا تھا۔

علی بن محمد نے ۲۵۲ھ میں مہتدی باللہ کے دور میں خروج کیا اور اطراف بصرہ میں بسنے والے غلاموں کو مال و دولت اور آزادی کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور ۱۷ شوال میں مار دھاڑ کرتا ہوا بصرہ کے اندر داخل ہوا اور صرف دو دن میں تیس ہزار افراد کو جن میں بچے' بوڑھی عورتیں سب ہی تھیں' موت کے گھاٹ اتار دیا اور ظلم و سفا کی اور وحشت و خونخواری کی انتہا کر دی۔ مکانوں کو مسمار کر دیا۔ مسجدوں میں آگ لگا دی اور چودہ برس لگاتار قتل و غارت گری کے بعد موفق باللہ کے دور میں قتل ہوا اور لوگوں کو اس کی تباہ کاریوں سے نجات ملی۔

امیر المومنین علیہ السلام کی یہ پیشن گوئی ان پیشن گوئیوں میں سے ہے جو آپ کے علم امامت پر روشنی ڈالتی ہے چنانچہ اس کے لشکر کی جو کیفیت آپ نے بیان فرمائی

ہے کہ نہ اس میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز اور نہ ہتھیاروں کے کھڑکھڑانے کی صدا ہوگی ایک تاریخی حیثیت رکھتی ہے (نہج البلاغہ ص ۲۵۶ اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)۔

لیکن بصرہ کی تباہی جو امام مہدیؑ کے ظہور کی نشانیوں میں سے ہے اس بارے میں کافی ساری روایات وارد ہوئی ہیں۔ روایات بتاتی ہیں کہ بصرہ ان شہروں میں سے ہے جن پر عذاب الٰہی آتا رہا ہے جن کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی ہے۔ بصرہ تین مرتبہ تباہ ہو چکا ہے اور چوتھی تباہی باقی ہے۔ ابن میثم بحرانی کی شرح نہج البلاغہ میں ہے۔

جب امیر المومنین علیہ السلام جمل والوں کی جنگ کے معاملہ سے فارغ ہو گئے۔ منادی کو حکم دیا گیا کہ وہ اہل بصرہ والوں میں تین دن کے لیے نماز جماعت کا اعلان کریں (یعنی دوسرے دن سے انشاء اللہ جو نہ آیا اور پیچھے رہ گیا اس کا عذر قبول نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کے پاس کوئی دلیل اور معذرت کی وجہ موجود ہو پس تم اپنی جانوں کو خطرہ میں مت ڈالو پس جب وہ دن آیا جس میں وہ سب جمع ہو گئے تو حضرت امیر المومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے اور جامع مسجد میں آپ نے ظہر کی نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی پس جب نماز پڑھ چکے تو آپ کھڑے ہو گئے اور اپنی پشت قبلہ کی دیوار کے ساتھ جائے نماز کی دائیں جانب لگا دی اور لوگوں کو خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد وثنا بجا لائی جس طرح حق ہے پھر نبی پر صلوۃ بھیجی۔ مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کے لیے استغفار کیا پھر فرمایا: ''اے بصرہ والو! اے موتفکہ والو (تباہ ہونے والو) بصرہ تین مرتبہ اپنے اہل سمیت تباہ ہو چکا ہے اور اللہ پر ہے اس کی چوتھی تباہی کو پورا کرنا --- اے عورت کے سپاہ اور چوپائے کے مددگار وہ بلبلایا تو تم لبیک کہتے ہوئے بڑھے اور وہ زخمی ہوا تو تم بھاگ کھڑے ہوئے تم پست اخلاق و عہد شکن ہو۔ تمہارے دین کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہے اور تمہاری سرزمین کا پانی شور ہے تمہارا شہر اللہ کے سب شہروں سے مٹی کے لحاظ سے گندہ اور بدبودار ہے یہ (سمندر کے) پانی سے قریب اور آسمان سے دور ہے۔ برائی کے دس حصوں میں سے نو حصے اس میں پائے جاتے ہیں جو اس میں آ پہنچا وہ اپنے

گناہوں میں اسیر ہے اور جو اس سے چل دیا۔ عفو الٰہی اس کے شریک حال رہا گویا میں اپنی آنکھوں سے اس بستی کو دیکھ رہا ہوں کہ سیلاب نے اسے اس حد تک ڈھانپ لیا ہے کہ مسجد کے کنگروں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ یوں معلوم ہوتے ہیں جیسے سمندر کے گہراؤ میں پرندے کا سینہ'' (نہج البلاغہ، خطبہ ۱۳، ص ۱۲۰)۔

پس احنف بن قیس کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا یا امیر المومنینؑ یہ بات کب ہوگی؟ تو حضرتؑ نے فرمایا اے ابا بحر تم اس زمانہ کو نہ پاؤ گے تیرے اور اس واقعہ کے درمیان صدیاں ہیں لیکن ضروری ہے کہ تم میں سے جو حاضر ہے وہ اس بات کو اس تک پہنچا دے جو حاضر نہیں ہے تا کہ وہ اپنے بھائیوں تک یہ بات پہنچا دیں کہ جب وہ لوگ بصرہ کو دیکھیں کہ اس کے اخصاص گھروں میں اور اس کے اجام محلات میں بدل گئے ہیں تو پھر وہاں سے بھاگ جاؤ۔ اس دن بصرہ تمہارے لیے نہ ہوگا۔

پھر اپنی دائیں جانب متوجہ ہو کر فرمایا: آپ کے درمیان اور ابلہ (ایک جگہ کا نام ہے) کے درمیان کتنا فاصلہ ہے تو آپ سے منذر بن جارود نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ چار فرسخ فاصلہ ہے حضرت نے اس سے فرمایا تو نے سچ کہا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو مبعوث فرمایا اور ان کو نبوت کی کرامت عطا فرمائی اور رسالت کی خصوصیت سے ان کو نوازا اور آپ کی روح کو جنت کی طرف جلدی لے گیا۔ میں نے ان سے اسی طرح سنا ہے کہ جس طرح آج تم مجھ سے سن رہے ہو یہاں تک کہ حضرت نے فرمایا: اے علیؑ کیا تم جانتے ہو کہ اس کے درمیان جس کو بصرہ کہا جاتا ہے اور اس کے درمیان جسے ابلہ کہا جاتا ہے چار فرسخ کا فاصلہ ہے ابلہ اصحاب عشور کی جگہ کو کہا جاتا ہے اس جگہ میں میری اُمت کے ستر ہزار شہید ہوں گے اور وہ اس دن شہداء بدر کی منزلت و مرتبہ پر ہوں گے۔

پس منذر نے حضرت سے عرض کیا اے امیر المومنینؑ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ان کو کون قتل کرے گا؟ ان کو اخوان (بھائی) ماریں گے اور وہ ایک نسل

(قوم) ہیں گویا کہ وہ شیاطین ہیں۔ ان کے رنگ سیاہ ہیں ان کی روحیں بدبودار ہیں۔ ان کا حملہ سخت ہوگا ان کا لوٹنا (لوٹ مار کرنا) کم ہے۔ خوش خبری ہے اس کے لیے جس کو وہ قتل کریں گے اس زمانہ میں ان کے ساتھ جہاد کرنے میں ایک قوم اٹھے گی جو (بڑی طاقتوں کے نزدیک) اس زمانہ کے منکرین کے سامنے ذلیل اور گھٹیا ہوں گے۔ زمین میں غیر معروف اور آسمان میں مشہور ہوں گے ان پر آسمان اور آسمان میں رہنے والے روئیں گے زمین اور زمین پر بسنے والے ان پر گریہ کریں گے۔ پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے۔ پھر فرمایا اے بصرہ تم پر حیرانگی ہے اس فوج ولشکر کی وجہ سے کہ اس لشکر کے لیے نہ رہج ہوگا نہ حس (یعنی نہ ان کے لیے کسی کو درد ہوگا نہ شوروغوغا)۔

پس منذر نے عرض کیا جس تباہی اور غرق ہونے کا ذکر آپ نے فرمایا ہے اس سے پہلے کیا ہوگا تو حضرت نے فرمایا وہ دو باب (دروازے) ہیں پس ویح باب رحمت ہے اور ویل باب عذاب ہے اے فرزند جارود ہاں! تو بڑے انتقام ہوں گے (انتقامی کارروائیاں ہوں گی)۔

۱- ایک جماعت ہوگی جو ایک دوسرے کا قتل کریں گے۔

۲- ایک فتنہ ہوگا جس سے گھروں کی تباہی و ویرانی ہوگی اموال کو لوٹا جائے گا۔ عورتوں کو اسیر بنا کر ذبح کیا جائے گا تباہی ان عورتوں کے مسئلہ پر جو کہ ایک نئی بات یا حادثہ ہوگا۔

۳- دجال اکبر اترے گا جو کہ کانا ہوگا جو کہ کانا ہوگا اس کی دائیں آنکھ صاف ہوگی (یعنی مٹی ہوئی ہوگی) اور بائیں آنکھ ملی اس طرح سے ملی ہوئی کہ گویا سرخی میں ایک جما ہوا قطرہ ہے آنکھ کا ڈھیلا اس شکل میں اُبھرا ہوا ہوگا جس طرح انگور کا دانہ پانی کے اوپر تیر رہا ہو پس اس کی پیروی بصرہ کے کچھ وہ لوگ بھی کریں گے جنھوں نے ابلہ کے شہداء کو قتل کیا ہوگا۔ ان کی اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی جن کو قتل کر دیا جائے گا اور بھاگ جائے گا پھر رجف (خوفناک آواز زلزلہ)

ہے۔ اس کے بعد قذف (حملہ) ہے اس کے بعد خسف (زمین میں دھنسا ہے) اس کے بعد مسخ ہوتا ہے پھر سیاہ بھوک ہوگی (قحط ہوگا) پھر سرخ موت ہوگی اور یہی غرق وتباہی ہے۔

اے منذر: پہلی کتابوں میں بصرہ کے علاوہ اس کے اور تین نام ہیں جن کو علماء ہی جانتے ہیں: ۱- خریبہ ۲- تدمر ۳- موتفکہ یہاں تک کہ آپ نے کہا:

اے بصرہ والو: بہ تحقیق مسلمانوں کے شہروں سے اللہ تعالیٰ نے کسی خطہ کو شرف و کرامت نہیں دی ہے مگر یہ کہ تم کو ان سے افضل قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے۔

تاریخ کے حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کا خطبہ اور ملاحم کے بارے میں آپ کی حدیث قطعی اور مشہور ہے لیکن روایات اس کے لمبی اور چھوٹی ہونے اور بعض مضامین میں مختلف ہیں۔ (اس طویل روایت کو درج ذیل کتابوں میں دیکھو۔ (بحار الانوار ج ۶۰، ص ۲۲۴-۲۲۶، نہج السعادۃ فی مستدرک نہج البلاغہ ص ۳۶۵، عین الاخبار لابن قتیبہ)۔

جو دو روایتیں ہم نے ذکر کی ہیں یہ دونوں غرق کے ذریعہ بصرہ کی تباہی کے بعد زمین میں دھنس کر تباہی کا تذکرہ کر رہی ہیں جو بصرہ کے دو دفعہ غرق ہونے اور زنجیوں کے انقلاب کے دوران واقع نہیں ہوئی ہے۔ اہلبیت علیہم السلام سے بھی جو خسف موعود ہے اس سے مراد یہی ہے جو کہ ظہور کی علامات سے ہے کہ بصرہ زمین میں دھنس کر غرق ہوگا اور احتمال ہے کہ یہ واقعہ سیاہ جھنڈوں والوں کی عراق کے جابروں سے سفیانی کے عراق پر قبضہ کرنے سے پہلے ہو یا سفیانی کے قبضہ کے نتیجے میں ہو۔

جس طرح یہ روایتیں بصرہ میں ستر ہزار چالیس ہزار شہداء کے ذکر میں منفرد ہیں جس کا مقام شہداء بدر کا ہے جن پر امیر المومنینؑ نے گریہ فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہؐ نے بھی ان پر گریہ فرمایا۔ پہلی روایت میں ان شہداء کی جگہ بھی معین ہے اور وہ ابلہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔ ابلہ آج بصرہ کی ایک کالونی ہے جو ریلوے اسٹیشن

کے قریب ہے جبکہ ابن قتیبہ کی روایت بتاتی ہے کہ ان کی شہادت کی جگہ جامع مسجد ہے جس سے مقصود بصرہ کی معروف مسجد ہے۔

ان کی شہادت کا واقعہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ہوگا کیونکہ حضرتؑ کے ظہور کے بعد تو نہ جابر ہوں گے اور نہ ہی مستکبرین۔ جبکہ ان شہداء کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ مستکبرین کے نزدیک یہ ذلیل اور حقیر ہوں گے بہرحال ان کی شہادت کے زماں و وقت کا تعین اخبار میں نہیں ملتا جس طرح روایت میں یہ بھی نہیں ملتا کہ آپ کو کون قتل کرے گا ہوسکتا ہے کہ اخوان کا لفظ کسی اور لفظ کی تبدیل شدہ شکل ہو۔

اور جس دجال کا ذکر ہے کہ وہ ان شہداء کے بعد ہوگا اور ستر ہزار نصاریٰ اس کے پیروکار ہوں گے جو کہ اصحاب اناجل ہوں گے۔ ہوسکتا ہے یہ دجال موعود کے علاوہ کوئی اور دجال ہو کیونکہ دجال موعود امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہی ظاہر ہوگا جب کہ ابن قتیبہ کی روایت میں ابلہ کے شہداء کا ذکر ہے دجال کا نہیں ہے۔ بہرحال اس بارے میں مزید تحقیق اور بحث کی ضرورت ہے۔

تفسیر نورالثقلین میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں ہے (وجاء فرعون ومن قبلہ والموتفکات بالخاطئہ - سورہ الحاقۃ' آیت ۹) اس میں موءتفکات سے مراد بصرہ ہے۔ اور والموتفکۃ اھوی (سورہ النجم' آیت ۵۳) کی تفسیر میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ الموتفکہ سے مراد بصرہ والے لوگ ہیں اور موتفکہ بصرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے قول "وقوم ابراھیم واصحب مدین والموتفکات" کے بارے میں امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''الموتفکات سے مراد قوم لوط ہیں جس پر کہ عذاب آیا اور زمین کو ان پر پلٹ دیا گیا۔

تفسیر نورالثقلین میں "من لایحضرہ الفقیہ" سے نقل کیا ہے۔ جویریہ بن مسہر العبدی نے کہا'' ہم خوارج کے قتل سے فارغ ہو کر امیرالمومنین علیہ السلام کے ہمراہ بابل کی سرزمین پر آئے۔ نماز عصر کا وقت ہو گیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام اترے اور باقی

لوگ بھی اترے تو علی علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! یہ زمین زمانہ میں ملعون ہے تین مرتبہ اس پر عذاب آ چکا ہے (اور روایت میں دو مرتبہ کہا گیا ہے) یعنی تیسری مرتبہ عذاب کی توقع ہے اور یہ موتفکات میں سے ایک ہے۔

❀ ❀ ❀

امام مہدیؑ اور فتح عراق

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں کہ امام مہدیؑ اپنی فوج کے ہمراہ عراق میں داخل ہوں گے سفیانی کے باقی ماندہ لشکر سے عراق کو آزاد کرائیں گے اور اسی طرح متعدد خارجیوں کے گروہوں سے بھی جنگ کریں گے اور اپنی حکومت کا مرکز بھی عراق کو بنائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کی قوات کے داخلہ کا صحیح وقت معلوم نہیں ہے لیکن حضرتؑ کے ظہور کی حرکت کے باب کے بیان میں آئے گا کہ آپ کے ظہور کے چند ماہ بعد یہ ہوگا حجاز کی آزادی اہواز اور بیضاء اصطخر کے معرکہ سے فراغت کے بعد اپنے ایرانی انصار کے ہمراہ سفیانی کے لشکر کو فیصلہ کن شکست دیں گے اس کے بعد ہوائی راستہ سے طیاروں کے جھرمٹ میں عراق کے اندر داخل ہوں گے جیسا کہ روایت سے واضح طور پر سمجھا جاتا ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السماوات والارض فانفذوا لا تنفذون لا بسلطان آپ نے فرمایا کہ رجعہ کے دن حضرت قائم علیہ السلام نور کے سات قبوں میں اتریں گے اور یہ معلوم نہیں ہوگا کہ آپ ان میں سے کس میں ہیں یہاں تک کہ آپ کوفہ میں اتریں گے۔

اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس میں اعجازی پہلو کے علاوہ امنیت کے حوالہ سے بھی جو احتیاط برتی جائے گی اس کا ذکر ہے کیونکہ امام مہدی کی عالمی سطح پر مخالفت جاری ہوگی

اور عراق میں بھی تمام مخالف طاقتوں کا صفایہ نہ ہوا ہوگا۔ روایت میں جو تعبیر ہے کہ ینزل (اتریں گے) اور پھر دوبارہ ہے حتی ینزل ظهر الكوفه (یہاں تک کہ کوفہ کی پشت پر یعنی نجف پر اتریں گے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ براہ راست کوفہ یا نجف میں آ کر نہ اتریں گے بلکہ پہلے دارالحکومت میں یا فوجی چھاؤنی میں یا کربلا میں اتریں گے اور پھر وہاں سے دوبارہ اڑیں گے اور نجف یا کوفہ میں آ کر اتریں گے جیسا کہ بعض روایات میں بھی ہے۔

احادیث میں حضرت مہدیؑ کے عراق کے اندر کافی معجزات کا تذکرہ موجود ہے۔ ان کو حضرت مہدیؑ کے ظہور کی حرکت کے باب میں بیان کریں گے۔ اس جگہ ان میں سے فقط وہ ذکر کرتے ہیں جس کا تعلق عراق کی عمومی حالت سے ہوگا۔ ان میں سب سے زیادہ اہم داخلی امن کو تمام گروہوں کا خاتمہ کر کے بحال کرنا ہوگا۔ روایات بتاتی ہیں کہ جب آپ کوفہ میں داخل ہوں گے تو اس وقت تین قوتیں کام کر رہی ہوں گی۔

۱- آپ کی تائید کرنے والی قوات۔
۲- سفیانی کی موید افواج
۳- خوارج کی قوات

- عمرو بن شمر نے امام باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کا ذکر کیا اور فرمایا ''کوفہ میں داخل ہوں گے اور اس میں تین پرچم ہوں گے پھر فضاء آپ کے لیے صاف ہوگی اور آپ داخل ہوں گے یہاں تک کہ منبر پر چڑھ جائیں گے اور گریہ و زاری کی وجہ سے لوگ نہ جانیں گے کہ آپ کیا فرما رہے ہیں (الارشاد ص ۳۶۲)۔

اس حدیث اور اس جیسی اور احادیث میں جب کوفہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس سے مراد عراق ہے۔ عراق کے اندر تین پرچموں کا ہونا اس بات سے منافات نہیں رکھتا کہ ایرانی تمہیدی افواج کے ہمراہ امام مہدی علیہ السلام سفیانی کے لشکر کو شکست فاش دینے

کے بعد عراق پر مسلط ہو جائیں گے یا بعد والی حدیث جو سنی اور شیعہ دونوں کتب میں موجود ہے۔ حدیث مستفیض یعنی تواتر کے نزدیک ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام اور امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "سیاہ جھنڈے جو خراسان سے نکلیں گے اور کوفہ میں اتریں گے اور جب امام مہدیؑ ظہور فرمائیں گے تو وہ ان کی بیعت کے لیے اٹھیں گے (بحارالانوار ج ۵۲' ص ۲۱۷)۔

پس عسکری غلبہ امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی اور تائیدی قوات کو حاصل ہوگا لیکن عوام کی سطح پر تین قسم کے رجحان جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے موجود ہوں گے۔ رہا مخالف گروہوں کا قلع قمع ہونا تو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے کافی گروہ ہوں گے چاہے وہ سفیانی کے باقی ماندہ فوجی ہوں یا خوارج سے متعلق گروہ یا ان کے علاوہ آپ کے مخالف گروہ ہوں جو بھی آپ کے مقابلے میں آئے گا اس کے لیے حضرت قتل اور سختی کی سیاست اختیار کریں گے تاکہ آپ کو جو عہد اپنے جد کی طرف سے دیا گیا ہے اسے نافذ کرسکیں۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "بہ تحقیق رسولؐ اللہ نے اپنی امت میں نرم روش اختیار کی' نرمی کی پالیسی اپنائی' لوگوں کو اپنا بناتے تھے' قلوب کی تالیف کرتے تھے جبکہ حضرت قائم علیہ السلام کی پالیسی سختی اور قتل کی ہوگی۔ اس وقت آپ کے پاس جو کتاب ہوگی اس میں آپ کو یہی حکم دیا گیا ہوگا یعنی آپ قتل اور سختی اختیار کریں اور کسی ایک سے توبہ طلب نہ کریں اور تباہی ہے اس کے لیے آپ کا مقابلہ کرے (بحارالانوار ج ۵۲' ص ۳۵۳)۔

جو آپ کے پاس کتاب ہے اس سے مراد رسولؐ اللہ کی تحریر ہے اور آپ کی املاء ہے اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھائی ہے اور جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "قتل کرو اور پھر قتل کرو اور کسی ایک سے توبہ کی درخواست نہ کرو"۔ امام باقر علیہ السلام سے ہے "حضرت قائم علیہ السلام ایک نئے حکم سے قیام کریں گے اور نئے فیصلے کے ساتھ اٹھیں گے جو عربوں پر سخت ہوگا آپ کا کام سوائے تلوار کے اور کچھ نہیں ہے کسی ایک

سے توبہ طلب کریں گے اور نہ خدا کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ (بحارالانوار ج ۵۲' ص ۳۵۴)۔

حکم جدید وہ اسلام ہی ہے جسے جابروں نے مٹا دیا ہوگا اور مسلمان اس سے دور ہو چکے ہوں گے۔ حضرت مہدیؑ اسے زندہ کریں گے قرآن کو زندہ کریں گے اور یہ بات عربوں پر سخت گراں ہوگی جو اپنے حکام اور سرکشوں کی اطاعت کریں گے اور حضرت مہدیؑ کی مخالفت کریں گے اور حضرت سے جنگ کریں گے۔

امام صادق علیہ السلام سے ہے "حضرت قائم علیہ السلام اپنی جنگ کے دوران وہ دیکھیں گے جو رسولؐ اللہ نے اپنی جنگ کے دوران دیکھا ہوگا کیونکہ رسولؐ اللہ جب ان کے پاس آئے تھے تو وہ پتھر اور لکڑی کے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور جب حضرت قائم علیہ السلام تشریف لائیں گے تو یہ حضرت قائم علیہ السلام کے خلاف اٹھیں گے اور اللہ کی کتاب کی آپ کے خلاف تاویل کریں گے اور کتاب خدا پر آپ کے خلاف جنگ کریں گے" (بحارالانوار ج ۵۲' ص ۳۶۳)۔

ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی تمہیدی قوات کی حکومت کی مخالفت کرنے میں حکمرانوں اور علمائے سوء نے قرآنی آیات کی کس طرح تاویلیں کی ہیں اور وہ کس طرح ان کے خلاف جنگ لڑ رہے ہیں۔

بعض احادیث بتاتی ہیں کہ امام مہدیؑ ان منافقین کو بھی پکڑیں گے جو چھپے ہوئے ہوں گے اور ان میں سے بعض آپ کے حاشیہ میں ہوں گے اور حضرت مہدی ان کو اس نور کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں قرار دیا ہے پہچان لیں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "جب کہ ایک آدمی حضرت قائم علیہ السلام کے سر پر ہوگا حضرتؑ اسے حکم دیں گے اور اسے ہٹا دیں گے جب آپ کہیں گے کہ اسے پھیر کر لاؤ تو وہ اسے پھیر کر آپ کے سامنے لائیں گے پس آپ حکم دیں گے کہ اس کی گردن اڑا دو پس آپ کے قدموں میں کوئی بھی نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ ڈرے گا"

(بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۳۵۵)۔

بعض احادیث میں ہے کہ بعض دفعہ آپ مسئلہ کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے پورے ایک گروہ کی ناکہ بندی کا حکم جاری کریں گے۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے

''جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو کوفہ کی طرف چلیں گے پس وہاں سے چند ہزار افراد نکلیں گے اور برائت کا اظہار کریں گے ان کے پاس اسلحہ ہوگا وہ کہیں گے جدھر سے آئے ہو ادھر واپس لوٹ جاؤ ہمیں فاطمہؑ کی اولاد کی ضرورت نہیں ہے۔ پس حضرتؑ ان کی گردن پر تلوار رکھ دیں گے اور ان کے آخری شخص تک کو ختم کر دیں گے۔ پھر کوفہ میں داخل ہوں گے اور ہر منافق مشکوک کو قتل کریں گے۔ حضرتؑ اپنے مقابلے میں جنگ کرنے والوں کو قتل کریں گے یہاں تک اللہ عزوجل راضی ہوگا'' (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۸)۔

بعد والی روایات بتاتی ہیں کہ ستر افراد کو قتل کریں گے جو کہ شیعوں میں اصل فتنہ اور اختلاف کی جڑ ہوں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ علماء سوء اور گمراہ ہوں گے۔ مالک بن ضمرہ کہتا ہے امیرالمومنینؑ نے فرمایا اے مالک بن ضمرہ تمہاری کیا حالت ہوگی جب شیعہ اس طرح اختلاف کریں گے؟ آپ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے بتایا پس میں نے کہا یاامیرالمومنینؑ! اس وقت پھر خیر نہ ہوگی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خیر سب کی سب اس وقت ہوگی اے مالک اس وقت ہمارا قائم قیام کرے گا پس آپ کے سامنے ستر آدمی آئیں گے جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر جھوٹ باندھتے ہوں گے پس حضرت ان کو قتل کر دیں گے اور پھر ان کو (شیعوں کو) اللہ تعالیٰ ایک امر پر اکٹھا کر دے گا'' (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۱۱۵)۔

بعد والی روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عراق میں سفیانی کا لشکر باقی ہوگا باوجودیکہ اس کے حجاز کی زمین میں دھنس جانے کا معجزہ ظاہر ہو چکا ہوگا اور عراق میں اہواز کے مقام پر شکست کھا چکا ہوگا۔ امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے

''پھر حضرت مہدیؑ چلیں گے یہاں تک کہ قادسیہ پہنچیں گے جب کہ لوگ کوفہ میں جمع ہو کر سفیانی کی بیعت کر چکے ہوں گے'' (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۔۔۔) ایک مرد کو بلائیں گے اور اس کے ذمہ یہ مہم لگائیں گے۔ پس وہ ان کی طرف سے نکلے گا اور ان سب کو قتل کرے گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑے گا۔ (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۳۳۳)۔

روایت میں رمیلہ الدسکرہ کی اور وضاحت کی گئی ہے یہ دسکرہ الملک ہے جیسا کہ معجم البلدان میں ہے۔ یہ ایک بستی ہے جو دیالی ڈویژن کے ضلع یعقوبہ کے قصبہ شہر ابان کے نزدیک واقع ہے۔ اس کا نام مارقۃ الموالی شاید اس لیے بتایا گیا ہے کہ وہ عرب نہ ہوں گے یا ان کا قائد غیر عرب ہوگا۔

روایت میں اس بڑی تصفیہ طلب مہم کو ایک اور انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ

''حضرت اپنے عجمیوں اور عربوں کے لشکر میں بارہ ہزار افراد کو الگ کریں گے اور ان سب کو ایک خاص قسم کی وردی پہنائیں گے اور ان کو حکم دیں گے کہ شہر میں داخل ہو جاؤ جو اس وردی مین نہ ہو اسے قتل کر دو پس وہ ایسا ہی کریں گے'' (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۳۷۷)۔

ضروری ہے کہ وہ پورا شہر کافروں یا آپ کے مخالفین کا ہو۔ یہاں تک کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے گا یا پھر اس شہر کے مومنین کو اطلاع دے دی گئی ہوگی کہ وہ حملہ کے وقت گھروں سے باہر نہ نکلیں یا ان کی طرف حضرت نے اس قسم کا لباس جو اپنے لشکر کو دیا تھا وہ روانہ کر دیا ہوگا۔

اس قسم کی وسیع پیمانے پر تصفیہ مہم عراق کے اندر ایک رعب و دبدبہ اور خوف و ہراس کی لہر دوڑا دی گئی۔ پوری دنیا میں بھی خوف و رعب کی لہر دوڑ جائے گی اور ایک شک کی لہر بھی پیدا ہوگی۔ بعض لوگ جب اتنا زیادہ قتل اور سختی دیکھیں گے تو کہیں گے کہ یہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے نہیں ہے اگر فاطمہؑ کی اولاد سے ہوتا تو رحم کرتا۔

بلکہ روایات میں آیا ہے کہ آپ کی طرف سے اپنے مخالفین کے ساتھ اس قدر

سخت رویہ اور قتل عام سے آپ کے بعض اصحاب کے دل میں بھی شک ہونے لگے گا۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''پھر آپ کوفہ کا رخ کریں گے اور اس میں اتریں گے وہاں پر آپ عرب کے ستر قبیلوں کا خون بہائیں گے'' (غیبت طوسی رحمۃ ص ۲۸۴) یعنی وہ عرب قبائل جو آپ کے دشمن اور خوارج کے ساتھ مل گئے ہوں گے۔

ابن ابی یعفور نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے '' بہ تحقیق ہم اہلبیت علیہم السلام سے پہلا قائم ہوگا جو قیام کرے گا اور وہ تمہیں ایک حدیث بیان کرے گا جسے تم برداشت نہ کر سکو گے پس رمیلہ الدسکرہ میں اس کے خلاف خروج کرو گے تم اس سے جنگ لڑو گے اور وہ تمہارے ساتھ جنگ لڑے گا۔ پس وہ تمہیں قتل کرے گا اور یہ آخری خوارج ہوں گے'' (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۳۷۵)۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''جب اس امر کے صاحب'' ''صاحب الامر'' بعض احکام کا حکم دیں گے اور بعض سنت کی بات کریں گے اور مسجد سے کچھ لوگ اٹھیں گے جو آپ کے خلاف خروج کرنا چاہیں گے۔ پس حضرت اپنے اصحاب سے فرمائیں گے جاؤ اور ان کو محلہ تمارین میں سے پکڑ کر لے آؤ۔ پس آپ کے اصحاب ان کو قیدی بنا کر لے آئیں گے۔ پس حضرت ان کے بارے میں حکم دیں گے اور وہ ان کو ذبح کر دیں گے۔ یہ آخری خارجی گروہ ہوگا جو حضرت قائم علیہ السلام پر خروج کرے گا۔ ان دو روایتوں میں جمع اس طرح ہوگی کہ رمیلہ الدسکرہ میں مسلح خارجیوں کا آخری گروہ ہوگا اور کوفہ کے محلہ تمارین سے جن کو پکڑ کر لایا جائے گا یہ آخری گروہ ہوگا جو خروج کا ارادہ رکھتا ہوگا اور ابھی غیر مسلح ہوں گے۔ روایات بتاتی ہیں کہ رمیلہ الدسکرہ کے خوارج حضرت مہدیؑ کے خلاف خروج کرنے والوں میں سب سے زیادہ خطرناک ہوں گے اور ان کا قائد فرعون اور شیطان ہوگا۔

ابوبصیر رحمۃ اللہ سے روایت ہے ''پھر حضرتؑ تھوڑی ہی دیر ٹھہریں گے یہاں تک کہ مارقۃ الموالی' رمیلہ الدسکرہ میں آپ کے خلاف خروج کریں گے ان کی تعداد دس

ہزار ہوگی ان کا شعار'' یا عثمان یا عثمان ہوگا'' پس حضرت موالی میں سے پس ان میں سے ایک اپنے اعصاب کھو بیٹھے گا اور حضرت مہدی علیہ السلام پر اعتراض کرے گا۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ بازار پہنچیں گے پس ایک شخص جو کہ آپ کے باپ کی اولا سے ہوگا'' یعنی سادات سے ہوگا'' تحقیق آپ لوگوں کو جانوروں کی طرح خوفزدہ کرتے جا رہے ہو تو کیا یہ رسولؐ اللہ کے عہد سے ہے یا پھر کس حوالہ سے ہے؟ حضرتؑ نے فرمایا کہ لوگوں میں کوئی ایک بھی اس کے برابر سخت اور مضبوط نہ ہوگا۔ پس موالی میں سے ایک آدمی اٹھ کر اس سے کہے گا تم حتمی طور پر چپ ہو جاؤ ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا تو اس وقت حضرت قائم علیہ السلام رسولؐ اللہ کا عہد نامہ نکالیں گے (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۳۸۷)۔

روایت میں ہے حضرت بازار پہنچ جائیں گے بازار ایک جگہ کا نام ہے۔ عربی میں لفظ ''سوق'' استعمال ہوا ہے یعنی ایسی جگہ پہنچ جائیں گے جس کا نام سوق ہوگا۔ یہ احتمال بھی ہے کہ سوق والے ''بازار والوں'' کے قتل کی بابت اطلاع آئے گی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ موالی میں سے ایک ایرانی ہوگا اور وہ اس اعتراض کرنے والے سید کو چپ ہو جانے کا مشورہ دے گا۔ یہ امام مہدیؑ کے لیے بیعت لینے کا انچارج ہوگا جیسا کہ روایت میں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''جب حضرت ثعلبیہ پہنچیں گے تو آپ کے باپ کی اولاد میں سے ایک مرد اٹھے گا وہ صاحب الامر کے علاوہ تمام لوگوں سے جسمانی طور پر مضبوط اور دل کے حوالہ سے سب سے زیادہ بہادر اور دلیر ہوگا۔ وہ کہے گا اے شخص تم کیا کر رہے ہو؟ خدا کی قسم! آپ تو لوگوں کو حیوانوں کی طرح خوفزدہ کر رہے ہیں۔ کیا یہ سب کچھ رسولؐ اللہ کے عہد سے ہے یا کسی اور وجہ سے؟ پس وہ شخص جس کے ذمہ بیعت لینا ہوگا' کہے گا خدا کی قسم! خاموش ہو جاؤ ورنہ تمہاری کھوپڑی اڑا دوں گا جس میں تمہاری یہ دو آنکھیں ہیں۔ تو حضرت قائم علیہ السلام فرمائیں گے اے فلاں

چپ ہو جاؤ' خدا کی قسم میرے پاس رسولؐ اللہ کا عہد نامہ ہے۔

اے فلاں عیبہ یا زنفلیجہ مجھے دو پس وہ شخص لے کر آئے گا پس اسے رسولؐ اللہ کا عہد نامہ پڑھوائیں گے پس وہ "سیدزادہ" کہے گا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے اپنا سر آگے کرو تا کہ میں اس کا بوسہ لے لوں۔ پس حضرتؑ اپنا سر اسے دیں گے اور وہ اس کا بوسہ لے گا پھر کہے گا خدا مجھے آپ پر قربان کرے' تجدید بیعت کرتا ہوں پس ان کے لیے دوبارہ بیعت لی جائے گی۔ عیبہ یا زنفلیجہ کے معنی چھوٹی صندوق ہے۔ ثعلبیہ ایک جگہ کا نام ہے جب حجاز کی طرف سے عراق آئیں تو یہ جگہ راستہ میں پڑتی ہے۔

اس اجمالی بیان میں کہ حضرت مہدیؑ عراق میں کن کو قتل کریں گے' سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیعہ اور سنیوں کے متعدد گروہ ہوں گے۔ سفیانی کے مؤیدین سے بھی ہوں گے اور سفیانی کے مخالفین بھی ہوں گے یعنی علمائے سوء اور چھوٹی چھوٹی جماعتیں' گروہ اور عام لوگ اور یہ بات طبعی ہے کہ ان گروہوں میں رسوم اور ترک یعنی غربیوں اور وسیوں کے ایجنٹ اور ان کے حامی بھی شامل ہوں گے۔

لیکن اس کے بعد عراق امام مہدیؑ کی حکومت کے سائے میں سکھ چین کا سانس لے گا اور اس میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ اس حوالہ سے کہ امام مہدیؑ کا دارالحکومت ہوگا اور عالمی حوالہ سے اسے مرکزیت ملے گی۔ تمام مسلمانوں کی نظریں اس پر ہوں گی اور مختلف اطراف سے وفود اس کی طرف آئیں گے۔ کوفہ' سہلہ' حیرہ' نجف' کربلا ایک ہی شہر کے محلّے ہوں گے۔ دنیا کی تمام قوموں کی زبانوں اور دلوں پر اس شہر کا نام ہوگا۔ جمعہ کے دن دور دراز سے لوگ اکٹھے ہوں گے اور حضرت امام مہدیؑ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کریں گے۔ حضرتؑ کے پیچھے نماز جمعہ ادا کریں گے۔ حضرتؑ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے لوگ شب جمعہ ہی آ جائیں گے اور صبح اس مسجد میں کریں گے تا کہ لاکھوں نمازیوں میں اپنے لیے جگہ لے سکیں اور ایسا نہ ہو کہ نماز پڑھنے کی جگہ نہ ملے۔ کیونکہ اس عالمی مسجد میں دور دراز کے لاکھوں افراد نماز پڑھنے کے لیے آئیں

گے۔ امام صادق علیہ السّلام سے روایت ہے آپ کے ملک کا مرکز اور گھر کوفہ ہوگا۔ آپ کی حکومت کی مجلس جامعہ کوفہ ہے۔ آپ کا بیت المال اور مسلمانوں کے غنائم کی تقسیم کا مرکز مسجد سہلہ ہے اور آپ کی خلوت (تنہائی) کی جگہ الزکوات البیض ہے۔ خدا کی قسم! کوئی مومن نہ ہے گا مگر وہاں ہوگا یا اس کے اطراف میں ہوگا (ایک روایت میں ہے اس کی طرف آئے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی طرف قصد کرے گا اور شاید یہی زیادہ صحیح ہے) اور کوفہ ۴۵ میل تک پھیل جائے گا اور اس کے محلات جو کہ کربلا کے محلات سے جا ملیں گے اور کربلا ایسا مقام اور مرکز ہوگا جہاں فرشتوں اور مومنین کی آمدورفت ہے اور ضرور بالضرور اس کی بڑی شان ہوگی (بحارالانوار' ج ۵۳' ص ۱۱-۱۲)۔

آپ کی حکومت کی مجلس (یعنی مجلس حکمہ لوگوں کے فیصلہ جات سنانے' لوگوں کا رجوع کرنا) یا تو موجودہ مسجد کوفہ ہوگا یا اس بڑی مسجد میں جسے حضرت خود بنائیں گے "وموضع خلواتہ الذکوات البیض" یعنی آپ کی عبادت کے لیے اعتکاف کے لیے خلوت وتنہائی کے لیے نجف کے قریب سفید ٹیلے والی جگہ ہوگی۔ پینتالیس میل کا مطلب یہ ہے کہ کوفہ کی مسافت یا کوفہ شہر کی لمبائی ایک سو کلومیٹر ہوگی۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "کوفہ کی پشت پر ایک مسجد تعمیر کروائیں گے جس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔ کوفہ کے گھر کربلا اور حیرہ کی نہروں سے جا ملیں گے یہاں تک کہ انسان بغلہ سفواء پر نکلے گا۔ نماز جمعہ کا ارادہ رکھتا ہوگا پس وہ نماز جمعہ کو نہ پا سکے گا (غیبت طوسی' ص ۲۸۰)۔

اسفواء ہلکے اور تیز کے معنی میں ہے یعنی ہلکی اور تیز سواری پر نماز جمعہ میں شرکت کے لیے آئے گا لیکن نماز کے لیے کوئی خالی جگہ نہ پائے گا۔ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے مرکز عراق میں مادی ومعنوی تبدیلیوں کے بارے میں کافی احادیث ہیں جنہیں اس جگہ ذکر نہیں کر سکتے۔

عراق میں تصفیہ کرنے اور اسے اپنی حکومت میں شامل کرنے اور اپنی حکومت کا

مرکز بنانے کے بعد آپ کی حکومت یمن' حجاز' ایران اور عراق پر مشتمل ہوگی اور اس میں خلیج کی ریاستیں بھی شامل ہوں گی اور اس کے بعد آپ اپنے خارجی دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے فارغ ہوں گے۔ اس کا آغاز ترک سے کریں گے ان کی طرف لشکر روانہ کریں گے اور اس کو شکست دیں گے۔ پھر ایک بڑے لشکر کو اپنی کمانڈ میں شام کی طرف لے جائیں گے۔ آپ دمشق کی قریب مرج عذراء میں اتریں گے تاکہ سفیانی' یہود اور روم کے ساتھ معرکہ میں وارد ہوں گے اور قدس کی فتح کے بڑے معرکے کا آغاز کریں گے جو کہ ظہور کی حرکت کے واقعات میں آئے گا۔

❀❀❀

عصرِ ظہور میں عالمگیر جنگ

بہت ساری احادیث میں ہے کہ ظہور کے نزدیک عالمی جنگ ہوگی بلکہ اس مطلب میں روایات تواتر سے ہیں۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم جو کہ ہمارے زمانہ میں ہوئی ان پر ان روایات کے معنی کو وارد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ جن اوصاف کو روایات نے اس عالمی جنگ کے بارے میں بتایا ہے وہ ان اوصاف سے مختلف ہیں جو ان دو عالمی جنگوں میں رونما ہوئے خاص کر جانی نقصانات کے حوالے اور اس کے زمانہ ظہور کے قریب ہونے کے حوالے سے بلکہ بعض روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یا تو یہ جنگ ظہور کے سال میں چھڑے گی یا آپ کے ظہور کی حرکت کے شروع ہونے کے بعد واقع ہوگی۔

امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے ''حضرت قائم علیہ السلام سے پہلے سرخ موت اور سفید موت ہے'' اور مکڑیوں کے غول اپنے موسم اور غیر موسم میں ہیں۔ خون کے رنگ کی مانند سرخ موت تو بہرحال تلوار سے ہوگی اور سفید موت طاعون بیماری سے ہوگی (الارشاد للمفید' ص ۴۰۵' غیبت طوسی' ص ۲۷۷)۔

روایت میں لفظ ہے "بین یدی القائم "یعنی حضرت قائم علیہ السلام کے آگے سامنے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت کے ظہور سے تھوڑا پہلے جنگ ہوگی جبکہ حدیث میں اس جنگ کے مقام کا ذکر موجود نہیں ہے۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''حضرت قائم علیہ السلام قیام نہیں فرمائیں

گے مگر سخت خوف و ہراس کی حالت میں کہ جب زلزلے' فتنے اور مصائب لوگوں کو پہنچ رہے ہوں گے اور اس سے پہلے طاعون پھر عربوں کے درمیان فیصلہ کن تلوار اور لوگوں کے درمیان اختلاف' لوگوں کا دین میں مختلف ہونا' گروہوں میں ہونا' لوگوں کے حالات میں تبدیلی' لوگوں کے بدلنے کے بارے میں دیکھا جائے گا کہ خواہش کرنے والا یہ خواہش کرے گا کہ موت صبح یا شام کے وقت آجائے۔ لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے گے ہمدردیاں بدلنے میں دیر نہ کریں گے۔ اس وجہ سے موت کی تمنا کریں گے''۔

(اکمال الدین' الصدوق' ص ۳۳۴)۔

اس روایت میں عالمی جنگ سے پہلے طاعون کا ذکر ہے۔ عالمی جنگ کی وجہ سے لوگوں میں سخت خوف و ہراس ہوگا۔ لیکن اگر ہم یہ فرض کرلیں کہ راوی نے ان واقعات کو آگے پیچھے نہیں کیا تب بھی اس ترتیب اور تسلسل سے واقعات کا ہونا سمجھ میں نہیں آتا کیونکہ عربوں کے درمیان کاٹنے والی تلوار لفظ ''ثم'' کے بعد ہے۔

اس کا عطف طاعون پر کرنا بھی درست ہے۔ یعنی عربوں میں اختلاف اس طاعون کی وبا کے بعد ہوگا اور اس کا عطف عظیم مصیبت اور فتنہ پر کرنا بھی درست ہے اور طاعون جملہ معترضہ کے درمیان میں آیا ہے۔ پس عربوں کا یہ اختلاف طاعون کی وبا سے پہلے ہوگا۔ مزید برآں یہ واقعات اجمالی ہیں البتہ اس سے ایک بات سمجھ میں آتی ہے کہ عربوں پر ایک بحرانی کیفیت ہوگی۔ لوگ امن اور اقتصادی حوالے سے پریشان ہوں گے۔ سیاسی بحران ہوگا جس کی وجہ سے خوف زدہ ہوں گے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سب کچھ بھوک اور قحط کے سال میں ہو۔ جیسا کہ روایات میں بتایا گیا ہے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''ضروری ہے کہ حضرت قائمؑ علیہ السلام کے قیام سے پہلے بھوک و قحط کا سال ہو جس میں لوگ بھوکے مریں اور قتل کی وجہ سے خوف میں ہوں''

(بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۲۹)۔

بعد والی حدیث بیان کرتی ہے کہ یہ خوف و ہراس اور جنگ جاری رہے گی۔

یہاں تک کہ ظہور سے پہلے ماہ رمضان میں آسمانی آواز آئے گی۔ امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے "ہاں! مشرق و مغرب والے اختلاف کریں گے اور اہل قبلہ بھی۔ لوگ سخت تنگی اور مشقت میں مبتلا ہوں گے جس کی وجہ سے ان پر خوف طاری ہوگا۔ پس لوگ اسی حالت میں ہوں گے یہاں تک کہ ہماری طرف سے ندا دینے والا آسمان سے ندا دے گا۔ پس جب اس نے آواز دی تو پھر کوچ کرو' کوچ کرو'' (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۵)۔

یہ حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کے نقصانات غیر اسلامی اقوام پر ہوں گے۔ "یختلف اهل الشرق و الغرب نعم و اهل القبله" والی عبارت دقت طلب ہے اور اس میں بنیادی اختلاف شرق و غرب کا بتایا گیا ہے۔ اہل قبلہ یعنی مسلمانوں کے اختلاف کی حیثیت ثانوی ہے۔ گویا کہ یہ اس اختلاف کا نتیجہ اور اسی کے تابع ہوگا۔ جس عالمی جنگ کا انتظار ہے اور اس میں ایسا ہونا ایک طبعی امر ہوگا۔ اس جنگ کے اہداف اور اصلی نشانے بڑی طاقتوں کے مراکز دارالحکومت اور ان کے فوجی ٹھکانے ہوں گے (اصل مقصود)۔ مسلمانوں تک یہ نقصانات بالواسطہ آئیں گے۔ احادیث میں اس بارے میں صراحت آئی ہے۔ ابوبصیر سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے'' یہ امر نہیں ہوگا مگر یہ کہ ۲/۳ لوگ ختم ہو جائیں گے۔ ہم نے کہا کہ اگر ۲/۳ لوگ ختم ہو گئے تو پھر بچے گا کون؟ تو آپ نے فرمایا '' کیا اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ باقی ۱/۳ میں آپ لوگ ہوں''

(بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۱۳)۔

وقت مقرر کرنے کے حوالے سے جو روایت سب سے زیادہ واضح ہے وہ امیرالمومنینؑ سے مروی وہ خطبہ ہے جس میں آپ نے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی علامات اور آپ کی حرکت کے بارے میں بیان کیا ہے۔ اسی میں دو فقرے ایسے ہیں جو عالمی جنگ پر دلالت کرتے ہیں۔ الا ایها الناس' سلونی قبل ان تشغر برجلها شرقیه تطافی خطامها بعد موت و حیاته وتشب نار بالحطب الجزل غربی الارض

رافعته ذيلها تدعويا ويلها' بذيلة او مثلها –

اہل نجران (یعنی اہل نجران کا راہب (عالم) کا ایک مرد خرج کرے گا وہ امام مہدی علیہ السلام کی اجابت کرے گا اور پہلا نصرانی ہوگا جو امام کی اجابت کرے گا۔ اپنے صومعہ (عبادت گاہ) کو گرائے گا' صلیب کو توڑ دے گا اور موالی کمزور لوگوں اور سواریوں کے ساتھ ہدایت کے پرچموں کے ساتھ خروج کرے گا۔ پھر وہ نخیلہ جائیں گے زمین کے تمام لوگوں کا اجتماع فاروق میں ہوگا (یہ ابرس اور فرات کے درمیان امیرالمومنین علیہ السلام کے مجّہ کی جگہ ہے۔ مجّہ حاجیوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے) پس اس دن مشرق و مغرب کے درمیان ۳۰ لاکھ یہود و نصاریٰ کا قتل ہوگا۔ ان کے بعض دوسرے بعض کو قتل کریں گے پس وہ دن اس آیت کی تاویل ہے۔ "فمازالت تلک دعواهم حتی جعلناهم حصيدًا خامدين" پس برابر یہ ان کا دعویٰ رہا' یہاں تک کہ ہم نے ان کو بجھا ہوا فصل گھاس قرار دے دیا' تلوار اور تلوار کے سایہ تلے"۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۷۴)۔

حضرت کا قول "قبل ان تشغر برجلها فتنه شرقيه" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ کی ابتداء شرق یعنی روس سے ہوگی یا مشرق کے علاقے میں کسی جھگڑے پر ہوگی۔ (اس وقت مشرق کی سرزمین پر افواج کا اجتماع کو تقویت دیتا ہے کہ یہ جنگ مشرق (وسطیٰ) میں کسی مسئلے کے جھگڑے پر ہوگی اس وقت یہ مسئلہ عراق کا کویت پر قبضہ ہے۔ مترجم) امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی حرکت کے باب میں آئے گا کہ حجاز کے اندر جس سیاسی خلا اور بحران کا وعدہ دیا گیا ہے وہ اس جنگ کے مشرق اور مغرب کے درمیان چھڑنے کا سبب ہوگا۔ حضرتؑ کا اگلا جملہ "اوتشب نارا بالحطب الجزل غربی الارض" تباہی کا مرکز غربی ممالک ہوں گے یعنی ان کے عسکری ٹھکانے' بڑے بڑے مراکز اور دارالحکومتوں میں آگ کے شعلے بھڑکیں گے اور حضرتؑ کے قول کے معنی کہ "فيكون مجمع الناس جميعا من الارض كلها بالفاروق" لوگ زمین کے

کونے کونے سے حضرت مہدیؑ کے ساتھ ملحق ہونے کے لیے آئیں گے اور حضرت کا مقر اور رہائش کوفہ اور حلہ کے درمیان ہوگا۔ اسی طرح وہ نجرانی مستضعفین کے ایک وفد کے ہمراہ آئے گا اور حضرتؑ کی یہ عبارت "وهی محجة امیر المومنين وهی ما بين البرس والفرات" یہ جملہ راوی یا روایت لکھنے والے کا ہے اور اصل روایت سے نہیں ہے۔ مجّہ کا مطلب شاید یہ ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانے میں حاجیوں کے قافلے اس جگہ جمع ہوتے تھے یا یہ ایسی جگہ تھی کہ جہاں آپ کے فوجی مراکز تھے یا آپ کی ملاقات کے لیے جانے والے جمع ہوتے تھے۔ "فيقتل يومئذ ما بين المشرق والمغرب ثلاثه الاف (الف)" یعنی تین ملین یا تیس لاکھ افراد۔ ہم نے الف (ہزار) کو قوسین میں رکھا ہے کیونکہ یہ لفظ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۷۴)۔

اس روایت میں یہ گر گیا جب کہ اصل میں یہ تھا ثلاثة الآف الف' تین ہزار یعنی تین کروڑ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عالمی جنگ کے تمام مقتولین کی تعداد ۳۰ ملین ہوگی بلکہ اس دن کے یا اس دوران کے مقتولین اتنے ہوں گے یا جنگ کے مختلف مراحل میں سے ایک مرحلہ یا اس کے آخری مرحلہ کے مقتولین کی تعداد یہ ہے۔ پہلے گزر چکا ہے کہ طاعون کی وباء اور جنگ سے جو جانی نقصان ہوگا اس سے ۲/۳ افراد ختم ہو جائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ ۵/۷ ختم ہو جائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے حضرت قائم علیہ السلام سے پہلے دو موتیں ہیں سرخ موت اور سفید موت یہاں تک کہ ہر سات میں سے پانچ شخص ختم ہو جائیں گے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۰۷)۔ بعض روایات میں ۹/۱۰ کا خاتمہ ہے۔ روایات کا یہ اختلاف شاید علاقوں کے مختلف ہونے کے حوالے سے ہے۔ بہرحال اس عالمی جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان اتنا کم ہوگا کہ جو قابل ذکر نہیں ہے۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ احادیث شریفہ بتاتی ہیں کہ حضرت مہدیؑ کے ظہور سے پہلے عالمی سطح پر خوف و ہراس اور قتل و وباء ہوگا اور ظہور سے پہلے یا ظہور کے سال میں

بہت بڑا جانی نقصان بنیادی طور پر غیر مسلموں کو ہوگا۔ یہ ایسا امر ہے کہ جس کی تفسیر اس طرح کرنا ممکن ہے کہ جنگ عظیم میں ایسا ہو سکتا ہے یا ایٹمی ہتھیاروں سے جو جنگ ہوگی یہ اس کا نتیجہ ہوگا جیسا کہ روایات میں ہے کیونکہ اگر روایتی اور قدیم ہتھیاروں سے جنگ ہوتی تو پھر اس کے جانی نقصانات اتنے نہ ہوتے جو کہ روایات میں بیان ہوئے ہیں بلکہ ان کا ایک حصہ ہوتا یا کم از کم اس جنگ کا خوف عالمی سطح پر نہ ہوتا بلکہ جنگی مناطق تک محدود ہوتا لیکن کچھ روایات ایسی بھی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ علاقائی جنگیں بھی چھڑیں گی خاص کر امام باقر علیہ السلام سے جو تفسیر وارد ہوئی ہے کہ ظہور کے سال میں ''تکثر الحروب'' جنگیں بہت ہوں گی۔ اس روایت میں نص ہے کہ اس سال بہت جنگیں ہوں گی۔ اس جیسی روایات اور مشرق و غرب کے درمیان جنگ اور اختلاف والی روایات کو اس طرح اکٹھا کیا جا سکتا ہے کہ اختلاف اقلیمی اور علاقائی جنگوں کی شکل اختیار کر جائے گا اور اس تباہی کا مرکز غرب کی سرزمین ہوگی۔

ان جنگوں کا وقت روایات سے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ امام علیہ السلام کے ظہور کے بہت ہی نزدیک ہوں۔ اگر ہم ان روایات کو جمع کرنا چاہیں تو اس کے کئی مراحل بنتے ہیں جن کا آغاز ظہور سے پہلے ہوگا۔ ظہور کے سال یہ جنگیں جاری رہیں گی۔ انہی جنگوں کے دوران حجاز کو حضرت فتح کریں گے اور پھر عراق کو فتح کریں گے۔ روس اور باقی اقوام کے ساتھ آپ کی جنگ بعد میں ہوگی کیونکہ روایات میں ہے کہ پہلا لشکر جسے حضرت روانہ کریں گے وہ روس کی طرف ہوگا اور وہ ان کا خاتمہ کر دے گا اور اگر اس جنگ کی تفسیر ایٹمی جنگ سے کریں اور جو کچھ ایٹمی جنگ کے بارے میں اخبارات میں لکھا جاتا ہے اس پر نظر کریں تو اس جنگ کی مدت ایک مہینہ سے زیادہ نہ ہوگی واللہ العالم!

(اس وقت حجاز مقدس کی سرزمین پر عالمی افواج کا شیطان اکبر امریکہ کی سرپرستی میں جمع ہونا اور عراق کے صدام خونخوار کے اقدامات کو سامنے رکھیں تو بہت جلد ان روایات کی عملی تصویر بننے والی ہے۔ مترجم)

❀ ❀ ❀

عصرِ ظہور میں ایرانی کردار

غربیوں کے نزدیک اسلامی انقلاب سے پہلے ایران عالم اسلام کے لیے ایک حیاتی مرکز کی حیثیت رکھتا تھا اور اس علاقے میں ان کے چوکیدار اور محافظ کا کردار ادا کر رہا تھا۔ روسی مسلمانوں کے اذہان میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ یہ ایک قدیم اسلامی مملکت ہے جس پر غرب اور اسرائیل دوست شاہ مسلط ہے اور اپنے پورے ملک کو ان کی خدمت میں دے رکھا ہے مجھ جیسے ایک شیعہ کے لیے اس سرزمین پر امام رضا علیہ السلام کا مشہد مقدس اور حوزہ علمیہ قم' اور اس کی تاریخ علماء اور شیعہ تاریخ میں ایک بڑا مقام و حیثیت ہے۔ جب ہم ان احادیث کا جن میں فرس قوم مسلمان کی تعریف کی گئی ہے مطالعہ کرتے تو آپس میں ایک دوسرے سے کہتے تے کہ یہ احادیث ان حدیثوں کی طرح ہیں جو اہل یمن کے بنی خزاعہ کی مدح اور مذمت کرتی ہیں اور یہ کہ تمام احادیث جو بعض شہروں یا اقوام وقبائل کی تعریف یا مذمت میں ہیں وہ سب کی سب محل اشکال ہیں اور اگر یہ احادیث صحیح ہوں تو ان اقوام اور علاقوں کی صدر اسلام میں جو حالت تھی اس کو سامنے رکھ کر یہ بیان کی گئی ہیں۔

یہ نظریہ ہمارے درمیان عام تھا اور یہ کہ اُمت اسلامیہ پوری آج زمانہ جاہلیت کے دور میں ہے اور عالمی کفر اور ان کے ایجنٹوں کے تسلط کے سامنے خاضع ہے کوئی ایک قوم دوسری قوم سے بہتر اور افضل نہیں ہے بلکہ بعض حوالوں سے ایرانی' باقی اقوام سے زیادہ بری حالت میں ہیں کیونکہ وہ ایک پرانی وقدیم کافرانہ ثقافت وتہذیب رکھتے ہیں

اور قومی بزرگیوں والے ہیں جن کو شاہ اور غرب اُبھارنے اور زندہ کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔ اور اس قوم کی تربیت کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے پرانے کافر بزرگوں کی تعریف و مدح کریں اور ان سے اپنے تعلق کو ظاہر کر کے فخر کریں۔ ہر جگہ کے مسلمانوں کی ایرانی قوم کے بارے میں یہی سوچ تھی اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ اس ملک میں اسلام کا اقتدار آئے گا—— دنیا کے تمام مسلمان ایران کے انقلاب اسلامی کے واقعات کی خبریں سن کر چونک اُٹھے اور پھر یہ انقلاب کامیاب ہو گیا تو مسلمانوں کے غمزدہ دل صدیوں بعد خوش ہوئے ان کی خوشی ومسرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ یہ کامیابی غیر متوقع ہوئی تمام اسلامی ممالک میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب نے مختلف انداز سے اس کا اظہار کیا۔ خوشی کے اس موقع پر جو تعبیریں احادیث میں مسلمانوں کی قوم فرس کے بارے میں تھیں وہی تعبیریں عرب اخبارات اور مجلّات کا عنوان بننے لگیں مثلاً تیونس کے ایک رسالے کا عنوان تھا "رسولؐ نے اُمت کی قیادت کے لیے فارسیوں کا انتخاب کیا ہے عالم اسلام کے مغرب ومشرق میں اس قسم کے ہزاروں عناوین کے تحت مقالے' مضامین اور اخبارات میں اداریے لکھے گئے جس کا مطلب یہ تھا کہ ایرانیوں کے بارے میں ہمارے ذہن میں جو کچھ تھا اسے ہم نے واپس لوٹایا ہے اور یہ کشف کر دیا ہے کہ رسولؐ اللہ کی ایرانیوں کے متعلق احادیث فقط ایک تاریخ نہ تھیں بلکہ ان کے مستقبل کے بارے میں تھیں۔ پھر ہم نے احادیث میں ایرانیوں کے بارے میں تتبع غور وفکر اور چھان بین شروع کر دی تو معلوم ہوا کہ یہ احادیث ایرانیوں کے مستقبل سے زیادہ مربوط ہیں بہ نسبت ان کے ماضی کے اور یہ کہ اس قسم کی احادیث بہ نسبت شیعہ حوالوں کے سنی حوالوں میں زیادہ ہیں پس ازروئے احادیث اگر امام مہدیؑ کی تمہیدی حکومت قائم کرنے میں زیادہ تر حصہ ایرانیوں اور یمانیوں کا ہے تو ہم اس کے لیے کچھ نہیں کہہ سکتے اور یہ کہ یہ امام مہدیؑ کی حکومت قائم کرنے میں تمہیدی اور آپ کے ظہور کی حرکت میں مشارکت کا فضل ومرتبہ پائیں گے۔ اس حکومت اور ظہور کی

حرکت میں مصر کے نجباء، شام کے ابدال، عراق کے چند گروہوں اور عالم اسلامی کے اطراف میں پھیلے ہوئے مومنین کا حصہ ہے۔ ان میں سے حضرت مہدیؑ کے وزراء اور خاص اصحاب بھی ہوں گے۔

ہم اس جگہ ایرانیوں کے بارے میں عمومی طور پر جو روایات ہیں پہلے ان کا ذکر کرتے ہیں اور بعد میں ان احادیث کو بیان کریں گے جو عصر ظہور اور خاص ظہور سے مربوط ہیں۔

❁❁❁

قرآن وحدیث میں ایرانیوں کی مدح

ایرانیوں کے بارے میں احادیث اور آیات جن کی تفسیر نو عناوین سے آئی ہیں اہل خراسان، قوم سلمان، اہل مشرق، سیاہ جھنڈوں والے، فرس، بنی الحمراء یا الحمراء، اہل قم، اہل طالقان آپ دیکھیں گے کہ ان سب میں عام طور پر ایک ہی مقصود ہے اور کچھ احادیث عناوین کے ساتھ بھی ہیں۔

ھانتم ھولاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللّٰہ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم --- ثم لا یکونوا امثالکم (سورہ محمدؐ آیت ۳۸)

(ترجمہ) ''خبردار رہو تم وہ لوگ ہو کہ پکارے جاتے ہو کہ خرچ کرو بیچ راہ اللہ کے، پس بعض تم میں سے وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو کوئی بخل کرے پس سوائے اس کے نہیں کہ بخل کرتا ہے اپنی جان سے اور اللہ بے پروا ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم پھر جاؤ بدلہ لا دے گا ایک قوم سوائے تمہارے، پھر نہ ہوں گے مانند تمہاری''۔

صاحب کشاف نے ج ۴، ص ۳۳۱ میں کہا ہے رسولؐ اللہ سے اس قوم کے بارے میں سوال کیا گیا جس کا ذکر آیت میں ہے تو سلمان آپؐ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ آپ نے ان کے کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا یہ اور اس کی قوم قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا (ستارے) سے مربوط ہو (بندھا ہوا ہو) تو فارس کے مرد اس کو ضرور لے آئیں گے''۔ صاحب مجمع البیان نے امام باقر علیہ السلام سے

روایت کی ہے کہ اس آیت میں قوم سے مراد موالی یعنی غیر عرب ہیں (موالی عام طور پر ایرانیوں کو کہا جاتا تھا)۔

صاحب المیزان' ج ۱۸' ص ۲۵۰ میں کہتے ہیں الدر المنثور میں ہے عبدالرزق عبد بن حمید' ابن جریر' ابن ابی حاتم' طبرانی میں اوسط اور بیہقی نے الدلائل میں ابوہریرہ سے بیان کیا ہے ''ابوہریرہ نے کہا کہ رسولؐ اللہ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم" تو اصحاب نے کہا یارسولؐ اللہ! یہ کون لوگ ہیں کہ اگر ہم پیچھے ہٹ گئے تو خدا ہمارے بدلے ان کو لے آئے گا؟ تو رسولؐ اللہ نے سلمان کے کاندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ یہ اور اس کی قوم قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر لٹکا دیا گیا ہو تو فارس کے مرد اسے وہاں سے لے آئیں گے۔ کچھ اور حوالوں سے بھی روایت ابوہریرہ سے بیان ہوئی ہے اور اسی طرح کی روایت ابن مردویہ نے حضرت جابر سے بیان کی ہے۔

حدیث میں دو معنی متفق علیہ ہیں: ۱- فارس اللہ تعالٰی کے نزدیک عربوں کے بعد اسلام اٹھانے والے میں دوسرا خط ہیں۔ ۲- اور یہ کہ وہ ایمان تک پہنچ جائیں گے چاہے ایمان جتنا بھی دُور اور اس کا راستہ کتنا ہی دشوار کیوں نہ ہو۔ اس حدیث میں تین امور قابل بحث و مناقشہ ہیں۔

۱- کیا عربوں کو جو یہ دھمکی دی گئی ہے کہ اللہ تعالٰی ان کو فارس سے تبدیل کر دے گا تو یہ نبیؐ پر آیت کے نزول کے ساتھ مخصوص ہے یا یہ بات ہر نسل کے لیے جاری ہے یعنی یہ کہ اے عربو! جس نسل میں بھی تم بدلو گے تو اللہ تعالٰی تمہارے بدلے اسلام کے لیے فارس کو لے آئے گا۔ ظاہر ہے کہ یہ عام اور ہر دَور میں جاری حکم ہے کیونکہ مورد کا خاص ہونا وارد ہونے والے پیغام یا آیت کو خاص نہیں کرتا اور یہ کہ قرآنی آیات ہر دَور میں سورج اور چاند کی طرح جاری ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے اور اس پر تمام مفسرین کا اتفاق بھی ہے۔

۲- حدیث بتاتی ہے کہ فارس کے مرد علم و ایمان کو پالیں گے یہ نہیں بتایا گیا کہ سب علم و ایمان کو پالیں گے پس یہ ان کے نابغہ افراد کی تعریف ہے سب کی نہیں۔

لیکن آیت اور حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فارس ایک عنوان کی مدح میں وارد ہوا ہے سلمان اور اس کی قوم میں سب آجاتے ہیں خاص طور پر جب ہم احادیث کا آغاز دیکھیں گے کہ جب عرب اسلام کو چھوڑ دیں گے تو اس سے مراد عرب کے نابغہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک عام عنوان ہے یعنی عرب عمومی طور پر اسلام چھوڑ دیں گے اس طرح ان کے مقابلے میں خدا فارس کو لے آئے گا۔ پس یہ قوم فارس کی تعریف ہے اس حوالے سے کہ وہ نابغوں کی سرزمین ہے اور وہ نابغہ افراد کی اطاعت کرنے کی لیاقت رکھتے ہیں۔

۳- کیا عرب اسلام سے پھر گئے ہیں اور خدا فارس کو ان کے بدلے میں لے آیا ہے یعنی اب اس کا وقت آ گیا ہے یا نہیں۔

جواب اس میں تو کسی کو شک نہیں ہے کہ اس دَور میں عرب اور مسلمان عام طور پر اسلام سے منہ موڑ چکے ہیں پس "ان تتولوا" اگر تم پھر جاؤ والی شرط تو پوری ہو چکی ہے اور اب اس کا جواب باقی رہ جاتا ہے اور یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ فارس سے اسلام اٹھانے والی قوم کو بدل دے گا یعنی فارس حاملین اسلام ہوں گے اور جو منصف افراد ہیں انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ اس تبدیلی کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔

بلکہ تفسیر نور الثقلین میں جو روایت ہے اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی اموی دَور میں ہوئی۔ جب عربوں نے اسلام پر توجہ دینا چھوڑ دیا اور مراکز پر قبضہ اور اموال جمع کرنے میں لگ گئے ہو تو اس وقت فرس (اہل فارس) علوم اسلامی حاصل کرنے پر ٹوٹ پڑے پس امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔'' بہ تحقیق اللہ تعالٰی کو ان سے بہتر تبدیلی لانی ہے موالی کے ذریعہ'' اگرچہ موالی کی تعبیر اس وقت فرس کے علاوہ ترک اور روم کے لیے بھی تھی جو اسلام میں داخل ہوئے لیکن فرس موالیوں کی

اکثریت کو تشکیل دیتے تھے جب بھی موالی کہا جاتا تو اس سے ''فرس'' ہی مراد ہوتے تھے اور خاص طور سے امام جعفر علیہ السلام رسولؐ اللہ کی اس تفسیر سے آگاہ تھے۔ (بہرحال اس دور میں جو تبدیلی ہم کو نظر آ رہی ہے یہ اسی الٰہی وعدہ کے تحقق ہے خدا کا وعدہ پورا ہو رہا ہے اور عربوں کے بدلے اسلام کا پیغام خدا نے فارس کے حوالے کر دیا ہے۔ مترجم)

واخرین منهم لما یلحقوا بهم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

"هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم ...... وهو العزیز الحکیم (سورہ جمعہ' آیت ۲-۳)

وہ ہے جس نے ان میں سے رسول کو بھیجا جو ان پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے اور ان سے آخرین دوسروں کو جو ابھی تک ان کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے ہیں اور وہ (اللہ) عزیز وحکیم ہے''۔

مسلم نے اپنی صحیح جلد ۴' ص ۲۷ میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے۔ ابوہریرہ نے کہا کہ ہم رسولؐ اللہ کے پاس تھے کہ سورہ جمعہ نازل ہوئی۔ پس حضرتؐ نے اس کی تلاوت کی یہاں تک کہ آپ اس جگہ پہنچے "واخرین منهم لما یلحقوا بهم" تو رسولؐ اللہ سے ایک آدمی نے کہا وہ کون ہیں جو ہمارے ساتھ ملحق نہیں ہوئے ہیں۔ حضرتؐ نے کوئی کلام نہ فرمایا۔ ابوہریرہ نے کہا اور سلمان اس وقت ہم میں موجود تھا پس رسولؐ اللہ نے سلمان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا پر ہو تو اس کی قوم کے مرد اسے وہاں سے اتار کر لے آئیں گے۔

علی بن ابراہیم کی تفسیر میں ہے کہ "وآخرین منهم لما یلحقوا بهم" سے مراد وہ ہیں جو اسلام میں بعد میں داخل ہوئے ہوں گے اور تفسیر مجمع البیان میں ہے۔''

سب لوگ جو صحابہ کے بعد اسلام میں داخل ہوں پھر کہا کہ وہ عجمی لوگ ہیں جو کہ عربی زبان نہیں بولتے کیونکہ نبی اکرمؐ مبعوث ہوئے ہیں ان لوگوں کی طرف کہ جنہوں نے آپ کو دیکھا اور جنہوں نے آپ کو نہ دیکھا یعنی عرب اور عجم سب کی طرف۔ یہ ابی عمر اور سعید بن جبیر سے نقل ہوا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اس قسم کی روایت ہے۔

وآخرین منهم کے اطلاق کا تقاضا یہی ہے کہ ان تمام کو شامل کیا جائے جو نبی پاک کے بعد ایمان لے آئے چاہے وہ عرب یا عجم سے لیکن جب امیین اور آخرت کا تقابل کریں تو اس جگہ امیین سے مراد عرب اور آخری سے مراد غیر عرب یعنی عجم ہونے چاہیں جیسا کہ بعض روایات میں آئمہ اہلبیتؑ سے مروی ہے اور اسی بات کو صاحب کشاف نے اختیار کیا ہے۔

بنابرایں آیت کی تفسیر میں رسولؐ پاک کا ''فرس'' کا ذکر کرنا ان کے اہم مصادیق ہونے کے حوالے سے ہے یا اہم مصادیق کے حوالے سے فقط ایک بات کا کسی پر صادق آ جانا ان کی فضیلت اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتا لیکن رسولؐ اللہ کا اس انداز سے تعریف کرنا کہ ایمان حاصل کرنا' علم کا حاصل کرنا چاہے جتنا بھی مشکل کیوں نہ ہو وہ حاصل کر لیں گے اور اسی بات کا دوسری دو آیتوں میں تکرار کرنا ان کی تعریف کا سبب بنتا ہے۔

بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۔ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ؕ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ

وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ' اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ' وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا (سورہ اسراء آیت ۴ تا ۷)

(ترجمہ) اور ہم نے حکم کیا بنی اسرائیل ی طرف بیچ کتاب کے البتہ فساد کرو گے تم بیچ زمین کے دو بار اور البتہ بلندی پکڑو گے تم بلندی بڑی۔ پس جب آیا وعدہ پہلا ان دونوں میں کا ہم نے تمہارے اوپر بندے بھیجے واسطے ہمارے لڑائی والے سخت پس بیٹھ گئے گھروں میں اور تھا وعدہ پورا کیا گیا پھر پھیر دیا ہم نے تمہارے واسطے غلبہ اوپر ان کے اور مدد دی ہم نے تم کو ساتھ مالوں کے اور بیٹوں کے اور ہم نے تم کو لشکر میں زیادہ کیا اگر تم بھلائی کرو گے بھلائی کرو گے اپنی جانوں کے واسطے اور اگر برائی کرو گے پس واسطے اس کے ہے پس جب آیا وعدہ دوسرا بھیجے اور بندے تاکہ برا کردیں تمہارے منہ کو اور تاکہ بیٹھ جائیں مسجد میں جیسا کہ بیٹھ گئے اس میں پہلی بار اور تاکہ ویران کریں جن پر غالب آئے ویران کرنا"۔

تفسیر نورالثقلین میں روضہ کافی سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول نقل کیا گیا ہے کہ امام نے "بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید" کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ اس سے مراد ایک قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ حضرت قائم علیہ السلام کے خروج سے پہلے اٹھائے گا وہ آل محمد کے کسی مخالف کو نہ چھوڑیں گے مگر یہ کہ اسے قتل کر دیں گے۔

عیاشی نے اپنی تفسیر میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام علیہ السلام نے اس آیت کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ وہ لوگ حضرت قائم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے اس آیت کو پڑھا تو ہم سب نے سوال کیا مولا ان سے مراد کون لوگ ہیں تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا خدا کی قسم وہ اہل قم ہیں خدا کی قسم وہ اہل قم ہیں، خدا کی قسم وہ اہل قم ہیں (بحارالانوار، ج ۶۰، ص ۲۱۶)۔

عصر ظہور میں یہود کے کردار کے بارے میں گفتگو گزر چکی ہے۔

❁❁❁

ایرانیوں کے متعلق احادیث

جو احادیث سنی اور شیعہ کی طرف سے ایرانیوں کی مدح اور تعریف میں آئی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں جن میں ایرانیوں کے اسلام سے متعلق مستقبل میں اہم کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱ – ولینصربنکم علی الدین عودا

وہ دین پر واپس لانے کے لیے تم کو ضرور ماریں گے۔

ابن الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے "اشعث امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آیا وہ لوگوں کی گردنوں سے ہوتا ہوا حضرت کے نزدیک آ گیا پھر اس نے حضرت سے کہا یا امیر المومنین! یہ جو تیرے نزدیک حمرا ہیں (حمرا سے مراد ایرانی ہیں) ان کو تو نے ہمارے اوپر غلبہ دے دیا ہے پس امام علیہ السلام نے اپنے پاؤں کو منبر پر مارا یہاں تک کہ صعصعہ بن صوحان نے کہا! یہ اشعث ہمارے لیے کیا ہے؟ (اس نے کیا تماشا بنا رکھا ہے کہ نہ اسے نماز کے آداب کا خیال ہے اور نہ تمیز ہے یہ کس قسم کی زمانہ جاہلیت کی باتیں کرتا ہے" آج امیر المومنین علیہ السلام عربوں کے بارے میں ایسی بات ضرور بالضرور کہیں جس کو ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے۔ پس حضرت نے فرمایا "ان موٹے دماغوں اور خالی ذہن والوں میں کون ہے جو انصاف کرے اور میرے عذر کو قبول کرے۔ ایک گدھے کی طرح اپنے بستر پر دراز پڑا ہے اور اس قوم کو ذکر کے لیے نہیں چھوڑتا۔ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ میں ان کو (ایرانیوں' عجم کو) بھگا دوں تا کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں

گا۔ آگاہ ہو جاؤ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا ہے اور جان کو خلق کیا ہے وہ (عجم) تم کو دین پر لانے کے لیے مارا۔ (ابن ابی الحدید' شرح نہج البلاغہ' ج ۲۰' ص ۲۸۴)۔

اشعث بن قیس کندہ کے بڑے قبیلے کا سردار تھا اور منافقوں کے لیڈروں میں سے تھا اور امیر المومنین علیہ السلام کے قتل کی سازش میں بھی شریک تھا۔ اس کی بیٹی جعدہ نے امام حسن علیہ السلام کو زہر دیا اور اس کا بیٹا محمد بن اشعث امام حسین علیہ السلام کے قتل میں شریک ہوا۔

روایت بتاتی ہے کہ اس نے اسلامی آداب کا لحاظ نہیں کیا کہ نمازیوں میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے بلکہ صفوں کو چیرتا ہوا اور نمازیوں کی گردنوں سے گزرتا ہوا پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لیے آگے آ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایرانیوں کے وفوذ ان کی بھاری تعداد امیر المومنین علیہ السلام کے منبر کے پاس ہے۔ پس اس نے بلند آواز سے امیر المومنین علیہ السلام کے خطبے کو کاٹتے ہوئے کہا اے امیر المومنین! تم نے ان سرخوں کو جو تیرے قریب بیٹھے ہیں' عربوں پر غلبہ دے دیا ہے عربوں کو سبز یا سیاہ کہا جاتا تھا۔ اس وجہ سے عراق کی سرزمین کو سپاہیوں کی سرزمین کہا گیا اور سفید سرخ عجمیوں کو کہا جاتا تھا اسی وجہ سے ایرانیوں کو الحمرا اور بنی الحمرا کہا گیا ہے۔

پس امیر المومنین علیہ السلام نے کئی مرتبہ منبر پر پاؤں مارا اور اشعث سے کہا کہ یہ تم نے کیا کہا ہے پھر حضرت امیر المومنین علیہ السلام خاموش ہو گئے اور کچھ دیر سوچنے لگے۔ صعصعہ بن صوحان العبدی جو امیر المومنین کے بہترین صحابہ میں تھے انہوں نے اس خطرے کو جو واقع ہو چکا تھا بھانپ لیا اور یہ کہ اشعث خلافت مسلمین کو ایک دنیاوی حیثیت دیتا ہے جس کا مالک عربوں کو ہونا چاہیے اور وہ عرب یعنی اشعث اور اس جیسے لوگ ہوں اور ان سفید نئے مسلمانوں کو حق نہیں ہے کہ وہ امام کے گرد بیٹھیں اور اشعث سے زیادہ حضرت سے نزدیک ہوں اور صعصعہ ان موازین اور اصولوں سے بھی بخوبی آگاہ تھے جن پر امیر المومنین کا ایمان ہے اس لیے وہ جانتا تھا کہ امیر المومنین علیہ السلام

کا جواب دندان شکن اور فیصلہ کن ہوگا پس صعصعہ نے اشعث سے جس نے قومیت کا نعرہ بلند کیا تھا' نفرت کرتے ہوئے اور اس کی اس حرکت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا "مالنا ولاشعث" یہ اشعث کیا ہے جو اس قسم کی شرارت کرنا چاہتا ہے۔ پس صعصعہ نے حضرت سے چاہا کہ آپ عربوں کے خلاف اور فرس کی مصلحت میں بات کریں تاکہ اشعث اور اس جیسے افراد جو قوم پرستی پر ایمان رکھتے ہیں ان کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے۔

امیر المومنینؑ نے طویل خاموشی کے بعد اپنے سر کو بلند کیا اور اشعث کی طرف بے توجہی اور مسلمانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ وہ ان موٹے دماغ والے کم سمجھ اشعثوں اور ان کی منطق پر انصاف کریں۔ آپ فرماتے ہیں کہ کون ہے جو ان کم سمجھ اور موٹے دماغ والوں کی ان بے تکی باتوں سے اور ان کے ظلم سے مجھے انصاف دے۔ ان میں ایک ہے جو فکر اور سوچ سے عاری ہے اس کا کام نیند اور شہوت رانی ہے۔ شاہ خرچی لطف اندوزی کے عالم میں بستر پر لوٹتا رہتا ہے اور گدھے کی مانند اپنے بستر پر لوٹ رہا ہے۔ وہ اس پر اکتفاء نہیں کرتا اپنی شخصیت سے فارغ ہے' مست ہے نکما ہے' نیند میں پڑا رہتا ہے' شہوت رانی میں مست ہے بلکہ وہ اس قوم کی مذمت کرتا ہے جو خدا کے ذکر میں مصروف رہتے ہیں اور اپنے امام کے گرد رہتے ہیں۔ پس کیا تم لوگ چاہتے ہو جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بڑے لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کہا تھا "ما نراک اتبعک الا الذین هم اراذلنا" کہ ہم تجھے دیکھتے ہیں کہ ہم میں جو گھٹیا اور پست ہیں فقط انہوں نے تیری پیروی کر رکھی ہے یعنی قوم کے بڑوں کو یہ بات پسند نہ تھی کہ حضرت نوح کے گرد ان کے خیال میں چھوٹے لوگ ہوں پس جو جواب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے ان بڑوں کو دیا تھا اور اپنی قوم کے کم فکر موٹے دماغ اور شہوت پرستوں کو جو جواب حضرت نوح کا تھا وہی میرا بھی ہے وما کنت لاطردهم فاکون من الجهلین میں ان کو اپنے گرد سے نہیں ہٹا سکتا اور

اگر میں ایسا کروں تو جاہلوں میں سے ہوں گا۔ پھر حضرت نے قسم کے ذریعہ اپنی بات کو اس جملہ پر ختم کیا کہ جو کچھ حضرت پیغمبر اکرمؐ نے ان کے مستقبل کے بارے میں فرمایا تھا "قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو خلق کیا یہ لوگ تم کو دین پر واپس لانے کے لیے ضرور بالضرور ماریں گے جس طرح تم نے شروع میں ان کو دین پر لانے کے لیے مارا"۔

یہ بات دلالت کرتی ہے کہ خدا کا وعدہ عربوں میں متحقق ہوگا کہ وہ دین چھوڑ جائیں گے اور اللہ تعالٰی عربوں کی جگہ فارس کو لائے گا اور یہ فارس ان عربوں کی طرح نہ ہوں گے یعنی دین سے نہ پھریں گے۔ یہ روایت اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اس مرتبہ قدس کے راستے میں فتح اسلامی کا آغاز ایران سے ہوگا اور قدس کی آزادی کے لیے جہاد کا آغاز بھی ایران سے ہی ہوگا اور ایران ہی سے امام مہدیؑ کی عالمی اسلامی حکومت کے قیام کی ابتداء ہوگی اور امام مہدیؑ کی تمہیدی حکومت ایران میں قائم ہوگی جو کہ خدا کے فضل سے اس وقت قائم ہو چکی ہے اور خدا کا وعدہ پورا ہو رہا ہے۔

۲- یکونون اسدا لا یفرون

وہ شیر ہوں گے بھاگیں گے نہیں"۔

احمد نے اپنی مسند ج ۵' ص ۱۱ پر نبی اکرمؐ سے روایت کی ہے قریب ہے کہ اللہ تعالٰی تمہاری جگہوں کو عجم سے بھر دے' پھر وہ شیر ہوں گے جو فرار نہ کریں گے پس وہ تمہارے جنگجو سے لڑیں گے اور تمہارے مال کو نہ کھائیں گے اسی کو ابونعیم نے اپنی کتاب ذکر اصبہان' ص ۱۳ پر کئی واسطوں: حذیفہ' سمرہ بن جندب اور عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے۔ البتہ آخری جملہ میں ہے کہ وہ تمہارے لوٹے ہوئے مال کو کھائیں گے مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی تم (عرب) پر عجم کو مسلط کرے گا اور وہ خدا کی خاطر تمہارے ساتھ شیروں کی طرح لڑیں گے۔

۳- اتفم السود والبیض

''سفید اور سیاہ بھیڑ بکریاں''

حافظ ابونعیم نے اپنی کتاب ذکر اصبہان' ص ۸-۱۰ پر کئی واسطوں: (ابوہریرہ) اصحاب میں سے ایک مرد' نعمان بن بشیر' مطعم بن جبیر' ابوبکر' ابن ابی لیلیٰ' اور حذیفہ سے نبی اکرمؐ کی یہ روایت نقل کی ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ سیاہ بھیڑ بکریاں میرے پیچھے چل رہی ہیں۔ پھر ان کے پیچھے سفید بھیڑ بکریاں آ گئیں یہاں تک کہ میں نے ان میں سیاہ کو نہ دیکھا۔ پس ابوبکر نے کہا یہ سیاہ بکریاں عرب ہیں جو تیری پیروی کریں گے اور سفید بکریاں عجم ہیں جو تیری پیروی کریں گے اور زیادہ ہو جائیں گے یہاں تک کہ تم عربوں کو ان میں نہ دیکھو گے۔ پس رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ فرشتے (جبرئیل علیہ السلام) نے اسی طرح کی تعبیر کی ہے۔ روایات کی متعدد صورتیں ہیں ان میں ابوبکر کی تعبیر موجود نہیں ہے اور بعض روایات میں ہے کہ رسولؐ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ سیاہ بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں پس سفید بکریاں بہت تعداد میں آ گئیں اس میں اشارہ ہے کہ عرب جنہوں نے پہلے رسولؐ اللہ کی پیروی کی ہوگی اسلام کو چھوڑ دیں گے اور ان کی جگہ عجم آ جائیں گے۔

۴- فارسی عصبتنا اهل البیت

حافظ ابونعیم نے اوپر ذکر شدہ کتاب کے ص ۱۱ پر ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسولؐ اللہ کے سامنے فارس کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا ''فارس ہم اہلبیت کی جماعت ہے''۔

۵- لانا اوثق بهم منكم

''تحقیق میں تم سے زیادہ ان پر اعتماد کرتا ہوں''

ابونعیم نے اپنی کتاب کے ص ۱۲ پر ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ رسولؐ اللہ کے سامنے موالی یا عجمیوں کا ذکر ہوا تو آپؐ نے فرمایا ''خدا کی قسم! تحقیق میں ان پر تم سے

زیادہ بھروسہ کرتا ہوں''۔ کچھ میں ہے کہ ''تم بعض سے'' ترمذی نے اپنی کتاب سنن' ج ۵' ص ۳۸۲ پر اس سے قریب روایت بیان کی ہے۔ روایت میں اعاجم ہے جو کہ عجم سے عام ہے اور تمام غیر عرب اس میں شامل ہیں۔

۶- وهل الناس الا فارس والروم

ابونعیم نے اپنی کتاب کے ص ۱۱ پر ابوہریرہ سے بیان کیا ہے کہ نبی اکرمؐ نے فرمایا ''میری امت میں بھی وہی ہوگا جو گذشتہ امتوں اور گذشتہ صدیوں میں ہوا۔ بالشت بہ بالشت اور ہاتھ بہ ہاتھ۔ تو کہا گیا کہ یا رسولؐ اللہ! جس طرح فارس اور روم نے کیا؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا لوگوں میں سے نہیں مگر فارس اور روم یعنی یہ دونوں اپنی انسانی تہذیب رکھتے ہیں اپنے تمدن کو چھوڑنے والے نہیں ہیں...... آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ کس طرح فارس عرب اور روم کے مقابلے میں اپنی اسلامی تہذیب و ثقافت کی حفاظت کر رہے ہیں۔

یہ چند عمومی روایات اہل سنت کی کتابوں سے نقل کی ہیں جن میں رسولؐ اللہ کی زبان سے ایرانیوں کی تعریف و توصیف وارد ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ جب رسولؐ اللہ کسی قوم کی تعریف کریں تو اس میں کوئی راز ہے اور یہ راز اس کے سوا کچھ نہیں جیسا کہ باقی روایات کے مطالعے سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ایرانی ہی ہیں جنہوں نے آخری زمانے میں صدیوں بعد اسلام کو دوبارہ زندہ اور متعارف کروایا ہے جبکہ عرب اسلام کو چھوڑ چکے ہیں اور یہی ایرانی فرزند رسولؐ حضرت مہدی علیہ السلام کی عالمی اسلامی حکومت کے لیے تبلیغی کام کریں گے۔

❁❁❁

اہل ایران کی نصرت مہدیؑ کے لیے تمہیدی سعی

سنی اور شیعہ اس پر متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام اپنے لیے ایک تمہیدی تحریک قائم ہونے کے بعد ظاہر ہوں گے اور یہ کہ سیاہ جھنڈوں والے ایرانی حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے زمین ہموار کریں گے اور ایران کی دو شخصیات پر بھی سب کا اتفاق ہے:

۱- سید خراسانی یا ہاشمی خراسانی (ہوسکتا ہے ہاشمی ایک الگ نام ہو اگر یہ احتمال صحیح ہو تو پھر تین شخصیات ہو جاتی ہیں: ۱- سید خراسانی ۲- ہاشمی ۳- شعیب بن صالح)

۲- سید خراسانی کے ساتھی شعیب بن صالح لیکن شیعہ حوالوں میں ایرانیوں کے ساتھ یمانیوں کا ذکر بھی ہے۔

ہماری کتابوں میں بہت ساری احادیث مطلقاً اس بات پر بھی دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے ایک اسلامی حکومت یا انقلابی قوت یا ایک جماعت موجود ہوگی جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔ وہ آئے گا اور اللہ کے لیے ایک ننگی ہوئی تلوار موجود ہوگی۔ اگر یہ درست ہو کہ یہ روایت موجود ہے کیونکہ اس روایت کو کتاب یوم الخلاص والے نے نقل کیا ہے۔ (''یوم الخلاص'' عربی زبان میں لکھی گئی ایک کتاب ہے جو انقلاب اسلامی سے پہلے امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں لکھی گئی۔ اس کتاب کے مصنف کو اعتراض ہے کہ یوم الخلاص والے نے احادیث کے جو حوالے دیئے ہیں وہ درست نہیں ہیں''از مترجم'')

اس نے اس حدیث سے پانچ حوالے درج کیے ہیں۔ میں نے ان تمام حوالوں کو دیکھا ہے لیکن اس میں یہ حدیث موجود نہیں ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے مقامات جن کے حوالے انہوں نے اپنی کتاب میں دیئے ہیں درست نہیں ہیں۔ خداوند ہمیں توفیق دے کہ احادیث کے نقل کرنے میں احتیاط سے کام لیں، نقل کی امانت کا لحاظ کریں۔ ابان بن تغلب کی حدیث امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابا عبداللہ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے ''جب حق کا پرچم ظاہر ہوگا تو شرق و غرب والے اس پر لعنت کریں گے کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ میں نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کہ بوجہ اس کے کہ جو کچھ لوگ اس کے اہل بیت سے پا چکے ہوں گے حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۶۳)۔

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے لوگ بنی ہاشم میں سے حضرت کے اہلبیت سے تنگ آ چکے ہوں گے کیوں کہ بنی ہاشم اور ان کے پیروکاروں نے غرب و شرق کے لوگوں کو تنگ کیا ہوگا یہاں تک کہ جب وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر سنیں گے تو اس نئی مصیبت سے اپنے اعصاب کھو بیٹھیں گے (اس سے احتمال ہے کہ بنی ہاشم میں سے قیام کیا جائے گا اور شرق و غرب کو اسلام کی خاطر اس حکومت کی وجہ سے کافی تکلیفیں ہوں گی اور جب حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا اعلان ہوگا تو اس سے شرق و غرب والے اور پریشان ہو جائیں گے۔ ''مترجم'')

روضۃ الکافی سے اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث گزری ہے کہ آپ نے فرمایا ''حضرت قائم علیہ السلام کے خروج سے پہلے اللہ تعالیٰ ان کو بھیجے گا وہ آل محمدؐ کے کسی مخالف کو نہ چھوڑیں گے مگر یہ کہ اس کو قتل کر دیں گے۔ اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ حضرت مہدیؑ علیہ السلام کی حکومت کے لیے تمہید اور آغاز عسکری طاقت اور عالمی اعلامی قوت سے ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوں گے جیسا کہ بعض احادیث

میں ہے۔ پس تمہید کی احادیث تین قسم کی ہیں:

۱۔ سیاہ جھنڈے والے لوگوں کی حکومت کا قیام جس پر سنی شیعہ کا اتفاق ہے۔

۲۔ یمانی موعود کے بارے میں احادیث جن کا ذکر فقط ہماری کتابوں میں ہے اور یہ احادیث ان احادیث کے مشابہ ہیں جو بعض سنیوں کے حوالوں میں یمانی کے بارے میں ہیں کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے بعد خروج کرے گا۔

۳۔ حضرتؑ کے ظہور سے پہلے تمہیدی کام کرنے والوں پر عام دلالت کرتی ہیں اور کسی کو مخصوص گروہ کے طور پر بیان نہیں کرتی ہیں لیکن اگر ان احادیث پر تھوڑی توجہ کی جائے تو یہ بھی ان ایرانیوں یا یمانیوں پر صادق آتی ہیں۔ حدیث میں یمانیوں کی حکومت کے قیام کا وقت حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سال میں بیان کیا گیا ہے جو کہ ملک شام میں سفیانی کے خروج کے ہمزمان یا اس کے نزدیک ہوگی جس کا ذکر آگے آئے گا۔ لیکن ایرانی تمہیدیوں کی حکومت کے دو واضح مرحلے ہیں

۱۔ ان کی حرکت کا آغاز قم کے ایک مرد کے ہاتھوں ہوگا جس کی حرکت امام مہدیؑ کے معاملے کا شروع اور آغاز ہوگا۔ احادیث میں ہے کہ "آپ کے ظہور کا آغاز مشرق کی طرف سے ہوگا"۔

۲۔ دوسرے مرحلے میں دو موعود شخصیات کا ظہور ہے ان میں سے ایک سید خراسانی ہیں اور دوسرا زرد رنگت والا اس کی افواج کا نوجوان کمانڈر شعیب بن صالح ہے جیسا کہ احادیث میں بھی آیا ہے۔ اس طرح ایرانی تمہیدی دور کو احادیث کے حوالوں سے پیش آنے والے حالات کے حوالے سے چار مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ قم کے ایک مرد سے حرکت کے آغاز سے لے کر جنگ میں وارد ہونے تک۔

۲۔ ایک لمبی اور طولانی جنگ میں داخل ہونا جس میں وہ دشمنوں پر اپنے مطالبات فرض و لازم کر دیں گے کہ وہ ان کو تسلیم کریں۔

۳۔ ان کے گذشتہ مطالبات کو ٹھکرا دیا جائے گا اور ان کی جانب سے ایک عمومی انقلاب کا آغاز ہوگا۔

۴۔ پرچم کو امام مہدی علیہ السلام کے حوالے کرنا اور امام مہدی علیہ السلام کی مقدس تحریک میں شرکت کرنا۔

بعض روایات میں ہے کہ خراسانی اور شعیب بن صالح کا ظہور ان کی جنگ کے دوران ہوگا اور یہ کہ جب وہ دیکھیں گے کہ جنگ لمبی ہوگئی ہے پس وہ اس سید خراسانی کے پاس آئیں گے جب کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہوگا اور اسے یعنی خراسانی کو ان پر ولایت دیں گے اور شعیب کو اپنی قوات کا کمانڈر مقرر کریں گے۔

بہ تحقیق بہت ساری روایات میں ان کی تمہید کا آخری مرحلہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متصل ہوگا۔ اور اس وقت کو بھی معین کیا گیا ہے کہ یہ مرحلہ چھ سال کا ہوگا اور یہ مرحلہ خراسانی اور شعیب کا ہے۔ محمد بن حنفیہ سے روایت ہے بنی عباس کے لیے سیاہ پرچم خروج کرے گا۔ پھر خراسان سے ایک اور سیاہ پرچم خروج کرے گا ان کی ٹوپیاں سیاہ اور لباس سفید ہوں گے۔ ان کے آگے آگے ایک شخص جسے شعیب بن صالح اور صالح بن شعیب کہا جاتا ہوگا اور وہ بنی تمیم سے ہوگا۔ وہ سفیانی کے ساتھیوں کو شکست دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس میں اتریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور ان کی حکومت کی خاطر زمین ہموار کریں گے اور شام سے ان کے لیے تین سو کی مدد بھیجی جائے گی۔ اس خروج کے معاملے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پرچم سپرد کرنے کے درمیان بہتر مہینوں کا فاصلہ ہوگا۔ (مخطوطہ ابن حماد، ص ۸۴) اور اسی مفہوم کی حدیث صفحہ ۷۸ پر ہے۔

اس حدیث کے مقابلے میں اور احادیث بھی ہیں جو بتاتی ہیں کہ خراسانی و شعیب کا ظہور یمانی و سفیانی کے خروج کے ہمزماں ہوگا۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ خراسانی سفیانی، یمانی، تینوں کا خروج ایک سال ایک مہینے اور ایک دن

میں ہے اور ان میں یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی اور پرچم نہیں ہے۔ وہ حق کی طرف ہدایت کرے گا (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۲۱۰)۔

امام باقر علیہ السلام سے ہے "سفیانی' یمانی' خراسانی کا خروج ایک سال ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن ہوگا۔ ان کا نظام خرز کے نظام کی مانند ہے۔ بعض بعض کے تابع ہوگا۔ پس ہر طرف سے جنگ "سخت" ہوگی۔ جو ان کا مقابلہ کرے گا اس کے لیے تباہی ہوگی۔

ان جھنڈوں میں یمانی کے جھنڈے سے زیادہ ہدایت والا جھنڈا نہیں۔ یہ ہدایت کا پرچم ہے کیونکہ یہ تم کو تمہارے صاحب کی طرف بلائے گا۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۳۲)۔

ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا خروج اگرچہ ایک دن ہوگا لیکن پے در پے اور یکے بعد دیگرے ہوگا جس طرح خرز کا نظام ہوتا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ان کے خروج کے واقعات سیاسی طور پر باہم مربوط ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا آغاز ایک دن میں ہو' ان کی حرکت اور ان کے استحکام میں تابع ہو' ایک دوسرے کے تابع ہوں' اپنے استحکام اور عدم استحکام میں خرز منظوم کی طرح اس کے ساتھ بہتر مہینے والی روایات قابل تصدیق ہیں کیونکہ محمد بن الحنفیہ سے کئی واسطوں سے روایت ہوئی ہے کہ ان کے پاس اپنے والد امیر المومنین علیہ السلام کا لکھا ہوا صحیفہ (کتابچہ) تھا۔ جس میں حضرت رسول اللہؐ سے مستقبل میں ہونے والے حوادث و واقعات و ملاحم کو درج کیا گیا تھا بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اس میں قیامت تک جتنے مسلمان حکمران آنے ہیں ان کے نام بھی درج تھے۔ یہ صحیفہ محمد بن حنفیہ سے ان کے بیٹے ابو ہاشم کی وراثت میں آیا۔ اس نے بنی عباس کو ان تمام حکمرانوں کے نام بتائے جو ان کے خاندان میں سے حاکم بننے تھے۔

لیکن دوسری طرف وہ روایات ہیں جو بتاتی ہیں کہ خراسانی و شعیب بن صالح کا خروج سفیانی اور یمانی کے خروج کے ہمزمان ہوگا اور یہ زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ ان

کی سند واضح ہے۔ اور ان روایات میں صحیح سند ہے جسے ابو بصیر نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔

ایرانی تمہیدیوں کی حکومت کا یہ دور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے ایک سال پہلے ہو جیسا کہ روایات میں ہے یا یہ دور چھ سال پر محیط ہو جس طرح اور روایات میں ہے۔ بہرحال ایرانیوں کی حکومت کا یہ آخری دور ہوگا لیکن اس سے پہلے کے جو مراحل ہیں ان کی تفصیلی معرفت مشکل ہے کہ قم کے مرد کی قم سے حرکت کے آغاز کرنے اور خراسانی اور شعیب بن صالح کی حکومت سنبھالنے میں کتنا عرصہ ہے۔ یہ درمیانی حلقہ ہمارے پاس مفقود ہے۔ کم از کم ایرانیوں کے متعلق جو احادیث موجود ہیں ان میں اس فاصلے کی تجدید نہیں کی گئی ہے۔ ہاں بعض احادیث میں کچھ اشارے ملتے ہیں جن کو میں ایرانیوں کی حکومت سے متعلق اہم احادیث بیان کرنے کے بعد ذکر کروں گا۔

(ایران امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے اسلامی حکومت کا قم کے مرد کی قیادت میں قائم ہونا واضح ہے بعد میں خراسانی اور شعیب بن صالح کے بارے میں جو کچھ روایات میں ہے اس سے واضح نتیجہ اخذ کرنا مشکل ہے۔ البتہ اب جب کہ ایک خراسانی سید زادہ اسلامی حکومت کے سربراہ بن چکا ہے تو مطلب سمجھنے میں کچھ آسانی ہوتی ہے۔ از مترجم)

ایران سے امر مہدیؑ کا آغاز

یہ وہ حدیث ہے جو اس بات پر نص ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حرکت کا آغاز مشرق سے ہوگا۔ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''حضرت مہدیؑ کا آغاز مشرق کی جانب سے ہوگا اور جب یہ ہوگا تو سفیانی خروج کرے گا'' (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۵۲)۔

یہ حدیث حافظ ابونعیم کی اربعین میں بھی موجود ہے۔ کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے اور یہ بات تواتر کے ساتھ احادیث میں آئی ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور مکہ سے ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے تمہید مشرق سے ہوگی۔ مشرق سے مراد ایران ہے۔

روایت یہ بھی بتاتی ہے کہ یہ آغاز سفیانی کے خروج سے پہلے ہوگا۔ اسی طرح یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ اس کا آغاز اور سفیانی کے خروج کے درمیان فاصلہ نہ تو بہت کم اور نہ ہی بہت زیادہ ہوگا۔ کیونکہ سفیانی کے خروج کا عطف واؤ سے کیا ہے فاء سے نہیں تاکہ فوراً پر دلالت کرے اور ثم سے بھی نہیں کیا تاکہ کافی فاصلے پر بھی دلالت کرے اور یہ جملہ "واذا کان ذالک" ''اور جب یہ ہوگا تو سفیانی خروج کرے گا'' سے دونوں کے درمیان ایک تعلق اور ربط کا پتہ چلتا ہے۔ اور وہ یہ کہ امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے تمہیدی بدایہ کا قیام سفیانی کے خروج کے اسباب مہیا کرے گا اور آپ سفیانی کے باب

میں یہ جان چکے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہیدی تحریکوں اور عام اسلامی لہر کے ردِ عمل کے طور پر سفیانی کا خروج ہوگا۔

❀❀❀

مرد اہل بیتؑ کے ذریعے مسلم اُمہ کے لیے موقع

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بیان کی ہے۔ ''یا ابا محمدؑ! اُمت محمدؐ کبھی فتح اور کشادگی نہ دیکھے گی جب تک بنی فلاں کی مملکت ہے۔ یہاں تک کہ ان کی مملکت ختم ہو جائے۔ پس جب ان کا ملک ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُمت محمدؐ کے لیے ہم اہل بیتؑ میں سے ایک مرد کے ذریعے فرصت اور موقع دے گا۔ جو شخص تقویٰ کی طرف راہنمائی کرے گا (دوسرے نسخے میں ہے کہ تقویٰ پر چلے گا) اور ہدایت پر عمل کرے گا اور اللہ کے حکم اور فیصلہ میں رشوت نہ لے گا خدا کی قسم! میں اسے اس کے نام اور اس کے باپ کے نام سے جانتا ہوں۔ پھر ہمارے پاس چھوٹے قد اور بھاری جسم والا صاحب خال (تل والا) اور شامتین والا قائم جو عادل ہے' آئے گا جو اسے سپرد کیا گیا ہے اس کی حفاظت کرنے والا ہوگا۔ زمین کو عدالت و انصاف سے بھر دے گا جس طرح فاجروں نے ظلم و جور سے بھر دی ہوگی (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۶۹)۔

یہ حدیث قابل توجہ ہے لیکن اس کا آخری حصہ ناقص ہے۔ صاحب البحار نے اسے ابن طاؤس کی کتاب الاقبال سے نقل کیا ہے۔ الاقبال کے ص ۵۹۹ پر ابن طاؤس نے کہا ہے کہ انہوں نے ۶۶۲ ہجری میں اس حدیث کو بطائنی کی کتاب الملاحم میں دیکھا اور نقل کر دیا۔ لیکن ابن طاؤسؒ نے اس حدیث کو ناقص نقل کیا ہے اور اس حدیث کے آخر میں فرمایا ''ثم ذکر تمام الحدیث'' پھر اس نے یعنی بطائنی نے پوری حدیث کو نقل کیا ہے اور بطائنی امام صادق علیہ السلام کے اصحاب سے ہیں۔ ان کی کتاب الملاحم کا

نیز اس وقت مفقود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ نسخہ ہماری اسلامی سرزمین پر بکھرے ہوئے خطی نسخوں میں کہیں موجود ہو۔ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ایک سید جو اہلبیت علیہم السلام کی ذریت سے ہوگا وہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے حکومت کرے گا اور آپ کی دولت کے لیے تمہیدی کام کرے گا۔ لوگوں کو تقویٰ کی طرف متوجہ کرے گا' ہدایت پر عمل کرے گا یعنی احکام اسلام پر چلے گا' رشوت یعنی سودا بازی نہیں کرے گا' کسی کی رعایت نہیں کرے گا دوستی اور اقربا پروری نہیں کرے گا اور حکم خدا میں سخت ہوگا۔ احتمال ہے کہ یہ سید امام خمینی رضوان اللہ علیہ ہی ہوں۔

(اب تو یقین ہے کہ اس سید سے مراد امام خمینیؒ ہی تھے جو اس حدیث کے سو فی صد مصداق ہیں۔ آپ نے لوگوں کو تقویٰ کی طرف بلایا' احکام اسلام پر عمل کیا۔ کسی رشتے ناطے کی بنا پر حکم خدا بیان کرنے میں رعایت نہیں برتی۔ امام خمینیؒ کے فیصلے' بیانات' تقریریں' خطبات آپ کی وصیت سب اس پر بہترین دلیل ہے۔ امام خمینیؒ اپنا دور گزار گئے۔ اب معاملہ سید خراسانی کے سپرد ہے۔ احتمال ہے کہ یہ وہی سید خراسانی ہوں جن کا ذکر روایات میں ہے البتہ شعیب بن صالح کا انتظار ہے۔ مترجم)

روایات میں بنی فلاں کا جو ذکر ہے تو اس سے مراد ضروری نہیں ہے کہ بنی عباس ہوں جیسا کہ ابن طاؤس نے سمجھا ہے۔ یہی بات ان باقی احادیث میں ہے جن میں آئمہ اہلبیت علیہم السلام نے بنی فلاں یا آل فلاں کہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے آپ کی مراد بنی عباس ہوں یا ان سے مراد وہ خاندان اور قبائل بھی ہوں جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے حکومت کریں گے۔

بہت ساری احادیث بتاتی ہیں کہ بنی فلاں یا آل فلاں کے درمیان حجاز میں اختلاف واقع ہوگا اور ایک حاکم پر ان کا اتفاق نہ ہو سکے گا اور قبائل کے درمیان اختلاف پھوٹ پڑے گا۔ پھر حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔ ضروری ہے کہ اس قسم کی روایات میں بنی فلاں یا آل فلاں سے مراد بنی عباس کے علاوہ دوسرے ہوں بلکہ

اس سے مراد وہ خاندان ہو جو امام مہدیؑ کے ظہور سے پہلے حجاز پر حکومت کرتا ہوگا اور اسی طرح امیرالمومنین علیہ السلام سے جو حدیث مروی ہے "کیا میں تم کو بنی فلاں کے آخری بادشاہ کے بارے میں نہ بتاؤں تو ہم نے کہا جی ہاں یاامیرالمومنینؑ! ہم کو بتایئے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ایک ناجائز قتل بلد حرام میں قوم قریش کی طرف سے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا کہ اس واقعہ کے بعد ان کا مالک پندرہ رات کا ہوگا" (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۴)۔

اس کے علاوہ اور احادیث ہیں جو بنی فلاں یا آل فلاں کا اختلاف بیان کرتی ہیں اور ان کے سرکش کی ہلاکت کی خبر دیتی ہیں اور یہ کہ اس کے بعد سفیانی کا خروج ہوگا یا امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا یا ظہور کی دوسری قریبی علامات اور واقعات ظاہر ہوں گے۔ ان تمام روایات میں بنی فلاح اور آل فلاں کی تفسیر ہمیں غیر بنی عباس سے کرنا ہوگی جن کے حکم کو ختم ہوئے سینکڑوں سال ہو گئے ہیں لیکن ان روایات میں بھی تحقیق کرنا ہوگی جن میں صراحت کے ساتھ بنی عباس کا ذکر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اہلبیت علیہم السلام کی بنی فلاں یا آل فلاں کے نام سے حدیث صادر ہوئی ہو لیکن راوی نے اپنی طرف سے یا نسخہ لکھنے والے نے اسے بنی عباس لکھ دیا ہو۔ اس عقیدے کے تحت کہ آئمہ اہلبیت کی بنی فلاں سے مراد بنی عباس ہیں۔

ظہور کی احادیث میں بنی عباس کے لفظ کی تفسیر اس طرح کی جا سکتی ہے کہ یہ "قبائل اور خاندان ہیں جو بنی عباس کے خط پر ہیں جو کہ آئمہ اہلبیت سے معارضہ اور ٹکراؤ کا خط ہیں۔ ان کے اشخاص اور اولاد مراد نہیں ہیں۔ لیکن ہمیں اس کی تفسیر کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی کیونکہ عام طور پر روایات میں لفظ بنی فلاں اور آل فلاں آیا ہے۔

بہرحال اس حدیث میں بنی فلاں سے مراد جابر حکمران ہیں جن کے خاتمے کے بعد اہلبیتؑ کے ایک فرد کی حکمت کے ذریعے اللہ تعالیٰ اُمت محمدؐ کو موقع و فرصت دے

گا۔ یہ سید موعود امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے عادلانہ حکومت کریں گے۔ آخر میں جو یہ عبارت ہے: "ثم یاتینا الغلیظ القصرة ذو الخال و الشامتین القائد العادل......" وہ یہ بتاتی ہے کہ اس سید موعود کے بعد کون آئے گا۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ "ذوالخال و الشامتین" پس جیسا کہ روایات میں آپ کے اوصاف میں آیا ہے لیکن اس سے پہلے "الغلیظ القصرة" "چھوٹے مضبوط بدن والا"۔ تو یہ وصف امام مہدی علیہ السلام پر صادق نہیں آتا۔ کیونکہ روایات اس پر متفق ہیں کہ آپ درمیانے قد کے ہیں اس لیے ہم یہ ترجیح دیتے ہیں کہ روایت میں ابن طاوس سے نقل کرتے وقت یا دوسرے نقل کرنے والوں سے ایک یا ایک سے زائد فقرے گر گئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ چھوٹے مضبوط بدن والا شخص سید موعود کے بعد آئے یا اس کے اوصاف کچھ اور بھی ہوں یا اس کے بارے میں کوئی اور بات بھی ہو۔ بہرحال کچھ اور اوصاف بھی ہیں جو گر گئے ہیں اور روایت ناقص ہے۔ اس وجہ سے اس روایت سے یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اس سید موعود (یعنی امام خمینیؒ) اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے درمیان اتصال ہے بلکہ اجمالاً معلوم ہوتا ہے۔

❀❀❀

ساکن قم مرد موعود

۱- امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے رجل قم اور اس کے اصحاب کے متعلق حدیث ہے۔ ''قم سے ایک مرد لوگوں کو حق کی دعوت دے گا۔ اس کے ساتھ ایک ایسی قوم اکٹھی ہو جائے گی جن کے دل فولاد کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے۔ تند اور تیز جھکڑ ان کو نہ ہلائیں گے نہ وہ جنگ سے اُکتائیں گے اور نہ ہی بزدل پڑیں گے وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہوں گے اور عاقبت متقین کے واسطے ہے'' (بحار الانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۶)۔

اس میں جو بات غور کی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے "رجل من قم" نہیں بلکہ "رجل من اهل قم" فرمایا ہے۔ یہ جملہ امام خمینیؒ پر صادق آتا ہے کیونکہ آپ اہل قم نہیں تھے بلکہ اہل خمین تھے مگر ساکن قم تھے۔ اور دوسری بات اس حدیث میں یہ ہے کہ "یدعوا الناس الی الحق --- لوگوں کو حق کی دعوت دے گا''۔ فقط قم والوں کو یا مشرق والوں کو حق کی طرف نہ بلائے گا بلکہ وہ تمام انسانوں کو حق کی طرف بلائے گا۔ ان کے خلاف فتنوں کی سخت آندھیاں چلیں گی' جنگ مسلط کی جائے گی لیکن وہ اور اس کے ساتھی گھبرائیں گے نہیں اور خدا پر بھروسا کریں گے۔ روایت میں یہ بیان نہیں ہے کہ یہ مرد اور اس کے اصحاب جن کی بشارت دی گئی ہے [illegible] ہوگا۔

امام خمینی رضوان اللہ علیہ اور آپ کے اصحاب سے پہلے ان صفات کا مالک کوئی شخص قم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ احتمال ہے کہ یہ روایت ناقص ہے اور یہ کہ اس روایت کے ذکر کرنے کی کوئی مناسبت ہوگی جس کا تذکرہ موجود نہیں ہے۔ صاحب البحار نے

اس روایت کو حسن بن محمد الحسن القمی کی کتاب تاریخ قم سے نقل کیا ہے۔ اس کتاب کو مصنف نے کم از کم ایک ہزار سال پہلے لکھا ہے۔ افسوس کہ اس وقت اس کتاب کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے بعض افراد کہیں کہ یہ درست ہے کہ ان صفات کا مالک شخص تاریخ قم میں اس سے پہلے نہیں ملتا لیکن اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ شخص موعود امام خمینیؒ ہی ہوں۔ ہو سکتا ہے ان کے بعد کوئی اور شخص ہو۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روایت میں اس واقعہ کے زمانہ کو بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن اس میں جو صفات موجود ہیں اور اسی کے ساتھ جب دوسری روایت کو جو قم اور ایران کے بارے میں ہے ملا دیں تو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ اس سے مراد امام خمینیؒ ہیں۔ پھر یہ بات منطقی نہیں ہے کہ اگر نبی اکرمؐ یا آئمہ اہلبیتؑ ایک واقعہ کی خبر دیتے ہیں وہ کسی موقع پر صادق آ رہا ہو کہ یہ وہی واقعہ ہے جس کی انہوں نے خبر دی ہے کہ اب یہ بات غیر منطقی ہوگی کہ ہم اس واقعہ سے چشم پوشی کرلیں اور یہ کہیں کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی مراد یہ نہیں ہے وہ اور واقعہ ہے جبکہ اس واقعہ پر یہ صفات صادق آ رہی ہیں تو ہمیں یہی کہنا ہوگا کہ یہی وہ واقعہ ہے کہ جس کے بارے میں آئمہ اہلبیت علیہم السلام اور نبی اکرمؐ نے خبر دی ہے۔

❀ ❀ ❀

قم کی فضیلت و تاسیس

اہل بیت علیہم السلام سے قم اور اس کی فضیلت اور اس کے مستقبل کے بارے میں جو روایات وارد ہوئی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ آپ حضرات علیہم السلام کے نزدیک قم کا ایک خاص مقام ہے۔ بل قما ایک ایسا مشروع ہے جسے آئمہ اطہار علیہم السلام نے امام باقر علیہ السلام کے ہاتھوں ایران کے وسط میں شروع کیا اور پھر ہر دور میں اس کی خاص رعایت اور لحاظ کیا جاتا رہا ہے۔

جیسا کہ علماء نے بیان کیا ہے کہ اس شہر کی تاسیس امام باقر علیہ السلام کے ہاتھوں ۷۳ ہجری میں ہوئی اور پھر آئمہ اطہار علیہم السلام کے پاس ان کے جدامجد رسول اللہؐ کی طرف سے جو علوم تھے آپ نے ان کی اطلاع دی کہ اس شہر کی مستقبل میں بڑی شان ہوگی اور اس کے لوگ امام مہدی علیہ السلام کے انصار ہوں گے۔

نام ''قائم'' کی مناسبت سے آیا ہے کہ یہاں کے لوگ امام مہدی علیہ السلام کے لیے قیام کریں گے۔ آپ کی تمہیدی حکومت قائم کریں گے آپ کی مدد کریں گے۔ اس شہر کے نزدیک ایک بستی کا موجود ہونا جس کا نام کمندان یا کمد تھا اور اس کی عربی قما ہوگئی یا اس نام کو جب فارسی میں تبدیل کیا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی کوئی اور مناسبت سرے سے موجود نہیں ہے۔ خاص کر جبکہ اس شہر کی تاسیس علمائے کرام امام باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام کے جلیل القدر رواۃ نے کی ہو اور ان کی راہنمائی و ہدایت پر اسے تاسیس کیا گیا ہو۔

عفان بصری نے امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے میرے لیے فرمایا ''کیا تم جانتے ہو کہ اس شہر کا نام ''قم'' کیوں رکھا گیا؟ تو میں نے کہا کہ اللہ اور اللہ کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کا نام قم اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کے لوگ قائم آل محمدؑ کے ساتھ اکٹھے ہوں گے اور آپ کے ساتھ قیام کریں گے اور اس پر مستقیم اور استقامت پر رہیں گے اور حضرت کی مدد کریں گے (بحار الانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۶)۔

تحقیق یہ روایت اور اسی طرح کی دوسری روایات اور اسی طرح اس شہر کی تاسیس کے جو قرائن ہیں اس سے یہ اطمینان ہوتا ہے کہ اس کی تاسیس امام باقر علیہ السلام کے حکم سے تھی اور آپ نے ہی اس کا نام قم رکھا ہے۔ کیونکہ اس شہر کی تاسیس عبداللہ بن مالک اشعری اور ان کی جماعت نے کی جو کہ امام باقر علیہ السلام کے خاص اصحاب سے ہیں اور آپ کی حدیث کے راوی ہیں۔ یہ نام روایات اہلبیتؑ میں جب مذکر کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو شہر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے یعنی (بلد) اور جب مونث استعمال ہوتا ہے تو بھی شہر کے معنوں میں ہوتا ہے۔ البتہ عربی میں (بلدۃ) کے معنی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح عربی گرائمر کے حوالے سے منصرف یعنی تنوین کے ساتھ اور غیر منصرف بغیر تنوین کے استعمال ہوتا ہے۔ (تنوین دو زبر دو پیش یا دو زیر کو کہا جاتا ہے)

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے قم کو ایک وسیع مفہوم دیا ہے۔ ایک شہر یا اس کے اطراف کے معنی میں نہیں لیا ہے بلکہ اسے ولائے اہل بیت علیہم السلام کے سلسلے میں خط قم اور راہ قم' طریقہ قم کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے استعمال کیا کہ جو حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ ہوں گے بہ تحقیق ری (موجودہ تہران) کے بہت سارے افراد نے روایت کی ہے کہ وہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ کہا کہ ہم ری شہر سے تعلق رکھتے ہیں تو حضرت نے فرمایا ''مرحبا باخواننا من اهل قم''۔ ہم اپنے اہل قم کے

بھائیوں کوخوش آمدید کہتے ہیں۔ پس انہوں نے کہا کہ ہم اہل ری ہیں(نحن من اھل
الری) تو حضرت نے پھر فرمایا "مرحبا باخواننا من اھل قم"۔ پھر انہوں نے کہا
نحن من اھل الری ۔ انہوں نے پھر وہی جملہ دہرایا۔ انہوں نے کئی مرتبہ اپنا جملہ دہرایا
اور ہر دفعہ حضرت نے یہی جواب دیا اور پھر فرمایا "اللہ تعالیٰ کا حرم مکہ ہے رسول اللہ کا
حرم مدینہ ہے۔ امیرالمومنین کا حرم کوفہ ہے۔ اسی طرح ہمارا بھی حرم ہے اور وہ بلدہ قم
ہے (شہر قم)۔ عنقریب اس میں میری اولاد سے ایک خاتون دفن ہوگی جس کا نام فاطمہ
علیہا السلام ہوگا پس جو اس کی زیارت کرے گا اس پر جنت واجب ہے" (بحارالانوار
ج ٦٠ ص ٢١٦)۔

راوی کہتا ہے کہ حضرت نے یہ بات حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی
ولادت سے بھی پہلے ارشاد فرمائی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ قم آئمہ اہل بیت علیہم السلام کا حرم ہے۔ حضرت مہدی
علیہ السلام کی ولایت اور نصرت کا مرکز ہے اہل ری اور دوسری جگہوں کے لوگ اہل قم
سے ہیں کیونکہ وہ ان کے خط پر ہیں ان کے راستے پر ہیں۔ اس وجہ سے بعید نہیں ہے کہ
روایات میں جب اہل قم کہا جاتا ہے اور ان کی امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کرنے کا
ذکر آتا ہے تو اس سے مراد پورا ایران ہو۔ جو ولایت اہل بیت علیہم السلام اور ان کے
راستے میں جہاد کرنے میں قم کے راستے اور اہل قم کے خط پر ہیں بلکہ ایران کے علاوہ
دوسرے مسلمان بھی شامل ہیں جو کہ اہل قم کے خط اور راستے پر ہیں۔ راوی نے جو یہ کہا
کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ گفتگو امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی ولادت ١٢٨ھ
سے پہلے کی تھی کا مطلب یہ ہے کہ ابھی جناب فاطمہ علیہا السلام کی ولادت نہیں ہوئی تھی
کہ آپ نے یہ خبر دی۔ ٧٠ سال سے زیادہ عرصہ کے بعد امام صادق علیہ السلام کی بتائی
ہوئی یہ بات پوری ہوتی ہے۔ "قم کے بزرگان نے روایت کی ہے کہ مامون ٢٠٠ھ میں
علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کو مدینہ بدر کر کے مرو کی طرف لے آیا تو جناب فاطمہ علیہا

السلام ٢٠١ھ میں اپنے بھائی علی رضا علیہ السلام کی طلب میں مدینہ سے نکلیں اور جب
آپ ساوہ (قم کے قریب ایک شہر جو اب بھی اسی نام سے ہے) پہنچی تو بیمار ہو گئیں اور
سوال کیا کہ میرے اور قم کے درمیان کتنا فاصلہ رہ گیا ہے؟ تو لوگوں نے آپ کو بتایا کہ قم
یہاں سے دس فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ جب یہ خبر آل سعد (یعنی سعد بن مالک اشعری)
تک پہنچی تو سب نے اس پر اتفاق کیا کہ وہ بی بی کی طرف چلیں تاکہ ان سے بلد قم میں
اترنے کی خواہش کریں اور ان کے درمیان سے موسیٰ بن خزرج گیا۔ پس جب بی بی
کے پاس پہنچا ان کے ناقہ کی لگام کو پکڑا اور آپ کو قم کی طرف لے آیا اور ان کو اپنے گھر
میں ٹھہرایا۔ سولہ یا سترہ دن بی بی اس کے گھر میں رہیں اور پھر اپنے پروردگار کے پاس
چلی گئیں۔ پس بی بی کو موسیٰ نے غسل وکفن دینے کے بعد اسی زمین میں دفن کیا اور یہ
وہی جگہ ہے جہاں اس وقت بی بی کا مدفن ہے اور اس نے آپ کی قبر پر بوریوں
(چٹائیوں) کی ایک چھت بنا دی۔ یہاں تک کہ زینب بنت جواد علیہ السلام نے اس قبر
پر قبہ تعمیر کروایا" (بحارالانوار ج ٦٠ ص ٢١٩)۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ علیہا السلام اپنی جدہ طاہرہ کی طرح عابدہ
مقدسہ مبارکہ تھیں۔ کم سن ہونے کے باوجود آپ کو اہل بیت علیہم السلام میں بڑا مقام و
مرتبہ حاصل تھا۔ قم کے بزرگ تو کیا اور راویوں میں بھی آپ کا بہت عزت واحترام تھا
جس کی وجہ سے انہوں نے ساوہ جانے کا ارادہ کیا اور بی بی کے استقبال کے لیے قم سے
باہر گئے۔ پھر انہوں نے آپ کی قبر کے اوپر ایک معمولی سی عمارت دی۔ پھر اس پر قبہ
بنایا اور اسے مزار اور زیارت گاہ قرار دیا۔ ان میں سے بہت ساروں نے وصیت کی کہ
انہیں بی بی کے ہمسایہ میں دفن کیا جائے۔ روایات میں آیا ہے کہ بی بی کی عمر بہت چھوٹی
تھی اور ابھی بیس سال بھی پورے نہ ہوئے تھے۔ ایرانیوں کا آپ کو معصومہ فاطمہ علیہا
السلام اور معصومہ علیہ السلام قم کہنا شاید کم عمری ہی کی وجہ سے ہے کیونکہ فارسی میں
گناہوں سے پاک کو معصوم کہا جاتا ہے اور یہ عام طور پر بچوں کے لیے استعمال ہوتا ہے

کیونکہ بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ ہمارے مذہب میں عصمت دو قسم کی ہے:
(۱) عصمت واجبہ و ضروریہ جو کہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لیے ثابت ہے
(۲) عصمت جائزہ جو کہ بڑے بڑے اولیاء اور خاصان خدا کے لیے ثابت ہے۔

امام رضا علیہ السلام کی بعد والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام کی طرف سے اہل قم کو امام مہدی علیہ السلام کی نصرت اور مدد کے لیے آمادہ اور تیار کرنا قم کے تاسیس کے دن سے ہی تھا۔ امام مہدی علیہ السلام کی ولادت سے پہلے قمیین اور اہل قم کی آپ سے محبت اور ولاء معروف و مشہور تھی۔ صوفان بن یحیٰ سے روایت ہے کہ میں ایک دن ابوالحسن علیہ السلام (امام رضا علیہ السلام) کے پس تھا تو اہل قم کا ذکر نکلا اور یہ کہ ان کا جھکاؤ اور میلان امام مہدی علیہ السلام کی طرف ہے تو حضرت علیہ السلام نے ان پر رحمت کی دعا کی اور فرمایا اللہ ان سے راضی ہو' پھر فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ اہل قم کے لیے ہے۔ وہ باقی تمام شہروں میں سے ہمارے سب سے بہتر شیعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کو ان کی مٹی میں گوندھ دیا ہے (بحارالانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۶)۔

روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے لوگوں پر ان کے اعمال کے حوالے سے منقسم ہیں اور کوئی بعید نہیں ہے کہ اہل قم امام مہدی علیہ السلام اور اہل بیت علیہم السلام کے ہمراہ مجاہدین والے دروازے سے داخل ہوں گے اور باب الاخیار (۔۔۔۔ سے زیادہ نیکوکاروں کا دروازہ) سے داخل ہوں گے جس میں کہ ان کا وصف بیان ہوا ہے اور امام کا فرمان ہے: وھم خیار شیعتنا من بین سائر البلاد دلالت کرتا ہے کہ ان کو باقی تمام شیعوں پر فضیلت حاصل ہوگی۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ امام مہدی علیہ السلام سے اہل قم کی محبت ہمارے اس زمانہ میں بھی اپنی پوری آب و تاب و گرمی کے ساتھ موجود ہے بلکہ آج تو یہ محبت انقلاب کی شکل میں ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ بات ان کے ایمان اعمال شعائر اور نعروں سے

ظاہر ہے۔ اور ان کے اپنے بچوں' مساجد اور امام بارگاہوں کے نام امام مہدی علیہ السلام سے موسوم کرنے میں بھی ظاہر ہے۔ کوئی گھر اس نام سے خالی نہیں ہے۔

روایات دلالت کرتی ہیں کہ بلاء اور مصیبت اہل قم سے دور ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان جابروں کو جو قم کا ارادہ رکھتے ہوں گے' تباہ کر دے گا۔ ابان بن عثمان اور حماد الناب سے روایت ہے کہ ہم ابوعبداللہ (امام صادق علیہ السلام) کی خدمت میں ایک جماعت کی شکل میں حاضر تھے کہ آپ پر عمران بن عبداللہ القمی وارد ہوا۔ حضرت نے اس سے خیریت پوچھی احسان کیا اس کو خوش کیا اور ہشاش بشاش کیا اور اس پر کافی توجہ کی۔ پس جب وہ کھڑا ہو گیا تو میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا یہ کون تھے جن کے ساتھ آپ نے اتنا اچھا برتاؤ کیا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ اہل البیت النجباء یعنی اہل قم سے تھے۔ کوئی جابر بھی ان کا قصد نہ کرے گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے تباہ کر دے گا (بحارالانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۱)۔

ایک اور روایت میں ہے "اور اہل قم ہم سے ہیں اور ہم ان سے ہیں۔ کوئی جابر بھی ان کے بارے میں برا قصد نہ کرے گا مگر یہ کہ اس کا عذاب جلدی آ جائے گا۔ جب تک وہ اپنے بھائیوں سے خیانت نہ کریں گے (ایک روایت میں ہے جب تک وہ اپنے حالات کو تبدیل نہ کریں گے) اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر برے جابروں کو مسلط کر دے گا۔ آگاہ رہو کہ وہ ہمارے قائم علیہ السلام کے انصار اور ہمارے حق کی طرف دعوت دینے والے (نسخہ بدل حق کے محافظ) ہیں۔ پھر آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا خداوندا انہیں ہر فتنہ سے محفوظ فرما اور انہیں ہر ہلاکت سے نجات دے" (بحارالانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۸-۲۱۴)۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے مصائب قم اور اہل قم سے دور کیے گئے ہیں اور عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جب قم اور اہل قم مخلوقات پر حجت ہوں گے اور یہ ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں آپ کے ظہور تک ہوگا اور اگر یہ نہ ہوں

تو زمین اپنے اہل سمیت دھنس جائے۔ فرشتے مصائب کو قم اور اہل قم سے دُور کرتے ہیں۔ کوئی جابر بھی برے ارادے سے ان کی طرف نہیں آتا مگر قاصم الجبارین اسے تباہ کر دیتا ہے اور اس جابر کو اپنی مصیبت میں گرفتار کرتا ہے یا کسی دشمن سے دوچار کرتا ہے یا کسی بڑی آفت میں اسے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جابروں کو ان کی حکومت میں قم اور اہل قم کا ذکر بھلا دے گا جس طرح وہ اللہ کا ذکر بھول چکے ہیں۔ (بحارالانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۳)۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قم اور اہل قم پر بالکل ہی مصیبت نہ آئے گی بلکہ کچھ مصیبت تو آئے گی لیکن اللہ تعالیٰ اس مصیبت کو ان سے ٹال دے گا اور اپنی مختلف مہربانیوں کے ذریعے سے ان کی مدد فرمائے گا ان میں سب سے اہم طاغوتوں اور سرکشوں کی ہلاکت ہے یا ان کا کسی اور مسئلہ میں گرفتار ہو جانا ہے جس کی وجہ سے ان کی فکر و سوچ قم اور اہل قم سے ہٹ جائے گی۔

امام صادق علیہ السلام سے دو روایتوں میں قم کے مستقبل اور حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک یہاں تک کہ آپ ظہور فرمائیں۔ اہل قم کے کردار کو عقائدی اور نظریاتی حوالے سے بیان کیا ہے۔ یہ دونوں روایتیں البحار' ج ۶۰' ص ۲۱۳ پر موجود ہیں۔

پہلی روایت میں ہے'' اللہ تعالیٰ نے کوفہ کے ذریعہ باقی شہروں پر احتجاج کیا اور کوفہ میں رہنے والے مومنین کے ذریعہ باقی شہروں میں رہنے والے مومنین پر احتجاج کیا' حجت تمام کی اور خدا نے قم کے ذریعہ باقی شہروں پر احتجاج کیا حجت تمام کی اور اہل قم کے ذریعے تمام مشرق اور مغرب والوں پر خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے اور اللہ تعالیٰ نے قم اور اہل قم کو مستضعف نہیں چھوڑا ہے بلکہ ان کو توفیق دی اور ان کی تائید فرمائی اور پھر فرمایا دین اور اہل دین قم میں ذلیل (حقیر) ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو لوگ قم کی طرف تیزی سے آتے اور قم خراب اور تباہ ہو جاتا اور اہل قم باطل ہو جاتے یا ختم ہو

جاتے اور پھر یہ باقی شہروں پر حجت نہ رہتا اور اگر ایسا ہوتا تو پھر زمین و آسمان اپنی جگہ پر قائم نہ رہتے اور آنکھ جھپکنے تک بھی ان کو نہ دیکھا جاتا۔ قم اور اہل قم سے مصائب دُور کر دیئے گئے ہیں اور عنقریب وہ وقت آئے گا جب قم اور اہل قم مخلوقات پر حجت ہوں گے اور یہ ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت کے زمانے سے آپ کے ظہور کے زمانے تک ہوگی اور اگر ایسا نہ ہو تو زمین اپنے اہل سمیت دھنس جائے اور تباہ ہو جائے اور تحقیق فرشتے مصائب کو قم اور اہل قم سے دُور کرتے ہیں اور کوئی جابر قم کے بارے میں برا قصد نہیں کرتا مگر یہ کہ قاصم الجبارین اسے تباہ کرتا ہے اور قم سے اس کی توجہ پھیر دیتا ہے۔ اس کے ہلاک کرنے یا اس پر مصیبت لانے یا کسی دشمن سے مصروف کرنے سے۔ اور اللہ تعالیٰ جابروں کو ان کی حکومت کی وجہ سے قم کا ذکر اس طرح بھلا دیتا ہے جس طرح وہ خدا کے ذکر کو بھول گئے ہیں۔

دوسری روایت عنقریب کوفہ مومنین سے خالی ہو جائے گا اور کوفہ سے علم اس طرح نکل جائے گا کہ جس طرح سانپ اپنے بل سے نکل جاتا ہے (سانپ اپنے اوپر والے پردے سے باہر نکل جاتا ہے)۔ پھر علم ایک بلدہ میں ظاہر ہوگا جسے قم کہا جاتا ہے۔ علم و فضائل کا مرکز اور معدن بن جائے گا۔ یہاں تک کہ زمین میں کوئی بھی دین کے بارے میں مستضعف باقی نہ رہے گا۔ یہاں تک کہ خواتین اپنے پردے میں (مگر اس علم سے فائدہ اٹھائیں گے) اور یہ ہمارے قائم علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ قم اور اہل قم کو قائم مقام حجت قرار دے گا اور اگر یہ نہ ہوں تو زمین اپنے اہل سمیت دھنس جائے۔ پس قم سے علم کا (سیلاب کی طرح) اضافہ ہوگا۔ مشرق و مغرب کے تمام ممالک میں پہنچے گا۔ پس اس طرح اللہ کی حجت تمام ہوگی۔ کوئی نہ بچے گا مگر یہ کہ اس تک دین اور علم پہنچ جائے گا۔

پھر حضرت قائم علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور اللہ کی بندوں پر ناراضگی کا سبب بن کر آئیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں سے انتقام نہیں لیتا ہے مگر اس کی حجت کا انکار کر

دینے کے بعد۔

ان دو روایتوں سے چند امور ظاہر ہوتے ہیں:

۱- یہ دونوں روایتیں بالمعنیٰ نقل ہوئی ہیں یعنی ان میں الفاظ امام کے نہیں ہیں۔ اس میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر بھی موجود ہے بہرحال مطلب جسے یہ دونوں روایتیں بیان کرنا چاہتی ہیں بڑا واضح ہے۔

۲- ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ علم اور شیعت اہل بیتؑ کے پھیلانے میں کوفہ کا بہت بڑا کردار ہے لیکن امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ کوفہ میں نجف بھی شامل ہے کیوں کہ نجف اشرف کا اصل نام نجف الکوفہ ہے یعنی کوفہ کی اونچی جگہ بلکہ بعض دفعہ اس سے عراق بھی مراد لیا جاتا ہے۔ جس طرح ہم بیان کر آئے ہیں لیکن قم کا کردار جاری رہے گا اور ظہور سے پہلے قم کا کردار بہت بڑھ جائے گا۔

۳- امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک قم کا جو عقائدی کردار ہے وہ فقط شیعہ یا ایران کے لیے نہ ہوگا بلکہ پوری دنیا کے لیے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں سب کے لیے ہوگا۔ البتہ حدیث میں جو یہ جملہ موجود ہے کہ علم اور دین ہر ایک کے پاس پہنچ جائے گا۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ ہر فرد تک پہنچ جائے گا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کی آواز اور خوبیاں اور ایک نظام کے حوالے سے بہترین نظام کے حوالے سے مسائل کے حوالے سے انسانوں کی تمام مشکلات کے علاج کے حوالے سے سب تک پہنچ جائے گا۔ کوئی ایسا نہیں ہوگا جو اس سے مطلع اور باخبر نہ ہو چکا ہو کہ اس میں کیا کیا صلاحیت ہے یعنی اسلام سب تک پہنچ جائے گا جو کوئی اسلام کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہے اس کے متعلق تحقیق کرنا چاہے یا اس کا باقی ادیان اور نظاموں سے تقابل کرنا چاہے یہ سب کچھ اس کے لیے ممکن ہوگا اور اس کے وسائل موجود ہوں گے۔ اسلام کی خاطر قم کے لیے اس قم کا

اعلامی کردار جلیغاتی دور اس بات پہ موقوف ہے کہ حکومت قائم ہو۔ ذرائع ابلاغ ہوں دنیا کے طاغوتوں اور سرکشوں کے ساتھ ان کی جنگ ہوتا کہ ان کی آواز دنیا کے آخری حصہ تک گونجے اور ہر روز دنیا میں ان کا ذکر ہو اور اس طرح قم سے اسلام کی آواز دنیا کی تمام اقوام کے کانوں تک پہنچے۔

۴- قم جب اپنا یہ کردار ادا کرے گا تو اس کی وجہ سے دنیا کے ظالموں کی دشمنی قم اور اہل قم سے ہوگی۔ دنیا کے جابر قم کے اسلامی منصوبے کی ہر طرح سے مخالفت کریں گے--- یہ مخالفت بہت ہی وسیع پیمانے پر ہوگی۔ منطقی دلائل سے نہ ہوگی بلکہ حق کا انکار ہوگا تو اس سے جواز ملے گا کہ اللہ تعالیٰ ان انسانوں سے انتقام لے اور یہ انتقام اللہ تعالیٰ اپنی حجت حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعے لے گا کیوں کہ اتمام حجت ہوگیا اسلام کی حقانیت کے روشن دلائل کے باوجود انسان نے انکار کر دیا۔ پس اس پر اللہ کا عذاب حتمی ہوگیا۔ اسلام کی مخالفت عناد اور سرکشی کی وجہ سے کی نہ کہ جہالت و نادانی کی وجہ سے۔

یہ بات قابل غور ہے کہ ان دو روایتوں میں جو معنیٰ مذکور ہیں وہ کوفہ اور عراق میں تو صادق آ چکے ہیں۔ کوفہ سے علم و دین جاتا رہا ہے اس سے رہنمائی کا دور بھی ختم ہو گیا ہے۔ قم اور ایران میں یہ معنیٰ محقق ہو رہے ہیں۔ قم اور ایران اس وقت عالم اسلام اور دنیا کی تمام اقوام پر حجت ہیں۔ حتیٰ کہ اگر ہم یہ بھی کہیں کہ جو کچھ روایات میں کہا گیا ہے اس تک پہنچنے کے لیے ابھی دسیوں سال درکار ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس کا آغاز ہو چکا ہے اور اس کے ابتدائی مراتب سامنے آ چکے ہیں لیکن روایت میں جو یہ تعبیر ہے کہ یہ دور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک شروع ہوگا تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ زیادہ طولانی نہ ہوگا (میں کہتا ہوں کہ امام خمینیؒ کا گورباچوف کو خط لکھ کر دعوت اسلام دینا اور اسے دلائل کے ساتھ سمجھانا اور پھر سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ دے کر جو کہ حکم اسلام کی اہمیت بیان کرتا ہے سے عالم اسلام اور تمام اقوام حتیٰ کہ

ملحدین پر اتمام حجت ہو گیا ہے۔ روز بروز حقانیت اور اسلا کے دلائل روشن سے روشن تر ہوتے جا رہے ہیں لیکن عالم اسلام منافقین اور دنیائے انسانیت کے سرکش اور ظالم و جابر اس کی مخالفت پر مجتمع نظر آتے ہیں۔ اب عذاب الٰہی کا وعدہ پورا ہونے والا ہے اور وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے ہوگا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور مومنین اور مسلمانوں کے لیے رحمت ہوگا۔ مخالفین اسلام منافق و کافروں' یہودیوں' دشمنان عدالت کے لیے عذاب اور غضب الٰہی بن کر ٹوٹے گا اور اے خداوند کریم وہ وقت جلد لا تاکہ ہماری آنکھیں تیری حجت کی زیارت سے مشرف ہوں اور ہمیں اپنے دین مبین اسلام کی نشرو اشاعت و تبلیغ کی توفیق عنایت فرما اور ہمیں بھی اہل قم سے قرار دے اور مخالفین قم کے گروہوں میں شامل نہ کرنا۔ آمین برحمتک یا ارحم الراحمین!

(از مترجم)

.... اس جملہ میں امام مہدی علیہ السلام کے عظیم مقام اور مرتبہ کی طرف ارہ ہے اور وہ جو آپ کے ہمراہ ہوں گے اس طرح امام باقر علیہ السلام خواہش کرتے ئے نظر آتے ہیں' یہ امام کی طرف سے اپنے فرزند امام مہدی علیہ السلام کے سامنے اضع کا عظیم مظاہرہ بھی ہیں۔

اہل مشرق کے کالے جھنڈے

شیعہ اور سنی حوالوں میں یہ حدیث جسے حدیث اہل المشرق' حدیث رایات السود اور حدیث ما یلقی اہل بیتہ بعدہ بھی کہا جاتا ہے۔ متعدد صحابہ اور مختلف حوالوں سے روایت کی گئی ہے۔ بعض فقرات میں فرق کے ساتھ' بعض حوالوں میں اس حدیث کے بعض اجزاء بیان ہوئے ہیں اور حوالوں میں اس پر نص وارد ہوئی ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقات ہیں۔

قدیم ترین سنی حوالوں میں جن میں یہ پوری حدیث یا اس کا کچھ حصہ روایت کیا گیا ہے یہ ہیں: سنن ابن ماجہ' ج ۲' ص ۵۱۸ اور ص ۲۲۹۔ المستدرک للحاکم' ج ۴' ص ۴۶۴ اور ص ۵۵۳۔ مخطوطہ ابن حماد' الفتن' ص ۸۴-۸۵۔ کتاب المصنف لابن ابی شیبۃ ج ۱۵' ص ۲۳۵۔ سنن للدارمی' ص ۹۳۔ پھر اکثر متاخرین نے اس حدیث کو ان حوالوں سے روایت کیا ہے۔

جو حدیث اصحاب الصحاح میں سے چند افراد نے روایت کی ہے ''مشرق لوگ خروج کریں گے اور مہدی علیہ السلام کی حکومت کی خاطر زمین بنائیں گے'' جیسے احمد' ابن ماجہ اور دوسروں نے بیان کیا ہے۔

مستدرک الحاکم کی نص روایت یہ ہے عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہم رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرتؐ ہمارے پاس خوشی خوشی تشریف لائے'

بشارت وخوشی کے آثار آپ کے چہرہ پر نمایاں تھے۔ ہم نے جس چیز کے متعلق سوال کیا۔ حضرتؐ نے اس بارے میں ہم کو اطلاع دی۔ ہم ابھی خاموش بھی نہ ہوتے کہ حضرتؐ ہمارے ساتھ بات شروع کر دیتے ...... یہاں تک کہ بنی ہاشم کے بچوں کا ایک گروہ جن میں حسن اور حسین علیہم السلام بھی موجود تھے گزرا۔ پس جب حضرتؐ نے انہیں دیکھا تو پکڑ لیا اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو ہم نے کہا یا رسولؐ اللہ! ہم آپ کے چہرے پر ایسے آثار دیکھ رہے ہیں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں تو حضرتؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہم اہل بیت کے لیے دنیا کے بدلے آخرت کو اختیار کیا ہے اور بہ تحقیق میرے بعد میرے اہل بیت کو مختلف شہروں میں پھرایا جائے گا دربدر لے جایا جائے گا اور گھر سے دُور نکالا جائے گا یہاں تک کہ مشرق سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے وہ حق کا سوال کریں گے پس ان کو حق نہ دیا جائے گا پھر وہ حق کا سوال کریں گے ان کو ان کا حق نہ دیا جائے گا پھر وہ حق کا سوال کریں گے ان کو حق نہ دیا جائے گا۔ پس وہ جنگ کریں گے اور کامیاب ہوں گے ...... پس تم میں سے جو یا تمہاری نسلوں میں سے جو اسے پائے تو وہ میرے اہل بیت کے امام کے پاس آئے (روایت میں امام امن اھل بیتی (میرے اہل بیت ...... سے امام جملہ ہے اور اس سے مراد مرد قم لیا گیا جو امام مہدیؑ کی حکومت کے لیے تمہیدی کام کرے گا کیونکہ اس کے بعد امام مہدیؑ کا ذکر ہے۔ از مترجم) اگرچہ برف پر چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے کیوں کہ یہ ہدایت کے پرچم ہوں گے۔ یہ ان پرچموں کو میرے اہل بیتؑ سے ایک مرد کے حوالے کریں گے جس کا نام میرے نام پر اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہوگا۔ وہ زمین کا مالک بنے گا اور اسے عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی"۔

رہے ہمارے شیعہ حوالے تو ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: ابن طاؤس نے اپنی کتاب الملاحم والفتن' ص ۱۱۷-۱۳۰۔ المجلسی البحار' ج ۵۱' ص ۸۳۔ حافظ ابونعیم کی اربعین حدیث سے نقل کیا ہے۔ حدیث نمبر ۲۷ کا عنوان ہے مہدی علیہ السلام کی آمد

مشرق کی طرف سے اور اسی کے مشابہ' ج ۵۲' ص ۲۴۳ میں امام باقر علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "گویا کہ میں مشرق سے ایک قوم کو دیکھ رہا ہوں جنہوں نے خروج کیا ہے۔ وہ حق کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ان کو نہیں دیا جاتا پھر حق کا مطالبہ کرتے ہیں مگر ان کو نہیں دیا جاتا۔ جب وہ دیکھیں گے تو اپنی تلواروں کو ان کی گردنوں پر رکھ دیں گے۔ پس ان کو وہ دے دیا جائے گا جس کا انہوں نے سوال کیا تھا لیکن اب وہ اسے قبول نہ کریں گے یہاں تک کہ قیام کریں گے وہ اسے سپرد نہیں کریں گے مگر آپ کے صاحب (یعنی مہدی علیہ السلام) کو ان کے ساتھی مقتولین شہداء ہیں ...... آگاہ ہو جاؤ اگر میں اس زمانے کو پاؤں تو اپنے نفس کو اس امر کے صاحب کے لیے باقی رکھوں گا"۔

یہ حدیث جو کئی شکلوں اور حوالوں سے وارد ہوئی ہے اس سے چند مطالب نکلتے ہیں:

۱- اس حدیث کا اجمالی تواتر تو حاصل ہو جاتا ہے۔ متعدد صحابہ نے متعدد واسطوں سے رسولؐ اللہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جس کے مضمون کا خلاصہ یہ بنتا ہے:

(الف) رسول اکرمؐ کے بعد آپ کے اہل بیت علیہم السلام مظلوم ہوں گے۔

(ب) اہل بیت کے لیے اُمت میں سے جو قوم انصاف کرے گی وہ مشرق کی سرزمین سے اُٹھے گی اور قائم آل محمدؐ کی حکومت کے لیے زمین ہموار کرے گی۔

(ج) حضرت مہدی علیہ السلام ان لوگوں کے قیام کے بعد ظاہر ہوں گے اس وقت وہ لوگ پرچم اور اپنی حکومت کو امام مہدی علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔

(د) اللہ تعالیٰ امام مہدی علیہ السلام کے ذریعے اسلام کو پورے عالم میں غلبہ عطا کرے گا اور آپ علیہ السلام دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

۲- اہل المشرق اور اصحاب الرایات السود سے مراد ایرانی ہیں۔ ان اصحاب کے ہاں جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے بلکہ اصحاب کے بعد تابعین میں سے بھی

جنہوں نے ان سے اس حدیث کو لیا اور اسی طرح ان کے بعد کے ناقلین اور مصنفین کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ اس حدیث کا مصداق ایران ہی ہے۔ کسی ایک نے بھی شاذ ونادر طور پر بھی یہ نقل نہیں کیا کہ اس قوم سے مراد موجودہ ترک ہندوستان یا ایران کے علاوہ دوسرے علاقے ہیں جب کہ بعض آئمہ حدیث اور مولفین حدیث نے اس بات پر نص کی ہے اس سے مراد ایرانی ہیں۔ جیسا کہ روایات خراسان کی حدیث میں آئے گا۔

۳- ان کی حرکت و قیام کو دنیا کی مخالفت و دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا جنگ لڑنا پڑے گی جب کہ وہ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے اور اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔

۴- ان کے ہم عصر مسلمانوں کی نسل پر ان کی نصرت اور مدد کرنا واجب ہوگا چاہے حالات جتنے ہی سخت اور پیچیدہ کیوں نہ ہوں اور انہیں برف پر سے ہی چل کر کیوں نہ آنا پڑے۔

۵- ان کا پرچم ہدایت کا پرچم ہے یعنی ان کی حکومت شرعی اور اسلامی ہوگی ان کا ہدف اور عمل اسلام کے احکام کے مطابق ہوگا اور وہ مسلمان جو ان کے ساتھ کام کرے گا بری الذمہ ہے۔

۶- حدیث مغیبات مستقبل کی خبروں اور نبی پاکؐ کے معجزات سے ایک ہے جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ نبی پاکؐ نے جو خبر دی تھی کہ "آپ کے اہل بیت علیہم السلام کو دربدر پھرایا جائے گا وہ مظلوم ہوں گے اور پورے عالم اسلام میں گھمائے جائیں گے" ہم پوری دنیا میں کسی جگہ بھی خاندان اہل بیت علیہم السلام کے فرد نہیں پاتے مگر ان پر اہل بیت نبی علیہم السلام کی مانند دربدری، شہربدری اور مظلومت ہے۔ علی و فاطمہ علیہا السلام کے بیٹوں نے جو مظالم دیکھے ہیں وہ کسی نے نہیں دیکھے اور یہ خبر واقع ہو چکی ہے۔

اس جگہ امام باقر علیہ السلام سے جو حدیث نقل ہوئی ہے اس کے فقرات کو لے کر ہم اس پر بحث کرتے ہیں کیونکہ آپ کی یہ حدیث رسول اللہؐ ہی سے ہے۔ اگرچہ نبی اکرمؐ کا نام نہیں لیا گیا لیکن آئمہ اطہار کا فرمان ہے کہ وہ جو بھی روایت کرتے ہیں وہ اپنے آباؤاجداد کے واسطے اور جدامجد رسول اللہؐ سے کرتے ہیں۔

کانی بقوم قد خرجوا بالمشرق "میں ایک قوم کو دیکھتا ہوں جنہوں نے مشرق سے خروج و قیام کیا ہے"۔ یہ جملہ دلالت کرتا ہے کہ یہ خدا کے حتمی وعدوں سے ہے اسی طرح ہر وہ تعبیر جس میں نبی اکرمؐ یا آئمہ اطہار علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ "کانی بالشئی الفلانی او الامر قد حدث" "گویا میں فلاں چیز کو دیکھ رہا ہوں یا فلاں واقعہ ہو گیا ہے" تو یہ تعبیر اس واقعہ اور امر کے حتمی ہونے پر دلالت کرتی ہے اور یہ کہ معاملہ آپ کے اذہان میں واضح تھا اور آپ کو اس بارے میں اس حد تک یقین تھا کہ گویا آپ اس واقعہ کو دیکھ رہے ہیں اور یہ دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو خصوصیات عطا کی ہے آپ اسی بصیرت سے دیکھ رہے تھے اور یہ نبی اکرمؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے مقام سے مناسبت رکھتا ہے۔

حدیث یہ بھی بتاتی ہے کہ ایرانیوں کی یہ حرکت انقلاب کے ذریعے شروع ہوگی کیونکہ "قد خرجوا" کا مفہوم "ثاروا" بنتا ہے یعنی انہوں نے انقلاب برپا کیا ہے۔ "یطلبون الحق فلا یعطونہ ثم یطلبونہ فلا یعطونہ – فاذا راوا ذلک وضعوا سیوفھم علی عواتقھم فیعطون ماساء لو افلا یقبلون حتی یقوموا...... ولا یدفعوانھا الا الی صاحبکم"- ایرانیوں کے قیام کے تسلسل کو اس طرح بیان کیا جا سکتا ہے کہ اسی (۸۰) سال پہلے انہوں نے مشروطہ تحریک میں قیام کیا اور حق کا مطالبہ کیا اور ان کو حق نہ ملا اور اسلام کو نافذ کرنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس تحریک میں فقہاء نے قوانین مملکت پر نظارت کا حق مانگا تھا اور یہ کہ جو قانون اسلام کے خلاف ہو وہ اسے کالعدم قرار دے سکیں۔ چنانچہ ۱۹۰۶ء کے دستور میں تحریری طور پر بظاہر یہ حق دے دیا

گیا لیکن درحقیقت ان کو حق نہ دیا گیا۔ پھر انہوں نے آیت اللہ کاشانی اور ڈاکٹر مصدق کی قیادت میں اس حق کا مطالبہ کیا لیکن پھر بھی ان کو یہ حق نہ دیا گیا اور امریکہ اس انقلاب کو شکست دینے اور شاہ کو دوبارہ لانے پر کامیاب ہو گیا جو کہ ایران سے فرار ہو گیا تھا جیسا کہ یہ واقعہ مشہور ہے۔ پس جب انہوں نے یہ دیکھا کہ امام خمینیؒ کے انقلاب میں انہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں میں ڈال لیں اور ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار اور آمادہ ہو گئے۔ ان کے مظاہروں کی تعداد لاکھوں افراد تک پہنچ گئی۔ ان کی مقاومت اور اصرار جاری رہا کہ شاہ اور امریکہ نے ان کی اس بات کو مان لیا کہ ۱۹۰۶ء کے دستور پر عمل کیا جائے گا۔ پھر ان قوانین پر چھ فقہاء نظارت کریں گے مگر اس شرط پر کہ شاہ حکومت وسلطنت پر باقی رہے۔ بعض علماء نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن امام خمینیؒ اور آپ کے ہمراہ عوام نے اس بات کو نہ مانا (وقاموا) اور قیام جاری رکھا۔ انقلاب کو اس حد تک پہنچا دیا کہ آپ نے اسلامی حکومت قائم کر لی۔ اب اس حکومت کو امام مہدی علیہ السلامؑ کے حوالے کرنا باقی ہے (میں کہتا ہوں لیکن اس کی تفسیر قیام کے بعد کے حالات سے کی جائے۔ خاص کر ایران عراق جنگ اور پھر اقوام متحدہ کی قرارداد نمبر ۵۹۸ کی روشنی میں جب حق نہ ملے گا تو حق کو تلوار و جنگ سے حاصل کریں گے اور پھر اپنی اس جنگ کو ختم نہ کریں گے یہاں تک کہ پرچم کو امام مہدی علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔ کیونکہ روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کے مطالبہ کی خاطر جنگ اور پھر کامیابی اور اسے امام مہدی علیہ السلام کے سپرد کرنے میں کوئی زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔ ایران کے اندر انقلاب پہلے ہی لفظ سے ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ مصنف نے خود "خرجوا" کا مطلب یہ کیا ہے کہ انہوں نے انقلاب کر لیا ہے۔ انقلاب کے بعد حق کا مطالبہ اپنے دشمن سے شروع کیا ہے۔ بہرحال جب مصنف نے یہ کتاب لکھی تھی اس وقت تک یہ واقعات رونما نہ ہوئے تھے جو اب واقعات ہو چکے ہیں ابھی اس وقت تک مصدق کے بارے میں بھی مسئلہ زیادہ روشن نہیں ہوا تھا۔ اس کے متعلق انقلابی افراد سے ہونے کا خیال تھا۔ اس

جو تفسیر مصنف نے کی مناسب کی ہے لیکن اب جو حالات رونما ہو چکے ہیں ان کے ساتھ مصنف کی بعد والی بات زیادہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔ از مترجم)۔

لیکن اس کی مضبوط تفسیر یہ ہے کہ ''اپنے دشمنوں سے حق کا مطالبہ کریں گے'' یعنی بڑی طاقتوں سے اور وہ یہ کہ ان کو یہ حق دیا جائے کہ یہ بڑی طاقتیں ایران کے حالات میں مداخلت نہ کریں' ایرانیوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ اسلام پر عمل کریں اور یہ کہ ایران اس کرہ زمین پر ان کے نفوذ سے آزاد اور مستقل مملکت ہو۔ یہ حق انہیں نہیں دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ مجبور ہوں گے کہ تلوار اٹھالیں یعنی جنگ کے لیے آمادہ ہو جائیں پس وہ جنگ کریں گے اور کامیاب ہوں گے پس دشمن وہ چیز انہیں دے دیں گے جس کا انہوں نے شروع میں سوال کیا تھا۔ یعنی یہ کہ وہ ایران میں اسلام نافذ کریں اسلامی حکومت چلائیں لیکن اس انقلاب کو ایران سے باہر صادر نہ کریں۔ پس وہ اس بات کو قبول نہ کریں گے کیونکہ اب دیر ہو گئی ہوگی۔ وقت ہاتھ سے چلا گیا ہوگا' حالات بدل چکے ہوں گے پس ان کا انقلاب نئے سرے سے شروع ہوگا حتی یقوموا۔ یہ قیام اس بات کے ٹھکرانے کے حوالے سے ہوگا جو ان کے دشمن ان سے کہیں گے کہ اپنی حکومت کو ایران تک محدود رکھو بلکہ یہ قوم اسی حکومت کو پوری دنیا میں وسعت دینے اور پھیلانے کے لیے نئے انقلاب کا آغاز کر دے گی...... اس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا اور وہ پرچم کو امام مہدی علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔

اس تفسیر کے زیادہ صحیح ہونے کی تائید میں یہ بات مدنظر رکھیں کہ امام خمینیؒ کا مطالبہ مشروطہ کا انقلاب آیت اللہ...... کاشانی اور مصدق کا انقلاب نہ تھا بلکہ شروع سے ہی آپ کا مطالبہ علماء کی قیادت میں اسلامی حکومت کا قیام تھا اور حدیث میں جو یہ تعبیر ہے ''وہ اپنی تلواریں ان کی گردنوں پر رکھ دیں گے'' یہ شاہ کے خلاف لاکھوں افراد کے مظاہروں پر صادق نہیں آتا کیوں کہ اس جملہ کا مطلب ہتھیار اٹھانا اور جنگ کے لیے عملی تیاری ہے اور شاہ کے خلاف تو پوری قوم خالی ہاتھ قیام کیے ہوئے تھی۔ یعنی

انقلاب لانے میں ہتھیار ان کا سہارا نہ تھے۔ اگرچہ ہم اس کے ساتھ اس آخری مرحلہ کو ملا دیں جس میں مظاہرین کے ہاتھوں میں اسلحہ آ گیا اور ان کی معمولی جھڑپیں شاہ کے محافظ دستے کے ساتھ ہوئیں تو انقلاب کی کامیابی میں ان کی کارروائیوں کا دخل دسویں حصہ بھی نہ تھا۔

پس اس تعبیر سے مراد شاہ کے خلاف انقلاب اور عوامی مظاہرے اور موت تک کی بازی لگانا نہیں ہے مزید برآں حدیث شریف کے سیاق اور انداز بیان سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا خروج اور مطالبہ ایک ہی حرکت میں ہے اور ایک دوسرے کے پیچھے پے درپے ہے۔ سو سال کے وقفوں پر محیط یہ تعبیر دلالت نہیں کرتی ہے۔ ان کے علاوہ حدیث کے جو کامل نصوص ہیں ان کی اکثریت میں اور اس کے علاوہ دوسری حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ وہ اپنے مطالبات کو ٹھکرا دیں۔ جنگ میں داخل ہو جائیں اور بعض کامیابیاں حاصل کر لینے کے بعد جیسا کہ البحار' ج ۵۱' ص ۸۳ میں ہے ''پس وہ حق کا سوال کریں گے ان کو حق نہ دیا جائے گا جو انہوں نے سوال کیا تھا۔ وہ (ان مطالبات کے حاصل ہو جانے) کو قبول نہ کریں گے''۔ اس تفسیر میں دو نقطے باقی رہ جاتے ہیں:

۱- ''وہ جب مطالبہ کریں گے ان کو حق نہ دیا جائے گا'' اس جملہ کا دو مرتبہ (بعض حوالوں میں تین دفعہ امام باقر علیہ السلام سے جو نقل وارد ہوئی ہے اس میں دو دفعہ ہے) دہرایا جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے مطالبات کے دو مرحلے ہوں گے پس وہ دو مرحلے کیا ہیں۔ ممکن ہے اس کا جواب یہ ہو کہ حدیث میں اس جملہ کے تکرار کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے بار بار مطالبہ کریں گے کہ ان کو حق دیا جائے...... احادیث نبویؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے کلام میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں عادی تکرار تاکید کے لیے نہیں ہے۔ خاص کر جس بارے میں حدیث ہے یہ محل و مقام اس قسم کی تاکید کا نہیں ہے یا اس طرح سے بھی جواب دیا جا سکتا ہے کہ جنگ سے پہلے اپنے انقلاب کے دو

مرحلوں پر حق کا مطالبہ کریں گے ان کو حق نہ دیا جائے گا اور یہی جواب زیادہ قوی ہے۔ لیکن جنگ بندی کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ دشمنوں کے اصرار پر ان کے مطالبات مان لیے جائیں گے۔

قرارداد کی روشنی میں جو حق ان کا تسلیم کیا گیا ہے جسے وہ جنگ کے دوران مانگتے رہے ہیں وہ جنگ کے دوران نہ دیا گیا بالآخر انہوں نے جنگ بندی قبول کر لی تاکہ حق دے دیا جائے۔ لیکن اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ ان کو حق نہیں دیا جا رہا۔ ان کے مطالبات پورے نہیں کیے جا رہے ہیں۔ پس یہ جو دوسری مرتبہ ہے کہ وہ حق مانگ رہے ہیں۔ اب جب کہ ان کو حق نہ ملے گا تو جنگ کا آغاز کریں گے ابتدائی کامیابیوں میں سلامتی کونسل اور دشمن طاقتیں مطالبات تسلیم کریں گے اور حق دینے کا کہیں گے لیکن اس مرتبہ اس پر اکتفا نہیں کیا جائے گا اور جنگ کو جاری رکھیں گے۔ اس تفسیر میں پہلی جنگ کا ذکر نہیں ہے البتہ یہ بات انقلاب سے سمجھی جاتی ہے اور وہ قیام کریں گے جب انہیں حق نہ ملے گا۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نئی جنگ شروع کریں گے بہرحال بعد والے حالات بتائیں گے کہ کیا ہونا ہے۔ واللہ العالم!

(اس مطلب کی طرف مصنف کی بات میں اشارہ ملتا ہے۔ شاید مصنف اس وقت اب سے آٹھ سال پہلے کی بہ نسبت بہتر جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں۔ اس وقت جو حالات رونما ہو چکے ہیں۔ صدام خونخوار نے مان لیے ہیں لیکن ایران سے جو صدام چاہتا تھا وہ اسے نہیں ملا۔ دیکھئے بعد والے حالات کیا رونما ہوتے ہیں۔ حالات ہی ان روایات کی تفسیر بیان کرنے میں بہترین معاون ہیں۔ از مترجم)۔

یا یہ جواب دیا جائے کہ وہ اپنے حق کا جنگ کے دوسرے مرحلوں میں مطالبہ کریں گے مگر ان کو حق نہ دیا جائے گا پس وہ اس جنگ کو جاری رکھیں گے اور کامیاب ہوں گے۔ پس جو مطالبات ان کے پہلے تھے وہ ان کو دے دیے جائیں گے لیکن اس مرتبہ وہ یہ قبول نہیں کریں گے۔ ان کا یہ انقلاب عوامی شکل اختیار کرے گا۔ اس کا سلسلہ

نہیں رکے گا یہاں تک کہ (مطالبات تسلیم نہ ہونے کی صورت میں) وہ قیام کریں گے اور اس انقلاب کے نتیجے میں امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ (یہ بات جنگ بندی کے بعد آسان لگ رہی ہے اور یہ بھی کہ اب جو جنگ شروع کریں گے اپنے خراسانی قائد کی قیادت میں تو وہ جاری رہے گی۔ از مترجم)

۲- دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حضرت کے اس جملہ کا مطلب کیا ہے "حتی یقوموا" کیوں کہ پہلے (خروج) سے تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے خروج کیا ہے' انقلاب کیا ہے' مطالبات کو ٹھکرانے کے بعد اسے قیام سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ قیام ان کے پہلے انقلاب سے بڑا اور وسیع ہوگا۔ یہ انقلاب کی مضبوطی اور ان کی تبدیلی کا مرحلہ ہوگا اور ایرانی عام لام بندی جہاد کے فتوئ اور قیام اللہ اور انقلابی تسلسل کے مرحلہ تک پہنچ جائیں گے یہاں تک کہ انقلاب کو امام مہدی علیہ السلام کے انقلاب سے متصل کریں گے۔

تعبیر میں "حتی یقوموا" ہے "فیقوموا" نہیں ہے۔ اگر فاء سے یہ جملہ شروع ہوتا تو فوریت پر دلالت کرتا حتی (یہاں تک کہ) اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جب ان کے مطالبات تسلیم کر لیے جائیں گے اور اس مرحلہ پر جنگ میں کامیابی اور بڑا قیام شروع کرنے کے درمیان زمانی فاصلہ ہوگا--- بلکہ یہ دلالت کرتا ہے کہ یہ مرحلہ تردد' غوروفکر اور تامل و سوچنے کا مرحلہ ہوگا۔ کیوں کہ ان کے اندر ایسے افراد موجود ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ جب مطالبات قبول کر لیے گئے ہیں تو اسی پر اکتفا کر لینا چاہیے لیکن دوسرا نظریہ رکھنے والے لوگ غالب آ جائیں گے اور نئے سرے سے امام مہدی علیہ السلام کی تمہید کے لیے ایک عمومی انقلاب و قیام کا آغاز کریں گے جو کہ بہت ہی وسیع ہوگا۔

(اس روایت کے مطلب کو موجودہ حالات کی روشنی میں پڑھیں تو بڑی آسانی سے بات سمجھ میں آ جاتی ہے' مطالبات تسلیم کر لیے گئے ہیں' غوروفکر اور منصوبہ بندی کے

مرحلہ سے ایرانی قائدین گزر رہے ہیں۔ نئے قیام کے لیے دورائے بھی ایران کے اندر موجود ہیں آئندہ حالات کے منتظر رہیے۔ از مترجم)

"قتلاهم شهداء" امام باقر علیہ السلام کی اتنی بڑی گواہی ہے کہ ان کی حرکت میں جو مارا جائے گا وہ شہید ہوگا چاہے وہ ان کے خروج کے دوران ہوں' ان کی جنگوں میں ہوں یا ان کے آخری بڑے قیام میں ہوں۔ یعنی اس بات پر گواہی موجود ہے کہ ان کا پرچم صحیح' ان کی قیادت شرعی اور ان کا اسلامی اور سیاسی خط صحیح ہوگا۔ کیونکہ جو غیر شرعی قیادت یا گمراہ پرچم تلے مارے جاتے ہیں وہ شہداء نہیں ہوتے۔ شہید کو شہید شاید اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ گواہ ہوتا ہے ان پر جو اسے قتل کرتے ہیں اور گواہ ہوتا ہے لوگوں پر کیونکہ وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتا ہے اور وہ لوگ اسے گمراہی اور کفر کی دعوت دیتے ہیں۔

ممکن ہے بعض دفعہ امام باقر علیہ السلام کے اس جملہ "قتلاهم شهداء" کی تفسیر پر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ صرف جنگ کرنے والے لوگوں کی سچائی اور ان کی معیت کے ساف ہونے پر دلالت ہے لیکن ان کے قائدین کے خط کے صحیح ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ اگر ہم جدلیاتی طور پر یہ بات تسلیم بھی کر لیں اور مسلمانوں کی نیت اور صحت عمل کے قانون عام سے ہاتھ اٹھا لیں تب بھی موقف میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی اور ان کی تائید کرنے کی جو ذمہ داری اور شرعی وظائف ہیں' اس سے ہاتھ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ "اما انی لو ادرکت ذلک لابقیت نفسی لصاحب هذا الامر" اس جملہ میں حضرت اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ خود حرکت کے زمانے کو پا لیں یعنی اس دور میں موجود ہوں تو اپنے نفس کی حفاظت کریں گے یعنی اسے قتل ہونے سے بچائیں گے۔ اگرچہ ان کے مقتولین شہداء ہیں تاکہ خود کو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک باقی رکھ سکیں اور امام مہدی علیہ السلام کے پرچم تلے ان کی نصرت

یہ اس بات پر بھی دلالت ہے کہ ایرانیوں کی حرکت اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک کا عرصہ زیادہ طولانی نہ ہوگا اور ایک عام انسان کی عادی عمر سے نہ بڑھے گا۔ کیونکہ امام باقر علیہ السلام کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر آپ ان کی حرکت اور قیام کے زمانہ کو پالیں تو عادی اور طبعی اسباب سے خود کو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور تک باقی رکھیں گے اور اعجازی اسباب سے خود کو باقی رکھنا مراد نہیں ہے اور یہ بہت بڑی دلالت ہے کہ ہم عصرِ ظہور میں داخل ہو چکے ہیں اور ایرانیوں کی حرکت عصرِ ظہور سے متصل اور عصرِ ظہور کے قریب ہے۔

بعض زمین گیر افراد کا اس جملہ کی تفسیر اس طرح کرنا کہ حضرت باقر علیہ السلام نے دعوت دی ہے کہ اپنی جان کی حفاظت کرو' شہادت کے لیے خود کوشش نہ کرو اور ایرانیوں کے ساتھ ان کی حرکت' قیام اور جنگوں میں شرکت نہ کرو' تو یہ غلط تفسیر ہے کیونکہ اس روایت میں امام باقر علیہ السلام اپنے بارے میں بتا رہے ہیں' امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے قریب ہونے کی خبر دے رہے ہیں اور یہ کہ حضرت کو کتنا اشتیاق ہے کہ آپ بھی امام مہدی علیہ السلام کے انصار میں سے ہوں...... پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ لوگوں کو دعوت دیں کہ وہ بیٹھ جائیں اور ان لوگوں کی مدد بھی نہ کریں' ان کا ساتھ نہ دیں جن کی حرکت کی بشارت وہ خود دے رہے ہیں' جن کے مقتولین کو شہداء کہہ رہے ہیں' پھر حدیث کے مختلف حوالوں سے بعض میں ان کی مدد کرنے کو واجب قرار دیا گیا ہے کہ ہر مسلمان پر ان کی مدد کرنا واجب ہے۔ خواہ کتنی ہی تکلیفیں اور مصائب کیوں نہ اٹھانا پڑیں۔

بلکہ عبارت میں یہ شک آ جانا کہ اس جملہ سے مراد آپ نے فقط اپنی ذات کو لیا ہے اور دوسروں کو نہیں لیا' اس سے زمین گیر اور نصرت سے ہاتھ کھینچنے والوں کا عذر ختم ہو جاتا ہے کیونکہ صرف یہ احتمال کہ اس جملہ سے حضرت نے خود کو مراد لیا ہے۔ اس حدیث کے غیر کے حق میں تمسک کرنے کا جواز ہی ختم ہو جاتا ہے۔

❁❁❁

مفتی تیونس کی گواہی

مشرق کے پرچموں والی حدیث پر تیونس کے بزرگ علماء میں سے ایک کا بہت ہی عمدہ حاشیہ ملتا ہے۔ یہ عالم کبیر سن ہے میں اس کا نام لے کر اس کی ذات کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتا خدا اس کی حفاظت کرے۔ اس نے ایران کا دورہ سردی اور برف باری کے زمانہ میں کیا۔ جب وہ ہوٹل سے باہر نکل رہے تھے تو برف پر پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑے تو ان کا ساتھی جلدی سے آگے بڑھا تاکہ ان کو اٹھائے تو انہوں نے کہا کہ ایسا مت کرو تھوڑا صبر کرو میں چاہتا ہوں کہ میں خود اٹھوں' اپنے دونوں ہاتھوں کو برف پر رکھ کر گھٹنوں کے بل وہ آہستہ آہستہ اٹھے۔ جب سیدھے کھڑے ہو گئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم رسول اللہؐ کی حدیث پڑھتے تھے اور حدیث میں جب حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے انصار کا ذکر آتا اور اس جملہ پر پہنچتے کہ **فلیاتھم ولو حبوا علی الثلج** یعنی ان کو آنا چاہیے اگرچہ برف پر دو زانو ہو کر ہی کیوں نہ آنا پڑے' تو ہم ایک دوسرے سے سوال کرتے تھے کہ حضرت مہدی علیہ السلام تو حجاز میں آئیں گے۔ حجاز اور جزیرۃ العرب میں برف کہاں ہے اور نبی اکرمؐ ہمیں اس تعبیر کے ساتھ حکم دے رہے ہیں۔ تو اب جبکہ میں نے اپنے ہاتھوں سے برف کو چھوا ہے' خود برف سے دو زانو ہو کر اٹھا ہوں تو اب میں اس کا مطلب سمجھا ہوں کہ حضرت کیا کہنا چاہتے تھے...... میں نے اس عالم دین سے ایرانیوں کے متعلق احادیث پر متعدد حاشیے اور تبصرے سنے ہیں۔ اس سے رسول اللہؐ کی تصدیق' تقویٰ اور نبی پاکؐ نے جو خبر دی ہے' خشوع میں اضافہ ہوتا ہے۔

❁❁❁

خراسان کے پرچموں کی قدس کی طرف روانگی

علماء اہل سنت نے روایت کیا ہے جس کی نص یہ ہے تخرج من خراسان رایات سود فلا یردھا شئی حتی تنصب بایلیاء ''خراسان سے سیاہ پرچم نکلیں گے ان کو کوئی چیز واپس نہیں پلٹائے گی یہاں تک کہ ان پرچموں کو ایلیا قدس پر نصب کر دیا جائے گا'' (سنن ترمذی' ج ۲' ص ۳۶۲)۔

احمد نے اپنی مسند میں' ابن کثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں' بیہقی نے اپنی کتاب الدلائل میں' الرد علی ابن خلدون نامی رسالہ میں حضری نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

اس سے مشابہ ہمارے شیعہ حوالوں میں حدیث درج ہے۔ ابن طاؤس نے الملاحم والفتن' ص ۴۳-۵۸ میں بیان کی ہے اور احتمال ہے کہ یہ حدیث پچھلی حدیث کا حصہ ہو' اس کا مطلب یہ بڑا واضح ہے عسکری حرکت اور ایک لشکر کا ذکر ہے جو ایران سے قدس کی طرف چلے گا' قدس کو ایلیا کہا جاتا ہے اور بیت ائیل بھی ہے۔ مجمع البحرین میں ہے ائل همزہ پر کسرہ اور اس کے بعد ساکت ہے۔ اللہ کے ناموں میں سے ایک ہے عبرانی یا سریانی زبان کا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے جبرئیل' میکائیل' اسرافیل تو اس سے مراد اللہ کا بندہ' اللہ کی برکت وغیرہ ہے اور بیت ائیل کا مطلب بیت اللہ کہا گیا ہے جو بیت المقدس کا نام ہے۔ شرح القاموس میں ہے کہ ''ایلیا'' مد اور قصر کے ساتھ ہے...... قدس شہر کا نام ہے۔

علماء حدیث نے اس بات پر وضاحت کی ہے کہ ان سیاہ پرچموں سے مراد عباسیوں کے پرچم نہیں ہیں۔ ابن کثیر نے اپنی کتاب نہایہ میں اس حدیث پر حاشیہ چڑھاتے ہوئے کہا ہے۔ یہ جھنڈے وہ نہیں ہیں جن کو ابو مسلم لے کر آیا اور حکومت بنی اُمیہ کا تختہ الٹا' بلکہ یہ پرچم اور ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی ہمراہی میں آئیں گے بلکہ نبی اکرمؐ سے جو احادیث وارد ہوئی ہیں وہ ان دو پرچموں کو الگ الگ کرتی ہیں وہ کہ جو دمشق سے اور جو قدس کی طرف آئیں گے۔ ابن حماد کے مخطوطہ میں ہے کہ محمد بن الحنفیہ اور سعید بن المسیب نے کہا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ''مشرق سے سیاہ پرچم بنی عباس کی خاطر نکلیں گے پس وہ ٹھہریں گے جتنا خدا چاہے گا...... پھر چھوٹے سیاہ پرچم نکلیں گے جو ابو سفیان کی اولاد سے ایک شخص اور اس کے ساتھیوں سے جنگ لڑیں گے۔ یہ مشرق کی طرف سے ہوں گے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی اطاعت بجالائیں گے۔

بنی عباس نے یہ کوشش کی کہ سیاہ پرچموں والی احادیث سے بنی اُمیہ کے خلاف تحریک میں اپنے حق میں فائدہ اٹھائیں اور انھوں نے لوگوں کو قائل اور قانع کرنے کی بھی کوشش کی کہ ان کی حکومت اور ان کے پرچموں کی بشارت نبی اکرمؐ نے دی ہے اور یہ کہ مہدی علیہ السلام موعود انہی میں سے ہوگا۔ منصور دوانقی نے اپنے بیٹے کا نام مہدی رکھا اور ابو جعفر منصور نے بھی اپنے بیٹے کا نام مہدی رکھا اور قاضیوں اور راویوں سے یہ گواہی بھی دلائی کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے جو اوصاف نبی اکرم علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں وہ ان پر صادق آتے ہیں۔

عباسیوں کے بارے میں مہدویت کی کہانی ان کا سیاہ جھنڈوں کا انتخاب اور سیاہ لباس کا مشہور واقعہ تاریخ کی کتابوں میں درج ہے اور ہو سکتا ہے کہ شروع میں یہ عمل ان کے لیے مفید رہا ہو لیکن بہت جلد ہی علماء حدیث کے راویوں اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام نے ان کے اس دعووں کی قلعی کھول دی کیونکہ مہدی علیہ السلام موعود کی ایک صفت بھی ان میں موجود نہ تھی اور ان کے ہاتھ سے وہ کچھ حاصل نہ ہوا جس کی نبی پاکؐ نے خبر دی تھی۔

بلکہ روایات بتاتی ہیں کہ بعد والے عباسی خلفاء نے اس بات کا اعتراف کیا کہ ان کے اباء کی طرف سے مہدویت کا قصہ من گھڑت اور جعلی تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے آخر میں جب بنی امیہ کی سلطنت اپنے عروج پر تھی اور اہل بیت پیغمبر علیہم السلام پر مظالم کی انتہا ہو چکی تھی اور نبی اکرمؐ نے جو اپنے اہل بیت پر مظالم کی خبر دی تھی وہ لوگوں کے سامنے تھی تو مسلمانوں میں یہ خبر عام ہو گئی کہ اب اہل بیتؑ کا مہدی علیہ السلام جس کی خبر رسولؐ اللہ نے دی تھی ظاہر ہونے والا ہے۔ یہ بات اس کا سبب بنی کہ بنی ہاشم اور غیر بنی ہاشم سے لوگ مہدویت کا دعویٰ کریں جیسے طلحہ بن عبداللہ اور عبداللہ بن حسن المثنیٰ نے اپنے بیٹے محمد کے دعوائے مہدویت کے لیے جدت اپنائی۔ اس نے بچپن ہی سے یہ منصوبہ بنایا اپنے بیٹا کا نام بھی محمد رکھا۔ پھر اس کی خاص تربیت کی کیوں کہ مہدی علیہ السلام کا نام پیغمبر کے نام پر ہوگا اور پھر اس کے بارے میں واقعات عام کیے کہ یہ وہی مہدی علیہ السلام ہے' مقاتل الطالبین میں ہے "برابر عبداللہ بن حسن نے جب وہ بچہ تھا تو لوگوں سے اسے مخفی کیا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی اور مہدی نام رکھا" (مقاتل الطالبین' ص ۲۳۹-۲۴۴)۔

ص ۲۳۹ پر عمیر بن الفضل الخثعمی سے روایت ہے کہ "میں نے ایک دن ابو جعفر المنصور کو دیکھا محمد بن عبداللہ بن حسن اپنے گھر سے ایک سیاہ غلام اور گھوڑے کے ہمراہ نکلا۔ ابو جعفر اس کے انتظار میں دروازے پر ہی کھڑا تھا۔ پس جب وہ گھر سے نکلے تو ابو جعفر نے بڑھ کر اس کی ردا تھام لی یہاں تک کہ وہ سوار ہوا' پھر ابو جعفر نے زین پر اس کے کپڑے درست کیے اور محمد چلا گیا۔ میں اس وقت اسے تو جانتا تھا لیکن محمد کو نہیں پہچانتا تھا۔ پس میں نے کہا یہ کون ہے جس کی تم نے اس قدر عزت کی کہ اس کی رکاب کو تھاما اور کپڑوں کو درست کیا؟ تو ابو منصور نے کہا کیا تم اس کو نہیں پہچانتے ہو؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ اس نے جواب دیا یہ محمد بن عبداللہ بن حسن ہم اہل بیت سے مہدی ہیں"۔

زیادہ گمان یہ ہے کہ مہدویت کے دعوے کو اپنے حسینی اتحادیوں کے نام سے یاد کیا جو بنی امیہ کا تختہ الٹنے میں ان کے ہمراہ تھے لیکن اس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو احادیث سے باخبر ہے وہ جانتا ہے کہ سیاہ جھنڈوں سے مراد بنی عباس والے جھنڈے نہیں ہیں بلکہ یہ اور جھنڈے ہیں جو امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے تمہیدی کام کریں گے۔ اگر یہ فرض کر لیں کہ وہ روایات جو بنی عباس کے جھنڈوں کے بارے میں ہیں درست بھی ہوں تب بھی یہ جھنڈے امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے تمہید ہیں اور ہی ہیں کیوں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور واقع نہیں ہوا اور ان جھنڈوں کا خروج آپ کے ظہور سے قبل ہونا ہے۔ پھر یہ کہ عباسیوں کے جھنڈوں کا مقصد دمشق تھا جبکہ ان سیاہ جھنڈوں کا ہدف بیت المقدس ہوگا جو کہ امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہیدی کام کریں گے۔

اگرچہ یہ حدیث مختصر ہے لیکن اس میں بشارت دی گئی ہے کہ یہ جھنڈے بیت المقدس پہنچیں گے خواہ درمیان میں کتنی ہی رکاوٹیں کیوں نہ ہوں۔ حدیث میں اس واقع کا زمانہ درج نہیں ہے لیکن دوسری روایات میں ہے کہ ان جھنڈوں کا قائد اور کمانڈر انچیف شعیب بم صالح ہوگا جیسا کہ مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۴ پر محمد بن حنفیہ سے روایت ہے "سیاہ جھنڈے بنی عباس کے لیے نکلیں گے پھر خراسان سے اور سیاہ پرچم نکلیں گے ان کی ٹوپیاں سیاہ اور لباس سفید ہوں گے۔ ان کے آگے ایک مرد ہوگا جسے صالح کہا جاتا ہوگا اور جو قبیلہ تمیم سے ہوگا وہ اصحاب سفیانی کو شکست دیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس میں اتریں گے پس مہدی علیہ السلام اور ان کی حکومت کے لیے زمین ہموار کریں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت سے مقصود امام مہدی علیہ السلام کا وہ حملہ ہے جو آپ فلسطین اور قدس کی آزادی کے لیے کریں گے لیکن اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ صالح بن شعیب حضرت مہدی علیہ السلام سے پہلے قدس کی طرف جائیں جیسا کہ شام کے واقعات میں آ چکا ہے اور بہ تحقیق سفیانی سے پہلے قدس میں ایرانی افواج موجود ہوں گی۔

❁ ❁ ❁

حدیث مدح طالقان

سنی حوالوں میں علی علیہ السلام سے روایت وارد ہوئی ہے جو سیوطی کی کتاب الحاوی' ج ۲' ص ۸۲ اور کنزالعمال' ج ۷' ص ۲۶۲ پر ہے۔ ''کیا کہنے طالقان کے' بہ تحقیق اللہ کی خاطر اس کے خزانے ہیں جو سونے اور چاندی کے نہیں ہیں لیکن اس میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے خدا اور اس کے حق کی معرفت کو جتنا پہچانا ہے اور وہ آخری زمانے میں امام مہدی علیہ السلام کے انصار ہیں۔ قندوزی کی ینابیع المودہ' ص ۴۴۹ پر ہے۔ "بخ بخ للطالقان" ۔ اوپر والی حدیث میں تھا "ویحا للطالقان" ۔ بہرحال دونوں لفظ تعریف اور مدح کے لیے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ طالقان کی تعریف کی جا رہی ہے۔ ہمارے شیعہ حوالوں میں کچھ اور عبارت کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ البحار' ج ۵۲' ص ۳۰۷ میں علی بن عبدالحمید کی کتاب سرور الایمان سے نقل کیا ہے کہ اس نے اپنی سند کے حوالے سے امام صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے'' اللہ کے لیے طالقان میں خزانہ ہے جو نہ سونے کا ہے اور نہ چاندی کا۔ وہ ایک پرچم ہے جس دن سے اسے لپیٹا گیا پھر نشر نہیں کیا گیا (کھولا نہیں گیا) اور وہ مرد جن کے دل فولاد کے ٹکڑوں کی مانند ہیں ان کے دلوں میں اللہ کے بارے میں شک و شائبہ تک نہیں ہے۔ وہ دہکتے انگاروں سے زیادہ سخت ہیں اگر ان کو پہاڑوں پر لگا دیا جائے تو وہ اسے جگہ سے ہٹا دیں۔ وہ اپنے پرچم کے ساتھ کسی شہر کا ارادہ نہیں کریں گے مگر اسے خراب کریں گے گویا کہ ان کے گھوڑوں پر عقبان ہیں۔ وہ امام کی زین سے مسح کریں گے اور اس سے برکت لیں

گے۔ امام کے گرد گھیرا ڈال دیں گے۔ جنگوں میں امام کو اپنے نفسوں سے بچائیں گے اور قیام کی شکل میں رات گزاریں گے اور اپنے گھوڑوں (سواریوں) پر صبح کریں گے۔ وہ رات کے عابد اور دن کے شیر ہیں اور اُمت میں اپنے سید کی (رہبر کی) سب سے زیادہ اطاعت کرنے والے ہیں۔ وہ چراغوں کی مانند ہیں گویا ان کے دلوں میں قندیلیں ہیں اور وہ اللہ کی حقیقت سے کانپتے ہیں' شہادت کی دعا مانگتے ہیں' شہادت سے عشق کا یہ عالم ہے کہ یہ تمنا و آرزو کرتے ہیں کہ وہ راہ خدا میں مار دیے جائیں ان کا شعار اور نعرہ "یالثارات الحسین" ہے۔ جب وہ چلیں گے تو رعب و دبدبہ ان کے آگے ایک مہینے کے فاصلے سے چلے گا۔ وہ اس طرح اپنے مولیٰ کی طرف جائیں گے۔ "یمشون الی المولی ارسلا" ''یعنی وہ مولا کے پاس ارسال پر جائیں گے اور ان کے ذریعے اللہ امام حق کی مدد و نصرت فرمائے گا''۔

میرا یہ عقیدہ تھا کہ احادیث میں طالقان سے مراد وہ علاقہ جو البرز کے پہاڑی سلسلہ میں تہران کے شمال مغرب میں ایک سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے' جو کہ کئی بستیوں پر مشتمل ہے اس میں طالقان نام کا کوئی شہر نہیں۔

اس علاقہ کی طرف مرحوم آیت اسید محمود طالقانی منسوب تھے جو انقلاب اسلامی کی اہم ترین انقلابی شخصیت اور تہران کے پہلے امام جمعہ تھے۔ طالقان کے لوگ تقویٰ صفاء قلب' قرآن سے محبت اور قرآن کی تعلیم کے لیے قدیم زمانہ سے مشہور ہیں یہاں تک کہ شمالی ایران کے لوگ اور ان کے علاوہ دوسری جگہوں کے لوگ طالقان کی بستیوں میں آتے تھے تاکہ یہاں پر قرآن پڑھانے والے معلمین پا سکیں اور ان کے پاس قرآن کی تعلیم کے لیے قیام کرتے یا بعض مناسبات میں ان کے پاس آتے۔ لیکن مزید غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اہل طالقان سے مراد اہل ایران ہیں اس سے خاص طالقان کا علاقہ مراد نہیں ہے اور آئمہ علیہم السلام نے ان کو اس نام سے یاد کیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ جغرافیائی حوالے سے اس علاقہ کو تمام شہروں میں خصوصی اور

امتیازی حیثیت حاصل تھی اور اس میں رہنے والے افراد بھی خاص امتیازات کے حامل تھے۔

طالقان والی احادیث امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب انصار کے مجموعہ کی بات کرتی ہیں اور ان کی تعداد کو معین نہیں کیا ہے اور یہ کہ وہ مہدی علیہ السلام کے جماہیر اور لشکر ہوں گے یا امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب خاص ہوں گے اسے بھی واضح نہیں کیا۔ جو حدیث سنی حوالوں میں آئی ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے خاص اصحاب ہیں۔ کیونکہ حدیث نے ان کی نوعیت بتانے پر اکتفاء کیا ہے لیکن البحار کی حدیث ان کی مقدار کی بات بھی کرتی ہے لشکر کی بات ہے پرچموں کی بات ہے سواریوں کی بات ہے' نوعیت اور کیفیت کا ذکر ہے جس طرح طالقان کی احادیث جو ایرانیوں پر متمر ہیں' یہ بتاتی ہیں کہ یہ ایرانی امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔ آپ کے ظہور کے بعد آپ کی حرکت میں مشارکت کریں گے۔ اس میں یہ نص و صراحت نہیں ملتی کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تمہیدی حوالے سے ان کا کیا کردار ہوگا۔ یہ اولیاء اور امام کے انصار کی عظیم صفات کا تذکرہ ہے۔ آئمہ علیہم السلام کی طرف سے ان کی شان میں عالی مرتبت گواہیاں ہیں یہ کہ:

۱- وہ عرفاء باللہ ہیں۔

۲- یقین اور بصیرت کے مالک ہیں۔

۳- راہ خدا میں شہادت سے عشق کرنے والے ہیں۔

۴- بہادر ہیں' اہل جنگ ہیں' مرد میدان ہیں۔

۵- اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ ان کو شہادت کی موت دے۔

۶- سید الشہداء امام حسین علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔

۷- ان کا نعرہ اور شعار یہ ہے کہ حسین کے خون ناحق کا بدلہ لیا جائے۔

۸- امام حسین علیہ السلام کے انقلاب کے ہدف کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔

۹- امام مہدی علیہ السلام کے متعلق ان کا عقیدہ بڑا گہرا اور عمیق ہے۔

۱۰- امام مہدی علیہ السلام سے بے پناہ محبت کرنے والے ہیں۔

آج ان صفات کا مشاہدہ ہم ایرانی عوام میں کر سکتے ہیں خاص طور سے نوجوان نسل میں یہ لہر پھیلتی ہی چلی جا رہی ہے۔

❁ ❁ ❁

دو واضح نتیجے

عصرِ ظہور کے حوالے سے جو احادیث ایرانیوں کے کردار کے بارے میں وارد ہوئی ہیں ان میں غور کرنے سے دو واضح نتیجے نکلتے ہیں:

۱- نبی اکرمؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے ایرانیوں کی مدح وارد ہوئی ہے۔ ہم ان احادیث میں جیسا بھی مناقشہ کریں اور حوالے دیکھیں کہ اسلام پھیلانے' اسلامی ثقافت کو عام کرنے' ان کی علمی و فکری خدمات خواہ شیعہ ہوں یا سنی' بڑی واضح اور روشن ہیں۔ تاریخ ان کی گواہ ہے لیکن ہم ان احادیث سے فقط یہ معنی مراد لے کر بات کو ختم نہیں کر سکتے بلکہ ہم کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایرانیوں کا ایک ممتاز کردار ہے جو وہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت قائم ہونے سے پہلے ادا کریں گے۔ یہ احادیث ہمیں بڑی وضاحت کے ساتھ بتاتی ہیں کہ اسلام کے غلبہ کی خبر جو قرآن میں دی گئی ہے لیظھره علی الدین کله کی عبارت کے ذریعہ' اس الٰہی وعدہ کا تحقق دو حرکتوں اور قیام سے ہوگا۔ ایک عوامی عسکری حرکت ایران سے قدس کی طرف ہوگی ایرانی جن کی اہل بیت سے محبت و ولایت معلوم اور روشن ہے یہ ایک بڑی آبادی پر مشتمل ہے۔ قدس کی طرف جانے کے لیے وہ عام لام بندی کریں گے۔

۲- احادیث شریفہ ہماری اس طرف راہنمائی کر رہی ہیں کہ ہم عصرِ ظہور میں داخل ہو چکے ہیں۔ قم کے رجل موعود کے ذریعہ ایران میں امام زمانہ علیہم السلام کی حکومت

کے لیے تمہیدی کام کا پہلا مرحلہ انجام پا چکا ہے اور ان کے انقلاب نے یہ منصوبہ دے دیا ہے اور اس پروگرام کا اعلان کر دیا ہے کہ وہ قدس کی طرف جائیں گے اور یہ کہ ان کا ہدف قدس اور اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہے۔ اس انقلاب کے سامنے مخالفین کی طرف سے بڑی رکاوٹیں کھڑی کی گئی ہیں۔ قدس کی طرف جانے کے لیے بھی رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کر دی گئی ہیں اور انقلاب کو اب ان مسائل کا سامنا ہے--- اور اپنے قائدین میں سے دو موعود شخصیات کے انتظار میں

ہیں۔

۱- السید الخراسانی۔

۲- افواج کا گندمی رنگ کا کمانڈر انچیف جس کا نام احادیث میں شعیب بن صالح اور بعض میں صالح بن شعیب بتایا گیا ہے اور یہ کہ وہ ری ''تہران'' سے ہوگا جسے خراسانی سید اپنی رہبریت کے آغاز میں ایرانی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کرے گا۔ پھر اسی نوجوان کو امام مہدیؑ اپنی افواج کا کمانڈر انچیف مقرر کریں گے (اس موقع پر میں یہ کہوں گا کہ قم کا مرد عارف اہل بیت کی ذریت سے سید موسوی اپنا مرحلہ پورا کر گیا' انقلاب کے ستونوں کو مضبوط کر کے سید خراسانی کے لیے زمین ہموار کر گیا۔ اب انقلاب کی قیادت سید خراسانی کے پاس ہے جس کی قیادت کو ایک سال سے زائد ہو گیا ہے۔ اب ہم دوسرے امر کے تحقق ہونے کے انتظار میں ہیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی جلد پورا ہوگا (از مترجم)۔

اس وقت جس بات کو ثابت کرنا ہے اور جو بحث میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے وہ یہ ہے کہ عصرِ ظہور شروع ہو چکا ہے اور اس کا آغاز ایران میں اسلامی انقلاب سے ہوا ہے اسی لیے ہم پہلے بیان کردہ احادیث کو اجمالی طور پر اس جگہ دوبارہ ذکر کرتے ہیں تاکہ ہمارے دعوے کی تصدیق ہو سکے۔

بعض دفعہ اعتراض کرنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور قطعی

اور ثابت امر ہے۔ یہ دونوں "شیعہ اور سنی" سے اللہ کا وعدہ ہے جسے صادق و امین نبی اور ان کے اہل بیت اطہار نے ہم سے بیان کیا ہے۔ اسی طرح نبی اکرمؐ اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی احادیث سے جن کو فریقین نے نقل کیا ہے۔ یہ امر ثابت اور قطعی ہے کہ ایرانی امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے لیے تمہیدی کام کریں گے۔۔۔ یہ قطعی تمہید دو شخصیتوں کے ظاہر ہونے سے ہو گی۔

۱- السید خراسانی اور ۲- شعیب بن صالح یا صالح بن شعیب جو کہ افواج کا کمانڈر انچیف ہوگا۔ ان دو شخصیتوں کا خروج ہمارے شیعہ حوالوں کے اعتبار سے سفیانی اور یمانی کے خروج کے ہمزمان ہے اور سنی حوالوں سے ان دو کے آنے اور اپنے آپ کو امام مہدی علیہ السلام کے سپرد کرنے کے درمیان بہتر مہینوں یعنی چھ سال کا فاصلہ ہے لیکن یہ موجودہ انقلاب جو امام خمینیؒ کی قیادت میں آیا ہے کہ اس دیئے گئے وعدہ کی تمہید سے ہو اور یہ کہ یہ انقلاب امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متصل ہے یا اس کے قریب ہے اگرچہ نسبتاً ہی کیوں نہ ہو' یا خراسانی اور شعیب کے ظہور کے قریب ہے۔۔۔ یہ ایک خیالی امر ہے' ایک گمان ہے جسے ہم چاہتے ہیں یا جو ہماری تمنا ہے لیکن جو احادیث وارد ہوئی ہیں ان سے اس انقلاب کے بارے میں استفادہ نہیں ہوتا۔ گمان اور ترجیح سے زیادہ ہم احادیث سے اس انقلاب کے بارے میں کچھ نہیں نکال سکتے۔۔۔ بنابرایں یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے کہ اس انقلاب اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے درمیان دسیوں یا سینکڑوں صدیوں کا فاصلہ ہو۔

اس اعتراض کا خلاصہ جو ہمارے اس دعویٰ پر کیا جاتا ہے کہ عصر ظہور ایران کے اسلامی انقلاب کے آنے سے شروع ہو چکا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ:

۱- ہماری مراد عصر ظہور سے یہ نہیں ہے کہ دس یا بیس سال بعد ظہور ہونے والا ہے بلکہ ہمارا کہنا یہ ہے کہ روایات میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور حق کے مقدمات اور تمہیدی کاموں کے تذکرہ کے مطابق ان کا آغاز ہو چکا ہے خاص طور سے ان

دو واقعات سے جو رونما ہو چکے ہیں۔

۱- شرق و مغرب کا فتنہ جس نے تمام مسلمانوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے اور انہیں سے وہ فتنہ پیدا ہوا ہے جسے فتنہ فلسطین کا نام دیا گیا ہے۔

۲- ایران میں اسلامی حکومت کا قیام۔

پس عصر ظہور سے متعارف معنی مراد ہے جس طرح ہمارا یہ قول ہے۔ اسرائیل کی شکست کا دور شروع ہو چکا ہے یا انقلاب کا دور شروع ہو چکا ہے یا عصر اسلام کا آغاز ہو چکا ہے یا یہ کہ ظہور کی صدی یا ظہور کی نسل کا آغاز ہو چکا ہے کیونکہ امام باقر علیہ السلام سے جو حدیث وارد ہوئی ہے اس میں ایرانیوں کے انقلاب اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے درمیان عام انسان کی عمر کا اندازہ بتایا گیا ہے۔

اما انی لو ادرکت ذلک لا بقیت نفسی لصاحب الامر

۲- وہ احادیث جو عصر ظہور کے آغاز پر دلالت کرتی ہیں بہت ساری ہیں۔ اگر ان تمام احادیث میں غور کیا جائے تو یہ اطمینان حاصل ہو جاتا ہے کہ عصر ظہور کا آغاز ہو چکا ہے۔ احادیث میں سے جو واقعات و حالات بیان کیے گئے ہیں وہ ہمارے دور پر صادق آ رہے ہیں جبکہ ان واقعات میں سے بعض کا واقع ہو جانا ہی ظہور کے آغاز کے لیے اطمینان کر لینے کے لیے کافی ہیں۔

اس آخری فتنہ کے بارے میں آپ کیا تفسیر کریں گے جس کے بارے میں نبی پاکؐ نے خبر دی ہے کہ آپ کی امت پر یہ فتنہ شرق و غرب سے وارد ہوگا' مسلمانوں کے ہر گھر میں داخل ہوگا۔ پھر یہ فتنہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے چھٹے گا...... کیا اس کی تفسیر اندھے' گونگے' بہرے' غربی فتنہ کے علاوہ کوئی اور ہو سکتی ہے' کیا مسلمانوں کے ہر گھر میں غربی ثقافت داخل نہیں ہو چکی؟ کیا اس فتنہ کی پیداوار مسئلہ فلسطین اور فتنہ فلسطین نہیں ہے؟ روایت میں باقاعدہ فتنہ فلسطین کا نام لیا گیا ہے۔ اور یہ کہ خاص بلاد شام پر اس کے اثرات ہوں گے جس طرح مشک میں پانی کو ہلایا جائے۔ اس طرح شام والوں

کو اس فتنہ سے ہلایا جائے گا (مخطوط ابن حماد، ص ٦٣)۔

فتنہ اخیرہ کے بارے میں جو احادیث ہیں اور اس سے پیدا ہونے والا فتنہ فلسطین وشام ہے جس کا روایات میں ذکر ہے۔ اگر ہم اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کے موجودہ دور پر ایک نگاہ دوڑائیں اور اس وقت مسلمانوں کی جو حالت زار ہے تو ان احادیث سے یہ علم ہو جاتا ہے کہ اس فتنہ سے مراد غرب وشرق کا مسلمانوں پر تسلط وغلبہ ہے اور یہ فتنہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور سے متصل ہے۔

دسیوں احادیث ہیں کہ جن میں "**الفتنة الغربيه والفتنة الشرقيه**" کے بارے میں آیا ہے اور اس سے زیادہ عجیب یہ ہے کہ ان روایات میں فتنہ فلسطین کا نام باقاعدہ لیا گیا ہے اور اس فتنہ کے اوصاف ونشانیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

٣- پھر ان احادیث کی کیا تفسیر ہوگی جو یہ بتاتی ہیں کہ جن دو شخصیات خراسانی اور شعیب بن صالح کا وعدہ کیا گیا ہے کہ یہ ایران میں اسلامی حکومت کے قائم ہونے کے بعد ظاہر ہوں گی اور یہ کہ ایران ایک لمبی جنگ میں داخل ہو چکا ہوگا۔ پھر یہ دونوں اپنے منصب کو سنبھالیں گے اور لشکر کی براہ راست قیادت کریں گے اور فلسطین کے علاقہ میں امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہیدی کام کرنے کی خاطر جنگ میں وارد ہوں گے۔ کیا یہ دونوں ظاہر ہوں گے اور پھر فوج کی سربراہی لے لیں گے یا پھر ان سے پہلے مقام ومنصب خالی ہوگا۔

حکومت غیر اسلامی ہوگی بغیر اس کے کہ ان سے پہلے کوئی تمہید ہو اور اقدامات ہوں؟ ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ ان دونوں کے اس طرح ظاہر ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایران کی زمین ان کے لیے ہموار اور آمادہ باش کی حالت میں ہوگی...... فقط نظریاتی اور عقیدتی حوالے سے نہیں بلکہ عالمی سطح اور علاقہ کی سطح پر سیاسی طور پر ایسی حالت پیدا ہو چکی ہوگی کہ وہ ایرانی جو امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہیدی کام کر رہے ہوں گے ان کے اور ان کے مخالفین کے درمیان جنگ کی کیفیت پیدا ہوگی...... اس وجہ سے بعض

روایات بتاتی ہیں کہ ایرانی دیکھیں گے کہ جنگ طولانی ہوگئی ہے۔ پس وہ خراسانی کو رہبر وولی بنائیں گے جبکہ وہ یہ منصب لینے میں ناپسندیدگی ظاہر کرے گا اور جب وہ منصب سنبھالے گا تو وہ اپنے ساتھی شعیب بن صالح کو لائے گا اور اسے اپنی افواج کا کمانڈر بنائے گا۔

٤- پھر ہم اس حدیث کی کیا تفسیر کریں جو کہتی ہے: **يطلبون الحق فلا يعطونه** وہ حق کا مطالبہ کریں گے پس ان کو حق نہ دیا جائے گا۔ امام باقر علیہ السلام سے ہے: **كانى بقوم قد خرجوا بالمشرق يطلبون الحق فلا يعطونه' ثم يطلبون فلا يعطونه فاذا راء وا ذلك وضعوا سيوفهم على عوانقهم ...... فيعطون ماساء لوا فلا يقبلونه حتى يقوموا...... ولا يدفعونها لا الى صاحبكم قتلاهم شهداء اما انى لو ادركت ذلك لا بقيت نفسى لصاحب هذا الامر** (بحار الانوار، ج ٥٢، ص ٢٤٣)۔

جیسا کہ اس حدیث کی تفسیر میں گزر چکا ہے کہ یہ حدیث ایرانی انقلاب پر صادق آتی ہے اور اس کی تفصیل اہل مشرق اور سیاہ جھنڈوں والی حدیث میں بیان کر آئے ہیں اسی طرح یہ حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔ **فيقاتلون فينصرون فيعطون ماساء لوا فلا يقبلون** (بحار الانوار، ج ٥١، ص ٨٣)۔

پس وہ جنگ کریں گے تو ان کو کامیابی دے دی جائے پس ان کو وہ دے دیا جائے گا جس کا وہ سوال کرتے تھے پس وہ قبول نہ کریں گے۔

اگرچہ نبی اکرمؐ اور امام باقر علیہ السلام کی حدیث ایرانیوں کے موجودہ انقلاب پر صادق آ رہی ہے۔ ہمیں اس کی کیا ضرورت ہے کہ ہم یہ کہیں کہ نبی اکرمؐ اور امام باقر علیہ السلام کی مراد ایرانیوں کے موجودہ انقلاب سے نہیں ہے بلکہ وہ انقلاب بعد میں واقع ہوگا اور جو کچھ ہو چکا ہے اس پر حدیث کے معنی کو تطبیق دینے سے آنکھیں بند کر لینے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ کسی اور واقع پر صادق آتی ہیں یا نہیں ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ہمارے زمانے میں تو اب تک جو کچھ ہوا ہے اس پر تو یہ سو

فی صد صادق آ رہی ہیں۔ پس ہم تو ان احادیث سے یہی انقلاب مراد لیں گے اور یہی ہماری ذمہ داری بھی بنتی ہے۔

قم کے متعلق جو احادیث آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے روایت ہوئی ہیں اس میں جس عالمی حیثیت منزلت اور مقام کو بیان کیا گیا ہے اور یہ کہ یہ امام مہدیؑ کے ظہور سے متصل اور زمانہ ظہور سے قریب ہوگی۔ قم کے رجل موعود اور اس کی قوم جو نہ جنگ سے گھبرائیں گے اور نہ ہی بزدل ہوں گے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کل تک قم مستضعف اور کمزور شہر تھا اور حوزہ علمیہ انتہائی کمزوری ومحرومیت کے عالم میں تھا...... اس کی تاثیر شیعہ حدود کے اندر ہی نہ تھی بلکہ فقط دین دار شیعوں تک ہی اس کے اثرات محدود تھے جبکہ اب آپ دیکھ رہے ہیں کہ قم کے نام سے اس کے انقلاب سے قم کے راستہ سے پوری دنیا کی اقوام ملل اور تمام مسلمان آشناء ہیں اور زبانوں پر قم کا تذکرہ ہے اور پورے عالم کی توجہ قم کی طرف ہے اور قم سے علم پوری دنیا کو پہنچنا شروع ہو گیا ہے۔

جبکہ قم اور قم کے انقلاب قم سے، رجل موعود کے متعلق احادیث ہمارے زمانہ میں قم کے انقلاب امام خمینیؒ اور آپ کی قوم پر صادق آ رہی ہیں تو یہ بات منطقی ہوگی کہ ہم یہ کہیں کہ یہ احادیث قم کی بین الاقوامی حیثیت کو بیان کر رہی ہیں جو آج سے صدیوں سال یا کئی سال بعد اسے حاصل ہوگی اور ایک مرد کے بارے میں بتا رہی ہیں جو بعد میں ظاہر ہوگا اور انقلاب لائے گا۔ اس کی حکومت اور اس کی قوم ان صفات کی مالک ہوگی...... یہ سب کچھ جو ہمارے سامنے ہو رہا ہے ان احادیث کے معنی ومفہوم ہمیں عملی شکل میں نظر آ رہے ہیں۔ اس پر احادیث کو تطبیق کرنے میں پس وپیش کریں اور آنکھیں بند کر لیں یہ بات بالکل غیر منطقی ہوگی۔

اور جب یہ احادیث قم کے رجل موعود کے بارے میں صادق آ رہی ہیں پس کس طرح یہ احادیث قم کے عالمی کردار پر صادق آتی ہیں؟ ہم ان دو روایتوں کے بارے میں کیا تفسیر کریں جو کہتی ہیں کہ قم کا یہ عالمی کردار و بین الاقوامی حیثیت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے قریب ہوگی اور آپ کے ظہور تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

"وذلک قرب ظهور قائمنا فيجعل الله قم واهله قائمين مقام الحجة" اور یہ سب کچھ ہمارے قائم کے ظہور کے نزدیک ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ قم اور اہل قم کو حجت کا قائم مقام بنائے گا یعنی یہ دونوں لوگوں پر حجت ہوں گے۔ دوسری حدیث کا جملہ ہے "وذلک فی زمان غيبة قائمنا الی ظهوره" اور قم کا عالمی سطح پر جو مرتبہ ومقام اور بین الاقوامی کردار ہوگا اس سے پوری دنیا کو علم و دین حاصل ہو جائے گا۔ "اور یہ ہمارے قائم کی غیبت سے ظہور تک ہوگا" (بحار الانوار' ج ۶۰' ص ۲۱۳)

اس ساری بحث کا نتیجہ اور حق بات یہ ہے کہ احادیث میں جو کچھ ہے اس کو قم اور ایران میں جو کچھ واقع ہو چکا ہے اس پر تطبیق کرنے میں پس وپیش کرنا احادیث کے الفاظ کو ان کے ظاہری معنی سے پھیرنا...... سوائے جدل مکابرہ ہٹ دھرمی کے اور کچھ نہیں ہے اور یہ سلسلہ پہلے بھی ہوتا آیا ہے۔ خود نبی اکرمؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کے زمانے میں شکی اور جدلیاتی مزاج کے پروردہ لوگ ان پر بھی اعتراض کرتے تھے اور ان کی احادیث کو خود ان کی موجودگی میں غلط معانی پہنانے کی کوشش کرتے تھے۔ بلکہ انصاف تو یہ ہے کہ کوئی اگر کہتا ہے کہ احادیث کا اجمالی تواتر اس انقلاب اور اس کے حالات اور قائدین کے بارے میں اطمینان حاصل نہیں ہوتا تو ایسا کہنے والا بھی جدلیاتی انداز اپنائے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس سے بچائے۔

(بہرحال عصر ظہور شروع ہو چکا ہے واقعات بڑی تیزی سے رونما ہو رہے ہیں رجل قم اپنی ذمہ داریاں نبھا کے اپنے رب کے پاس سرخرو ہو کر پہنچ چکا ہے اور بظاہر دوسرے مرحلہ کا آغاز ہو چکا ہے۔ سید خراسانی کی قیادت ہمارے سامنے ہے اور شعیب بن صالح کا انتظار ہے۔ لہٰذا ہمیں اپنے آپ کو امام مہدی علیہ السلام کی نصرت کے لیے آمادہ کر لینا چاہیے تاکہ ہم امام علیہ السلام کے ظہور سے پہلے اور بعد میں بھی آپ کی قیادت میں عالمی اسلامی حکومت کے قیام میں اپنا وہ حصہ جو ہمارے اوپر واجب ہوتا ہے ادا کر سکیں۔ از مترجم)

❀ ❀ ❀

ایران میں شعیب اور خراسانی کا ظہور

احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ دو شخصیات امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں سے ہیں' اور یہ دونوں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک ظاہر ہوں گے اور آپ کی تحریک میں شرکت کریں گے۔

ان دونوں کے دور کا خلاصہ جیسا کہ سنی حوالوں اور ہمارے بعض شیعہ حوالوں سے ثابت ہے کہ ایرانی اپنے دشمنوں کے خلاف حالت جنگ میں ہوں گے جب وہ دیکھیں گے کہ جنگ طولانی ہوگئی ہے تو خراسانی موعود کو ولی بنا دیا جائے گا جبکہ خراسانی کو اس منصب کی رغبت نہ ہوگی لیکن وہ اس پر اصرار کریں گے اور جب وہ ایران کی قیادت سنبھال لے گا تو ایران کی مسلح قوات کو یکجا کرے گا۔

(سبحان اللہ' ہم دیکھ رہے ہیں کہ خراسانی سید نے سپاہ' ارتش' بسیج غرض امام خمینی کے زمانے میں جو مسلح قوات علیحدہ علیحدہ تھیں ان کو اب ایک کر دیا ہے۔ اب اگلا قدم اٹھانا باقی ہے یعنی شعیب کو کمانڈر بنائے جانے کا انتظار ہے اور رہبر نے اپنے فرمان سے تمام مسلح قوات کو یکجا کر دیا ہے۔ از مترجم)

''اس وقت رہبر خود ہی مسلح افواج کے سربراہ ہیں اور انہوں نے کسی کو بھی اپنا قائم مقام مقرر نہیں کیا ہے''۔

خراسانی اور شعیب ایران' ترک اور عراقی حدود پر جنگ کو کنٹرول کریں گے' جبکہ اس وقت شام میں آپ کی قوت اور افواج ہوں گی۔ (جو کہ اس وقت لبنان کے

اندر موجود ہیں کیونکہ روایات میں شام کے اندر لبنان بھی شامل ہے۔ از مترجم)۔ ان کو وہاں سے واپس بلا لیں گے اور ایک بڑے لشکر کو لے کر فلسطین اور قدس کی طرف بڑھیں گے' عراق اور شام کو عبور کر کے جائیں گے۔

ایسا لگتا ہے کہ رہبر خود تہران سے جنگی علاقہ میں منتقل ہو جائیں گے اور جب رہبر جائیں گے۔ ایک جم غفیر بسیج غرض آپ کی قیادت میں اتنا بڑا لشکر قدس کی طرف بڑھے گا جس کا وصف بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہے۔ خداوند ہمیں اس لشکر میں شامل ہونے اور ان کے راستے پر کام کرنے کی توفیق دے۔ آمین! (از مترجم)۔

اسی دوران خراسانی کو دو محاذوں پر سیاسی اور عسکری تبدیلیوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔

۱- عراق کا محاذ کیونکہ اس میں سفیانی کا نفوذ بڑھ جائے گا اور وہ شام سے عراق کی طرف حرکت کر چکا ہوگا اور راستے میں قرقیسیا کا معرکہ ترک یعنی روس کے ساتھ سفیانی کو لڑنا پڑے گا۔

۲- حجاز کا محاذ چونکہ حضرت مہدی علیہ السلام مکہ میں ظہور فرمائیں گے' اور حجاز کو آزاد کرا کے اس میں قیام کریں گے جبکہ حجاز کا باقی علاقہ بنی فلاں کے خاندان کے بعض افراد کے پاس ہوگا جو اس وقت تک بچ گئے ہوں گے اور اس کے بعض حصے علاقائی قبائل کے ہاتھوں میں ہوں گے۔

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایرانی افواج کو حجاز بھیجنے کی فکر درمیان میں نہ ہوگی یا تو بین الاقوامی اور علاقائی حالات کے پیش نظر یا پھر امام مہدی علیہ السلام کی موافقت نہ فرمائیں گے' کیونکہ امام مہدی علیہ السلام کو یہ حکم ہوگا کہ وہ انتظار کریں یہاں تک کہ سفیانی کا لشکر مدینہ سے مکہ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے راستے میں رسولؐ اللہ کے بتائے ہوئے معجزے کے ذریعے یعنی زمین بیداء میں دھنس جانے کے

ذریعے ختم ہو جائے گا اور یہ معجزہ مسلمانوں کے لیے آپ کے برحق ہونے کی نشانی ہوگا۔

البتہ اس جگہ یہ احتمال بھی ہے کہ خراسانی اپنے لشکر کے کچھ حصہ کو مکہ کی طرف امام مہدی علیہ السلام کی مدد کے لیے روانہ کریں گے' کیونکہ احادیث میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام سفیانی کے لشکر کے زمین بوس ہونے کے بعد مکہ سے نکلیں گے اس وقت آپ کا لشکر چند ہزار افراد پر مشتمل ہوگا۔

زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ یہ لشکر مومنین' مخلصین اور خواص پر مشتمل ہوگا اور جو مکہ پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور اس میں یمانی کی افواج بھی ہوں گی اور وہ افواج بھی جن کو خراسانی مکہ روانہ کرنے میں کامیاب ہوگا۔ عراق کے محاذ پر جیسا کہ خراسانی اور شعیب کے متعلق احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ قرقیسیا میں جو معرکہ سفیانی اور ترک (روس) کے درمیان واقع ہوگا تو خراسانی اپنی افواج کو قرقیسیا سے پیچھے ہٹالیں گے اور اس معرکہ میں وارد نہ ہوں گے یعنی اس میں فریق نہ بنیں گے بلکہ اس سے مراد شام سے افواج ہٹانا ہے جیسا کہ احادیث سے بھی پتہ چلتا ہے کہ باوجود نزدیک ہونے کے خراسانی اپنے لشکر کو عراق میں داخل نہ کرے گا اور یہ جانتے ہوئے کہ سفیانی کا لشکر عراق پر قبضہ کرنے کے لیے حرکت شروع کر چکا ہے اور سفیانی کی افواج خراسانی کے لشکر سے اٹھارہ دن پہلے عراق میں داخل نہ کرے گا اور یہ جانتے ہوئے کہ سفیانی کا لشکر عراق پر قبضہ کرنے کے لیے حرکت شروع کر چکا ہے اور سفیانی کی افواج خراسانی کے لشکر سے اٹھارہ دن پہلے عراق میں داخل ہوں گی اور اس علاقہ میں فساد و قتل و غارت گری کی انتہا کر دیں گی۔ مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۴ پر ہے کہ سفیانی کوفہ میں داخل ہوگا پس کوفہ کو تین دن اسیر بنائے گا اور ساٹھ ہزار افراد کا قتل کرے گا۔ (کوفہ سے عراق بھی مراد لیا جاتا ہے (اس جگہ دونوں احتمال موجود ہیں کہ اس سے مراد کوفہ کا شہر ہو یا عراق ہو) پھر وہ اس میں اٹھارہ راتیں قیام کرے گا...... اور سیاہ پرچم آگے بڑھیں گے' پانی پر اتریں گے اور جب کوفہ میں موجود سفیانی کی باقی ماندہ افواج کو خراسانیوں کی آمد کا معلوم

ہوگا تو وہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔

ہو سکتا ہے کہ عراق میں داخل ہونے کی تاخیر کا سبب بعض دشمنوں سے جنگ میں معروفیت ہو یا پھر وہ خلیج میں دشمن افواج سے جنگ میں ہوں یا ایران کے اندر جو اضطرابات اور غیر یقینی حالات ہوں گے اور ان کو درست کرنے کی وجہ سے تاخیر ہوگی جیسا کہ بعض روایات میں بھی اشارہ ملتا ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی سیاسی سبب ہو اور آپ سیاسی جواز ڈھونڈ رہے ہوں...... لیکن امام باقر علیہ السلام سے روایت بتاتی ہے کہ عسکری سبب ہوگا یہاں تک کہ ان پر خراسانی اور سفیانی خروج کریں گے...... دونوں تیزی سے کوفہ کی طرف آئیں گے جس طرح دو گھوڑے مقابلے میں آتے ہیں۔ یہ اس جگہ سے اور وہ اس جگہ سے (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۳۲)۔

اس حدیث سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ آگے بڑھنا عسکری حالات اور قوات کی آمادگی پر ہوگا۔

روایات یہ نہیں بتاتیں کہ ایرانی اپنی افواج کو امام مہدی علیہ السلام کی مدد کے لیے بھیجیں گے' مدینہ کی آزادی یا حجاز کے دوسرے شہروں کی آزادی کے لیے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ اسی وجہ سے جو قوات عراق میں داخل ہوں گی وہی حضرت مہدی علیہ السلام سے اپنی ولائے دوستی اور بیعت کے اعلان پر ہی اکتفاء کریں گی جیسا کہ روایات میں بھی ہے کہ "بیعت کا اعلان بھیجیں گے' اطلاع دیں گے یا بیعت کرنے کے لیے ایک وفد بھیجیں گے (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۷)۔

دوسری طرف روایات بتاتی ہیں کہ ایرانیوں کا جم غفیر اور بڑا لشکر جنوبی ایران میں اکٹھا ہوگا جس کے بارے احتمال ہے کہ وہ حجاز کی طرف عوامی مارچ پاسٹ ہوگا تاکہ امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں جا سکیں۔ روایت میں ہے کہ اہل خراسان مہدی علیہ السلام کی طلب و خواہش میں نکلیں گے (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۶)۔

بعض روایات بتاتی ہیں کہ یہ جم غفیر اور اجتماع عام خراسانی کی قیادت میں اھواز

شہر کے قریب مقام اصطخر میں ہوگا۔ اور یہ کہ امام مہدی علیہ السلام حجاز کو آزاد کرانے کے بعد مقام اصطخر کا قصد کریں گے اور اس جگہ اپنے خراسانی انصار اور اس کے لشکر سے ملاقات کریں گے۔

"اور وہ امامؑ کی قیادت میں وہاں پر سفیانی کے خلاف ایک بڑے معرکہ میں داخل ہوں گے۔ احتمال ہے کہ اس معرکہ میں سفیانی کے لشکر کی مدد میں روم (غرب) کی بحریہ بھی ہو جن کو ہم ظہور کی حرکت کے ضمن میں بتائیں گے۔ اس کی تائید سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ فیصلہ کن معرکہ ہوگا جو عالمی سطح پر ایک بھرپور عوامی تائید کے دروازے کھول دے گا۔ ہر جگہ کے عوام امام مہدی علیہ السلام کی طرف رخ کریں گے" (مخطوطہ ابن حماد ص ۸۶)۔

اس کے بعد سے خراسانی اور شعیب بن صالح امام مہدی علیہ السلام کے خاص اصحاب میں سے ہو جائیں گے۔ شعیب امام کی مسلح افواج کے کمانڈر انچیف بن جائیں گے اور آپ کا زیادہ تر لشکر خراسانیوں کی افواج پر ہی مشتمل ہوگا۔ امامؑ اسی لشکر پر عراق کی داخلی حالت سدھارنے اور عراق کے اندر مخالف قوتوں کے قلع قمع کرنے کے لیے اعتماد کریں گے۔ پھر ترک (یعنی روس) اور اس کے بعد فتح قدس کے معرکہ میں حضرتؑ کا اعتماد اس لشکر پر ہوگا۔

(یہ ایران کے اندر ان دو موعود شخصیتوں کے کردار کا خلاصہ ہے جو کہ سنی حوالوں کی کافی احادیث اور شیعہ حوالوں کی بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس صورت کے پیش نظر میں نے ایک بار پھر اپنی تمام احادیث کا دقت سے مطالعہ کیا اور تمام چھان بین کی کہ کہیں یہ عباسیوں کے من گھڑت قصوں سے نہ ہو۔ جو انہوں نے ابو مسلم خراسانی کے لیے وضع کیے...... لیکن میں نے ایسی روایات بھی دیکھیں جو سند کے لحاظ سے صحیح ہیں اور ان میں خراسانی کا ذکر بھی موجود ہے (ظاہر ہے امام خمینیؒ کی موجودگی میں ہر ایک شخص یہی سوچتا تھا اور ہر ایک کی یہی دعا تھی کہ حضرت امام کی قیادت ہی میں امام مہدی

علیہ السلام کی خدمت میں جائیں۔ اس وجہ سے کتاب کے مصنف نے جب خراسانی کے کردار کا تذکرہ احادیث میں دیکھا تو اس کے جعلی ہونے کا احتمال ہوا لیکن تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ رَجُلِ قم کے بعد رَجُلِ خراسانی کی آمد ضروری ہے۔ کتاب کی تالیف کے وقت یہ چیز حاصل نہ تھی اس لیے پیشتر تامل اور احادیث میں غور کرنے کی ضرورت تھی اب جب کہ یہ صورت بالفعل حاصل ہو چکی ہے۔ (از مترجم)

امام صادق علیہ السلام سے ابوبصیر کی روایت اور اسی طرح کی دوسری روایت کے مطالعے سے میں نے اندازہ لگایا کہ خراسانی کا مسئلہ آئمہ اطہار علیہم السلام کے اصحاب کے درمیان معروف و مشہور تھا اور یہ ابو مسلم خراسانی کے خروج اور عباسیوں کے نبی اکرمؐ کی رواتیوں کو اس پر تطبیق دینے سے پہلے تھا...... پس خراسانی کا معاملہ ہمارے حوالوں میں بھی ثابت ہے اور مسلم ہے...... اور شیعہ حوالوں میں خراسانی کا جو دَور نقل کیا گیا ہے وہ اس دَور کے قریب ہے جسے سنی حوالوں کی حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح شعیب بن صالح کا مسئلہ بھی ہمارے شیعہ حوالوں سے ثابت ہے اگرچہ خراسانی کا مسئلہ زیادہ قوی اور مضبوط دلائل رکھتا ہے۔

خراسانی اور شعیب کی شخصیت کے بارے میں متعدد سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ کیا ان احادیث میں خراسانی سے مراد کوئی معین شخص ہے یا یہ تعبیر ہے ہر اس قائد کے لیے جو ایران میں ظہور کے زمانہ میں ہوگا۔

لیکن جو روایات سنی حوالوں میں وارد ہوئی ہیں اور اسی طرح ہمارے بعد والے حوالوں میں بھی وہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ خراسانی امام حسن و امام حسین علیہما السلام کی اولاد سے ایک معین شخص ہے اور اسے ہاشمی خراسانی کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی جسمانی صفات کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ خوش منظر ہوگا' خوبصورت ہوگا۔ اس کے دائیں رخسار یا بائیں ہاتھ میں خال ہوگا......

لیکن جو روایات ہمارے ابتدائی حوالوں میں ہیں جیسے غیبت نعمانی اور غیبت شیخ

طوسی تو اس میں خراسانی کے ذکر سے یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ اہل خراسان کے قائد یا خراسانیوں کے لشکر کے قائد۔ کیونکہ ان روایات میں فقط خراسانی کا ذکر ہے اور روایت میں اس پر صراحت نہیں ہے کہ وہ ہاشمی بھی ہے لیکن اس کے بارے میں مجموعی طور پر جو قرائن موجود ہیں وہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ ایک معین شخص ہے اور یہ کہ اس کا خروج سفیانی اور یمانی کے خروج کے ہمزمان ہوگا اور یہ کہ وہ اپنی افواج کو عراق بھیجے گا اور اس کی افواج سفیانی کو شکست دیں گی۔ اسی طرح ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا ممکن ہے کہ خراسانی اور شعیب دو رمزی اور اشاراتی نام ہوں حقیقی نام نہ ہوں؟ لیکن خراسانی میں تو کوئی رمز اور اشارہ کا احتمال نہیں دیا جا سکتا کیونکہ کسی کا نام نہیں لیا گیا ہے فقط خراسانی کہا گیا ہے ہاں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس کی خراسان کی طرف نسبت سے مراد موجودہ خراسان ڈویژن نہیں ہے۔ صدر اسلام میں خراسان کا نام یا اس کی طرف نسبت جو ہے یہ بلاد مشرق اور اہل مشرق کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ جس میں ایران اور اس سے متصل علاقے شامل تھے' جو اس وقت روس کے قبضہ میں ہیں' پس یہ خراسانی ان علاقوں میں سے کسی ایک سے ہو سکتا ہے اس حوالے سے اسے سید خراسانی کہنا درست ہوگا۔

اس طرح ہمارے شیعہ حوالوں سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ وہ حسنی سید یا حسینی سید ہے جبکہ سنی حوالوں میں یہ بات موجود ہے بہرحال شعیب بن صالح یا صالح بن شعیب کے جسمانی اوصاف کو روایات میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے' کہ وہ گندمی رنگ والا نوجوان ہے' ہلکی داڑھی ہے۔ وہ بصیرت اور یقین والا ہے' فیصلہ کرنے پر پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اس میں قاطعیت ہے۔ فیصلہ کرنے میں لچک نہیں ہے۔" جنگ کے درجہ اول کے افراد میں سے ہے۔ اس کے لیے کوئی بھی پرچم واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ اگر اس کے سامنے پہاڑ آ جائیں تو وہ ان کو ہلا کر رکھ دے اور ان میں سے راستے نکال لے...... الخ۔ احتمال ہے کہ اس کا نام رمزی اور اشاراتی ہو اس کی حفاظت

کی خاطر یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے معاملہ کو ظاہر کرے یا اس کا اور اس کے باپ کا نام شعیب اور صالح سے مشابہت رکھتا ہو۔ بعض روایات بتاتی ہیں کہ وہ اہل سمرقند سے ہوگا جو کہ اس وقت روس کے قبضہ میں ہے لیکن اکثر روایات بتاتی ہیں کہ وہ اہل ری (تہران) سے ہے اور یہ کہ اس کا تعلق بنی تمیم سے ملتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس کی اصل جنوبی ایران سے ہوگی کیونکہ وہاں پر اب تک بنی تمیم کے قبائل موجود ہیں یا یہ کہ وہ بنی تمیم کا غلام رہا ہوگا یا ان بنی تمیم سے ہوگا جو صدر اسلام میں خراسان آ کر رہ گئے اور اسے اپنا وطن بنا لیا اور ان کی اکثریت ایرانی قوم میں گھل مل گئی۔ ان میں سے چند بستیاں مشہد مقدس کے نزدیک اب تک باقی ہیں جس کے لوگ عربی بولتے ہیں یا ان سے اس کا نسبی تعلق ہوگا۔

ایک اور سوال یہ ہے کہ ان دونوں کے ظہور کا وقت کیا ہے؟ گزر چکا ہے بلکہ زیادہ واضح یہ ہے کہ ان کا خروج و ظہور' ظہور کے سال میں ہو۔ سفیانی اور یمانی کے خروج کے ہمزمان ہو...... اگرچہ اس روایت کے صحیح ہونے کا احتمال بھی ہے کہ شعیب و خراسانی کے خروج اور پرچم کو امام مہدی علیہ السلام کے سپرد کرنے کے درمیان بہتر (۷۲) مہینوں یعنی چھ سال کا فاصلہ ہوگا۔ پس ان کا ظہور امامؑ کے ظہور سے چھ سال پہلے ہوگا (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۴)۔

لیکن روایات میں یہ موجود نہیں ہے کہ خراسانی اور شعیب کے ظہور اور رجل قم کے ہاتھوں ایرانیوں کی امام مہدی علیہ السلام کے لیے تمہیدی حکومت قائم کرنے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا؟ بعض اشارے اور کنایے سے اجمالی مدت بتائی جا سکتی ہے۔ قم اس کے دینی اور فکری حوالے سے اور بین الاقوامی کردار ادا کرنے کے حوالے سے جو روایت ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے نزدیک ایسا ہوگا' یا امام باقر علیہ السلام سے جو روایت ہے کہ اگر میں اس زمانہ کو پا لوں تو امام مہدی علیہ السلام کی خاطر اپنی جان کی حفاظت کروں گا۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۴۳)۔

جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رجل قم کی تحریک اس کا اسلامی حکومت قائم کرنا پھر خراسانی وشعیب کا خروج اور بعد میں امام مہدی علیہ السلام کا ظہور تو اس پورے سلسلے کے شروع سے آخر تک کی مدت ایک عام انسان کی عمر سے زائد نہیں ہے۔

حدیث جو گزر چکی ہے کہ

"اتاح اللّٰہ برجل منا اھل البیت" یشیر بالتقی ویعمل بالھدی، ولا یاخذ فی حکم الرشا – واللّٰہ انی لاعرفه باسمه واسم ابیه ثم یاتینا الغلیظ القصرة...... ذوالخال والشامتین الحافظ لما استودع یملوء ھا عدلًا وقسطًا"

''کہ اللہ تعالی ہم اہل بیتؑ کے ایک مرد کے ذریعہ اُمت اسلامیہ کو موقع فراہم کرے گا۔ ہماری ذریت سے یہ فرد تقویٰ کی راہنمائی کرے گا' ہدایت پر عمل کرے گا اور اللہ کے حکم میں رشوت اور کسی کے لیے رورعایت نہ کرے گا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۶۹)

اس سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱- امام مہدی علیہ السلام کے انصار کی دولت کا آغاز اہل بیتؑ کے فرزندوں سے ایک سید کے ہاتھوں ہوگا اور یہ بات امام خمینیؒ پر صادق آتی ہے۔

۲- امام خمینیؒ کے بعد ایک یا چند اشخاص قیادت کریں گے لیکن جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ حدیث میں نقص موجود ہے جس سے یہ بات واضح نہیں ہے۔

۳- ظہور امام مہدی علیہ السلام سے پہلے خراسانی آخری حکمران ہوگا یا آخری رہبر کے ہمراہ ہوگا۔

خراسانی کے بارے میں آخری سوال یہ ہے کہ کیا وہ مرجع تقلید اور ولی الامر ہوگا یا مرجع کے ساتھ ساتھ سیاسی قائد بھی ہوگا؟ جس طرح یہ کہ وہ جمہوری ایران کا صدر مملکت ہو یا پھر مرجع وقائد کے اہم ترین معاونین میں سے ایک ہوگا۔

لیکن روایات سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ کہ اہل مشرق کی دولت کا قائد اعلیٰ خراسانی ہوگا۔ یہ احتمال باقی رہ جاتا ہے کہ وہ مرجع اور قائد اعلیٰ کے حکم سے سیاسی قائد ہوگا (واللہ العالم)۔ (موجودہ صورت حال میں تو ایسا نظر آ رہا ہے کہ اہل مشرق کی قیادت اعلیٰ اور ولایت امر مسلمین سید خراسانی کے پاس ہے خدا کرے یہی خراسانی موعود ہو جو حکومت امام مہدی علیہ السلام کے سپرد کرے گا۔ از مترجم)

❀❀❀

ظہور مقدس کی حرکت کا آغاز

''وہ شبہ کی حالت میں ظاہر ہوگا تا کہ شبہ کو زائل کرے''۔

احادیث بتاتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کا انقلاب چودہ مہینوں میں پورا ہوگا پہلے چھ مہینوں میں آپ خوف کی حالت اور انتظار میں ہوں گے اور پوشیدہ رہ کر واقعات کی رہنمائی اپنے اصحاب و انصار کے ذریعہ کر رہے ہوں گے۔ آخری آٹھ مہینوں میں آپ مکہ میں ظاہر ہوں گے۔ مکہ سے مدینہ مدینہ سے عراق اور پھر عراق سے قدس کی طرف جائیں گے۔ اپنی حکومت کے دوران عالم اسلام میں وحدت پیدا کریں گے۔ پھر روم (یعنی غربیوں) کے ساتھ قرارداد صلح و امن باندھیں گے جیسا کہ عنقریب بیان آئے گا۔

حضرت مہدیؑ کے ظہور سے چھ ماہ پہلے دو واقعات رونما ہوں گے۔ یہ الٰہی اشارہ ہوگا تا کہ حضرتؑ کے ظہور مقدس کی خاطر پوری تیاری کر لی جائے۔

لیکن اکثر لوگوں کا خیال یہ ہوگا کہ یہ ان انقلابات میں سے ایک انقلاب ہے جو عرب اور اسلامی ممالک میں رونما ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اُمت اسلامیہ کے دشمن یعنی یہود اور مغربی ممالک دیکھیں گے کہ ان کا منصوبہ کامیاب رہا ہے اور اس طرح فلسطین کے گرد کا علاقہ ایک قوت کے ہاتھ میں آ رہا ہے جو ان کا اتحادی ہے وہ ان اوضاع کی مزاحمت کریں گے اور ان کا موقف یہ ہوگا کہ ایک عسکری قوت اس خطہ میں قدس کی طرف ایرانی افواج کی پیش قدمی کو روک سکتی ہے اور یہ کہ ایرانی افواج کو عراقی حدود پر ہی الجھا دیں اور ان کو آگے نہ بڑھنے دیں۔

لیکن جو لوگ، سفیانی کے متعلق احادیث سے آگاہ ہوں گے اور یہ عقیدہ رکھتے ہوں گے کہ یہ سب کچھ وعدہ الٰہی ہے جس کی اطلاع نبی اکرمؐ اپنی اُمت کو دے گئے ہیں۔ وہ یہ سب کچھ دیکھ کر خوش ہوں گے اور کہیں گے کہ اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے سچ فرمایا ہے ہمارا رب پاک و منزہ ہے اور یہ کہ ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا اور وہ اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مہدی علیہ السلام موعود کے ظہور کا انتظار کریں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت باتیں ہونے لگیں گی اور آپ کی نصرت کی تیاریاں شروع ہو جائیں گے۔ یہ وہ پہلا واقعہ ہے جو ظہور سے قبل ہوگا یعنی سفیانی کا خروج۔

دوسرا واقعہ یہ ہوگا کہ آسمان سے ایک آواز آئے گی جو پوری دنیا میں سنی جا سکے گی اور تمام لوگ اپنی اپنی زبان میں اسے سنیں گے یہ آواز ہر طرف سے گونجے گی؛ بڑی واضح اور صاف آواز ہوگی۔ سوئے ہوئے لوگوں کو بیدار اور بیٹھے ہوئے کو کھڑا کر دے گی۔ لوگ اس خوفناک چیخ و پکار سے ڈر جائیں گے اور اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل کھڑے ہوں گے تاکہ دیکھیں کہ یہ کیا خبر ہے۔ یہ آواز دینے والا پکارے گا کہ ظلم کی حد ہونی چاہیے۔ کفر و جنگ، خونریزی، قتل و غارت کا خاتمہ ہونا چاہیے اور لوگوں کو امام مہدی علیہ السلام کی پیروی کی دعوت دے گا۔ امام مہدی علیہ السلام کا نام بمعہ آپ کے والد کے نام کے پکارا جائے گا۔ احادیث بتاتی ہیں کہ اس آیت موعودہ اور معجزہ الٰہی کے سامنے انسان کی گردنیں جھک جائیں گی

"ان شاء ننزل علیهم من السماء آیة فظلت اعناقهم لها خاضعین"۔

"اگر ہم چاہیں تو ان کے اوپر آسمان سے ایک نشانی اور آیت اتاریں کہ ان کی گردنیں اس آیت کے آگے جھک جائیں"۔

ضروری ہے کہ اس آواز کے بعد پوری دنیا میں لوگوں کی زبانوں پر اور ذرائع

ابلاغ میں یہ اہم سوال پیدا ہوگا کہ مہدی کون ہے؟ اور مہدی کہاں ہے؟

لیکن جیسے ان کو پتہ چلے گا کہ یہ امام المسلمین ہے اہل بیت نبیؐ سے ہے اور عنقریب حجاز میں ظاہر ہوگا تو وہ نداء والے معجزہ میں شک ڈالنا شروع کر دیں گے اور اس نئی اسلامی لہر کو ختم کرنے کے لیے نئی منصوبہ بندی شروع کر دیں گے۔ بہرحال جو لوگ مومنین بالغیب ہیں جنہوں نے اس ندائے آسمانی کے بارے میں احادیث سن رکھی ہیں وہ پہچان جائیں گے کہ یہ نداء برحق و موعود ہے اور اس اعلان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے ان کے خشوع و خضوع میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں بہت زیادہ قیاسات ہوں گے۔ بحثیں ہوں گی اور ان کی مدد کی تیاری شروع ہوگی (اور یہ کہ اس کی مدد کے لیے کس طرح پہنچا جائے)۔

اس آسمانی نداء کے بارے میں سنی و شیعہ کتابوں میں کثرت کے ساتھ احادیث موجود ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کو ان کے اور ان کے والد کے نام سے پکارا جائے گا۔ یہ احادیث تواتر معنوی کی حدود تک پہنچی ہوئی ہیں۔ ابن حماد نے اپنی مخطوطہ کے ۵۹، ۶۰، ۹۲، ۹۳ صفحات پر درج کیا ہے اور مجلسی نے البحار کی جلد ۵۲، ۱۱۹ ے ۲۸۷، ۲۹۰، ۲۹۳، ۲۹۶ اور ۳۰۰ وغیرہ صفحات پر درج کیا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے

"اس امرؑ کے صاحب کے نام سے منادی آسمان سے نداء دے گا معاملہ فلاں فرزند فلاں کے لیے ہے پس یہ قتل و غارت کس لیے؟" (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۹۶)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "وہ دو آوازیں ہیں پہلی ابتدائی رات میں اور دوسری رات کے آخری حصے میں ہوگی"۔ ہشام بن سالم کہتا ہے میں نے کہا کہ یہ کس طرح سے ہوگا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ ایک آسمان سے ہوگی اور ایک ابلیس کی جانب سے ہوگی۔ راوی کہتا ہے میں نے سوال کیا کہ ان دونوں کو ایک دوسرے سے کس

طرح جدا کیا جائے گا تو حضرت نے فرمایا کہ اس کو وہ شخص پہچان جائے گا جس نے اس آواز سے پہلے اس کے بارے میں سنا ہوگا'' (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۹۵)

محمد بن مسلم سے روایت ہے اس نے کہا ''آسمان سے حضرت قائم علیہ السلام کے نام کی آواز آئے گی پس یہ آواز مشرق اور مغرب کے رہنے والے سنیں گے۔ سونے والا اس آواز سے بیدار ہو جائے گا اور بیٹھا ہوا کھڑا ہو جائے گا اور جو کھڑا ہوگا وہ خوف کی وجہ سے بیٹھ جائے گا یہ آواز جبرئیل روح الامین کی ہوگی'' (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۹۰)

عبداللہ بن سنان سے روایت ہے کہ میں ابو عبداللہ (یعنی امام صادق علیہ السلام) کے پاس تھا کہ میں نے ہمدان کے آدمی کو سنا کہ وہ آپ سے کہہ رہا تھا یہ عامۃ (غیر شیعہ) ہمیں عیب لگاتے ہیں (مذاق اڑاتے ہیں) اور وہ ہم سے کہتے ہیں کہ تم کہتے ہو کہ ایک منادی آسمان سے صاحب الزمان کے نام کی آواز دے گا تو حضرت تکیہ لگائے بیٹھے تھے غصہ سے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اسے مجھ سے روایت نہ کرو بلکہ میرے والد سے کرو اور اس بارے میں تم پر کوئی حرج نہیں ہے''۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! یہ کتاب خدا میں روشن و واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ان نشاء ننزل علیهم من السماء آیة فظلت اعناقهم لها خاضعین''

''اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے نشانی کو اتاریں تو ان کی گردنیں اس نشانی کے لیے جھکنے والی ہو جائیں''

(بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۹۲)

سیف بن عمیرہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں ابوجعفر منصور کے پاس تھا تو شروع میں اس نے کہا اے سیف! ضروری یہ ہے کہ آسمان سے ایک منادی ابوطالبؑ

کی اولاد سے ایک شخص کا نام پکارے تو میں نے کہا اے امیرالمومنین! میری جان قربان کیا تم اس کی روایت کرتے ہو تو اس نے کہا ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تحقیق میں نے اپنے کانوں سے یہ بات سنی ہے تو میں نے کہا کہ یہ حدیث اس سے پہلے نہیں سنی گئی ہے تو اس نے کہا کہ اے سیف! یہ بات برحق ہے۔ پس جب ایسا ہوگا تو ہم سب سے پہلے ہوں گے جو اس پر لبیک کہیں گے۔ آگاہ ہو جاؤ کیونکہ یہ ندا ہمارے چچا کے بیٹوں میں سے ایک کے لیے ہوگی تو میں نے کہا کہ وہ شخص فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوگا جس کا نام پکارا جائے گا تو اس نے کہا جی ہاں اگر میں نے اس بات کو ابوجعفر محمد بن علی سے نہ سنا ہوتا اور اگر سارے زمین والے مجھ سے یہ حدیث بیان کرتے تو بھی میں اسے قبول نہ کرتا لیکن اس بات کو محمد بن علی علیہ السلام نے کہا ہے۔ (اب میں کس طرح اسے قبول نہ کروں) (الارشاد للمفید ص ۴۰۳)۔

مخطوط میں سعید بن میتب سے ہے اس نے کہا ''شروع میں فتنہ ہوگا گویا کہ بچوں کا کھلونا ہے جب ایک طرف سے سکون ہوگا تو دوسری طرف سے کھڑا ہوگا۔ یہ فتنہ ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ آسمان سے ایک منادی نداء دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ حاکم اور امیر فلاں ہے۔ ابن میتب نے اپنے ہاتھوں کو آپس میں ملا کر اور زور دے کر تین مرتبہ ایسا کہا کہ وہ تمہارا رہبر برحق ہوگا''۔ (مخطوطہ ابن حماد ص ۹۲)

اور اسی میں ہے کہ ''جب منادی آسمان سے ندا دے گا کہ حق آل محمدؐ میں ہے تو اس وقت لوگوں کی زبانوں پر مہدی علیہ السلام ظاہر ہوگا اور حضرت کی محبت ان کو پلائی جائے گی یعنی سوائے حضرت مہدی علیہ السلام کے کسی کا ذکر ان کے پاس نہ ہوگا''۔

اور اسی میں ہے ''سعید نے ہم کو جابر سے اور اس نے ابوجعفر (یعنی امام باقر علیہ السلام) سے روایت کی ہے کہ منادی آسمان سے نداء دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ حق آل محمدؐ میں ہے زمین میں سے ایک نداء دے گا کہ حق آل عیسیٰ سے ہے یا یہ کہ حق آل عباس

میں ہے۔ راوی کہتا ہے اس بارے میں مجھے شک ہے کہ حضرت نے کیا کہا۔ نیچے والی آواز شیطان کی ہوگی تا کہ لوگوں کو شک میں ڈالے۔ (ابوعبداللہ نعیم نے شک کیا ہے)۔

اس نے ابن مسعود سے اور اس نے رسول اکرمؐ سے روایت بیان کی ہے "جب رمضان میں ایک آواز ہوگی تو بہ تحقیق شوال میں پیچیدگیاں ظاہر ہوں گی' ذی قعد میں قبائل کی علیحدگی ہوگی اور ذی الحجہ میں خون بہایا جائے گا اور محرم اور محرم میں کیا ہونے والا ہے۔ اس جملہ کو تین مرتبہ فرمایا یہ بات ڈور ہے یہ بات ڈور ہے کہ اس مہینہ میں لوگوں کو بے دردی سے قتل کیا جائے گا۔ ہم نے کہا رسولؐ اللہ یہ آواز کیا ہوگی تو حضرت نے فرمایا کہ ۱۵ رمضان شب جمعہ ایک زوردار آواز اور حرکت ہوگی۔ پس یہ آواز سوئے ہوئے کو بیدار کر دے گی اور کھڑے شخص کو بیٹھا دے گی۔ عورتیں اپنے پردوں سے باہر آ جائیں گی زلزلوں کے اس سال میں جمعہ کی رات۔ پس جب تم جمعہ کی صبح کی نماز پڑھ لو تو اپنے گھر میں داخل ہو جانا اور اپنے دروازوں کو بند کر لینا اور اپنے پنجروں اور سوراخوں کو بند کر لینا' اپنے کو چھپا لینا اور اپنے کانوں کو بھی بند کر لینا اور جب تم اس آواز کا احساس کرو یعنی یہ آواز محسوس کرو تم سجدہ میں گر جانا اور کہنا سبحان القدوس سبحان القدوس۔ پس جو بھی یہ کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو یہ نہ کرے گا وہ ہلاک ہوگا"۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۶۰)

اس کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جو دونوں حوالوں میں موجود ہیں۔

اور یہ زمینی نداء جسے روایات میں بیان کیا گیا ہے یہ ابلیس کی حقیقی آواز ہوگی جس طرح اس نے جنگ احد میں جھوٹی آواز دی تھی کہ محمدؐ قتل کر دیئے گئے اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ ابلیس کے ایجنٹوں کی آواز ہو جو ذرائع ابلاغ کو استعمال کریں گے اور رات والی آواز کے برعکس اعلان کریں گے ان کے ماہرین اسلامی لہر کا سامنا کرنے کے لیے ایک نئی تجویز پیش کریں گے اور اس آسمانی نداء کے مقابلے میں دوسری نداء تیار

کر کے ریڈیو ٹیلی ویژن اور دیگر ذرائع ابلاغ سے اسے نشر کریں گے۔ لیکن وہ جنگ جس کے آسمانی نداء میں روکنے کا حکم دیا جائے گا تو بعید نہیں ہے کہ اس سے مراد عالمی جنگ ہو جس کی حدیث پہلے گزر چکی ہے اور ہم نے بتایا ہے کہ ہو سکتا ہے ایٹمی جنگ نہ ہو بلکہ متعدد جنگوں کی شکل میں ہو' علاقائی جنگیں ہوں ان احادیث میں ظہور کے سال میں بہت سی جنگوں کا بیان ہے۔ اس طرح اس بات کی طرف بھی توجہ رہے کہ روایات میں اس آسمانی نداء کے وقت میں اختلاف ہے۔ یہ نداء ماہ رمضان کی ۱۵ تاریخ کو ہوگی۔

۲- رجب میں ہوگی۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۲۸۹)

۳- زمانہ حج میں ہوگی۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۲)

۴- محرم میں نفس زکیہ کے قتل کے بعد ہوگی۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۳)

۵- متعدد ندائیں ہوں گی۔

ہمارے بعض علماء نے شیعہ حوالوں سے ان نداؤں کی تعداد آٹھ بیان کی ہے۔

اور سنی حوالوں میں یہ تعداد اس کے قریب قریب ہے۔

لیکن زیادہ درست یہ ہے کہ آسمانی نداء ایک ہی ہوگی جو کہ ماہ رمضان میں ہوگی۔ متعدد نداؤں کا تصور اس لیے پیدا ہوا کہ روایات میں مختلف اوقات بتائے گئے ہیں (واللہ العالم)۔ سفیانی کا خروج اور ماہ رمضان کی آسمانی نداء کی دو نشانیوں کے بعد محرم میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے لیے چھ ماہ باقی رہ گئے ہوں گے۔ سنی کتابوں میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام اس دوران چند امور انجام دیں گے۔

۱- مدینہ میں اپنے انصار سے رابطہ کریں گے۔

۲- مکہ مکرمہ میں انصار سے رابطہ کریں گے۔

۳- دنیا کے اطراف سے آپ کے جو مخلصین آپ کی تلاش میں ہوں گے اور انتہائی

خوفزدہ ہوں گے تاکہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ آپ ان سے ملاقات کریں گے۔

۴- سات علماء جن کا تعلق مختلف ممالک سے ہوگا آپ ان سے غیر متوقع طور پر ملیں گے ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے ملک یا شہر میں تین سو تیرہ مخلصین سے حضرت کی خاطر بیعت لی ہوگی اور وہ آپ کو تلاش کر رہے ہوں گے تاکہ اپنی اور اپنی جماعت کی طرف سے حضرت کے ہاتھ پر اس خواہش کے ساتھ کہ حضرت مہدی علیہ السلام ان کو قبول کر لیں گے بیعت کریں گے پس وہ حضرت کے اصحاب سے ہوں گے جس کا وعدہ حضور اکرمؐ نے دیا ہے اور جس کا ذکر آگے آنے والا ہے۔

ہمارے شیعہ حوالوں میں ہے کہ یہ چھ مہینے غیبت کبریٰ کے بعد مخفیانہ ظہور کا دور ہوں گے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام سے حدیث وارد ہوئی ہے "شبہ کی حالت میں ظاہر ہوں گے تاکہ ان کا امر لوگوں پر روشن ہو جائے پس اس کا ذکر بلند ہوگا عام ہوگا اور اس کا امر ظاہر ہو جائے گا"۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ تدریجی طور پر ظاہر ہوں گے اور بعد میں لوگوں کے لیے آپ کا معاملہ واضح ہوتا چلا جائے گا بلکہ یہ احتمال دیا جا سکتا ہے کہ دو مرحلوں (تدریجا) میں اس لیے ظاہر ہوں گے تاکہ اپنے امر کے بارے میں امتحان کر لیں دیکھ لیں کہ لوگ کتنا آمادہ ہیں وہ خود معاملہ کو پرکھ لیں' آمادگی چیک کر لیں اس مرحلہ پر کافی روایات گزری ہوئی روایات کے علاوہ دلالت کرتی ہیں اور بہت ساری اور روایات بھی ہیں جن میں صحیح سند والی روایات بھی ہیں۔

سب سے زیادہ واضح وہ توقیع والی روایت ہے کہ امام زمانہ کے دستخطوں سے اپنے سفیر محمد بن السمری رضوان اللہ علیہ کے ذریعہ آپ نے فرمایا "اور عنقریب میرے شیعوں میں سے کچھ آئیں گے جو مجھ سے ملاقات کا دعویٰ کریں گے وہ جھوٹا اور افتراء

پرداز ہے "ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" (بحارالانوار' ج ۵۱' ص ۳۶۱)

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان دو واقعات سے پہلے جو ملاقات کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے اور یہ ملاقات سفارت ونمائندگی کے عنوان سے ہوگی نہ فقط زیارت کے عنوان سے۔ کیونکہ کثیر تعداد میں روایات ہیں کہ آپ کی غیبت کے زمانے میں علماء صلحاء (یعنی صالح) اور متقین نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ پس جو ان دو واقعات سے پہلے آپ کے نائب خاص ہونے اور نمائندہ خاص ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

اس توقیع سے پتہ چلتا ہے کہ سفیانی اور آسمانی آواز کے بعد آپ کی غیبت کبریٰ کا دور ختم ہو جائے گا اور بعد کی غیبت کا مخفیانہ انداز غیبت صغریٰ سے مشابہت رکھتا ہوگا تاکہ ظہور کے مقدمات کو مکمل کیا جا سکے۔ یعنی امام ظالموں کی آنکھ اور ان کے ذرائع ابلاغ سے مخفی ہوں گے لیکن اپنے انصار سے ملیں گے اور انہیں ملاقات کا شرف بخشیں گے اور ہو سکتا ہے آپ اپنے نمائندے بھی مقرر کریں جو آپ کے اور مومنین کے درمیان واسطہ ہوں گے۔

بلکہ بعد والی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سفیانی کے خروج کے بعد ظاہر ہو کر محرم تک پھر مخفی ہو جائیں گے۔ بشیر بن جذلم نے امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی ہے "پس جب سفیانی ظاہر ہوگا تو امام مہدیؑ مخفی ہو جائیں گے اور پھر اس کے بعد ظاہر ہوں گے"۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۳)

ہمارے مذہب کے حوالے سے اس کی کوئی تفسیر نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ سفیانی کے خروج کے بعد لوگوں کے لیے ماہ رجب میں ظاہر ہوں اور پھر اپنے ظہور کے طے شدہ وقت تک مخفی ہو جائیں گے۔ روایت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ ظہور آسمانی ندا سے جو کہ ماہ رمضان میں ہوگی پہلے ہوگا یا بعد میں۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''حضرت قائم علیہ السلام قیام نہ کریں گے مگر جب بارہ افراد میں سے ہر ایک کہے گا کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے پس ان کو جھٹلایا جائے گا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۴۴)

ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بارہ سچے افراد ہوں گے کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے کہ سب کے سب متفق ہوں گے کہ انہوں نے حضرت قائم علیہ السلام کو دیکھا ہے۔ حضرت کو اس بات پر تعجب ہے کہ لوگ ان کو جھٹلائیں گے یعنی عوام الناس ایسا کریں گے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان افراد کو یہ ملاقات اس مرحلہ میں ہوگی جبکہ آپ مخفیانہ دور گزار رہے ہوں گے۔

بنابرایں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس مخفیانہ مدت میں قیادتی اور راہنمائی کا دور گزاریں گے۔ اس میں آپ ظہور کے لیے تمہیدی کام کرنے والے ایرانیوں اور یمانیوں سے رابطہ کریں گے اور ان کے علاوہ بھی اپنے خواص سے رابطہ کریں گے اور ان کو ضروری ہدایات دیں گے۔

اس مخفیانہ ظہور میں حضرت کے عمل کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس بات کا مختصراً ذکر کر دیں کہ کس طرح آپ اپنی غیبت میں عمل کرتے تھے...... بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ حضرت مدینہ منورہ میں رہیں گے اور تیس افراد سے ملاقات کریں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''اس امر کے صاحب کے لیے (یعنی صاحب الامر) ایک غیبت کا ہونا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اپنی غیبت میں تنہا ہوں۔ بہترین رہائش گاہ طیبہ (مدینہ) ہے اور تیس افراد سے (ملنے میں) کوئی وحشت نہیں ہے''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۵۷)

اور روایات یہ بھی ذکر کرتی ہیں کہ آپ خضر علیہ السلام کے ہمراہ رہتے ہیں۔ امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے ''بہ تحقیق خضرؑ نے حیات کا پانی پالیا ہے وہ زندہ

ہے وہ مرے گا نہیں' یہاں تک کہ صور میں پھونک ماری جائے۔ بہ تحقیق وہ ہمارے پاس آتے ہیں اور ہمیں سلام کرتے ہیں۔ ہم ان کی آواز سنتے ہیں اور انہیں دیکھتے ہیں اور وہ جہاں پر اسے یاد کیا جائے حاضر ہوتے ہیں۔ پس تم میں سے جو بھی اسے یاد کرے تو وہ اس پر سلام کرے اعمال کے موسموں میں حاضر ہوتے ہیں۔ تمام مناسک بجالاتے ہیں' عرفہ میں جا کر ٹھہرتے ہیں۔ مومنین کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمارے قائم علیہ السلام کی تنہائی کو انس میں بدل دے گا اور آپ کی تنہائی کو حضرت خضر علیہ السلام سے جوڑ دے گا یعنی وہ حضرت کے تنہائی میں دوست ہوں گے''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۵۲)

روایت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تیس افراد برابر امام کے ساتھ رہیں گے جب ان میں سے ایک مرے گا اس کی جگہ دوسرا لے لے گا۔ اگرچہ یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض افراد کی عمر میں اضافہ کر دے جس طرح حضرت خضر اور حضرت مہدی علیہم السلام کی عمر میں اضافہ فرمایا ہے۔

نیمۂ رجب کی دعا میں جن ابدال کا ذکر امام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے ان سے مراد یہی افراد ہوں جو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ غیبت میں رہیں گے۔ نبی اور آل نبیؐ پر صلوات بھیجنے کے بعد فرماتے ہیں ''خداوندا! ابدال و اوتاد' سیاح و عباد اور مخلصین و زہاد اور اہل جد اور اجتہاد پر صلوات بھیج''۔ (مفتاح الجنات' ج ۳' ص ۵۰)

یہ بات زیادہ واضح معلوم ہوتی ہے کہ غیبت کے زمانہ میں امام مہدی علیہ السلام جو کام سرانجام دینے کے سلسلے میں ان تیس یا تیس سے زائد افراد کی خدمات حاصل کرتے ہوں گے کیونکہ روایات میں آپ کی تفصیلی سرگرمیوں کا ذکر ہے کہ آپ مختلف شہروں اور ملکوں میں جاتے ہیں۔ گھروں اور محلات میں وارد ہوتے ہیں' بازاروں میں جاتے ہیں مومنین کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں ہر سال موسم حج میں حاضر ہوتے

ہیں...... بہ تحقیق آپ کی غیبت کا اصل راز آپ کے ظہور کے بعد ہی کھلے گا جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کے اعمال کی حکمت واضح نہ ہوئی مگر جب خود انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیان کیں۔

عبداللہ بن فضل سے روایت ہے اس نے کہا میں نے جعفر بن محمد علیہما السلام (امام صادق علیہ السلام) سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں "صاحب الامر کے لیے غیبت ہے جو ضرور ہوتی ہے ہر باطل پرست اس میں شک کرے گا۔ پس میں نے عرض کی یہ غیبت حضرت کے لیے کیوں قرار دی گئی؟ ایسے امر کی خاطر جس کو کھولنے کی ہمیں اجازت نہیں دی گئی۔ یعنی ہم وہ راز تم کو نہیں بتا سکتے میں نے عرض کیا کہ آپ کی غیبت میں کیا حکمت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہی حکمت ہے جو گذشتہ حج خدا کی غیبتوں میں ہوتا رہا ہے اس میں حکمت کی جو وجہ ہے وہ ظاہر نہ ہوگی۔ مگر آپ کے ظہور کے بعد جس طرح جو شخص خضرؑ کے پاس آیا تھا اس کے لیے کشتی میں سوراخ کرنے' لڑکے کو قتل کر دینے اور بغیر اجرت کے دیوار بنانے کی حکمت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تک ظاہر نہ ہوئی جب تک دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے اے ابن فضل! یہ اللہ کے امر میں سے ایک امر' اس کے رازوں میں سے ایک راز اور اس کے غیب میں سے ایک غیب ہے اور جب ہمیں یہ علم ہے کہ اللہ تعالیٰ حکیم ہے ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے تمام افعال کی ایک حکمت ہے اگرچہ اس کی وجہ ہمارے لیے ظاہر و منکشف نہ ہو"۔

(بحارالانوار ج ۵۲ ص ۹۱)

محمد بن عثمان عمری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ سے مرقوم ہے "خدا کی قسم صاحب الامر حج کے موسم میں ہر سال حاضر ہوتے ہیں لوگوں کو دیکھتے اور ان کو پہچانتے ہیں اور لوگ بھی حضرت کو دیکھتے ہیں لیکن پہچانتے نہیں ہیں"۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۵۰)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "یہ اُمت اس بات کا انکار کیونکر کرتی

ہے اللہ تعالیٰ اپنی حجت کے ساتھ وہ کرے جو اس نے یوسف علیہ السلام کے ساتھ کیا یعنی وہ ان کے بازاروں میں چلے' ان کے فرشوں کو روندے اور وہ اس کو پہچانتے ہوں...... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اجازت دے کہ وہ خود ان کو پہچنوائے جس طرح یوسفؑ کے لیے اجازت دی جب اس نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا جب کہ تم جاہل و نادان تھے تو ان سب نے کہا تو پھر بہ تحقیق کیا تم ہی یوسف ہو؟ تو اس نے کہا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے" (بحارالانوار ج ۵۱ ص ۱۴۲)

ان روایات کی بناء پر آپ کی غیبت کی حالت یوسفؑ کی حالت سے مشابہت رکھتی ہے اور غیبت میں آپ کے عمل کا انداز حضرت خضرؑ کے عمل سے مشابہت رکھتا ہے اور جس کے بعض حیران کن اعمال سے قرآن مجید نے پردہ اٹھایا ہے بلکہ روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں اکٹھے رہتے ہیں اور اکٹھے کام کرتے ہیں اور یہ بات رجحان سے خالی نہیں ہے کہ آپ بہت سارے امور کو ---- ابدال اور ان کے شاگردوں کے واسطہ سے انجام دیتے ہوں گے جن کے لیے فاصلے اور زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کی بدولت ان کی راہنمائی فرماتا ہے اور وہ یہ اقدامات حضرت مہدی علیہ السلام کی تعلیمات سے کرتے ہیں بلکہ احادیث اور قابل اطمینان واقعات نقل ہوئے ہیں جن میں طئی الارض' پانی پر چلنے اور فاصلوں کو آناً فاناً طے کرنے کا ذکر ہے۔ یہ اللہ کے ان اولیاء اور خاصان کی کرامات ہیں جن کا تھوڑا سا بھی مقام و مرتبہ ہے اور خداوند ان کی اس طرح راہنمائی فرماتا ہے۔

ہاں یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں تمام واقعات کو چھوٹے سے لے کر بڑے تک تمام مظاہر کائنات کو اسباب کے تابع بنایا ہے اور سب کچھ اسباب کے تحت ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو اسباب کا خالق ہے وہ ان اسباب پر غالب ہے اس کا

سب پر تسلط ہے وہ جس طرح چاہے جسے چاہے جب چاہے جس کے ذریعے چاہے ان اسباب میں تصرف کرا سکتا ہے اپنے بندگان کے ذریعے یا فرشتوں کے ذریعہ یا اپنی کی اور مخلوق کے ذریعہ اسباب میں جیسا تصرف کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ بہت سارے واقعات اور امور جن کے بارے میں ہم سوچتے ہیں کہ یہ طبعی اسباب سے ہوئے ہیں لیکن اگر حقیقت ہمارے لیے کشف ہو جائے تو دیکھیں گے کہ اس میں غیبی ہاتھ اور خدا کی عنایت خاص کارفرما تھی پس جب بادشاہ کی پولیس نے اس کشتی پر قبضہ کرنا چاہا تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا کیونکہ اس میں سوراخ تھا وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اس میں غیب کا ہاتھ ہے اس طرح جب دو ماں باپ باایمان زندگی گزار رہے تھے۔ ان کو معلوم نہ تھا کہ ان کا بیٹا بڑا ہو کر خون خرابہ کرے گا اور جب وہ مر جاتا ہے اس کی حکمت کا ان کو علم نہ تھا کہ اللہ انہیں اس لڑکے سے بہتر اولاد دے گا اس میں غیبی ہاتھ کا علم نہ تھا اسی طرح دو یتیم بچے جب جوان ہوتے ہیں تو دیوار کے نیچے سے خزانہ نکالتے ہیں لیکن نہیں جانتے ہیں کہ ان کے والدین کی نیکی کی بناء پر کس طرح اللہ تعالی نے غیب سے ان کے خزانے کی دیوار سے حفاظت کروائی کیونکہ اگر خضر علیہ السلام دیوار نہ بناتے یا دیوار گر جاتی اور خزانہ ظاہر ہو جاتا تو لوگ اس پر قبضہ کر لیتے۔

پس اگر حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تھوڑا عرصہ رہ کر یہ تین اہم کام سرانجام دیئے جن سے قرآن نے ہمارے لیے پردہ اٹھایا ہے تو آپ ذرا تصور تو کریں کہ اتنا لمبا عرصہ گزر چکا ہے تو اس عبد خدا نے کتنے کام سرانجام دیئے ہوں گے جب کہ اب وہ حضرت حجتؑ کے ہمراہ ہیں۔ ان سب سے پردہ اسی وقت اُٹھے گا جب حضرت قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ نبی اکرمؐ اور اہل بیت علیہم السلام سے حدیث وارد ہوئی ہے۔ "اللہ میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے کہ اس نے عالم پر جلدی جلدی سوال کر دیئے اور صبر نہ کیا اگر وہ صبر کرتے تو اس عالم (خضر) سے

ایسے عجائب دیکھتے کہ جن کو اس نے کبھی نہ دیکھا تھا" (بحارالانوار ج ۱۳ ص ۳۰۱)

ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم تصور کریں کہ امام مہدی علیہ السلام غیبت میں کیا اعمال انجام دیتے ہوں گے جبکہ آپ کا مقام حضرت خضرؑ سے کہیں بلند ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کیونکہ آپ ان سات میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں روایت ہے کہ وہ اہل جنت کے سادات و سردار اور اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ نبی اکرمؐ سے روایت ہے عبدالمطلب کی اولاد سے ہم سات جنت کے سردار ہیں' میں' حمزہ' علی' جعفر' حسن' حسین اور مہدی علیہم السلام۔ (بحارالانوار ج ۵۱ ص ۶۵)

خدا ہی جانتا ہے کہ حضرت مہدیؑ آپ کے وزیر' حضرت خضرؑ آپ کے ساتھی' ابدال اور ان کے تلامذہ جو کہ اولیاء اللہ ہیں کیا اعمال سرانجام دیتے ہیں۔ پوری کائنات میں چھوٹے سے لے کر بڑے واقعات تک یہ طبعی امر ہے کہ ان کی غیبت کے دور میں ان کے ان اعمال کی حکمت اور وجہ ظاہر نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے معمولی سے حصہ سے بھی ہم مطلع نہیں ہو سکتے۔

ہم سے ہر ایک ان کا مدیون ہوگا بوجہ اس عمل کے جو انہوں نے ہمارے لیے کیا جس کا ہمیں اس وقت علم نہیں ہے۔ یعنی روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے معاملات ہیں۔ ممکن ہے ان میں بہت سارے امور میں ان کی مداخلت ہو چہ جائیکہ دنیا میں جو بڑے بڑے حوادث اور واقعات رونما ہوتے ہیں اس طویل تاریخ میں کتنے واقعات ہیں جن میں ان کا عمل دخل رہا ہوگا لیکن ہم آگاہ نہیں ہیں۔ اس بات کی طرف توجہ رہے کہ یہ عقیدہ جو خدا کے غیب امام مہدیؑ' حضرت خضر اور ابدال علیہم السلام کے عمل کے بارے میں ہے اس عقیدہ سے مختلف ہے جو متصوفہ کا اپنے عقائد میں قطب و ابدال کے متعلق ہے۔ اگرچہ ان کا عقیدہ بعض لحاظ سے مشابہت رکھتا ہے بلکہ ان میں سے بعض کوشش کرتے ہیں کہ ان کے عقیدے کو حضرت مہدیؑ اور آپ کے اصحاب پر مطابقت دیں۔

الکفعمی نے اپنی کتاب مصباح کے حاشیہ میں اور سفینۃ البحار میں لفظ قطب کے ضمن میں کہا گیا ہے'' کہ زمین قطب سے خالی نہیں ہوتی ہے اور چار اوتاد اس میں ہر صورت ہوتے ہیں اور چالیس ابدال ہوتے ہیں اور ستر نجباء ہوتے ہیں اور تین سو ساٹھ صالحین ہوتے ہیں پس قطب حضرت مہدی علیہ السلام ہیں اور اوتاد چار سے کم نہیں ہو سکتے ہے کیونکہ دنیا کی مثال خیمہ کی ہے اور مہدیؑ اس کی درمیانی ستون ہیں اور وہ چار اس کی طنابیں ہیں۔

اور بعض دفعہ اوتاد چار سے زیادہ' ابدال چالیس سے زیادہ' نجباء ستر سے زیادہ اور صالحین تین سو ساٹھ سے زیادہ ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ خضر اور الیاس اوتاد ہیں اور یہ دائرہ قطب کے ہمراہ چپکے ہوئے ہیں اس سے جدا نہیں ہیں بہر حال اوتاد کی حقیقت یہ ہے وہ آنکھ جھپکنے کی مدت میں بھی اللہ سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔ دنیا سے قوت لایموت جمع کرتے ہیں بمقدار حاجت لیتے ہیں ان سے انسان کی لغزشیں سرزد نہیں ہوتیں' ان میں عصمت شرط نہیں ہے' قطب میں یہ شرط ہے ابدال اوتاد سے مرتبہ میں ایک مرتبہ کم ہیں۔ کبھی ان سے غفلت ہو جاتی ہے پس وہ ذکر سے اس کی تلافی کرتے ہیں عمداً گناہ نہیں کرتے جو صالحین' متقین ہیں عدالت ان کی صفت ہے۔ جب بھی ان سے گناہ سرزد ہوتا ہے تو وہ پشیمانی اور استغفار سے اس کی تلافی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے'' بہ تحقیق جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا اور شیطان کا ایک گروہ ان کو چھو جائے تو وہ متذکر ہو جاتے ہیں ان کو یاد آ جاتا ہے تو پس وہ بصیرت والے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔

کفعمی نے نقل کیا ہے کہ'' اگر ان میں سے کوئی ایک کم ہو جائے تو نیچے والے رتبہ کے ایک فرد کو اوپر والے رتبہ میں لے آتے ہیں اور اگر صالحین میں سے کوئی ایک کم ہو جائے تو عوام میں سے ایک اس کی جگہ کو آ کر پُر کر دیتا ہے۔

انہوں نے جو نبی الیاس علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ نے ان کو اپنی حکمت کے تحت لمبی عمر دی ہے تو یہ اسی کے مطابق ہے جو حضرت الیاس کے متعلق آیات میں ہے۔ ان کی تفسیر میں بعض مفسرین نے قول اختیار کیا ہے۔ کچھ روایات اہلبیت علیہم السلام سے بھی وارد ہوئی ہیں کہ آپ زندہ ہیں اور حضرت خضر کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی لمبی عمر دی ہے اور دونوں ہر سال عرفات میں اکٹھے ہوتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ روایات سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ سفیانی کے خروج' آسمانی نداء اور آپ کے ظہور کے درمیان چھ ماہ کا وقفہ ہے' اس میں آپ سرگرم رہیں گے اپنے اصحاب و انصار سے رابطہ کریں گے جو تمہیدی طور پر کام کر رہے ہوں گے' ان سے رابطے کریں گے اور مستقبل کی حکمت عملی بتائیں گے' خصوصی ہدایات جاری کریں گے' اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ لوگوں کے لیے کرامات ظاہر ہوں گی اور ایک عالمی واقعہ ہوگا جو عام لوگوں اور بڑی حکومت کو اپنی طرف متوجہ کرے گا...... بہر حال جو اسلامی اور کمزور اقوام ہیں ان کے درمیان حضرت مہدیؑ کی گفتگو عام ہوگی۔ حضرت کی کرامات کی باتیں ہوں گی' ظہور کے نزدیک ہونے کی باتیں ہوں گی۔ یہ لہر عوامی سطح پر آپ کے ظہور کے لیے مناسب وقت مہیا کر دے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ موقع پرستوں کے لیے بھی اچھا موقع ہاتھ لگے گا اور وہ مسلمانوں اور محروموں میں اس آمادگی سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے پہلے بارہ جھنڈے اٹھیں گے سب کے سب مہدویت کا دعویٰ کریں گے' یہ سب آل ابی طالب سے ہوں گے۔ ہر ایک اپنی طرف بلائے گا تا کہ وہ دنیاوی مناصب حاصل کر سکیں۔

مفضل بن عمرو الجعفی سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو کہتے سنا:

''خبردار کہ تم شک وشبہ اور بے یقینی میں ہو جاؤ کیونکہ تمہارا امام تمہارے زمانہ
میں صدیوں غائب ہوگا اور تمہیں آزمایا جائے گا۔ یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ
تو وہ مر گیا ہے یا ہلاک ہو گیا ہے یا پتہ نہیں کس وادی میں چلا گیا ہے اور مومنین کی
آنکھیں اس پر ضرور روئیں گی' آنسو برسائیں گی جس طرح سمندر کی موجیں کشتیوں کو
ہلاتی ہیں اسی طرح تمہیں ہلایا جائے گا۔ پس جس سے اللہ نے میثاق لیا ہوگا اس کے سوا
کوئی نجات نہ پائے گا اور اس کے دل میں اللہ نے ایمان رکھا ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی
روح سے اس کی تائید فرمائی ہوگی۔ بارہ مشتبہ پرچم اٹھائے جائیں گے یہ نہیں معلوم ہوگا
کہ کون کس سے ہے؟''

مفضل نے کہا کہ میں نے گریہ کیا تو حضرت نے مجھ سے کہا کہ اے ابوعبداللہ!
تم کو کیا چیز رلا رہی ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ میں کیونکر گریہ نہ کروں کہ آپ نے فرمایا
ہے کہ بارہ پرچم اٹھائے جائیں گے اور معلوم نہیں ہوگا کہ کون سا پرچم کس سے ہے؟ پس
اس وقت ہم کیا کریں گے؟ تو حضرت نے سورج کی طرف دیکھا جو اس وقت چھ
(صفہ) سے نظر آ رہا تھا اور فرمایا کہ یا ابا عبداللہ! کیا تم یہ سورج دیکھ رہے ہو؟ تو میں
نے جواب دیا جی ہاں! حضرت نے فرمایا خدا کی قسم ہمارا امر (یعنی امام مہدی علیہ
السلام) اس سے بھی زیادہ واضح ہوگا''۔ (بحارالانوار ج ۵۲' ص ۲۸۱)

یعنی حضرت فرما رہے ہیں کہ تم اس بات سے خوف نہ کھاؤ کہ تمہارے لیے
جھوٹے مہدویت کے دعویداروں کی وجہ سے حضرت مہدی علیہ السلام کا امر مشتبہ ہو
جائے گا کیونکہ حضرت مہدیؑ کا معاملہ سورج سے بھی زیادہ واضح ہے اور یہ ان نشانیوں
اور کرامات کی وجہ سے جو ظہور سے پہلے ظاہر ہوں گی اور جو ظہور کے بعد ہوں گی اور خود
آپ کی شخصیت جن کا قیاس جھوٹے دعویداروں کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔

اور دوسری طرف دو تمہیدی حکومتیں قائم ہو چکی ہوں گی ایک ایران میں اور

دوسری یمن میں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی طرف اور آپ کی بیعت کی طرف بلا رہی
ہوں گی اور جھوٹے دعویداروں کے جھوٹ وفریب کو روشن کریں گی۔ ان دو حکومتوں نے
بین الاقوامی حالات میں اہم حیثیت حاصل کر لی ہوگی اور پوری دنیا کی اقوام کی نظریں
ان دو حکومتوں پر ہوں گی تو ان دونوں حکومتوں کو حضرت مہدی علیہ السلام کی توجہات اور
خصوصی ہدایات کی بڑی ضرورت ہوگی۔

جو کچھ روایات اور معاملات کے منطقی نتائج سے سمجھا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ
حضرت مہدی علیہ السلام کی اس وسیع پیمانے پر عوامی حمایت کے سیاسی ردعمل کے طور پر
عالمی کفر کے سربراہان اور ان کے اتحادی سفیانی کے ذریعے اس لہر کو دبانے کے لیے ہر
ممکن کوشش کریں گے اور ان سب کی توجہ اس بات پر ہوگی کہ عراق کے داخلی اوضاع اور
حجاز کے داخلی سیاسی بحران پر قابو پائیں کیونکہ اس منطقہ وخطہ میں یہی دو کمزور نقاط ہوں
گے..... عراق اس حوالے سے کہ وہاں پر امامؑ کے ایرانی تمہیدیوں کا اثر ونفوذ بڑھ چکا
ہوگا اور عراق حکومت انتہائی کمزور ہو چکی ہوگی اور حجاز میں سیاسی خلاء ہوگا' اقتدار کے
لیے قبائل کی آپس میں جنگ ہوگی۔ امامؑ کے یمانی تمہیدیوں کا اس میں اثر ونفوذ ہوگا۔
حجاز کے حوالہ سے ایک اہم بات یہ ہوگی کہ تمام مسلمانوں کی نظریں اس پر لگی ہوں گی
اور وہاں سے حضرت مہدیؑ کے ظہور کا انتظار کر رہے ہوں گے کیونکہ لوگوں میں خبر عام
ہو جائے گی کہ حضرت مہدیؑ مدینہ میں قیام پذیر ہیں۔ آپؑ کی حرکت مکہ سے شروع
ہوگی۔ اسی وجہ سے دشمنوں کا عسکری اور سیاسی حوالہ سے مرکزی نقطہ حرمین یعنی مکہ ومدینہ
ہوگا۔ سفیانی (عرب کا اتحادی) مدینہ منورہ پر حملہ کرے گا۔ بنی ہاشم کو وسیع پیمانے پر
گرفتار کرے گا۔ اس امید پر کہ شاید ان میں حضرت مہدیؑ بھی ہوں اور ان میں سے
بڑی تعداد کو قتل کرے گا' جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اور ضروری ہے کہ سفیانی کی عراق اور حجاز میں جنگ کے دوران مشرق ومغرب

کے بحری بیڑے سمندروں میں حرکت میں آ جائیں گے اور وسیع پیمانے پر فوجی نقل و حرکت ہوگی۔ خاص طور سے خلیج اور بحر متوسط میں عسکری کاروائیاں اور فوجی مشقیں شروع ہو چکی ہوں گی کیونکہ یہ خطہ اسٹراٹیجی کے حوالہ سے اور عسکری حکمت عملی کے حوالہ سے اہمیت رکھتا ہے...... زیادہ واضح یہ ہے کہ روم کی یعنی غربی افواج رملہ میں اور ترک (یعنی روسی) افواج جزیرہ کے مقام پر اتریں گی' یہ اسی دوران ہوگا جب سفیانی عراق و حجاز میں فوجیں داخل کرے گا یا اس کے نزدیک ہوگا۔

❀❀❀

حجاز میں حکومت کا بحران

سنی و شیعہ روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے مقدمہ کے طور پر حجاز میں سیاسی بحران پیدا ہوگا اور قبائل کے درمیان اقتداری جنگ ہوگی۔ یہ سیاسی بحران بادشاہ یا خلیفہ کی موت کے نتیجہ میں ہوگا۔ اس کی موت سے تمام فرج اور کشادگی کا امکان روشن ہو جائے گا۔ بعض روایات نے اس کا نام عبداللہ بتایا ہے اور یہ کہ اس کی موت کی خبر یوم عرفہ کو ملے گی۔ اس کی موت کے بعد پے در پے واقعات رونما ہوں گے۔ سفیانی خروج کرے گا آسمانی آواز آئے گی شام کی افواج کو حجاز میں آنے کی دعوت دی جائے گی۔ پھر حضرت مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے

''جو شخص مجھے عبداللہ کے مرنے کی ضمانت دے تو میں اسے حضرت قائم علیہ السلام کے آنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: جب عبداللہ مرے گا تو اس کے بعد لوگ کسی پر متفق نہ ہوں گے اور یہ امر آپ کے صاحب الزمان کے سوا کسی پر جا کر نہیں رکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سالوں کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگا اور وہ مہینوں اور دنوں کی رہ جائے گی۔ تو راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کیا یہ طولانی ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۰)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے

''جب لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہوں گے کہ ان کے پاس ایک شخص

کے بحری بیڑے سمندروں میں حرکت میں آ جائیں گے اور وسیع پیمانے پر فوجی نقل و حرکت ہوگی۔ خاص طور سے خلیج اور بحر متوسط میں عسکری کاروائیاں اور فوجی مشقیں شروع ہو چکی ہوں گی کیونکہ یہ خطہ اسٹراٹیجی کے حوالہ سے اور عسکری حکمت عملی کے حوالے سے اہمیت رکھتا ہے...... زیادہ واضح یہ ہے کہ روم کی یعنی غربی افواج رملہ میں اور ترک (یعنی روسی) افواج جزیرہ کے مقام پر اتریں گی' یہ اسی دوران ہوگا جب سفیانی عراق و حجاز میں فوجیں داخل کرے گا یا اس کے نزدیک ہوگا۔

❀❀❀

حجاز میں حکومت کا بحران

سنی و شیعہ روایات اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے مقدمہ کے طور پر حجاز میں سیاسی بحران پیدا ہوگا اور قبائل کے درمیان اقتداری جنگ ہوگی۔ یہ سیاسی بحران بادشاہ یا خلیفہ کی موت کے نتیجہ میں ہوگا۔ اس کی موت سے تمام فرج اور کشادگی کا امکان روشن ہو جائے گا۔ بعض روایات نے اس کا نام عبداللہ بتایا ہے اور یہ کہ اس کی موت کی خبر یوم عرفہ کو ملے گی۔ اس کی موت کے بعد پے در پے واقعات رونما ہوں گے۔ سفیانی خروج کرے گا آسمانی آواز آئے گی شام کی افواج کو حجاز میں آنے کی دعوت دی جائے گی۔ پھر حضرت مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے

''جو شخص مجھے عبداللہ کے مرنے کی ضمانت دے تو میں اسے حضرت قائم علیہ السلام کے آنے کی ضمانت دیتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: جب عبداللہ مرے گا تو اس کے بعد لوگ کسی پر متفق نہ ہوں گے اور یہ امر آپ کے صاحب الزمان کے سوا کسی پر جا کر نہیں رکے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ سالوں کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگا اور وہ مہینوں اور دنوں کی رہ جائے گی۔ تو راوی کہتا ہے میں نے عرض کیا کیا یہ طولانی ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۱۰)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے

''جب لوگ میدان عرفات میں کھڑے ہوں گے کہ ان کے پاس ایک شخص

ذعلبہ ناقہ پر آئے گا اور ان کو خلیفہ کے مرنے کی خبر دے گا اس کی موت کے وقت آل محمدؐ کی فرج اور فتح ہے۔ تمام لوگوں کی بھی اس میں فتح ہے"۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۴۰)

"الناقۃ الذعلبۃ" کے معنی ہلکی اور تیز رفتار اُونٹنی ہے۔ یہ حقیقت میں کنایہ اس بات سے ہے کہ یہ خبر حجاج میں تیزی سے پھیلے گی۔ روایت میں خبر پہنچنے کا انداز مقصود ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس خبر لانے والے شخص یعنی "الناقۃ الذعلبۃ" والے کو قتل کر دیں گے جو حجاج میں خبریں پھیلا رہا ہوگا۔ (ہو سکتا ہے کہ کوئی مجاہد خبر سن کر لاؤڈ اسپیکر سے اپنی گاڑی پر اس خبر کو تیزی سے حجاج میں عام کر رہا ہو کہ اسے پولیس والے پکڑ کر مار دیں۔ از مترجم)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بادشاہ یا خلیفہ کی موت کی خبر یوم عرفہ میں نشر ہوگی یا اس کے قتل کا اعلان عرفہ کے دن ہوگا۔ اس سے مراد یہی عبداللہ ہے جس کا ذکر روایت میں ہوا ہے۔ روایت میں جو یہ الفاظ ہیں کہ سالوں کی بادشاہت کا خاتمہ ہوگا اور بادشاہت مہینوں اور ہفتوں کی رہ جائے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جسے بادشاہ بنایا جائے گا وہ سال پورا نہ گزارے گا بلکہ چند مہینے یا چند دن بھی نہ گزریں گے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی نوبت آ جائے گی۔

روایات بتاتی ہیں کہ اس کے قتل کا سبب ایک اخلاقی مسئلہ ہوگا اور جو اسے قتل کرے گا وہ اس کے غلاموں میں سے ایک ہوگا۔ روایت میں ہے کہ وہ غلام قتل کرنے کے بعد حجاز سے باہر بھاگ جائے گا۔ بادشاہ کی ایک جماعت اس کی تلاش کے لیے اس کے پیچھے جائے گی اور ان کے واپس آنے سے پہلے حجاز میں حکومت پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوگا۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہے

"اس کی موت کا سبب یہ ہوگا کہ وہ اپنے خصی غلام سے نکاح کرے گا (بدفعلی

کرے گا) پس وہ کھڑا ہوگا اور اسے ذبح کر دے گا اور اس کی موت کو چالیس دن تک چھپائے گا اور ایک جماعت اس خصی غلام کی تلاش میں جائے گی جو پہلے نکلے گا وہ واپس نہ آئے گا یہاں تک کہ ان کی بادشاہت کا خاتمہ ہو جائے گا"۔

(اکمال الدین للصدوق ص ۶۰۰)

وہ احادیث جو اس بادشاہ کے قتل کے بعد حجاز میں اقتدار کی جنگ کو بیان کرتی ہیں بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند ایک بطور نمونہ درج ذیل ہیں:

۱۔ بزنطی نے امام رضا علیہ السلام سے بیان کیا ہے کہ

"بہ تحقیق کہ فرج کی علامات میں سے ایک حرمین کے درمیان واقعہ ہے تو میں نے عرض کیا کہ یہ واقعہ کیا ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا حرمین کے درمیان عصبیت ہوگی (تعصب کی بنیاد پر جنگ ہوگی) اور فلاں کی اولاد سے فلاں شخص پندرہ کو قتل کرے گا"۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۱۰)

یعنی بادشاہوں میں ایک یا سربراہوں میں سے ایک سربراہ' ایک لیڈر' بادشاہ یا معروف سربراہ کی اولاد سے پندرہ شخصیات کا قتل ہوگا۔

۲۔ ابوبصیر سے روایت ہے اس نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ (امام صادق) علیہ السلام سے عرض کیا۔ ابوجعفر علیہ السلام فرماتے تھے قائم آل محمدؐ کے لیے دو غیبتیں ہیں ان میں سے ایک دوسری سے زیادہ لمبی ہے۔ تو حضرتؑ نے فرمایا: جی ہاں ایسا ہی ہے اور یہ امر نہیں ہوگا مگر فلاں کی اولاد کے درمیان تلوار چلے گی اور دائرہ تنگ ہو جائے گا اور سفیانی ظہور کرے گا اور مصیبت عام ہو جائے گی لوگوں کو موت اور قتل و غارت گری کا سامنا ہوگا وہ حرم خدا و حرم رسولؐ میں پناہ لیں گے"۔

(بحارالانوار ج ۵۲ ص ۱۵۷)

یہ روایت اشارہ کرتی ہے کہ اصل جنگ خود حاکم قبیلہ کے درمیان ہوگی یعنی وہ

خود اقتدار کے لیے ایک دوسرے سے لڑیں گے۔

۳- امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے علامات اور نشانیاں ہیں ان میں سے پہلی یہ ہے کہ کوفہ کو دیدبانوں اور خندق سے گھیر لیا جائے گا...... مسجد اکبر کے گرد پرچم ہلیں گے۔ قاتل و مقتول دونوں جہنمی ہیں''۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۷۳)

مسجد اکبر سے مراد مسجد الحرام ہے مسجد کوفہ نہیں اور جنگ کرنے والے پرچم جو مکہ کے گرد ہوں گے یا حجاز میں اقتدار کی خاطر آپس میں لڑیں گے ان میں سے کوئی بھی ہدایت والا پرچم نہ ہوگا۔

ابن حماد نے اپنی مخطوطہ میں بیس سے زائد احادیث حجاز کے سیاسی بحران کے بارے میں بیان کی ہیں اور یہ کہ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سال میں قبائل کے درمیان اقتدار کی جنگ ہوگی۔

۴- سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ اس نے کہا ''مسلمانوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ماہ رمضان میں ان کے لیے ایک آواز ہوگی شوال میں پیچیدگیاں ہوں گی ذی قعد میں قبائل ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں گے۔ ذی الحجہ میں حاجیوں کو لوٹا جائے گا۔ محرم کے بارے میں تمہیں کیا معلوم کہ محرم میں کیا ہونے والا ہے''۔

(بحار الانوار ج ۵۲ ص ۵۹)

۵- ابن مسعود نے نبی پاکؐ سے روایت کی ہے ''جب ماہ رمضان میں آواز ہوگی پھر شوال میں پیچیدگیاں ہوں گی اور قبائل کی جدائی ذی قعد میں ہوگی اور خون کا بہایا جانا ذی الحجہ میں ہوگا اور محرم کی تو تمہیں کیا خبر کہ محرم میں کیا ہونے والا ہے اور یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا''۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۶۰)

۶- عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ لوگ اکٹھا حج کریں گے، اکٹھے عرفات میں

جائیں گے۔ امام ان کے پاس نہ ہوگا بغیر امام کے ہوں گے جبکہ وہ منیٰ میں اتریں گے۔ قبائل ایک دوسرے کی طرف بڑھیں گے پس وہ جنگ کریں گے یہاں تک کہ عقبہ میں خون بہے گا''۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۶۰)

کلب ایک مشہور بیماری ہے یعنی اچانک ان کی حالت اس بیماری کی طرح ہو جائے گی اور مناسک حج کے بعد ان کے درمیان دشمنی اچانک بھڑک اٹھے گی پس وہ آپس میں جنگ شروع کر دیں گے یہاں تک کہ جمرہ عقبہ کے پاس خون بہنے لگے گا۔

ابن حماد کی روایات بتاتی ہیں کہ حجاز میں سیاسی بحران اور قبائل کی آپس کی لڑائی آسمانی آواز کے بعد ہوگی لیکن اور روایات جو اس بارے میں ہیں دو اہم باتوں کا ذکر کرتی ہیں:

☆ سیاسی بحران سفیانی کے خروج سے پہلے شروع ہوگا اس کی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر آئے ہیں۔

☆ سیاسی بحران کا تعلق شرق و غرب کے درمیان جو سیاسی جنگ چل رہی ہوگی اس سے بہت گہرا ہوگا یعنی عالمی جنگ سے جس کا وعدہ روایات میں کیا گیا ہے۔

۷- ابو یعفور سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ''اپنے ہاتھ کو روک لو فلاں شخص کا ہلاک ہونا، سفیانی کا خروج اور نفس زکیہ کا قتل...... پھر یہاں تک فرمایا کہ فتح و کامیابی اور پوری کی پوری فتح فلاں شخص کی ہلاکت میں ہے''۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۳۴)

اس حدیث میں واقعات کی ترتیب کے حوالے سے اعتراض اٹھایا جا سکتا ہے لیکن اور روایات بھی ہیں جو دلالت کرتی ہیں کہ فلاں شخص کی ہلاکت اور قبائل کے درمیان لڑائی سفیانی کے خروج سے پہلے ہوگی۔

۸- امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ

''حضرت قائم علیہ السلام طاق سالوں میں ظہور کریں گے ۱، ۳، ۵، ۹ اور فرمایا...... پھر فلاں کی اولاد سے بادشاہ بنیں گے وہ اپنی مملکت کے شباب میں رہیں گے، خوش وخرم ہوں گے، ان کی بادشاہت خوب چمکے گی یہاں تک کہ ان کا آپس میں اختلاف ہو جائے گا اور ان کی بادشاہت چلی جائے گی۔ شرق وغرب کے درمیان اختلاف ہوگا ہاں! اور اہل قبلہ میں بھی اختلاف ہوگا اور لوگوں کو سخت مشقت اور مشکلات کا (''اس خوف کی وجہ سے جس سے وہ گزر رہے ہوں گے'')۔ سامنا کرنا پڑے گا وہ اسی حالت میں ہوں گے یہاں تک کہ آسمان سے نداء دینے والا آواز دے گا پس جب آواز آ گئی تو پھر کوچ ہی کوچ ہے''۔

(بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۲۳۵)

اس روایت میں قابل غور بات یہ ہے کہ آل فلاں کے درمیان اختلاف اور ان کے ملک کے خاتمہ کے درمیان ربط وتعلق بیان کیا گیا ہے اور اسی کے ساتھ شرق وغرب کے اختلاف کو بھی بیان کیا گیا ہے اور ان کے اس اختلاف میں جزوی طور پر اہل قبلہ یعنی مسلمان بھی شامل ہوں گے گویا یہ عالمی سیاسی بحران حجاز کے سیاسی بحران سے مربوط ہے یا اسی کے نتیجہ میں ہوگا۔

روایت میں جو لفظ بنی العباس آیا ہے تو اس سے مراد ان کے خط پر چلنے والے ہیں اور اصل میں یہ بنی فلاں یا آل فلاں ہی ہے عباس کی اولاد نہیں ہے۔ کیونکہ امام مہدیؑ کے ظہور کی بہت ساری روایات میں ہے کہ آل فلاں حجاز میں ظہور سے پہلے حکومت کرے گی۔

حجاز میں ظہور کے مقدمات کے سلسلے میں جن واقعات کو روایات میں بیان کیا گیا ہے ان میں:

۱- حجاز میں ایک بہت بڑی زرد وسرخ آگ ظاہر ہونا ہے یا حجاز کے مشرقی حصہ میں

یہ آگ کئی دن تک باقی رہے گی (امریکی اور اس کے اتحادیوں کی افواج کا تیل کے مرکز میں پڑاؤ ڈالنا اور اس وقت جو کشیدگی اور جنگ کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے اس سے آگ ظاہر ہونے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس سے مراد جنگ کی آگ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ واقعی آگ بھڑک اٹھے۔ (مترجم)

۲- بنی فلاں کا آخری بادشاہ قتل کر دیا جائے گا۔

۳- ان کے درمیان اختلاف ہوگا کہ اس کا جانشین کسے بنائیں اور یہ اختلاف حجاز کی سیاسی قوتوں اور خاص کر قبائل تک پھیل جائے گا...... جس کی وجہ سے سیاسی بحران کھڑا ہوگا اور

۴- اس کا اثر شرق وغرب کے درمیان چھڑنے والی عالمی جنگ پر ہوگا۔

۵- سفیانی کا خروج ہوگا۔

۶- آسمان سے نداء آئے گی۔

۷- سفیانی کا لشکر حجاز میں داخل ہوگا۔

۸- مدینہ کے واقعات اور قتل عام ہوگا۔

۹- سفیانی کا لشکر مدینہ سے مکہ کے راستے میں زمین میں دھنس کر تباہ ہوگا۔

۱۰- مکہ کے واقعات ہوں گے۔

۱۱- نفس زکیہ کا قتل ہوگا۔

۱۲- امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے۔

حجاز کی آگ کے بارے میں بہت ساری روایات وارد ہوئی ہیں اور سنی حوالوں میں اسے قیامت کی نشانیوں میں سے بیان کیا گیا ہے۔

''ساعت (قیامت) قائم نہ ہوگی مگر یہ کہ حجاز میں آگ نکلے گی (صحیح مسلم، ج ۸، ص ۱۸۰)۔ بصری میں اس آگ سے اونٹوں کی گردنیں روشن ہوں گی'' یعنی اس کی روشنی

سوریا کے شہر بصری تک جائے گی۔

چند ایک اور احادیث ہیں جیسے (مستدرک الحاکم، ج ۴، ص ۴۴۲، ۴۴۳) میں ذکر کیا گیا ہے۔ ان روایات میں ہے کہ یہ آگ جبل الوراق (وراق نامی پہاڑ) سے یا حبس سیل سے یا وادی حسیس سے، حبس سیل مدینہ کے نزدیک ایک وادی کا نام ہے۔ ہوسکتا ہے یہ لفظ واد حسیس کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔ بعض روایات میں ہے کہ عدن کے شہر حضرموت میں یہ آگ ظاہر ہوگی اور یہ لوگوں کو محشر کی طرف لے جائے گی۔ بعض روایات میں ہے مغرب کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔

صحیح مسلم کی روایت میں صریح نہیں ہے کہ یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے بلکہ یہ بتاتی ہے کہ مستقبل میں یہ آگ ظاہر ہوگی ...... میرے نزدیک زیادہ واضح یہ ہے کہ جو آگ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے وہ عدن یا حضرموت کی آگ ہے جس کا ذکر سنی وشیعہ دونوں حوالوں میں آیا ہے۔

باقی رہا حجاز میں مدینہ کے نزدیک آگ کا ظاہر ہونا تو یہ نبی اکرمؐ کے اعجاز والی خبروں میں سے ایک خبر ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے اور کسی چیز کی نشانی نہیں ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ یہ امر واقع ہو چکا ہے کہ مدینہ کے نزدیک پہلی صدی ہجری میں آگ کا ایک تالاب ظاہر ہوا تھا اور کئی دن باقی رہا تھا لیکن جس آگ کا ظاہر ہونا ظہور کی نشانیوں میں سے ہے تو اس کا ذکر روایات میں مشرق کی آگ کے نام سے ہوا ہے اور بعض اوقات حجاز کی مشرقی آگ سے ہوا ہے۔ مخطوطہ ابن حماد، ص ۶۰ پر ابن معدان سے روایت ہے اس نے کہا ''اگر تم ماہ رمضان میں آگ کا ایک ستون مشرق کی طرف سے آسمان میں دیکھو تو جتنا تم سے ہو سکے غذائی مواد جمع کر لو کیونکہ وہ سال قحط اور بھوک کا ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''اگر تم مشرق کی طرف بڑی آگ دیکھو

جو کئی راتوں رہے تو اس وقت لوگوں کی کامیابی کا وقت ہے اور یہ آگ حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور سے تھوڑا پہلے ہوگی''۔ (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۲۴۰)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے

''جب تم مشرق سے آگ دیکھو جو سبز اور سرخ رنگے ہوئے کپڑے کی مانند ہو اور تین یا سات دن رہے تو اس وقت فرج آل محمد کی توقع و امید کرو۔ انشاء اللہ بہ تحقیق اللہ عزت والا، غلبہ والا اور حلم وحکمت والا ہے''۔ (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۲۳۰)

احتمال ہے کہ یہ آگ خدائی نشانی یا کوئی طبعی لاوا یا تیل کے کسی بڑے مرکز میں دھماکہ کے نتیجے میں ہو اس کا بھی احتمال ہے کہ ظہور کی نشانیوں میں یہ ایک آیت ربانی ہو جیسا کہ امام باقر علیہ السلام کی حدیث میں ہے ''لوگوں کو ڈرایا جائے گا، ڈانٹا جائے گا، حضرت قائم علیہ السلام کے قیام سے پہلے ان کے گناہوں اور معصیتوں پر ایک آگ کے ذریعہ جو ان لوگوں کے لیے آسمان سے ظاہر ہوگی اور سرخی کے ذریعہ جو آسمان کو گھیر لے گا''۔ (بحارالانوار، ج ۵۲، ص ۲۲۱)

❁ ❁ ❁

مدینہ میں سفیانی کی حشر سامانی

احادیث میں ہے کہ یہ آگ امام مہدی علیہ السلام کے مدینہ سے مکہ کی طرف جانے یعنی حجاز کے سیاسی بحران سے پہلے یا اس کے دوران ہوگی۔

فخرج منها خائفا يترقب

''پس وہ وہاں سے نکل کھڑا ہوا ڈر کے عالم میں انتظار کرے گا''۔

احادیث میں ہے کہ سفیانی کا لشکر مدینہ پر مکمل کنٹرول حاصل کرے گا۔ تین دن تک پورے شہر کو اپنے فوجیوں کے لیے مباح کر دے گا اور جس کا رابطہ بنی ہاشم سے کسی بھی حوالہ سے ملتا ہوگا اسے گرفتار کرے گا ان میں سے کافی سارے افراد کو قتل کرے گا اور یہ سب اس لیے کرے گا تا کہ امام مہدی علیہ السلام کو گرفتار کر سکے۔

مخطوطہ ابن حماد میں ہے ''پس وہ مدینہ جائے گا اور تلوار کو قریش کی گردنوں پر رکھ دے گا اور ان میں سے اور انصار میں سے چار سو مردوں کو قتل کرے گا۔ عورتوں کے شکم پھاڑ دے گا۔ چھوٹے بچوں کو قتل کر دے گا اور قریش کے دو بہن بھائیوں کا قتل کرے گا اور ایک کا نام محمد اور بہن کا نام فاطمہ ہوگا۔ مدینہ کی مسجد کے دروازے پر ان کو پھانسی دے گا''۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۸۸)

اسی صفحہ پر ابی رومان سے روایت ہے کہ اس نے کہا ہے ''سفیانی ایک لشکر مدینہ بھیجے گا پس آل محمدؐ میں سے جو ان کے ہاتھ لگے گا اسے گرفتار کر لیں گے۔ بنی ہاشم کی عورتوں اور مردوں کو قتل کرے گا۔ اس وقت مہدی علیہ السلام اور مبیض مدینہ سے مکہ کی

طرف چلے جائیں گے پس وہ ان کی تلاش میں لشکر بھیجے گا لیکن وہ حرم خدا اور حرم امن میں پہنچ جائیں گے''۔

''مدینہ والے سفیانی کے ظلم اور اس کی کارستانیوں سے مدینہ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے''۔ (مستدرک الحاکم' ج ۴' ص ۴۴۲)

جابر بن یزید الجعفی کی حدیث میں امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ''سفیانی مدینہ کی طرف لشکر روانہ کرے گا پس وہ مدینہ میں ایک شخص کو قتل کرے گا۔ مہدیؑ اور منصور وہاں سے نکل جائیں گے' آل محمدؐ کے چھوٹوں بڑوں کو گرفتار کر لیا جائے گا ان سب کو قیدی بنائے گا اور لشکر دو شخصوں کی تلاش میں مدینہ سے روانہ ہوگا''۔

(بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۳)

یہ مرد جسے سفیانی کا لشکر مدینہ میں قتل کرے گا یہ اس غلام کے علاوہ ہے جس کے قتل کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ اسے مدینہ میں قتل کیا جائے گا۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''اے زرارہ! مدینہ میں ایک غلام کا قتل ہونا ضروری ہے۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان ہو جاؤں کیا اس کو سفیانی کا لشکر قتل نہیں کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں' بلکہ اس کو بنی فلاں کا لشکر قتل کرے گا وہ نکلے گا اور مدینہ میں داخل ہو جائے گا۔ لوگ نہیں جانتے ہوں گے کہ وہ کس میں داخل ہوا ہے پس وہ لشکر غلام کو پکڑ لے گا اور غلام کو قتل کر دے گا۔ پس جب اس کو ناحق ظلم کے ساتھ بے جرم دشمنی میں مار دیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ انہیں مہلت نہیں دے گا تو اس وقت تمہیں فرج اور کامیابی کی اُمید رکھنی چاہیے''۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۱۴۷)

بعض روایات میں اس غلام کو نفس زکیہ کہا گیا ہے اور یہ نفس زکیہ اس کے علاوہ ہے جسے حرم خدا میں قتل کیا جائے گا۔

احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجاز کی کمزور حکومت بنی ہاشم اور شیعوں کی تلاش

میں زور لگائے گی خاص طور سے مدینہ منورہ میں اور اس غلام یعنی نفس زکیہ کو قتل کر دیا جائے گا یا اس ۔یہ کہ اس کا نام محمد بن حسن ہوگا جو لوگوں میں معروف ہو چکا ہوگا کہ یہ حضرت مہدی علیہ السلام کا نام ہے یا یہ ابدال سے ہوگا جو امام مہدی علیہ السلام سے مربوط ہوں گے پھر سفیانی کا لشکر داخل ہوگا اور وہ اسی سیاست کو جاری رکھے گا لیکن زیادہ شدت اور سختی سے جو بھی بنی ہاشم کی طرف منسوب ہوگا اسے گرفتار کرلے گا اور جس کے بارے میں یہ احتمال ہوگا کہ اس کا بنی ہاشم سے ربط ہے اسے بھی گرفتار کرلیا جائے گا اور اس مرد کو قتل کر دیا جائے گا جس کا نام محمد ہوگا اور اس کی بہن فاطمہ ہوگی یہ بھی فقط اس لیے کہ اس کے باپ کا نام حسن ہوگا۔

ان بھڑکتے شعلوں جیسے حالات میں امام مہدی علیہ السلام مدینہ سے حضرت موسیٰ کی سنت پر چلتے ہوئے نکلیں گے خوف کی حالت طاری ہوگی' خروج کا انتظار ہوگا آپ کے اصحاب میں سے ایک آپ کے ہمراہ ہوگا اس کا نام منصور یا منتصر ہوگا۔ شاید جس روایت میں معیض وارد ہوا ہے یہ منتصر کی بگڑی ہوئی شکل ہو۔

میں نے شیعہ حوالوں میں حضرت کے مدینہ سے خروج کے وقت کو نہیں دیکھا ہے لیکن طبعی ہے کہ یہ ماہ رمضان کی آسمانی نداء کے بعد ہی ہوگا یعنی حج کے موسم میں ہوگا۔ مجھے یہ یاد پڑتا ہے کہ ایک روایت میں' میں نے دیکھا ہے کہ سفیانی کے لشکر کا مدینہ میں داخلہ ماہ رمضان میں ہوگا۔

امام صادق علیہ السلام سے مفضل بن عمرو کی طویل روایت میں ہے "خدا کی قسم اے مفضل! گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ مکہ میں داخل ہو چکا ہے اور اس کے سر پر زرد عمامہ اور پاؤں میں رسولؐ اللہ کی نعلین اور ہاتھ میں رسولؐ اللہ کی چھڑی ہے اور بکری کو ہانکتے ہوئے بیت اللہ میں پہنچے گا وہاں پر اسے کوئی بھی نہیں پہچانتا ہوگا"۔

(بشارۃ الاسلام' ص ۲۶۷۔ اس نے بحار الانوار سے نقل کیا ہے)

اگر چہ اس روایت کی سند کمزور ہے لیکن اس وقت دشمن کے تمام تر وسائل آپ کی گرفتاری پر لگے ہوں گے اور دشمن کی طرف سے اس کی تلاش جاری ہوگی اور آپ خفیہ انداز سے کام کر رہے ہوں گے گویا کہ اب بھی غیبت صغریٰ کی مانند غیبت میں ہوں گے تو اس صورت میں یہ روایت اور اس قسم کی دوسری روایات معقول لگتی ہیں۔

طبعی امر ہے کہ ظہور کا سال موسم حج' سیاسی گرما گرمی اور ایک نئی زندگی کی لہر میں ہوگا۔ احادیث بیان کرتی ہیں کہ عالمی سطح پر لڑائی جھگڑے ہوں گے۔ اسلامی ممالک کے اوضاع لوگ کون ہوں گے۔ حجاز سیاسی بحران سے دوچار ہوگا۔ سفیانی کے لشکر کے داخل ہو جانے کی وجہ سے غیر معمولی حالت یا ہنگامی حالت کا اعلان ہو چکا ہوگا۔ حکمرانوں کے لیے یہ موسم حج خوفناک' خطرناک اور ایک بوجھ ہوگا...... ان حالات میں ان کی کوشش ہوگی کہ ممکنہ حد تک حجاج کی تعداد کو کم کریں۔ مکہ اور مدینہ کو اپنی انتظامی و امنی یعنی انٹیلی جنس کی قوات سے بھر دیں گے۔ حالانکہ عام سالوں میں ایسا نہیں ہوتا ہوگا۔

لیکن یہ سب کچھ مسلمانان عالم کو نہیں روک سکے گا سب کی نظریں حج پر لگی ہوں گی اور سب کی نگاہیں مکہ کی طرف اور مکہ سے حضرت مہدیؑ کے ظہور کی خبر کے انتظار میں ہوں گی۔ چنانچہ لاکھوں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی خواہش ہوگی کہ وہ اس سال حج پر جائیں اور بہت بڑی تعداد خود کو مکہ پہنچانے میں کامیاب بھی ہو جائے گی۔ باوجود ان رکاوٹوں کے جوان کی اپنی حکومت اور حکومت' حجاز کھڑی کرے گی۔

حجاج کے درمیان ایک دوسرے سے پوچھنے کے لیے دلچسپ سوال یہ ہوگا کہ آپ نے حضرت مہدیؑ کے بارے میں کیا سنا ہے؟ لیکن سوال کرنا خطرناک بھی ہوگا۔ اسی وجہ سے حجاج آپس میں مخفیانہ انداز سے یہ معلومات لینے کی کوشش کریں گے اور حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں آخری خبریں اور اطلاعات خاموشی سے ایک

دوسرے کی طرف منتقل کریں گے اور سفیانی کے لشکر اور حکومت حجاز کے بارے میں آخری اطلاعات سے ایک دوسرے کو خاموشی سے آگاہ کریں گے۔

بعد والی روایت دنیا میں مسلمانوں اور حجاج کی حالت کو بیان کرتی ہے کہ کس طرح وہ امام مہدی علیہ السلام کی تلاش میں مشغول ہوں گے۔ مخطوطہ ابن حماد ص ۹۰ پر ہے ''ابو عمر نے حدیث بیان کی ہے''۔

ابن ابی الھیعہ سے اس نے عبدالوہاب بن حسین سے اس نے محمد بن ثابت سے اس نے اپنے باپ سے اس نے حارث بن عبداللہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے کہ اس نے کہا ''جب باہمی تجارتیں منقطع ہو جائیں' راستے بند کر دیے جائیں' فتنے عام ہو جائیں' مختلف اطراف سے سات علماء نکلیں گے بغیر ایک دوسرے کو وعدہ دیے ان میں سے ہر ایک کے لیے تین سو اور کچھ افراد بیعت کریں گے۔

یہ سات افراد مکہ میں جمع ہوں گے' پس یہ سات دفعہ ملاقات کریں گے' آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے تم کو اس جگہ کون سی بات لے آئی؟ تو وہ سب کہیں گے ہم اس مرد کی طلب میں آئے ہیں جس کے ہاتھوں ان تمام فتنوں کو ختم ہونا ہے اور اللہ اس کے لیے قسطنطنیہ کو فتح کرے گا اور بہ تحقیق ہم نے اسے اس کے نام سے اس کے باپ کے نام سے اور اس کے حلیہ سے پہچانا ہے۔

پس وہ سب کے سب اتفاق کر لیں گے پھر وہ اسے مکہ میں تلاش کریں گے پس وہ اس سے کہیں گے کہ کیا تو فلاں بن فلاں ہے۔ تو وہ جواب نہیں دے گا بلکہ کہے گا میں تو انصار سے ایک مرد ہوں یہاں تک کہ وہ ان سے چوک جائے گا۔ پس وہ صاحب اطلاع افراد کے لیے اس کا وصف بیان کریں گے تو ان کو بتایا جائے گا کہ وہی تمہارے صاحب ہیں جسے تم تلاش کر رہے ہو اور اب وہ مدینہ کی طرف چلا گیا ہے پس وہ اسے مدینہ میں تلاش کریں گے اور اسے پا لیں گے لیکن وہ وہاں سے مکہ کی طرف آ جائے گا

پس وہ اس کو مکہ میں تلاش کریں گے اور اس پالیں گے کہ تو فلاں بن فلاں ہے اور تیری ماں فلاں کی بیٹی ہے اور تجھ میں یہ نشانی موجود ہے اور ایک دفعہ ہم سے تم غائب ہو چکے ہو۔ پس اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ ہم بیعت کریں پس وہ کہے گا کہ میں تمہارا صاحب نہیں ہوں۔ میں فلاں بن فلاں انصاری ہوں میرے ساتھ آؤ میں تمہیں تمہارا صاحب بتاؤں۔ پس وہ مدینہ میں اسے تلاش کریں گے مگر وہ مکہ میں ہوگا۔ پھر مکہ آ کر تلاش کریں گے اور رکن کے مقام پر اسے پائیں گے پس وہ سب کچھ کہیں گے کہ ہمارا گناہ اور ہمارا خون تیری گردن پر ہوگا۔ اگر تو ہاتھ بڑھا کر ہم سے بیعت نہ لے گا۔ یہ سفیانی کا لشکر جو ہماری تلاش میں نکل کھڑا ہوا ہے اس فوج پر ایک حرامی شخص ہے پس حضرت رکن اور مقام کے درمیان بیٹھیں گے اور اپنا ہاتھ بڑھائیں گے پس ان کی بیعت کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینوں میں اس کی محبت ڈال دے گا اور وہ ایک ایسی قوم کے ساتھ چلے گا جو رات کے راہب' دن کے شیر اور مرد میدان ہوں گے۔

اس روایت کی سند اور متن میں کمزور نکات موجود ہیں ان میں سے ایک قسطنطنیہ کی فتح کا مسئلہ ہے جو کئی صدیوں تک مسلمانوں کے لیے عسکری اور سیاسی پیچیدہ مسئلہ بنا رہا ہے اور اسلامی حکومت کے ایک حصہ کے لیے تہدید اور خطرہ کا باعث بنا رہا یہاں تک کہ پانچ سو سال پہلے سلطان محمد الفاتح نے اسے فتح کیا۔ مسلمانوں نے بہت ساری روایات نبی کریمؐ سے نقل کی ہیں جن میں اس شہر کی فتح کی بشارت دی گئی ہے۔ ان روایات کے صحیح و غلط ہونے کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے اور خاص طور سے جن کا تعلق ہمارے اس موضوع سے ہے اور وہ روایات بتاتی ہیں کہ اس کی فتح حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگی اور اس روایت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے خلاصتاً ان روایات میں دو احتمال ہیں:

۱۔ قسطنطنیہ کی فتح حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگی۔ احادیث میں بعض

راویوں کی طرف سے اضافہ بھی کیا گیا اس حوالہ سے کہ امام مہدی علیہ السلام مسلمانوں کی مشکلات ومصائب کو حل کرلیں گے اور چونکہ قسطنطنیہ' جیسا کہ ہم نے اوپر بتایا ہے مسلمانوں کی بڑی مشکلات میں سے تھا اور ان کی حکومت کے لیے خطرہ تھا ان کے دشمنوں کا مرکز تھا وہ ہر وقت اس کی وجہ سے مصیبتوں میں گرفتار تھے صدیوں ایسا رہا تو اس حوالہ سے راویوں نے یہ بڑھا دیا کہ اس کی فتح سے مسلمانوں کی مشکلات کا حل کریں گے۔

۲- حضرت مہدی علیہ السلام کی روایات میں جس قسطنطنیہ کا ذکر وارد ہوا ہے اس سے مراد روم کا موجودہ دارالحکومت اور مرکز ہو جو امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت ہوگا۔ بعض روایات میں رومیہ کا بڑا شہر کہا گیا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب اس کا محاصرہ کرلیں گے اور اسے فتح کریں گے۔

اس روایت کو من گھڑت فرض کرلیں تو بھی یہ اس مشہور مصنف کی کتاب میں ہے جسے اس نے بارہ سو سال پہلے لکھا ہے لیکن ابن حماد کی وفات ۲۲۷ھ میں ہے اور اس سے پہلے حدیث کو تابعین نے نقل کیا ہے۔ یہ روایت کم از کم یہ تو بتاتی ہے کہ روات کے نزدیک ظہور کے سال میں عمومی سیاسی بحران کا تصور موجود تھا اور یہ کہ حضرتؑ کے ظہور کی خبر مسلمانوں میں پھیل چکی ہوگی اور تمام مسلمان اور لوگ ان کے انتظار میں ہوں گے۔

علاوہ ازیں اس روایت کے اکثر مضامین دوسری روایات میں بھی موجود ہیں یا یہ ان باتوں کا منطقی نتیجہ ہے جسے دوسری روایات میں بیان کیا گیا ہے اور ان حالات میں علماء میں سے سات افراد کا مکہ پہنچنا بتاتا ہے کہ مسلمان کس شدت کے ساتھ حضرت کے انتظار میں ہوں گے اور اپنے نمائندوں کو امام کی طلب میں مکہ کی طرف بھیجیں گے اور ان میں سے ہر ایک تین سو اور کچھ افراد سے بیعت لے کر آئے گا کہ وہ ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں یہ دلالت کرتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک عوامی لہر ہوگی'

جوش وخروش ہوگا کہ وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے انصار اور ان اصحاب میں سے ہوں جن کی تعداد روایت میں بتائی گئی ہے۔

لیکن روایت میں ہے کہ آپ کے بعد دیگرے چند مرتبہ ان سے جان بوجھ کر غائب ہو جائیں گے تو یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی ہے لیکن اصل بات جو شیعہ اور سنی حوالوں میں ملتی ہے کہ حضرتؑ ان سے بیعت لے لیں گے جب کہ آپ اس بات کو اس وقت نہیں چاہتے ہوں گے۔ یہاں تک کہ حضرت امام صادق علیہ السلام کے ایک بڑے صحابی کے دل میں یہ بات تھی کہ ناپسندیدگی اور اکراہ کی حالت میں بیعت کیوں لیں گے۔ اس کا کیا مطلب ہے جو کچھ نبی علیہ السلام اور آئمہ اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے تو امام صادق علیہ السلام نے اس کے لیے اس کی تفسیر فرمائی کہ اس جگہ اکراہ سے کیا مراد ہے تو پھر وہ مطمئن ہوگیا۔

یہ ہے مسلمانوں کی دلچسپی اور جو کچھ عالم اسلام میں امام مہدی علیہ السلام کی خبر و اطلاع حاصل کرنے اور آپ کی خدمت میں پہنچنے کے بارے میں ہوگا لیکن مکہ کے اندر آپ کے عمل کے اجرائی مراحل کیا ہوں گے اپنے اصحاب سے کس طرح بیعت لیں گے تو روایات بتاتی ہیں کہ یہ ایک اور طرح سے ہوگی اور اس سے مختلف ہوگی جس کا ذکر اس روایت میں ہے۔

❁ ❁ ❁

اصحاب کو جمع کرنا

امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب کے متعلق ہمیں ان چند امور کی طرف توجہ دینا ہوگی:

۱- سنی اور شیعہ کتابوں میں آپ کے اصحاب کے بارے میں جو ذکر ہوا ہے کہ ان کی تعداد تین سو تیرہ رسولؐ اللہ کے اصحاب بدر کے برابر ہوگی تو اس میں مکمل شباہت ہے۔ آپ کے ہاتھوں اسلام کی دوبارہ تجدید ہونے اور آپ کے جد کے ہاتھوں اسلام کے آغاز میں' بلکہ روایات میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب میں بہت ساری وہ سنتیں جاری ہوں گی جو انبیاء کے اصحاب میں جاری ہوتی رہی ہیں۔ امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب موسیٰ کو نہر (نہر سوئیز) کا سامنا کرنا پڑا اور یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ تم کو نہر کے ذریعہ آزمائش میں ڈالنے والا ہے۔ اصحاب قائم کی بھی اس طرح آزمائش ہوگی۔

(بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۳۲)

۲- اس تعداد سے مراد آپ کے خاص اور بہترین اصحاب اور اس نئی دنیا کے حکمران ہیں جس کی قیادت حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس ہوگی لیکن آپ کے انصار اور ساتھی فقط اتنے ہی نہیں ہیں کیونکہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب آپ مکہ سے نکلیں گے تو آپ کے لشکر کی تعداد دس ہزار یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہوگی اور آپ کا جو لشکر عراق میں داخل ہوگا یا جس لشکر کے ساتھ آپ قدس کی فتح کریں

گے تو وہ لاکھوں کی تعداد میں ہوگا بلکہ عالم اسلام میں آپ کے کروڑوں مخلصین موجود ہوں گے۔

۳- ان کا تعلق پورے عالم اسلام سے ہوگا' زمین کے آخری حصے سے آئیں گے' مختلف آفاق سے ہوں گے جیسا کہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں مصر کے نجباء' شام کے ابدال' عراق کے اخیار' طالقان اور قم کے خزائن موجود ہوں گے۔

ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں کہا ہے کہ "وہ سب کے سب اعاجم میں سے ہوں گے ان میں کوئی عربی نہ ہوگا لیکن وہ عربی کے سوا کسی اور زبان میں تکلم نہ کریں گے یعنی عربی زبان بولتے ہوں گے لیکن متعدد احادیث اس سے مختلف ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے ان اصحاب میں مصر کے نجباء' شام کے ابدال اور عراق کے اخیار ہوں گے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۳۴)۔ اس کے مشابہ روایت مخطوطہ ابن حماد ص ۹۵ پر ہے اس کے علاوہ اور بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے اصحاب خاص عرب میں بھی ہوں گے اسی طرح روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ کا لشکر زیادہ تر عجم اور ایران سے ہوگا۔

۴- روایات بتاتی ہیں کہ ان اصحاب خاص میں پچاس خواتین بھی ہوں گی۔ امام باقر علیہ السلام سے اس بارے میں حدیث موجود ہے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۲۲۳)۔ ایک روایت میں ہے تیرہ خواتین ہوں گی جو زخمیوں کی تیمارداری کریں گی۔ یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت کا اسلام اور اسلامی ثقافت میں کیا مقام و مرتبہ ہے۔ وہ معاشرہ جسے حضرت مہدی علیہ السلام قائم کریں گے اس میں عورت کا بھی حصہ ہے۔ یہ ایک ایسا معتدل و متوازن دور ہوگا جو عورت کے لیے بدوی خشونت اور سختی سے پاک ہوگا جو اب تک ہمارے اسلامی ممالک میں موجود ہے اور اس طرح غربی اہانت اور بے حرمتی سے بھی مبرا ہوگا جو عورت کے ساتھ عالم شرق و غرب میں ترقی کے نام پر ہو رہا ہے۔

۵- روایات میں ہے کہ آپ کے اصحاب خاص کی اکثریت جوانوں پر مشتمل ہوگی بلکہ بعض روایات میں ہے کہ بوڑھے لوگوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہوگی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے حدیث منقول ہے کہ

''مہدی علیہ السلام کے اصحاب جوان ہیں بوڑھے نہیں ہیں' بوڑھے ان میں اس طرح ہوں گے جس طرح آنکھ میں سرمہ یا آٹے میں نمک اور اقل زاد نمکے ہے۔

(بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۳۴)

۶- احادیث میں ان کی مدح' ان کے عظیم مقام و مرتبہ اور ان کے کرامات کے بارے میں بیان ہوا ہے اور یہ کہ امام مہدی علیہ السلام کے پاس ایک رجسٹر ہوگا جس میں ان کے نام' تعداد اور صفات درج ہوں گے اور یہ کہ زمین ان کے لیے لپیٹ دی جائے گی۔ ان کی ہر مشکل کو آسان کر دیا جائے گا اور وہ اللہ کے غضب کا لشکر ہوں گے سخت پکڑ والے ہوں گے، ''اولی باس شدید'' جن کے متعلق ہو' دلیر اور غلبہ حاصل کرنے کا اللہ نے وعدہ دیا ہے اور یہ اُمت معدود ہیں جن کا خدا نے قرآن میں ذکر کیا ہے:

''ولئن اخرنا عنهم العذاب الی امة معدودة لیقولن ما یحسبه الا یوم یاتیهم لیس مصروفا عنهم''

''اور یہ کہ یہ اُمت کے بہترین صالح ترین افراد ہوں گے جو عترت طاہرہ کے ساتھ ہوں گے وہ فقہا' قضاۃ اور حکام ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں اُلفت بھر دے گا نہ وہ کسی ایک سے وحشت کریں گے اور نہ ہی کسی ایک کے آنے سے مسرت کریں گے یعنی ان کے گرد لوگوں کی کثرت' ان کے ایمان اور مانوسیت میں اضافہ کا سبب نہ ہوگی اور یہ کہ وہ زمین کے جس حصہ میں بھی ہوں گے حضرت مہدی علیہ السلام کو دیکھیں گے' ان سے بات کریں گے اور ان میں سے

ہر ایک کو تین سو مردوں کی طاقت دے دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اور خصوصیات جو روایات میں ان کے بارے میں ذکر ہیں۔

۷- روایات میں ہے کہ اصحاب کہف اٹھیں گے اور ان کے ہمراہ ہوں گے اور ان اصحاب میں حضرت خضر اور الیاس علیہم السلام بھی ہوں گے۔ کچھ اور روایات میں ہے کہ اللہ کے حکم سے بعض اموات بھی اٹھائے جائیں گے اور وہ بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔

۸- روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ظہور کے نزدیک وہ تین گروہوں میں تقسیم ہوں گے:

۱- ایک گروہ مکہ میں داخل ہوگا یا دوسرے لوگوں سے پہلے وہاں پر پہنچ جائے گا۔

۲- ایک گروہ بادل میں بیٹھ کر یا ہوا کے ذریعہ آپ کے پاس آئے گا۔

۳- ایک جماعت والے رات کو اپنے گھروں میں سوئیں گے اور ان کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ وہ مکہ میں ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ صاحب الامرؑ کے لیے بعض ان دروں میں (آپ نے ذی طویٰ کی طرف اشارہ کیا' ذی طویٰ سے مراد مکہ کے درے اور مکہ کے راستے ہیں) سے آپ کے خروج سے دو رات پہلے غلام جو آپ کے پاس ہوگا وہ پہنچے گا اور آپ کے بعض اصحاب سے ملاقات کرے گا اور ان سے کہے گا کہ تم اس جگہ کتنے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم اس جگہ تقریباً چالیس افراد ہیں پس وہ ان سے کہے گا کہ تمہاری کیا کیفیت ہوگی اگر تم اپنے صاحب کو دیکھ لو تو وہ کہیں گے کہ خدا کی قسم اگر وہ پہاڑوں میں جائے گا تو ہم اس کے ساتھ آئیں گے پھر ان کے پاس بعد میں آئے گا اور ان سے کہے گا کہ تم اپنے میں سے بہترین دس کا اشارہ کرو پس اس کو وہ بتا دیں گے کہ یہ دس ہیں پس وہ ان کو لے کر چل دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے صاحب (صاحب الامر) کے پاس آئیں گے۔ حضرتؑ انہیں وعدہ دیں گے کہ بعد والی رات میں ظہور کا اعلان

ہو گا۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۴۱)

اس روایت سے مقصود غیبت کا مخفیانہ مرحلہ ہے اور یہ ظہور سے پہلے ہو گا اور یہ اصحاب ان ابدال کے علاوہ ہیں جو آپ کے ہمراہ ہوں گے یا جن کا آپ سے رابطہ ہو گا اور یہ ان بارہ کے علاوہ بھی ہوں گے جو کہیں گے کہ ہم نے امام کو دیکھا ہے اور لوگ ان کو جھٹلائیں گے--- بلکہ یہ لوگ اخیار میں سے ہوں گے جو امام کی تلاش میں ہوں گے جس طرح سات علماء کا ذکر گزر چکا ہے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "حضرت قائم پینتالیس افراد کے ساتھ آئیں گے جو کہ نو علاقوں سے ہوں گے۔ ایک سے ایک' ایک سے دو' ایک سے تین' ایک سے چار' ایک سے پانچ' ایک سے چھ' ایک سے سات' ایک سے آٹھ' ایک سے نو--- اس طرح رہے گا یہاں تک کہ آپ کی تعداد جمع ہو جائے گی۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۰۹)

آنے سے مراد یہ ہے کہ ظہور کے مقدمات درست کرتے وقت اور یہ تعداد وہ پہلا مجموعہ اور گروہ ہے جو باقی افراد سے پہلے مکہ میں پہنچ جائے گا۔

۹- ایسا ظاہر ہو تا کہ آپ کے وہ اصحاب جو اپنے بستروں سے غائب ہوں گے وہ پلک جھپکنے کے عالم میں امام کی خدمت میں مکہ پہنچیں گے اور یہ اللہ کی قدرت سے ہو گا اور یہ ان سے افضل ہوں گے جو ان سے پہلے مکہ پہنچیں گے اور جو دن کے وقت بادل پر چلیں گے جیسا کہ روایات میں ہے تو وہ اپنے ناموں اور اپنے باپ کے ناموں سے مشہور ہوں گے یعنی وہ مکہ میں طبعی صورت میں آئیں گے لوگوں کو کسی طرح الجھائیں گے نہیں--- اور یہ تمام اصحاب سے افضل ہوں گے۔ ہو سکتا ہے وہ ابدال ہوں جو حضرت کے ساتھ رہتے تھے اور دنیا کے مختلف اطراف میں کاموں میں مصروف ہوں گے اور حضرت کے ظہور کے وقت کا ان کو علم ہو گا پس وہ مقررہ وقت پر پہنچ جائیں گے۔

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "تحقیق صاحب الامر کے لیے جو اصحاب ہیں وہ محفوظ ہیں۔ اگر لوگ چلے جائیں' ختم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو لے کر آئے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فان یکفر بھا ھؤلاء فقد وکلنا بھا قوما لیسو ابھا بکافرین -

اور وہ لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ' اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکفرین (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۷۰)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان میں سے کچھ ہوں گے جو رات کو اپنے بستر سے گم ہو جائیں گے اور صبح مکہ میں کریں گے' کچھ وہ ہوں گے جنہیں دیکھا جائے گا کہ وہ دن کے وقت بادل میں جا رہے ہیں اس کا نام اس کے باپ کا نام' اس کا حلیہ اور اس کا نسب معلوم ہو گا۔ میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں ان سب میں ایمان کے حوالے سے سب سے افضل کون ہو گا؟ تو آپ نے فرمایا جو بادل میں دن کے وقت چلے گا"۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۶۸)

بادل میں چلنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دن کے وقت بادل کے ذریعہ ان کو مکہ کی طرف منتقل کر دے گا کرامت و اعجاز سے جس طرح یہ احتمال بھی ہے کہ وہ مسافروں کی طرح طیاروں میں آئیں گے پاسپورٹ کے ساتھ' ان کا نام ان کے باپ کا نام اور ان کا نسب درج ہو گا اور احادیث میں اسے بادل سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت ہوائی جہاز اور طیارے موجود نہ تھے۔

شاید ان کے افضل ہونے کا سبب یہ ہو کہ یہ وہ ابدال ہوں جو حضرت مہدی کے ساتھ کام کرتے تھے' جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے یا وہ اصحاب ہیں جنہوں نے باقی اصحاب سے پہلے حضرت سے رابطہ کیا ہو گا اور حضرت نے دنیا کے مختلف حصوں میں

ان کے ذمہ کام لگائے ہوں گے اور وہ یہ ذمہ داریاں ادا کر رہے ہوں گے' انہیں ظہور کے وقت کا علم ہوگا اور وہ اسی حساب سے مکہ پہنچ جائیں گے' لیکن وہ جو بستروں سے غائب ہوں گے کہ رات کو سوئیں گے اور ان میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ اللہ کے نزدیک وہ حضرت مہدی علیہ السلام کے اصحاب سے ہو لیکن ان کا تقویٰ' علم' عقل' بیداری اس سطح کی ہوگی جو انہیں اس عظیم مقام و مرتبہ کے لائق بنا دے گی۔ پس اللہ انہیں منتخب کر لے گا اور رات کے وقت مکہ کی طرف منتقل کر دے گا اور وہ امام مہدیؑ کی خدمت کا شرف حاصل کریں گے۔

۱۰- روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب وہ اپنے گھروں کی چھتوں پر سو رہے ہوں گے کہ اچانک ان کے رشتہ دار انہیں نہ پائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو مکہ منتقل کر دے گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ حضرت کا ظہور موسم گرما اور موسم بہار کے درمیان ایام میں ہوگا' جس کی طرف ہم بعد میں اشارہ کریں گے اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ بستروں سے غائب ہونے والے لوگوں کا تعلق گرم علاقوں سے ہوگا جو اپنی چھتوں پر یا صحنوں میں سوتے ہیں۔

روایت میں ہے کہ ان کا اجتماع مکہ میں جمعہ کی شب نو محرم الحرام کو ہوگا۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے "اللہ تعالیٰ ان کو شب جمعہ اکٹھا کرے گا اور وہ جمعہ کی صبح مسجد الحرام میں حضرتؑ سے ملاقات کریں گے اور ان میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ (بشارۃ الاسلام' ص ۲۱۰۔ طبری کی دلائل الامامۃ سے نقل کیا ہے)۔

اور یہ بات اس کے مطابق ہے جو فریقین کے حوالوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدیؑ کا معاملہ ایک رات میں درست کر دے گا۔ نبی اکرمؐ سے روایت ہے مہدیؑ ہم اہل بیتؑ سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے امر کو ایک رات میں درست کر دے گا"۔ اور روایت میں ہے "اللہ تعالیٰ اس کی درستی کر دے گا ایک رات میں"۔

(بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۲۸۰)

کیونکہ اصحاب کا جمع کر لینا اللہ کے لطف و مہربانی سے اپنے ولی امر کے سلسلہ میں ہے۔ اور یہ بات ان روایات سے بھی مناسبت رکھتی ہیں کہ جن میں حضرت مہدیؑ کے ظہور کا وقت نو محرم بروز جمعہ بوقت شام' پھر بروز ہفتہ دس محرم یعنی روز عاشورا مقرر کیا گیا ہے۔

❀ ❀ ❀

آزمائشی اقدام اور نفس زکیہ کا قتل

حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کے وقت حکومتی ادارے سرگرم عمل ہوں گے جیسا کہ روایات بتاتی ہیں اور جس سے منطقی طور پر چند امور سمجھ آتے ہیں:

۱- حجاز کی حکومت اپنی کمزوری کے باوجود اپنے لشکر کو اکٹھا کرے گی تاکہ وہ ظہور امام کا سامنا کر سکے۔ مسلمان مکہ میں اس کے ظہور کے انتظار میں ہوں گے اور امام مہدی علیہ السلام کے لیے موسم حج میں سرگرم عمل ہوں گے۔

۲- بڑی طاقتوں کی اطلاعاتی ایجنسیاں جو کہ حکومت حجاز کی مدد میں کام کر رہی ہوں گی امام مہدی علیہ السلام کا پتہ لگانے میں سرگرم ہوں گی (ماہ رمضان کی آسمانی آواز بھی ان کو اس کام کے لیے آمادہ کرے گی)۔

۳- سفیانی کی اطلاعاتی ایجنسیاں مصروف کار ہوں گی کیونکہ وہ مدینہ سے فرار ہو کر مکہ کی طرف آئے ہوں گے یہ ان کی تلاش اور گرفتاری کے لیے ضروری ہوگا۔ حالات کا جائزہ لینے میں مصروف ہوں گے کہ کب سفیانی کا لشکر مکہ میں داخل ہو۔

۴- ان سب کے مقابلہ میں یمانیوں کا حجاز میں اہم کردار ہوگا۔ وہ مکہ میں بھی مصروف عمل ہوں گے خاص کر اس حوالے سے کہ ان کی حکومت چند مہینے قبل قائم ہوئی ہوگی اور انہوں نے یہ اعلان کیا ہوگا کہ یہ امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی حکومت ہے۔

۵- امام مہدی علیہ السلام کے ایرانی انصار کا بھی مکہ میں موجود ہونا فطری امر ہے۔

۶- حجاز اور مکہ سے تعلق رکھنے والے آپ کے انصار وہاں پر سرگرم عمل ہوں گے۔

۷- حکومت حجاز کی افواج میں اللہ کے جو نیک بندے ہوں گے وہ وقت کا شدت سے انتظار کر رہے ہوں گے۔

❀ ❀ ❀

امام مہدی علیہ السلام کے پروگرام کا اعلان

اس قسم کی مخالف اور مؤید فضا میں امام مہدی علیہ السلام حرم شریف سے اپنی حرکت کرنے کے پلان کا اعلان کریں گے اور مکہ پر قبضہ کریں گے۔ طبعی امر ہے کہ روایات میں اس پلان کی تفصیلات کو بیان نہیں کیا گیا ہے سوائے ان امور کے جن کے بیان کرنے سے انقلاب کو فائدہ پہنچتا ہے یا کم سے کم اس سے نقصان نہیں ہوسکتا ہے۔

سب سے اہم یہ ہے کہ امام مہدیؑ اپنے اصحاب و رشتہ داروں میں سے ایک نوجوان کو اپنے ظہور سے پندرہ راتیں پہلے ۲۳ یا ۲۴ ذی الحجہ کو حرم میں بھیجیں گے تاکہ وہ آپ کے پلان کو مکہ والوں کے سامنے پڑھ کر سنائے لیکن جیسے ہی وہ نماز کے بعد حرم میں کھڑے ہوں گے اور امام مہدیؑ کا پیغام یا اس کے چند جملوں کو پڑھیں گے یہاں تک کہ وہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اسے بڑے وحشیانہ انداز سے مسجد الحرام کے اندر رکن و مقام کے درمیان قتل کر دیں گے۔ اس دردناک شہادت کا زمین و آسمان میں بڑا اثر ہوگا اور یہ آزمائشی حرکت ہوگی جس کے کئی مقاصد ہوں گے:

۱۔ مسلمانوں پر روشن ہوگا کہ حکومت حجاز کس قدر وحشت زدہ ہے اور اس کی پشت پر جو بڑی طاقتیں ہیں وہ کس قدر خوف و ہراس میں ہیں؟

۲۔ ان کے اس ظلم اور وحشیانہ برتاؤ سے حضرتؑ اپنی حرکت کے اعلان کے مقدمات فراہم کریں گے کیونکہ اس کے دو ہفتے بعد ہی امام علیہ السلام اعلان کرنے والے ہوں گے۔

۳۔ جس طرح حکومتی اداروں اور ان کی اطلاعاتی ایجنسیوں میں اس وحشیانہ عمل پر شرمندگی اور پشیمانی کے آثار ظاہر ہوں گے اس سے ان کی ناکامی کے اسباب مہیا ہوں گے کہ اتنا فوری اور وحشیانہ قدم کیوں اٹھایا گیا۔

اس پاکیزہ نوجوان کی شہادت کے بارے میں فریقین کی کتابوں میں متعدد روایات ہیں اور ہمارے شیعہ حوالوں میں اسے نفس زکیہ کہا گیا ہے اور اس نوجوان کا نام بھی ہے۔ بعض میں ہے کہ اس کا نام محمد بن الحسن ہوگا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے

"کیا میں تمہیں بنی فلاں کی بادشاہت کے آخری ایام کی اطلاع نہ دوں؟ تو ہم نے کہا ضرور یا امیر المومنینؑ امام نے فرمایا ایک ناجائز قتل حرام شہر میں قریش کی قوم کے ایک فرد کا قسم اس کی جس نے دانہ شگافتہ کیا اور جان کو پیدا کیا۔ اس کے بعد بھی کچھ ہے تو آپ نے فرمایا ماہ رمضان میں آسمانی آواز جو بیدار کو خوفزدہ کر دے گی۔ سوئے ہوئے کو جگا دے گی اور خواتین کو اس کے پردے سے باہر لے آئے گی"۔

(بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۳۴)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روایت میں جملہ (عن قوم من قریش) اضافہ کیا گیا ہے اس کا اس جگہ کوئی مطلب نہیں بنتا (قریش کی قوم کا ایک)۔

ایک طویل روایت میں جو ابوبصیر سے منقول ہے۔ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت قائم علیہ السلام اپنے اصحاب سے فرمائیں گے اے قوم! مکہ والے مجھے نہیں چاہتے ہیں لیکن میں ان کے پاس ایک کو بھیجتا ہوں تاکہ ان پر احتجاج کر سکوں کیونکہ مجھ پر یہ لازم آتا ہے کہ ان پر دلیل قائم کروں--- پس اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کو بلائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ مکہ والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں فلاں کا پیغام پہنچانے والا ہوں اور یہ کہ وہ تم سے کہہ رہا ہے کہ ہم اہل بیتؑ رحمت

ہیں۔ (رحمت کے گھر والے) رسالت و خلافت کا مرکز و کان ہیں۔ ہم محمدؐ کی ذریت اور انبیاء کی نسل سے ہیں، بہ تحقیق ہمارے اوپر ظلم کیا گیا، غلبہ کیا گیا اور ہم سے ہمارا حق چھینا گیا جب سے ہمارا نبی اس دنیا سے رخصت ہوا تب سے آج تک یہ ہو رہا ہے۔ پس ہم تم سے مدد و نصرت طلب کرتے ہیں لہٰذا تم ہماری مدد کرو۔ لیکن نوجوان جب یہ گفتگو کرے گا تو لوگ اس کے پاس آئیں گے اور اسے رکن و مقام کے درمیان ذبح کریں گے۔ جب یہ بات امام تک پہنچے گی تو آپ اپنے اصحاب سے کہیں گے کیا میں نے تمہیں یہ بتایا تھا کہ مکہ والے ہمیں نہیں چاہتے ہیں پس وہ اس کو نہ چھوڑیں گے یہاں تک کہ حضرت خروج کریں گے اور عقبہ سے طوی (درہ) پر اُتریں گے اس وقت آپ کے ساتھ اہل بدر کی تعداد کے برابر یعنی تین سو تیرہ مرد ہوں گے یہاں تک کہ مسجد الحرام میں آئیں گے اور مقام ابراہیم کے پاس چار رکعت نماز پڑھیں گے اور اپنی پشت حجر اسود کی طرف لگائیں گے۔ پھر اللہ کی حمد بجا لانے کے بعد اللہ کی ثناء کریں گے۔ نبی پاکؐ کا ذکر کریں گے اور ان پر صلوۃ پڑھیں گے اور ایسی گفتگو کریں گے جو لوگوں میں سے اب تک کسی ایک نے نہ کی ہوگی"۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۰۷)

روایت مرفوعہ میں طوی کا ذکر ہے جو مکہ کی پہاڑیوں میں سے ایک پہاڑی کا نام ہے اور مکہ میں داخل ہونے والے دروں میں سے ہے اس میں جو نفس زکیہ کے بارے میں آیا ہے وہ مضبوط اور ثابت ہے لیکن زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ اور آپ کے اصحاب مسجد میں اکٹھے داخل نہ ہوں گے بلکہ الگ الگ داخل ہوں گے۔ ابن حماد نے اپنی مخطوطہ میں متعدد روایات بیان کی ہیں کہ نفس زکیہ مدینہ میں مارا جائے گا اور یہ کہ نفس زکیہ مکہ میں مارا جائے گا جو نفس زکیہ مکہ میں مارا جائے گا اس کا ذکر ص ۸۹، ۹۱، ۹۳ پر ہے۔ ان میں عمار بن یاسر کی روایت ہے کہ اس نے کہا "جب نفس زکیہ اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا قتل مکہ میں کیا جائے گا تو ندا دینے والا آسمان سے ندا دے

گا تمہارا امیر فلاں ہے اور وہ مہدی علیہ السلام جو زمین کو حق اور عدالت سے بھر دے گا"۔

یوم الخلاص میں فتاویٰ سیوطی، ج ۲، ص ۱۳۵ کے حوالہ سے موجود ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام خروج نہیں کریں گے مگر یہ کہ نفس زکیہ کو قتل کر دیا جائے گا۔ پس جب نفس زکیہ کو قتل کر دیا گیا تو ان پر غضب کریں گے جو زمین و آسمان میں ہیں۔ پس لوگ مہدی علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور انہیں اس طرح لے جائیں گے جس طرح دلہن کو زفاف رات کو لے جایا جاتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے اس حدیث کو مخطوطہ ابن حماد میں بھی دیکھا ہے۔ بعد میں اسے تلاش بھی کیا لیکن یہ حدیث نہیں ملی۔ بہر حال سیوطی نے اسے نقل کیا ہے بقول "یوم الخلاص" کے مصنف کے۔

❀❀❀

جاء الحق وزھق الباطل

حضرتؑ کے ظہور مبارک کی حرکت کے آغاز کی کیفیت کے متعلق مختلف روایات ہیں اور اس کے وقت میں بھی اختلاف ہے لیکن زیادہ واضح بات یہ ہے کہ حضرتؑ پہلے اپنے خاص اصحاب (تین سو تیرہ) کے ساتھ ظاہر ہوں گے اور مسجد میں نو محرم کی شام کو تنہا داخل ہوں گے اور اپنی حرکت کا آغاز عشاء کی نماز کے بعد کریں گے۔ آپ مکہ والوں کے لیے اپنا بیان جاری کریں گے۔ پھر اس رات آپ کے اصحاب اور باقی انصار حرم اور پورے مکہ کا کنٹرول سنبھالیں گے ـــــ ۱۲ محرم کو آپ مختلف زبانوں میں پوری دنیا کے لیے اپنا بیان جاری کریں گے۔

اس بات کی طرف توجہ رہے کہ روایات میں مکہ سے آپ کی حرکت کو ظہور قیام اور خروج بظاہر یہ الفاظ ایک ہی معنی کو بیان کر رہے ہیں مثلاً روایات میں ہے کہ آپ کا ظہور مکہ میں اپنے خاص اصحاب کے درمیان ہوگا۔ پھر مدینہ کی طرف خروج کریں گے اور جب آپ کے انصار کی تعداد دس ہزار ہو جائے گی اور سفیانی کا لشکر وادی بیداء میں غرق ہوگا۔ عبدالعظیم حسنی سے روایت ہے" میں نے محمد بن علی بن موسیٰؑ (یعنی امام جواد) سے کہا میں یہ امید کرتا ہوں کہ آپ اہل بیت محمدؐ کے وہ قائمؑ ہوں جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابو القاسم! ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر وہ امر خدا پر قائم ہے اور دین خدا کا ہادی ہے۔ میں وہ قائم نہیں ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زمین کو اہل کفر و انکار سے پاک

کرے گا اور عدل و انصاف سے بھر دے گا جس کی ولادت لوگوں سے مخفی ہوگی وہ لوگوں سے غائب ہوگا۔ اس کا نام لینا حرام ہوگا۔ اس کا نام رسولؐ اللہ اور اس کی کنیت رسولؐ اللہ والی ہے اس کے لیے زمین کو لپیٹ دیا جائے گا اور ہر مشکل کو آسان کر دیا جائے گا۔ اس کے اصحاب زمین کے آخری کونے سے بدر والوں کی تعداد کے برابر یعنی تین سو تیرہ جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

اینما تکونوا یات بکم اللہ جمیعًا ان اللہ علی کل شئی قدیر

"تم جہاں بھی ہو گے اللہ تم سب کو لے آئے گا' بہ تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

جب زمین والوں سے اس کی یہ تعداد جمع ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنے امر کو ظاہر کر دے گا اور جب اس کے لیے عقد مکمل ہو گیا یعنی دس ہزار کی تعداد پوری ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ خروج کرے گا وہ برابر دشمنان خدا کو قتل کرے گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہوگا۔ عبدالعظیم نے کہا میں نے عرض کیا اے میرے سردار! وہ یہ کس طرح جانے گا کہ اللہ راضی ہو گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں رحمت ڈال دے گا"۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۰۷)

اعمش نے ابی وائل سے اور اس نے امیر المومنینؑ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بیٹے حسینؑ کو دیکھا اور فرمایا" بہ تحقیق میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے جس طرح رسولؐ اللہ نے اس کا نام سید رکھا ہے عنقریب اس کی نسل سے اللہ تعالیٰ ایک شخص کو اٹھائے گا جس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا وہ اخلاق و خلقت میں حضرت نبی اکرم علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہوگا وہ لوگوں کی غفلت کی حالت میں ظاہر ہوگا جب کہ حق کو مار دیا گیا ہوگا۔ ظلم ظاہر کر دیا گیا ہوگا۔ خدا کی قسم! اگر وہ خروج نہ کرے گا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی۔ اس کے خروج سے آسمان اور اس

کے ساکنان خوش ہوں گے وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۱۲۰)

حضرتؑ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اگر وہ خروج نہ کرے گا تو اس کی گردن اڑا دی جائے گی بظاہر اس کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ظہور سے تھوڑا پہلے اطلاعاتی ایجنسیاں آپ کا ٹھکانہ اور پلان معلوم کر لیں گی جو منکشف ہونے ہی والا ہوگا اس طرح سے کہ آپ خروج نہ کریں گے تو قتل ہو جانے کا خطرہ ہوگا۔

ابراہیم الجریری نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ اس نے کہا "نفس زکیہ آل محمدؐ سے ایک جوان ہے جس کا نام محمد بن الحسن ہے اسے بغیر جرم و گناہ قتل کر دیا جائے گا۔ پس جب وہ اس کو قتل کر دیں گے تو زمین و آسمان میں ان کے لیے کوئی عذر نہ رہے گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ قائم آل محمد علیہ السلام کو ایک جماعت کے ہمراہ بھیجے گا ان کی حیثیت لوگوں کی آنکھوں میں سرمہ سے بھی زیادہ باریک ہوگی پس جب وہ نکلیں گے تو لوگ ان کے لیے گریہ وزاری کریں گے وہ ان کو نہیں دیکھیں گے مگر یہ کہ وہ چپکے چپکے آ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین کے مشارق و مغارب کو فتح کرے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یہی لوگ برحق اور مومنین ہیں اور یہی بہترین جہاد آخری زمانہ کا ہے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۱۷)

یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ ابتداء میں حضرت کا ظہور تھوڑی تعداد کے ہمراہ ہوگا اور وہ اتنے کم ہوں گے کہ لوگ ڈریں گے شفقت کریں گے اور یہ خیال کریں گے کہ انہیں عنقریب پکڑ کر قتل کر دیا جائے گا اس لیے وہ ان پر روئیں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت قائمؑ طویٰ والے درے کے موڑ سے اتریں گے۔ اہل بدر والوں کی تعداد میں یعنی تین سو تیرہ مرد یہاں تک کہ آپ حجر اسود پر پشت لگائیں گے اور مغلبہ پرچم (جو رسولؐ اللہ کا پرچم ہے) ہلائیں گے علی بن حمزہ نے کہا میں نے یہ بات ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہم السلام سے بیان کی ہے تو آپ نے فرمایا اور کتاب منشور بھی ہوگی۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۰۶)

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ذی طویٰ سے ظاہر ہوتے ہی اپنے اصحاب کے ہمراہ ظہور کا اعلان کریں گے بلکہ یہ کہ مکہ میں ذی طویٰ سے آئیں گے یا مسجد کی طرف آنے کا آغاز وہاں سے ہوگا اور مغلبہ پرچم جو نبی پاکؐ کا پرچم ہے آپ کے ہمراہ ہوگا۔ یہ پرچم جنگ جمل کے بعد سے نہیں کھولا گیا۔ اسے حضرت مہدی علیہ السلام ہی آ کر لہرائیں گے۔ روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ کے پاس انبیائے ماسلف اور نبی اکرمؐ کے مواریث بھی ہیں۔

اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے جو یہ فرمایا ہے کہ "کتاب منشور" بھی ہوگی تو اس سے مراد شاید وہ عہد نامہ ہو جو نبی اکرم کی املاء سے حضرت علی علیہ السلام کی تحریر ہے جیسا کہ اس حوالہ میں روایت اس کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ امام علی زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے "پس آپ طویٰ کے درے سے اتریں گے۔ تین سو تیرہ افراد کے ہمراہ جو کہ بدر والوں کی تعداد ہیں یہاں تک کہ مسجد الحرام میں آئیں گے چار رکعت نماز مقام ابراہیم کے پاس پڑھیں گے پھر اپنی پشت حجر اسود سے لگائیں گے۔ اللہ کی حمد و ثناء کریں گے۔ نبیؐ خدا کو یاد کر کے ان پر صلوٰۃ بھیجیں گے پھر ایسا کلام کہیں گے کہ جو کبھی کسی نے لوگوں میں نہ کیا ہوگا اور سب سے پہلے آپ کے ہاتھ میں جبرئیل و میکائیل بیعت کریں گے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۰۷)

روایات میں آپ کے پہلے خطبہ کے جملات یا پہلا بیان جو آپ لوگوں کے لیے جاری کریں گے اور اس طرح دوسرا بیان جو آپ پوری دنیا والوں کے لیے جاری کریں گے نقل ہوئے ہیں۔ مخطوطہ ابن حماد میں ابوجعفر سے روایت ہے اس نے کہا پھر حضرت مہدی علیہ السلام عشاء کے وقت ظاہر ہوں گے آپ کے ساتھ رسولؐ اللہ کا پرچم، قمیض اور تلوار ہوگی، علامات ہوں گی اور نور و بیان ہوگا۔ پس جب نماز پڑھ لیں گے تو بلند آواز سے خطاب کریں گے۔

امام مہدی علیہ السلام کا خطبہ

اے لوگو! میں تمہیں اللہ یاد دلاتا ہوں اور یہ کہ تمہارا تمہارے رب کے سامنے کیا مقام ہے--- اللہ تعالیٰ نے حجت کو اختیار کیا ہے اور انبیاء کو بھیجا--- کتاب کو اتارا--- اور تمہیں حکم دیا کہ تم اللہ کا کوئی شریک نہ بناؤ--- اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت و پابندی کرو--- اسے زندہ کرو جسے قرآن نے زندہ کیا ہے اس کو ختم کرو جسے قرآن نے ختم کیا ہے--- ہدایت کے مددگار بنو--- تقویٰ کے ساتھی بنو--- پس دنیا پست اور اس کی فنا قریب اور زوال نزدیک ہے اس نے چھوڑ جانے کا اعلان کر رکھا ہے--- میں تمہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلاتا ہوں اور یہ کہ کتاب خدا پر عمل اور باطل کا خاتمہ کرو، رسولؐ کی سنتوں کو زندہ کرو۔

اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ کے ساتھ آپ ظاہر ہوں گے۔ بغیر وعدے کے (علی غیر میعاد) موسم خزاں کے بکھرے بادلوں کی طرح وہ جمع ہوں گے اور رات کے عبادت گزار ہوں گے اور دن کے شیر ہوں گے پس اللہ تعالیٰ حجاز کی سرزمین کو مہدیؑ کے لیے فتح کرے گا اور بنی ہاشم میں سے جو جیل میں ہوں گے حضرت انہیں آزاد کریں گے۔ سیاہ جھنڈے کوفہ میں اُتریں گے پس وہ بیعت کے لیے مہدیؑ کے پاس وفد بھیجیں گے اور حضرت مہدیؑ اپنے لشکر کو دنیا کے اطراف میں بھیجیں گے--- ظلم و ظالموں کا خاتمہ کر دیں گے۔ تمام شہر و ممالک آپ کے کنٹرول میں آ جائیں گے۔

(مخطوطہ ابن حماد، ص ۹۵)

پہلی شخصیت جس نے حضرت مہدیؑ کے اصحاب کے اکٹھا ہونے کی کیفیت کو متفرق بادلوں کی ٹکڑیوں سے تشبیہ دی ہے۔ وہ امیرالمومنین علیہ السلام ہیں جیسا کہ نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ۱۶۶ اور آپ کے حکیمانہ کلام نمبر ا میں ہے۔ اس سے احتمال ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا ظہور اور آپ کے اصحاب کا مکہ میں جمع ہونا' موسم خزاں (خریف) میں ہو یا موسم گرما کے آخری ایام ہوں۔

ابو خالد الکابلی کہتا ہے! ابو جعفر یعنی امام باقر علیہ السلام نے فرمایا گویا میں جناب قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے اپنی پشت حجر اسود پر لگا رکھی ہے۔ پھر اللہ کا حق یاد دلائے گا جیسا کہ حق ہے۔ پھر فرمائے گا اے لوگو! جو مجھ سے خدا کے حوالے سے احتجاج کرنا چاہے میں سب لوگوں سے اولویت رکھتا ہوں خدا سے۔ یعنی میرا تعلق خدا سے زیادہ ہے اور میں اس حوالے سے احتجاج کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔

اے لوگو! جو آدم کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے۔ تو مجھے حضرت آدم علیہ السلام سے زیادہ اولویت ہے۔

اے لوگو! جو حضرت نوح علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو سب لوگوں سے زیادہ حضرت نوح علیہ السلام سے میں تعلق رکھتا ہوں۔

اے لوگو! جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو میں سب لوگوں سے زیادہ حضرت ابراہیم کے نزدیک ہوں۔

اے لوگو! جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو میں سب سے زیادہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں۔

اے لوگو! جو حضرت عیسیٰ کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو میں لوگوں سے زیادہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتا ہوں۔

اے لوگو! جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ سے احتجاج کرنا

چاہتا ہے تو میں سب سے زیادہ حضرت محمد مصطفیٰؐ سے اولویت اور تعلق رکھتا ہوں۔

اے لوگو! جو کتاب خدا کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرنا چاہتا ہے تو میں لوگوں سے زیادہ کتاب خدا سے متعلق ہوں۔ پھر آپ مقام ابراہیمؑ پر آئیں گے۔ پس وہاں دو رکعت نماز پڑھیں گے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۱۵)

بعض روایات میں کچھ اضافات ہیں۔ کچھ میں ہے حضرت فرمائیں گے اے لوگو! ہم اللہ سے مدد مانگتے ہیں اور ان لوگوں سے جنہوں نے ہمارا جواب مثبت دیا ہے۔ ہم تمہارے نبی محمدؐ کے اہل بیت ہیں۔ ہمارا تعلق محمدؐ سے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ ہے۔ میں آدمؑ کا بقیہ' نوحؑ کا ذخیرہ' ابراہیمؑ کا چنا ہوا' محمدؐ کا خلاصہ یعنی محمدؐ سے منتخب' آگاہ ہو جاؤ جو سنت رسولؐ اللہ کے حوالے سے مجھ سے احتجاج کرے تو میرا تعلق رسولؐ اللہ کی سنت سے سب سے زیادہ ہے۔

پس اللہ تعالیٰ آپ کے اصحاب کو اکٹھا کر دے گا اور وہ تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کو وعدہ اور وقت مقرر کیے بغیر اکٹھا کرے گا --- وہ رکن اور مقام کے درمیان حضرت کی بیعت کریں گے۔ آپ کے پاس رسولؐ اللہ کا لکھوایا ہوا عہدنامہ ہوگا جسے فرزندوں نے اپنے آباء سے وراثت میں لیا ہے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۳۸-۳۳۹)

بعض روایات بتاتی ہیں کہ آپ کے اصحاب میں سے پہلے ایک شخص کھڑا ہوگا جو لوگوں سے آپ کا تعارف کرائے گا اور لوگوں کو دعوت دے گا کہ اس کی بات کو سنیں اور اس کی دعوت پر لبیک کہیں۔ پس حضرت کھڑے ہوں گے اور خطبہ دیں گے۔ امام علی زین العابدینؑ سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا پس حضرت مہدیؑ کی جانب سے ایک شخص کھڑا ہوگا اور وہ آواز دے گا --- اے لوگو! یہ تمہارا مطالبہ' تمہاری آرزو تھی جو آگیا ہے۔ اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ جس کی طرف تمہیں رسولؐ اللہ نے دعوت دی۔ پس وہ کھڑے ہو جائیں گے حضرت خود کھڑے ہو جائیں گے اور فرمائیں گے۔

اے لوگو! میں فلاں بن فلاں ہوں نبی خدا کا بیٹا ہوں۔ اس بات کی طرف تمہیں بلاتا ہوں جس کی طرف نبیؐ اللہ نے تمہیں بلایا۔ پس لوگ اٹھیں گے تاکہ آپ کو پکڑ کر قتل کر دیں لیکن تین سو تیرہ اور کچھ افراد کھڑے ہوں گے اور وہ آپ کے آگے ہوں گے۔ رکاوٹ بنیں گے اور قتل نہ ہونے دیں گے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۰۶)

آپ کا ایک آدمی سے مطلب یہ ہے کہ آپ کے نسب سے ہوگا۔ وہ کھڑے کو دیکھ سکیں جن کا ذکر لوگوں کی زبان پر پہلے سے تھا اور لوگ ان کے انتظار میں تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور ڈر کر مسجد چھوڑ کر جانے لگیں گے یعنی انہیں حکومت کا خوف لاحق ہوگا اور جو لوگ آپ کو مارنے کا قصد کریں گے ان کا تعلق یقینی طور پر حکومت حجاز سے ہوگا۔ روایت پوری دقت کے ساتھ بتاتی ہے کہ مسلمانوں میں امام مہدی علیہ السلام کی کتنی طلب اور تڑپ ہوگی اور وہ کس شوق سے انتظار میں ہوں گے اور ساتھ یہ بھی اشارہ ہے کہ حکومت وقت کا خوف و ہراس بہت زیادہ ہوگا۔

اس نقطہ کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے کہ اس دباؤ کی کیفیت اور خوف و ہراس کی حالت میں یہ بات بعید ہے کہ حضرت اور آپ کے تین سو اور کچھ ساتھی حرم اور مکہ کو آزاد کرا لیں گے اس بات کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ دو ہفتے قبل جس وحشیانہ انداز سے نفس زکیہ کا حرم میں قتل ہوگا اس سے اور خوف و ہراس پھیل چکا ہوگا --- اس لیے ضروری ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو غیبی امداد دی ہے اس کے ساتھ ساتھ آپ نے طبعی اسباب کے حوالے سے بھی مکمل انتظام کر لیا ہوگا تاکہ آپ مسجد الحرام میں اپنا مکمل خطبہ دے سکیں اور خطبہ کے بعد حرم اور مکہ پر قبضہ کر سکیں۔ اور یہ کام آپ اپنے سینکڑوں بلکہ ہزاروں ایرانیوں' یمانیوں اور حجازوں کے ذریعہ کریں گے بلکہ خود مکہ کے لوگ بھی ہوں گے جیسا کہ روایت میں ہے کہ مکہ کے لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ پس یہ لوگ آپ کے لیے انسانی قوت اور عسکری طاقت ہوں گے جو

آپ کی تحریک کی کامیابی کے لیے مکہ میں ضروری اقدامات کریں گے اور مکہ کی حکومت ہاتھ میں لیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کی تائید میں جو عوامی لہر ہوگی اسے مکمل انقلابی حالت میں اپنے ہاتھ میں لیں گے۔ آپ کے جو تین سو تیرہ خاص اصحاب ہوں گے یہ ان انصار اور مددگاروں کے لیے راہنمائی اور مختلف امور میں قیادت کرنے کا کردار ادا کریں گے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ظہور کی حرکت ایک خونی حرکت یا خونی انقلاب ہوگا کیونکہ روایات میں نہیں ہے کہ آپ کے اعلان کے بعد کوئی جنگ یا قتل مسجد الحرام میں واقع ہوگا اور نہ ہی مکہ میں کسی معرکہ کا تذکرہ ملتا ہے۔ میں نے بعض علماء سے سنا تھا کہ امام مہدی علیہ السلام کے اصحاب رات کو مسجد الحرام کے امام کو قتل کر دیں گے' لیکن میں نے تلاش کے باوجود اس کو روایات میں نہیں پایا ہے۔ صاحب الزام الناصب نے اپنی کتاب میں بعض علماء سے یہ بات نقل کی ہے:

''دسویں محرم کے دن حضرتؑ حجت خروج فرمائیں گے۔ مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔ آٹھ بکریوں کو اپنے آگے لیے ان کے خطیب کو قتل کریں گے۔ پس جب خطیب قتل ہو جائے گا تو آپ لوگوں سے غائب ہو جائیں گے اور جب رات چھا جائے گی ہفتہ کی رات ہوگی' کعبہ کی چھت پر چڑھ جائیں گے اور اپنے تین سو تیرہ اصحاب کو بلائیں گے' پس وہ مشرق و مغرب سے جمع ہو جائیں گے۔ لوگوں کو بیعت کی دعوت دیں گے''۔ (الزام الناصب' ج ۲' ص ۱۶۶)

یہ بات کسی اور روایت میں نہیں ہے اور اس کا متن ضعیف ہے۔ عام روایات کے مخالف ہے۔

بنابراین زیادہ واضح یہ ہے کہ آپ کے ظہور کی حرکت امن و سلامتی میں مکمل ہوگی۔ کوئی خون نہیں بہے گا اور یہ اس غیبی امداد کی وجہ سے ہوگا جو امام کو حاصل ہوگی اور

آپ کے دشمنوں کے دلوں میں رعب داخل ہو جائے گا اور عوامی سطح پر آپ کو حمایت حاصل ہوگی اور لوگ آپ کی طلب میں ہوں گے۔ تیسری بات یہ ہے کہ آپ کا پلان انتہائی مضبوط و مستحکم ہوگا' جو آپ نے حرم اور مکہ میں حکومتی مراکز پر قبضہ کرنے کے لیے بنایا ہوگا اور یہ اتنا آناً فاناً اور اچانک ہوگا کہ دشمن کو سنبھلنے' سوچنے اور اقدامات کے لیے اوپر سے ہدایات لینے کا موقع ہی نہ ملے گا...... بعید نہیں کہ اس پر امام علیہ السلام کی خاص عنایت اور توجہ بھی شامل ہوتا کہ حرمت حرم اور حرمت کعبہ پامال نہ ہو' مکہ کی قدوسیت محفوظ رہے۔

اس رات مکہ سکھ اور چین کا سانس لے گا' اس پر ہدایت کا پرچم لہرا دیا جائے گا اور اس پرچم سے انوار و روشنیاں ساطع و طالع ہوں گی...... جبکہ دشمنوں اور عالمی خبر رساں ایجنسیوں کی یہ کوشش ہوگی کہ وہ آپ کی کامیابی کی خبر کو چھپا لیں اور اس طرح ظاہر کریں کہ مہدویت کے جھوٹے دعویداروں میں سے کسی ایک کی طرف سے یہ ہوا ہے جن میں پہلے بھی کچھ افراد کو مکہ میں ختم کیا جا چکا ہے اور ان کا بھی خاتمہ کر دیا جائے گا' حالات قابو میں ہیں اور وہ مکہ میں اپنے عناصر' کارندوں' جاسوسوں اور ایجنٹوں کو بھیجیں گے تاکہ وہ امام مہدیؑ اور آپ کی حرکت اور آپ کے انصار کے بارے میں خبریں اکٹھی کر کے لائیں' اور کمزور نکات معلوم کریں اور ان معلومات کو سفیانی کے حوالے کریں جسے آرڈر مل چکا ہوگا کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہو جائے اور اس نئی حرکت کو ختم کرنے کے لیے اپنی ذمہ داری نبھائے۔

عاشور کے دن اور جیسا کہ روایات میں ہے کہ وہ سنیچر کا دن ہوگا' امام مہدی علیہ السلام حرم میں داخل ہوں گے تاکہ اپنی اس حرکت کے عالمی ہونے کا اعلان کریں' تمام مسلمانوں اور دنیا کی تمام اقوام کو ان کی اپنی زبان میں بیان جاری کریں گے اور ان سے مطالبہ کریں گے کہ وہ ظالموں اور کافروں کے خلاف آپ کی مدد کریں۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ

''حضرت قائم علیہ السلام ہفتہ کے دن روز عاشورہ خروج کریں گے وہ دن جس میں امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا گیا''۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۹۸۵)

روایت گزر چکی ہے کہ جمعہ کے دن عشاء کی نماز کے بعد خروج فرمائیں گے۔ ان دو کے درمیان اس طرح تعلق ہے کہ آپ کا ظہور دو مرحلوں میں ہوگا:

۱- حرم اور مکہ پر قبضہ اور کنٹرول دس محرم کی رات کو ہوگا اور یہ آپ کے عالمی بیان جاری کرنے کے لیے مقدمہ ہوگا۔

۲- ہفتہ کے دن روز عاشورہ پوری دنیا کے لیے بیان جاری کریں گے۔

اس اعلان سے پوری دنیا اور بڑی بڑی حکومتوں میں ایک زلزلہ آجائے گا اور اسلامی اقوام میں اس کا بڑا اثر ہوگا۔ خاص طور سے جب حضرت بتائیں گے کہ ان کے جدامجد نے جس معجزہ کی اطلاع دی تھی کہ مدینہ سے سفیانی کا لشکر مکہ کی طرف روانہ ہوگا اور وادی بیداء میں زمین پھٹے گی اور وہ سب اس میں غرق ہوں گے' ایک دو کے علاوہ سب ہلاک ہو جائیں گے اور جب تک یہ معجزہ ظاہر نہ ہوگا حضرت مکہ سے خروج نہ فرمائیں گے۔

مکہ میں آپ کے قیام اور اس میں آپ کے اقدامات کے متعلق روایات بہت کم ہیں۔ ایک روایت میں ہے ''پس مکہ میں قیام کریں گے جتنا خدا چاہے گا کہ آپ وہاں پر قیام کریں''۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۳۴)

ایک روایت میں ہے کہ کعبہ شریف کے چوروں پر آپ حد جاری کریں گے۔ ہوسکتا ہے اس سے مراد حجاز کے حکمران ہوں' جو آپ سے پہلے مکہ پر حاکم تھے...... آپ کے اعمال میں سے ضروری ہے کہ آپ اسلامیان عالم سے خطاب کریں' ان کے لیے بیانات صادر کریں اور اپنے عالمی سیاسی پروگرام سے انہیں آگاہ کریں۔

روایات بتاتی ہیں کہ آپ مکہ سے اس وقت تک نہ نکلیں گے جب تک سفیانی کے لشکر کی زمین بوس ہو جانے کی خبر نہ آئے گی۔ جیسا معلوم ہوتا ہے کہ مکہ میں آپ کے کنٹرول کر لینے کے بعد یہ لشکر فوراً مکہ کا رخ کرے گا تاکہ آپ کی اس حرکت کا خاتمہ کر سکیں' مکہ پہنچنے سے پہلے خداوند ان کو تباہ کر دے گا۔

روایات میں ہے کہ غربی و شرقی آئمہ کفر' عالمی کفر کے لیڈران اور سربراہان کی طرف سے آپ کی اس حرکت اور قیام کے خلاف سخت ردعمل کا اظہار ہوگا۔ یہ کامیابی انہیں بہت غضب ناک کرے گی' اور ان میں سے بہت سارے اپنے اعصاب کھو بیٹھیں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''جب حق کا پرچم ظاہر ہو جائے گا تو شرق و غرب والے اس پر لعنت و نفرین کریں گے۔ میں نے کہا یہ کیوں کریں گے؟ آپ نے فرمایا بوجہ اس کے جو بنی ہاشم سے وہ دیکھ چکے ہوں گے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۶۳)

ایک روایت میں ہے ''یہ اس وجہ سے ہوگا کہ آپ سے پہلے آپ کے اہل بیت سے جو کچھ وہ دیکھ چکے ہوں گے یا جس کا وہ سامنا کر چکے ہوں گے''۔ یہ روایت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کے ظہور سے پہلے بہت ساری تمہیدی حرکتیں اور قیام ہوں گے جن کی قیادت سادات کریں گے اور عالمی کفر کو ان سے کافی رنج و دھچکا لگا ہوگا اور جو اسلامی لہر آئی ہوگی اس سے عالمی کفر اور ان کے سربراہان کو کافی مشکلات کا سامنا ہوگا اور جب مکہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کی کامیابی کی خبر سنیں گے تو وہ بالکل ہی دیوانے ہو جائیں گے۔

پھر حضرت مہدیؑ اسی ہزار یا اس سے کچھ زائد افراد پر مشتمل اپنا لشکر مدینہ کی طرف روانہ کریں گے' اور مکہ میں ایک کو والی مقرر کریں گے۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''مکہ میں حضرت قائم اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ پر بیعت لیں گے اور مکہ میں ایک گورنر مقرر کریں گے' پھر آپ مدینہ کی طرف چلیں گے آپ کو خبر دی جائے گی

کہ آپ کے گورنر کو قتل کر دیا گیا ہے تو آپ واپس آئیں گے اور اس جماعت سے جنگ کریں گے' ان کو قتل کریں گے جنہوں نے آپ کے والی کو قتل کیا ہوگا اس سے زیادہ جنگ نہ کریں گے۔ (بحارالانوار ج ۵۲ ص ۳۰۸)

امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے

''مکہ والوں کو حکمت اور موعظہ حسنہ سے دعوت دیں گے' وہ آپ کی اطاعت کریں گے' پس ان پر اہل بیت سے ایک کو حاکم مقرر کریں گے اور مکہ سے مدینہ کے ارادے سے نکلیں گے' پس جب آپ چلیں گے تو وہ اس والی پر ٹوٹ پڑیں گے' حضرت مہدی ان کی طرف واپس لوٹ آئیں گے۔ وہ سب آپ کے پاس سر جھکائے اور اپنے سروں پر کپڑا ڈالے آئیں گے' روئیں گے اور گریہ وزاری کریں گے' منت سماجت کریں گے اور کہتے ہوں گے: اے مہدی آل محمدؐ توبہ ہے توبہ ہے۔ پس آپ انہیں موعظہ کریں گے' ڈرائیں گے اور خبردار کریں گے اور انہی میں سے ایک کو ان پر حاکم مقرر کریں گے اور چلے جائیں گے''۔ (بحارالانوار ج ۵۳ ص ۱۱)

روایت یہ نہیں بتاتی کہ مکہ میں آپ کے مقابلے میں کوئی لڑنے کے لیے آئے گا۔ جبکہ پہلی روایت میں جنگ کی بات ہے تو شاید مراد یہ ہو کہ وہ افراد جنہوں نے آپ کے مقرر کردہ شخص کو قتل کیا ہوگا ان کو قتل کر دیں گے اور مکہ والے آپ سے شرمندہ ہوں گے' خاص طور سے محافظ دستہ آپ سے معافی مانگے گا کہ حفاظت کے معاملے میں ان سے سستی ہوئی ہے۔

جیسا کہ تفسیر العیاشی کی روایت میں ہے کہ آپ مدینہ جاتے ہوئے سفیانی کے لشکر کے غرق ہونے کی جگہ سے گزریں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے

''پس جب آل محمدؐ سے ایک شخص خروج کرے گا اور اس کے ساتھ تین سو اور

تیرہ افراد ہوں گے۔ اس کے ساتھ رسول اللہ کا پرچم ہوگا۔ درحالانکہ ان کا قصد مدینہ ہوگا۔ یہاں تک کہ آپ فرمائیں گے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان کو (ظالموں کو) زمین میں دھنسا دیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تاویل ہے۔

''افامن الذین یمکرون السیات ان یخسف اللّٰہ بھم الارض' او یاتیھم العذاب من حیث لا یشعرون او یاخذھم فی تقلبھم فما ھم بمعجزین''

❁ ❁ ❁

مدینہ منورہ اور حجاز کی آزادی

بعض روایات بتاتی ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت مہدی علیہ السلام ایک بڑے معرکہ یا کئی چھوٹے معرکوں میں داخل ہوں گے اور مدینہ کا معاملہ مکہ کے برعکس ہوگا۔ امام باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں ہے: ''پھر آپ مدینہ میں داخل ہوں گے تو اس وقت قریش آپ سے غائب ہو جائیں گے اور یہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا قول ہے کہ ''خدا کی قسم اس وقت قریش چاہیں گے کہ کاش علی علیہ السلام اس جگہ اتنی دیر کے لیے حاضر ہوتے جتنی دیر ناقہ کو ذبح کیا جاتا ہے ہر وہ جس کے وہ مالک ہیں یا ہر وہ جس پر سورج طلوع ہوا ہے یعنی قریش یہ تمنا کریں گے کہ آج علیؑ اس جگہ حاضر ہوتے'' پھر وہ مہدیؑ ایک نیا کام کریں گے اور جب وہ یہ کر لیں گے تو قریش کہیں گے کہ ہمیں اس طاغیہ (سرکش ظالم) کے پاس لے جاؤ۔ خدا کی قسم! اگر وہ محمدی ہوتا تو یہ کام نہ کرتا اگر وہ علوی ہوتا تو یہ کام نہ کرتا اگر وہ فاطمی ہوتا تو یہ کام نہ کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ اسے ان کے کاندھے (ان پر غلبہ) عطا کرے گا۔ پس وہ (مہدیؑ) جنگ لڑیں گے اور ذریت کو اسیر بنائیں گے' پھر وہاں سے چلیں گے یہاں تک کہ شقرہ میں اتریں گے آپ کو خبر ملے گی کہ آپ کے حاکم کو انہوں نے قتل کر دیا ہے' پس حضرت ان کی طرف واپس آ جائیں گے' ان کے خلاف جنگ کریں گے' ان کا قتل کریں گے۔ واقعہ حرہ اس قتل کے مقابلے میں کچھ نہ ہوگا۔ پس چلیں گے اور لوگوں کو کتاب خدا اور نبی اللہؐ کی سنت کی طرف دعوت دیں گے۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۳۴۲)

تفسیر عیاشی سے نقل کیا ہے۔ یہ روایت مدینہ میں دو معرکوں کا ذکر کرتی ہے:

۱- اس نئے کام کے بعد جو حضرت مہدی علیہ السلام کریں گے جس کی وجہ سے قریش آپ کا انکار کریں گے۔ غیر قریش بھی آپ کی مخالفت کریں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ واقعہ بغرض تعمیر مسجد نبویؐ اور قبر نبویؐ کو منہدم کرنے سے ہوگا کہ انہیں دوبارہ بنائیں گے۔ آپ کے دشمن اس واقعہ کو آپ کے خلاف لوگوں کو بھڑکانے کا ذریعہ بنائیں گے۔ اور لوگوں کو آپ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کریں گے پس حضرت ان سے جنگ کریں گے اور ان کے سینکڑوں افراد کو مار دیں گے جیسا کہ دوسری روایت میں ہے۔ اس وقت قریش سے منسوب لوگ تمنا کریں گے کہ کاش امیر المومنینؑ اتنی دیر کے لیے آ جاتے جتنی دیر میں ناقہ کو ذبح کیا جاتا ہے تو ان کو حضرت مہدیؑ کے انتقام سے نجات دلاتے۔ کیونکہ امیر المومنینؑ کی سیاست' بردباری' حوصلہ' عفو و درگزر تھی۔

۲- جب حضرت اس مخالف قیام کا صفایا کر دیں گے تو مدینہ میں اپنی طرف سے حاکم مقرر کریں گے اور اس کے بعد ایران یا عراق کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ شقرہ یا شقرات کے علاقے میں اتریں گے (یہ علاقہ حجاز میں عراق' ایران کے راستے میں آتا ہے)۔ ہو سکتا ہے وہ جگہ آپ کی فوجی چھاؤنی میں ہو' پس مدینہ والے ایک مرتبہ پھر مخالفت کریں گے اور آپ کے مقرر کردہ حاکم کو قتل کر دیں گے' پس حضرت ان کی طرف واپس آ جائیں گے' اور ان کے اتنے افراد کا قتل کریں گے جتنے بنی امیہ کے دور میں واقعہ حرہ میں قتل ہوئے تھے یا ان سے زیادہ ہوں گے جیسا کہ تاریخ میں ہے کہ واقعہ حرہ میں سات سو سے زائد افراد یزید کے فوجیوں نے شہید کیے اور ان کا یزید کے خلاف انقلاب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد تھا اور یہ انقلاب و قیام جائز تھا' ممدوح تھا۔ لیکن اس مرتبہ برعکس ہوگا

کیونکہ یہ مدینہ والے خلیفہ برحق امام مہدی علیہ السلام کے خلاف قیام کریں گے اور آپ کے مقرر کردہ حاکم کو قتل کر دیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کی یزید کے لشکر سے مماثلت فقط مقتولین کی تعداد کے حوالے سے ہے۔

یوم الخلاص ص ۲۶۵ پر اوپر ذکر شدہ روایت کہ جس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ مدینہ میں داخل ہوتے وقت جنگ کریں گے اس ٹکڑے کو نکال دیا ہے اور پوری روایت کو ذکر نہیں کیا ہے لیکن پوری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دو معرکے مدینہ میں داخل ہونے کے بعد ہوں گے۔ کتاب یوم الخلاص میں جتنی روایتیں ذکر ہوئی ہیں سب کے بارے میں تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ اس کا مصنف 'خدا اسے معاف کرے' اس نے خود کو یہ حق دیا ہے کہ روایات کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بیان کرے اور بعض روایات کے اجزا دوسری بعض روایات سے ملا دے' پھر اسے منسوب کر دے۔ اس حوالہ کی طرف جس میں اس روایت کا ایک حصہ ہے یا اس کی شبیہ اس میں ہے۔ اور اکثر حوالے تو سرے سے موجود ہی نہیں ہیں۔

احتمال ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام اپنے لشکر کے ہمراہ مدینہ میں وارد ہوں گے تو آپ کا سفیانی کے باقی ماندہ لشکر اور مدینہ کے حاکم کی قوات سے مختصر مقابلہ ہوگا اور آپ ان پر کامیاب ہو جائیں گے' لیکن مجھے روایات میں یہ بات نہیں ملی ہے۔ البتہ ایک اور روایت ملی ہے کہ جب حضرت آئیں گے تو مدینہ والے آپ کی آمد پر خوش ہوں گے اور بغیر جنگ کے مدینہ پر آپ کا کنٹرول ہو جائے گا۔

امام صادق علیہ السلام سے ایک طویل روایت میں ہے "اس دن اولاد علی علیہ السلام میں سے جو بھی مدینہ میں ہوگا وہ مکہ کی طرف چلا جائے گا اور صاحب الامر سے جا ملے گا جبکہ صاحب الامر عراق کی طرف بڑھیں گے اور ایک لشکر مدینہ کی طرف بھیجیں گے پس مدینہ والے امن میں ہو جائیں گے اور وہ (لوگ) مدینہ کی طرف واپس لوٹ

آئیں گے۔ (الکافی' ج ۸' ص ۲۲۴)

مدینہ والے سفیانی کے لشکر سے جو مظالم دیکھ چکے ہوں گے اس کی روشنی میں اس روایت کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ مدینہ والے امام مہدیؑ کے لشکر کی آمد سے چین کا سانس لیں گے اس کے ساتھ معجزہ خسف بھی ہو چکا ہوگا۔ مکہ میں حضرت مہدیؑ کی حکومت قائم ہو چکی ہوگی اور جیش سفیانی کی تباہی کے بعد مدینہ کمزور پڑ گیا ہوگا۔ اس نے شکست تسلیم کر لی ہوگی اور پھر امام مہدیؑ کی تائید کی لہر عام ہوگی...... اور مدینہ والوں کو یہ احساس ہوگا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا تعلق مدینہ سے ہے۔ اسی قسم کے اور بہت سے عوامل و اسباب ہوں گے' جس کی وجہ سے حضرتؑ کا بھیجا ہوا لشکر مدینہ کے اوضاع و حالات کو کنٹرول کرے گا۔ یہ روایت اشارہ کرتی ہے کہ اس وقت خود حضرتؑ مدینہ میں نہیں آئیں گے بلکہ لشکر بھیجیں گے اور یہ احتمال زیادہ واضح ہے۔

آپ کی مخالفت میں مدینہ اور حجاز پر تسلط حاصل کرنے کے تھوڑے عرصہ بعد تحریک شروع ہوگی۔ نبی اکرمؐ کی مسجد اور قبر کو منہدم کر کے دوبارہ تعمیر اور کعبۃ اللہ کی بھی دوبارہ تعمیر پہلے آٹھ مہینے گزرنے کے بعد ہوگی کیوں کہ ان آٹھ مہینوں کے دوران آپ کو بڑی بڑی جنگیں لڑنا پڑیں گی جن میں عراق کو فتح کرنا اور اس کے بعد قدس کی فتح کا معرکہ ہے۔ غرض تمام اسلامی ممالک کے آپ کی حکومت میں داخل ہو جانے کے بعد آپ یہ کام انجام دیں گے' نہ کہ اپنی تحریک کے آغاز میں۔ بہرحال روایات بتاتی ہیں کہ اللہ تعالی حجاز کو حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں میں دے گا یعنی حجاز کی کمزور اور باقی ماندہ حکومت مکمل سقوط کر جائے گی' سفیانی کی شکست خوردہ افواج شام کی طرف چلی جائیں گی...... حجاز کی فتح' مکہ پر حکومت اور قبضہ کرنے اور سفیانی کے لشکر کا معجزہ خسف کے ذریعے غرق ہونے کے بعد ہوگا۔

حجاز کا امام مہدی علیہ السلام کی حکومت میں آ جانے کے بعد آپ کی مملکت یمن'

حجاز ایران اور عراق پر مشتمل ہوگی جنوبی یمن بھی آپ کی حکومت کا ایک حصہ بن چکا ہے اور یہ آپ کے یمانی انصار کے ذریعہ ہوگا اسی طرح خلیج اور چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور حکومتیں بھی آپ کے تحت آ چکی ہوں گی اور ایرانی و یمانی انصار کی مدد سے یہ حجاز پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد ہوگا۔ یہ طبعی امر ہے کہ اتنی بڑی حکومت کا امام مہدیؑ کی قیادت میں قائم ہو جانا مشرق و مغرب میں ایک ہلچل پیدا کر دے گا اور اس کا شدید ردعمل ہوگا کیونکہ وہ اپنے لیے اسٹراٹیجیکل خطرہ محسوس کریں گے آبنائے ہرمز المندب کا تنگ دروازہ اور خلیج کے دھانے پر امام کا قبضہ ہو جانے کے بعد شرق و غرب کو اپنے دفاعی اور اقتصادی لحاظ سے سخت خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ انہیں سب سے اہم خطرہ ثقافتی لحاظ سے ہوگا اور اس نئی اسلامی لہر سے شرق و غرب اور یہود پر کپکپی طاری ہوگی اور انہیں اپنی مدت سامنے نظر آئے گی۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت میں آ چکا ہے کہ شرق و غرب امام مہدیؑ کے پرچم پر لعن و نفرین کریں گے یعنی آپ کی حکومت اور انقلاب سے نفرت کریں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے جنگی بحری بیڑوں کو خلیج اور نزدیکی سمندری علاقوں میں حرکت میں لے آئیں کیونکہ جب وہ آزاد شدہ علاقوں میں ہر قسم کے اثر و نفوذ سے مایوس ہو جائیں گے تو ان کا حربہ یہی ہوگا کہ اپنی بحری اور ہوائی افواج کے ذریعہ دھمکیاں دیں۔ خاص طور سے یہ شرق و غرب و یہود بصرہ اور اصطخر کے بڑے معرکے کی پشت پناہی کر رہے ہوں گے۔

(ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں غرب اپنی پوری توانائیوں کو بروئے کار لائے گا اور ان کی حکمت عملی یہ ہوگی کہ براہِ راست جنگ کرنے کے بجائے نام کے مسلمان سفیانی کو آگے کریں۔ وہ اس کی ہر قسم کی یعنی تسلیحاتی 'تبلیغاتی وغیرہ مدد کر رہے ہوں گے لیکن شکست ان کا مقدر ہوگی اور امام مہدی علیہ السلام اس معرکہ میں کامیاب ہوں گے اور فاتح کی حیثیت سے عراق میں داخل ہوں گے۔ (از مترجم)

ایران و عراق میں ورود مہدیؑ

امام مہدی علیہ السلام کی حجاز سے حرکت کے حوالے سے کچھ اختلاف موجود ہے۔ شیعہ روایات بتاتی ہیں کہ آپ حجاز سے سیدھے عراق کی طرف آئیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ مکہ سے عراق آئیں گے اور یہ روایات روضۃ الکافی کی تائید بھی کرتی ہے جس میں ہے کہ آپ مکہ سے مدینہ کی طرف خود نہیں جائیں گے بلکہ اپنا لشکر روانہ کر دیں گے جب کہ اہل سنت کی روایت یہ بیان کرتی ہیں کہ آپ مکہ یا حجاز سے شام اور قدس کی طرف بڑھیں گے لیکن بعض روایات میں ہے کہ عراق جائیں گے اور وہاں سے شام اور روس کی طرف بڑھیں گے۔ مخطوطہ ابن حماد میں کچھ روایتیں انفرادی حیثیت کی مالک ہیں جن میں ہے کہ آپ حجاز سے پہلے جنوبی ایران آئیں گے جہاں پر ایرانی آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے اور ان کے قائد خراسانی اور افواج کے کمانڈر شعیب بن صالح بیعت کرنے کے بعد مل کر سفیانی کے خلاف بصرہ کے علاقے میں ایک بڑے معرکہ میں وارد ہونے کے بعد عراق میں داخل ہوں گے۔

ان تمام روایات کا اتفاق اس امر پر ہے کہ آپ کی تحریک کا آغاز مکہ اور اختتام با ہدف و مقصد قدس ہے۔ اس دوران کچھ عرصہ تو آپ حجاز میں ہی اپنی حکومت کے اوضاع ٹھیک کرنے میں اور کچھ وقت عراق میں قدس پر چڑھائی کرنے کے لیے اپنے لشکر کو ترتیب دینے میں گزاریں گے۔

یہ طبعی امر ہے کہ نبی اکرمؐ، آئمہ اہل بیت علیہم السلام اور تابعین سے جو احادیث

نقل ہوئی ہیں وہ حضرت کے تمام اقدامات و حرکات بیان نہیں کرتیں ہیں بلکہ چند بنیادی اقدامات کو ذکر کرتی ہیں کہ جن کے بیان سے آپ کے پلان کو نقصان نہیں پہنچ سکتا اور مسلمانوں کے دلوں میں امید باقی رہتی ہے پھر خدا کے اعجاز سے مسلمانوں کے دل حضرت کے ظہور کے وقت مضبوط اور قوی ہو جائیں گے اور یہی سزا انہیں امام مہدی علیہ السلام کی تائید و نصرت کے لیے آمادہ کرے گی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس اثنا میں حضرت حجاز' ایران' عراق اور یمن میں مصلحتاً آتے جاتے رہیں گے۔ وقت کے تقاضے کے مطابق اور آپ اپنے لشکر کے ہمراہ معرکوں میں بذات خود شریک نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے۔ ہم نے ایران کے باب میں یہ بات واضح کر دی ہے کہ آپ جنوبی ایران آئیں گے جس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں:

۱- شیعہ اور سنی نے حجاز کی آزادی کے بعد بصرہ کے بہت بڑے اور فیصلہ کن معرکہ کا ذکر کیا ہے۔

۲- اس وقت آپ کے لشکر کو ایرانی عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہوگی جس کے لیے ضروری ہے کہ آپ ایران آئیں تاکہ انہیں بصرہ اور خلیج کے معرکہ کے لیے ہدایات دے سکیں۔ (یعنی ان کے جوش کو بڑھا سکیں' حوصلوں کو بلند کریں اور ان کی زیارت اور ملاقات کی خواہش کو پورا کر سکیں۔ از مترجم)

مخطوط ابن حماد ص ۸۶ پر ولید بن مسلم اور رشد بن سعد نے ابی رومان سے اور اس نے علی بن ابی طالبؑ سے روایت کی ہے" جب سفیانی کا لشکر کوفے کے راستے میں ہوگا تو اس وقت سفیانی اپنے لشکر کو اہل خراسان کی تلاش میں بھیجے گا جب کہ خراسانی لشکر امام مہدیؑ کی تلاش میں نکل چکے ہوں گے پس حضرت مہدیؑ اور ہاشمی لشکر (سیاہ پرچم والے) جس کی کمان شعیب بن صالح کے پاس ہوگی۔ آپس میں ملاقات کریں گے جس کے بعد حضرت مہدی علیہ السلام باب اصطخر میں سفیانی کی افواج سے بڑی جنگ یا بڑا

[illegible] جس میں سیاہ پرچم غالب آجائیں گے اور سفیانی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوگا۔ اس وقت لوگ حضرت مہدیؑ کی تمنا کریں گے اور آپ کی تلاش میں نکلیں گے۔

[illegible] ابوعثمان نے جابر سے اور اس نے ابوجعفر علیہ السلام سے حدیث بیان کی [illegible] سفیانی کوفہ (بغداد) میں داخلے کے بعد اپنی افواج کو اطراف میں بھیجے گا۔ اس وقت اسے بری خبر وراء النہر سے خراسان کی جانب سے ملے گی۔ پس اہل مشرق ان کا قتل کرتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ ان کی (یعنی اپنے فوجیوں کی) محبت اسے وہاں لے جائے گی تو وہ ایک بڑا لشکر اصطخر میں بھیجے گا جس کا کمانڈر بنی امیہ سے ہوگا۔ اس وقت وہ ایک جنگ قومس میں اور دوسری دولات الری اور ایک لڑائی تخوم زرغ میں لڑیں گے اس وقت سفیانی اہل کوفہ کو اور اہل مدینہ کو قتل کرنے کا حکم صادر کرے گا' اس وقت خراسان سے ان لوگوں پر سیاہ پرچم والے ظاہر ہوں گے۔ بنی ہاشم کا ایک نوجوان جس کے دائیں ہاتھ میں ایک خال ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے معاملہ اور راستے کو آسان کرے گا پھر وہ ایک لڑائی تخوم خراسان میں لڑے گا اور ہاشمی ری کے راستے میں ہوگا۔ وہ بنی تمیم کے ایک موالی شخص سے جس کا نام شعیب بن صالح ہوگا ملے گا اور اسے اصطخر کی طرف روانہ کرے گا یعنی اس اموی لشکر کی طرف پس جب وہ یعنی شعیب بن صالح' مہدیؑ اور ہاشمی بیضاء اصطخر میں ملاقات کریں گے تو ان کے اور اموی لشکر کے درمیان ایک بڑی جنگ ہوگی جس میں اتنا خون بہایا جائے گا کہ جو گھوڑوں کے گھٹنوں تک آجائے گا۔ پھر سجستان سے ایک فوج جس کا کمانڈر بنی عدی کا ایک شخص ہوگا اللہ تعالیٰ اس کے انصار اور فوج کو غلبہ دے گا۔ پھر مدائن میں ایک لڑائی ہوگی دو لڑائیوں اور آخر ماقر قوفا میں صیلمیہ کی لڑائی کے بعد ہوگی یہاں تک کہ نجات پانے والے اس کی خبر دیں گے۔ پھر بابل میں بڑی قتل و غارت گری ہوگی اور نصیبین کی زمین میں بہت بڑی جنگ ہوگی۔ پھر الاحوص پر ان کی قوم کی اکثریت خروج کرے گی وہ ان کی جماعتوں میں

سے ہوں گے اور ان کی اکثریت کوفہ اور بصرہ سے ہوگی یہاں تک کہ کوفان میں جو قیدی اس کے ہاتھ میں ہوں گے ان کو رہا کرائیں گے۔

اگرچہ ان دونوں روایتوں کی سند کمزور اور ان کے متن میں بھی اضطراب ہے اور دوسری روایات میں متعدد لڑائیوں کا ذکر ہے جن کا تذکرہ ضعیف روایات میں ہی ہے لیکن عراق کے باب میں ہم نے بصرہ کے جس معرکہ کا ذکر کیا ہے اس کی تائید ہوتی ہے جس طرح شرق و غرب کی طرف سے امام مہدی علیہ السلام کے انقلاب اور حکومت کے خلاف سخت ردعمل کی تائید ان روایات سے ہوتی ہے جن میں یہ آیا ہے کہ بصرہ کی جنگ میں حضرت مہدیؑ اور آپ کے انصار کے مدمقابل غربیین اور اہل اناجیل ہوں گے۔ ابن حماد کی روایت میں سفیانی کا جو لشکر مذکور ہے اس سے یہ بات واضح ہے کہ یہ لشکر غربیوں (یورپی، امریکی) کی ہدایت پر تشکیل دیا جائے گا۔

بصرہ کے بارے میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کے طویل خطبہ میں ہے "پس ان کا پیچھا کریں گے ان شہداء کے اہل جو ابلہ کے مقام پر شہید ہوئے ہیں (جن کا پیچھا کیا جائے گا ان کے بارے میں ہے) اناجیل ان کے سینوں میں ہیں۔

(نہج البلاغہ، میثم البحرانی، ص ۱۲۸)

اگر یہ درست ہو کہ اس روایت سے مراد بصرہ اور خلیج کا معرکہ ہے جو ابن حماد کی روایت میں ظہور کی حرکت کے بارے میں ہے یہ بھی اس کے بارے میں ہے تو پھر اس کی اہمیت اور ضخامت اور بڑھ جاتی ہے کہ جب امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کو فتح ہوگی اور طاقت کا توازن ان کے حق میں ہوگا تو اس وقت پوری دنیا کی نظریں امام مہدیؑ کی طرف اٹھیں اور ایک بھرپور عوامی حمایت آپ کو ملے گی"۔ پس اس وقت لوگ حضرت مہدیؑ کی خواہش و طلب کریں گے جیسا کہ ابن حماد کی روایت میں ذکر ہوا ہے۔

روایت بتاتی ہے کہ امام مہدیؑ عراق میں سات نور کے قبوں میں داخل ہوں

گے اس روایت کو میں نے بنیادی حوالوں میں نہیں پایا۔ بہر حال امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تشریح میں فرمایا:

"یامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان –"

حضرت قائم علیہ السلام رجفعہ (زلزلہ، خوف و ہراس) کے دن نور کے سات قبوں کے ساتھ اتریں گے اور یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ ان میں سے کسی ایک میں ہیں یہاں تک کہ آپ کوفہ پہنچیں گے (یوم الخلاص، ص ۲۶۷)۔ اس میں آگے کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حالت امام مہدیؑ کے لیے کرامت ربانی ہو۔

۲- ممکن ہے کہ عراق میں طائروں کے جھرمٹ میں آنے کو بیان کیا گیا ہو۔

۳- طیاروں کے مشابہ کوئی وسائل ہوں انہیں روایت میں قبوں سے تعبیر کیا ہے خاص طور سے آیت کی تفسیر میں ذکر کرنا یہ بتاتا ہے کہ یہ ایک خدائی انتظام ہے۔

عراق میں آپ کے افعال کے بارے میں روایات کافی ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے عراق کے باب میں نقل کیا ہے۔ باقی روایات کو اس جگہ اجمالی طور پر بیان کرتے ہیں:

۱- عراق کے داخلی حالات کو ٹھیک کریں گے خوارج کے گروہوں کا قتل اور دیگر مخالفین کا صفایا کریں گے۔

۲- نجف، کربلا اور کوفہ میں داخلے کے بعد کوفہ کو اپنی اسلامی حکومت کا مرکز اور دارالحکومت قرار دیں گے۔

۳- عالمی نماز جمعہ کے لیے کوفہ میں ایک مسجد تعمیر کریں گے جس کے ایک ہزار دروازے ہوں گے۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: "بہ تحقیق جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور لوگ سورج

کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے۔ اور ایک مرد کو اتنی عمر دے دی جائے گی کہ اس کے ایک ہزار لڑکے پیدا ہوں گے جس میں کوئی بھی لڑکی نہیں ہوگی اور کوفہ کی پشت پر ایک مسجد تعمیر کریں گے جس میں ایک ہزار دروازے ہوں گے کوفہ کے گھر، نہر کربلا اور حیرہ سے متصل ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک شخص نماز جمعہ کے لیے تیز سواری پر نکلے گا لیکن نماز اسے مل نہیں سکے گی"۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۳۰، ۳۳۱ میں امام باقر علیہ السلام سے مذکور ہے:

"پس جب دوسرا جمعہ ہوگا تو لوگ کہیں گے کہ یا ابن رسول اللہ! آپ کے پیچھے نماز پڑھنا، رسول اللہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے اور یہ مسجد کافی نہیں ہے۔ پس آپ ایک مسجد کا نقشہ بنائیں گے جس کے ہزار دروازے ہوں گے جو لوگوں کے لیے کافی ہوں گے اور اس مسجد پر ایک مستحکم عمارت ہوگی"۔

ہو سکتا ہے ہزار دروازہ والی بات مسجد کی وسعت کو ظاہر کرنے کے لیے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد جامع ہوگی جس میں پوری دنیا سے لوگ آپ کے پیچھے نماز جمعہ پڑھنے کے لیے آئیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی مسافت ۸۰ کلو میٹر ہو جو کہ گاڑیوں کی پارکنگ اور ایئر پورٹ وغیرہ کو ملا کر کوفہ اور کربلا کا درمیانی فاصلہ ہو۔

۴۔ کربلا کی منزلت و مرتبہ کو ظاہر کریں گے اور اپنے جد امجد امام حسین علیہ السلام کی کرامت کربلا کو عالمی حیثیت دیں گے۔ روایات میں ہے کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کربلا کو ضرور مقام 'معقل' مرکز اور پناہ گاہ قرار دے گا۔ مومنین اور ملائکہ اس کی طرف آئیں گے اور اس (کربلا) کے لیے بڑی شان و منزلت ہوگی۔ (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۱۲)

۵۔ ایک معجزہ نجف الکوفہ میں ظاہر ہوگا کہ آپ اپنے جد امجد کی زرہ کو پہنیں گے اور

ایک خاص سواری پر جو دنیا کے لیے روشنی کرے گی، سوار ہوں گے۔ پس لوگ آپ کو اپنے اپنے شہروں میں دیکھیں گے جبکہ حضرتؑ اپنی جگہ پر ہی موجود ہوں گے۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے گویا کہ "میں حضرت قائمؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ نجف کی بلندی پر ہیں اور رسول اللہ کی زرہ پہن رکھی ہے پس وہ آپ پر سکڑ جائے گی پھر پھیلتی جائے گی پس وہ حضرت کے جسم کو گھیر لے گی یعنی پوری اور فٹ آ جائے گی اور حضرتؑ کے جسم کے مطابق ہوگی۔ پھر آپ زرہ کے اوپر استبرق کا کپڑا ڈال دیں گے۔ پھر آپ اپنے ابلق گھوڑے پر سوار ہوں گے اس کی آنکھوں میں شمراخ ہوگا۔ اس گھوڑے پر آپ کھڑے ہوں گے یا وہ گھوڑا اوپر اٹھے گا اور ہر شہر تک اس شمراخ کا نور پہنچے گا اور یہ آپ کی نشانی و معجزہ ہوگا۔ پھر آپ رسول اللہ کا پرچم لہرائیں گے اور جب اسے پھیلائیں گے تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان سب کو روشن کر دے گا"۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۹۱) (ابلق: سفید چتکبرا، شمراخ: انگور کا گچھا)۔ اسی میں امیر المومنین علیہ السلام کی روایت ہے "گویا میں قائم علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وادی السلام سے سہلہ کی طرف ایک آراستہ گھوڑے پر سوار جا رہے ہیں اور اس گھوڑے کے لیے شمراخ ہے اور وہ چمک دار ہے۔ حضرت قائم علیہ السلام دعا مانگیں گے اور فرمائیں گے:

لا الہ الا اللّٰہ حقًا حقًا لا الہ الا اللّٰہ تعبدوا ورقا اللھم معز کل مومن وحید ومذل کل جبار عنید - انت کنفی حین تعییني المذاهب وتضیق علی الارض بما رحبت اللھم خلقتني وکنت غنیًا عن خلقی، ولولا نصرک ایابی لکنت من المغلوبین - یامنموا ضعھا ومخرج البرکات من معادنھا، ویامن خص نفسه بشموخ الرفعته فاولیاوه بعزة

يتعززون بامن وضعت له الملوک نير المذلة على اعناقهم' فهم من سطوته خائفون ...... الخ

ہم عنقریب بتائیں گے کہ خدا آپ کے ہاتھوں کیا کرامات اور معجزے ظاہر کرے گا' غیبی امداد دے گا اور کس طرح علوم ترقی کریں گے۔

۶- مسجد سہلہ کو اپنے اور اپنے عیال کے لیے رہائش گاہ قرار دیں گے جو کوفے کے نزدیک کربلا کے راستے میں واقع ہے اور اس بارے میں کئی روایات ہیں۔

۷- قدس سے پہلے آپ عراق میں کافی عرصہ ٹھہریں گے۔ پھر کوفہ آئیں گے اور اس جگہ آپ کا قیام طولانی ہوگا جتنا خدا چاہے گا' رکیں گے۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۳۴)

اس کا ایک سبب تو عراق کے داخلی حالات کو سدھارنا ہو سکتا ہے اور دوسرے یہ کہ حضرتؑ دنیا بھر سے آئے ہوئے اپنے انصار و معاونین کو دنیا میں جمع کر دیں گے کیوں کہ آپ عراق کو اپنی حکومت کا مرکز بنائیں گے اس لیے اسے مضبوط کرنا ضروری ہوگا۔ اسی اثناء میں قدس کی فتح کے لیے ایک بڑی جنگ کی تیاریاں کریں گے اور ہر وہ چیز جو ضروری ہے جمع کریں گے۔ پھر اپنی افواج کو عراق سے مختلف شہروں کی طرف روانہ کریں گے--- آخر کار اپنے لشکر جرار کے ساتھ قدس کی طرف روانہ ہوں گے۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''جب حضرت قائم علیہ السلام کوفہ میں داخل ہوں گے تو کوئی مومن ایسا نہیں ہوگا جو خود کو وہاں نہیں پہنچائے گا یا اس کی طرف نہیں آئے گا اور حضرت قائم علیہ السلام امیر المومنین علی علیہ السلام کا یہ جملہ دہرائیں گے کہ ''اس طاغیہ اور سرکش کی سرکوبی کے لیے نکل کھڑے ہو۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۳۰)

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے ''میں حضرت قائم علیہ السلام کو نجف الکوفہ پر دیکھ رہا ہوں وہ مکہ سے کوفہ کی طرف پانچ ہزار فرشتوں کی ہمراہی میں آرہے ہیں۔ جبرائیل آپ کے دائیں طرف میکائیل علیہ السلام بائیں طرف اور مومنین سامنے ہیں اور وہ ملکوں میں اپنے لشکر کو بھیج رہے ہیں''۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۳۳۷)

ایک روایت میں ہے کہ شعیب بن صالح آپ کے آگے آگے ہیں وہ آپ کے لشکر کے کمانڈر انچیف ہوں گے۔

۸- روایات بتاتی ہیں کہ حضرت اپنا پہلا لشکر ترک (روس) سے جنگ کے لیے روانہ کریں گے۔

مخطوطہ ابن حماد' ص ۱۵۸ میں ارطاۃ سے نقل ہوا ہے سفیانی ترک (روس) سے جنگ کرے گا۔ پھر ترک کا خاتمہ حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں ہوگا اور یہ وہ پہلا پرچم ہوگا جسے حضرت مہدی علیہ السلام نصب کریں گے اور ترک (روس) سے جنگ کے لیے روانہ کریں گے۔

الملاحم والفتن الابن طاؤس کے ص ۵۲ پر اسی سے ملتی جلتی روایت درج ہے۔ ابن طاؤس نے اپنی کتاب میں مخطوطہ ابن حماد کے ۷۰ سے زائد صفحات کو نقل کیا ہے۔ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں کہ ان روایات میں ترک سے مراد مسلمان ترک نہیں ہیں بلکہ کفار ترک ہیں چنانچہ بعض روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں جن میں ترکوں کے بھائی یعنی جو قوم ترک کی جانب سے ہے زیادہ واضح یہی ہے کہ اس سے مراد روس ہو۔

۹- بعض روایات بتاتی ہیں کہ آپ ایک لشکر قسطنطنیہ بھیجیں گے ایک لشکر دیلم کی طرف اور ایک لشکر چین کے پہاڑوں کی طرف روانہ کریں گے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عراق میں اپنی نئی حکومت کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے بہت سارے کام انجام دیں گے۔ ان میں اپنے زیر انتظام علاقے کے عوام کے مسائل حل کرنے' امن و سکون کی بحالی اور دیگر اوضاع کی درستگی شامل ہوگی اسی اثناء میں اپنی حکومت کا دائرہ کار بڑھانے کے لیے چھوٹی موٹی جنگیں لڑیں گے اور بڑی جنگ کی تیاری کریں گے۔ مشرقی سرحدوں کو روس اور چین کی طرف سے محفوظ کرنے کے لیے ضروری اقدامات کریں گے اسی دوران سیاسی' عوامی اور عسکری طور پر قدس کا معرکہ لڑنے کے لیے تیاریاں پوری کریں گے۔

قدس کی جانب پیش قدمی

روایات میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام روم (غربیوں) سے انطاکیہ کے محاذ پر جنگ کرنے کے لیے ایک لشکر بھیجیں گے جس میں آپ کے خاص اصحاب بھی ہوں گے۔ پس وہ غار انطاکیہ سے تابوت سکینہ کو نکالیں گے جس میں توریت اور انجیل کے اصل نسخے ہوں گے۔ مخطوطہ ابن حماد ص ۹۸' صاحب کتاب یوم الخلاص نے ۲۸۴ص پر البحار کی طرف اور منتخب الاثر کی طرف نسبت دی ہے مجھے دو کتابوں میں یہ روایت نہیں ملی---ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کارروائی غربی افواج کو روکنے یا ان میں شک و بے چینی پیدا کرنے کے لیے ہوگی کیونکہ یہ لشکر انطاکیہ کے ساحل پر معرکہ قدس اور اس کی فتح میں شرکت کے لیے آمادہ ہو چکا ہوگا۔ مسلمان افواج توریت اور انجیل کے اصلی نسخے نکال کر ان کو مبہوت اور لاجواب کر دیں گے اور ان سے کہیں گے کہ تم کیونکر افواج مہدی علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرتے ہو؟ روایت میں آیا ہے کہ یہ قوات ماہ رمضان میں آسمانی ندا کے بعد اس جگہ پہنچیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے لیے معجزانہ طور پر اصحاب کہف کو ظاہر کر دے گا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے ''روم والے سمندر کے ساحل پر آئیں گے' نوجوانوں کے غار کے پاس اللہ تعالیٰ ان نوجوانوں کو کہف سے کتے سمیت اٹھا دے گا ان میں سے ایک شخص ملیخا نامی اور دوسرا خملاحا ہوگا یہ دونوں نوجوان قائم علیہ السلام کے لیے مسلمہ گواہ ہوں گے۔ (بحار الانوار ج ۵۲' ص ۲۷۵)

اس کا مطلب شاید یہ ہو کہ ملیخا اور خملاحا حضرت مہدیؑ کے پاس آئیں۔ آپ

کے ہاتھ پر بیعت کریں اور ان کے پاس جو مواریث ہوں انہیں آپ کے حوالے کریں۔ بنابرایں یہ معجزہ غربیوں کو امام مہدی علیہ السلام کے خلاف یہود اور سفیانی کی حمایت میں فتح قدس کے معرکہ میں داخل ہونے سے روک دے گا یا وہ سوچ میں پڑ جائیں گے اور کچھ عرصہ کے لیے رک جائیں گے۔

۱- پہلی نشانی و معجزہ اصحاب کہف کا ظاہر ہو جانا۔

۲- اصحاب حضرت مہدیؑ کا انطاکیہ کے غار سے تابوت سکینہ کو نکال کر اس سے تورات اور انجیل کے اصلی نسخوں کا نکالنا' پھر غربیوں پر جو خود کو عیسائی کہتے ہوں گے ان پر احتجاج کرنا...... اس وجہ سے یہ بات بعید از قیاس معلوم ہوتی ہے کہ امام مہدیؑ اور غربیوں کے درمیان انطاکیہ کے محاذ پر معرکہ ہوگا۔ اسی طرح غربیوں کی قوات و افواج کا ترکیا کے ساحل پر اور خود ترکیا میں نہ اترنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ترکیا ان کے نفوذ سے باہر ہوگا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس وقت تک عوامی انقلاب کے ذریعے ترکیا آزاد ہونے کے بعد امام کی حکومت میں شامل ہو چکا ہو یا امام مہدیؑ کے لشکر نے ترکی کو آزاد کرا لیا ہوگا۔ لیکن روم کی افواج جو ساحل فلسطین پر رملہ میں اتریں گی' جسے روایات میں مارقۃ الروم کہا گیا ہے یہود و سفیانی کے ہمراہ ہوں گی اور جنگ میں امام مہدیؑ کے خلاف ہوں گی۔

اسی طرح بعض روایات میں آیا ہے کہ قدس کی فتح کے لیے حضرت اپنا لشکر شام کی طرف روانہ کریں گے یعنی آپ خود معرکہ میں شریک نہیں ہوں گے بلکہ دشمنوں کی شکست کے بعد قدس میں داخل ہوں گے لیکن اکثر روایات یہ بتاتی ہیں کہ آپ خود اپنے لشکر کے ہمراہ ہوں گے اور دمشق کے نزدیک مرج عذراء میں پڑاؤ ڈالیں گے۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''پھر کوفہ میں آئیں گے اور جس قدر خدا چاہے گا وہاں اپنے قیام کو طول دیں گے یہاں تک کہ اس پر مکمل طور پر چھا جائیں گے۔ پھر چلیں گے اور

اپنے انصار کے ساتھ مرج عذراء میں آئیں گے اس وقت آپ سے بہت سارے لوگ آ کر مل چکے ہوں گے اور سفیانی اس دوران میں وادی رملہ میں ہوگا یہاں تک کہ دونوں لشکروں کی ملاقات ابدال کے دن ہوگی بہت سارے لوگ (شیعان آل محمدؑ) جو سفیانی کے ہمراہ تھے وہ وہاں سے نکل آئیں گے اور سفیانی کے جو ساتھی آل محمدؑ کے ساتھ تھے وہ یہاں سے نکل کر سفیانی کے لشکر میں چلے جائیں گے۔ تمام لوگ اپنے اوپر پرچم کی طرف روز ابدال چلے جائیں گے۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے "اس سفیانی کو اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا کوئی خبر لانے والا بھی نہیں بچے گا۔ اس دن وہ رسوا اور خسارے میں ہے جو کلب (قبیلہ کا نام ہے جو سفیانی کے ننھیال ہوں گے) کی غنیمت سے محروم رہے"۔ (بحار الانوار ج ۵۲ ص ۲۲۴)

یہ روایت چند امور پر دلالت کرتی ہے:

۱- امام مہدیؑ کو بھرپور حمایت حاصل ہوگی اور جنگ کے بغیر سوریا میں داخل ہوں گے۔

۲- دمشق سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر اپنی فوج کے خیمے لگائیں گے۔ قدس کے معرکہ سے پہلے اس خطہ کی جو سیاسی حالت ہوگی وہ روایت سے اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ

غربیوں میں امام مہدی علیہ السلام کا مقابلہ کرنے میں ایک خوف ہوگا' اور اس کی وجہ امام کی متعدد غیر متوقع کامیابیاں ہوں گی جو اس معرکہ سے پہلے آپ یمن' حجاز' عراق اور خلیج کی ریاستوں میں حاصل کر چکے ہوں گے اور اسلامی دنیا میں آپ کی حمایت کی جو عوامی لہر ہوگی' خاص طور سے اس خطہ کے مسلمانوں میں امام مہدیؑ کی حمایت کے لیے جو جوش و خروش پایا جاتا ہوگا...... اس طرح سے جو ربانی نشانیاں اور الٰہی معجزے ظاہر ہوں گے۔ معرکہ قدس سے پہلے ان کا غربی اقوام پر کافی اثر ہوگا اور اس

وجہ سے غربی حکمرانوں کا اپنا مسئلہ بھی مشکل ہوگا' اسی لیے غربی اپنی زیادہ تر افواج کو اس معرکہ میں داخل نہیں کریں گے۔ وہ انطاکیہ کے ساحل' رملہ کے ساحل اور مصر میں افواج بھیجنے کے علاوہ اور فوج روانہ نہیں کریں گے۔ ان کا کردار یہود و سفیانی کی پیچھے سے حمایت اور مدد کرنا ہوگا اور جنگ میں براہ راست فریق نہیں بنیں گے۔

یہود کی حالت انتہائی پریشان کن ہوگی کیونکہ یہ جنگ اصلاً ان کی نابودی اور خاتمے کے لیے ہوگی لیکن وہ اس بات کو ترجیح دیں گے براہ راست امام مہدی علیہ السلام کی افواج کا سامنا نہ کریں بلکہ اپنے جیرہ خوار ایجنٹ سفیانی کے ذریعہ اپنے لیے عربی دفاعی خط بنائیں گے اور عربی لشکر کو امام مہدیؑ کے مقابلے میں بھیجیں گے۔ بنیاد اور اساس ہمیشہ یہی رہی ہے اور سنت الٰہی بھی یہی بتاتی ہے کہ خوشحال قومیں' شاہ خرچ حکومت' ظالم و جابر حکومتیں اور وہ اقوام جو دوسروں کو اپنا غلام بناتی ہیں ان سب کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ان کی طرف سے لڑے کوئی اور' اور قربانی بھی کوئی اور دے اور وہ خود آرام سے رہیں۔ خط مقدم اور اگلی لائن کے مورچوں پر دوسروں کو رکھتے ہیں اور خود دوسری لائن پر موجود رہتے ہیں جیسا کہ ہم آج یہود و غربیوں کی حالت دیکھ رہے ہیں۔

اس خطہ کی عوامی صورت حال یہ ہوگی کہ امام مہدی علیہ السلام کی تائید میں اس قدر اضافہ ہو جائے گا کہ سفیانی موقع پا کر ملک شام کو امام مہدیؑ کی حکومت میں شامل کرنے پر مجبور نظر آئے گا مگر اس کی بیرونی حمایت یعنی اجنبی آقا اسے ایسا نہیں کرنے دیں گے بلکہ اس سے کہیں گے کہ تیری مدد کے لیے رملہ کے ساحل پر غربی افواج کھڑی ہیں اور یہود کی ساری افواج تیری مددگار ہیں' پھر تو کیوں ہتھیار ڈالتا ہے' تم جنگ کرتے رہو ہم تمہاری کامیابی کے ضامن ہیں اس طرح اسے جنگ میں مصروف کر دیں گے۔ بعید نہیں ہے کہ سفیانی کا اپنے لشکر کے ہمراہ وادی رملہ میں آنا اس لیے ہو کہ دمشق کی سرزمین پر سفیانی کا لشکر امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کا سامنا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوگا' کیونکہ عوامی دباؤ اتنا بڑھ چکا ہوگا کہ اس کے امکان میں نہیں رہے گا کہ وہ یہاں

جنگ کرے اس لیے وہ رملہ کی طرف منتقل ہو جائے گا' جہاں غربی افواج موجود ہوں گی (اور ہو سکتا ہے کہ اس کے یہودی اور غربی آقاؤں کا حکم ہو کہ وہ رملہ کی طرف منتقل ہو جائے تاکہ انہیں تسلی رہے کہ اس طرح یہ ہتھیار نہیں ڈالے گا اور خود کو اپنے لشکر سمیت امام مہدیؑ کے حوالے نہیں کرے گا (مترجم)۔ اسرائیل کی سرحدوں کی سامنے والی شام کی دفاعی لائن سفیانی کی افواج کے پاس ہوگی' باقی پورا علاقہ فوج سے خالی ہوگا اور وہاں تک امام مہدی علیہ السلام کے لشکر کے آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سیاسی بحران کی طرح یہ عسکری بحران بھی ان کے لیے مسئلہ ہوگا۔ مخطوطہ ابن حماد میں اس عنوان (مہدیؑ کا مکہ سے بیت المقدس کی طرف خروج) کے تحت تقریباً بیس احادیث ہیں' ان میں سے چند ہمارے شیعہ حوالوں میں بھی موجود ہیں۔ کچھ احادیث یہاں بیان کرتے ہیں:

۱- ابن زریر غافقی نے کہا ہے کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا۔ ''لشکر مہدیؑ بارہ ہزار کی تعداد میں نکلے گا' اگر کم ہوئے اور اگر زیادہ ہوئے تو پندرہ ہزار کے لشکر میں۔ آپ رعب و دبدبہ سے چلیں گے اپنے ہر دشمن (جس سے ملاقات کریں گے) کو شکست دیں گے۔ ان کا شعار ''اُمت اُمت''، ''مار دے مار دے'' ہوگا۔ اللہ کے معاملے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کو نہیں سنیں گے...... ان کے خلاف شام سے' سات پرچم نکلیں گے وہ سب کو شکست دیں گے اور شام پر قبضہ کر لیں گے اور مسلمانوں کو ان کی محبت' ان کی نعمت اور ان کی عزت و وقار واپس لوٹا دیں گے' ان کے بعد نہیں ہوگا مگر دجال۔ ہم نے کہا کہ آپ نے فرمایا ''قا۔۔۔ الہز ارة''۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تو حضرتؑ نے فرمایا کہ حکومت لے لیں گے یہاں تک کہ جو شخص بھی باتیں کرنا چاہے گا' کرے گا اسے کسی بات کا خوف نہیں ہوگا یعنی ان کی آزادی انہیں واپس دلا دیں گے۔
(مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۱)

۲- حضرت مہدیؑ چلیں گے یہاں تک کہ بیت المقدس میں اتریں گے خزانوں کو

آپ کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ عرب' عجم' اہل جنگ اور روم وغیرہ سب آپ کی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔

۳- ص ۹۷ پر ہے ''مہدی علیہ السلام کہیں گے کہ میرے ابن عم کو باہر لاؤ تاکہ میں اس سے بات کروں' تو وہ باہر نکلے گا اور حضرت اس سے بات کریں گے پس وہ حکومت آپ کو دے دے گا اور بیعت کر لے گا۔ لیکن جب سفیانی اپنے اصحاب میں جائے گا تو کلب اسے شرمندہ کریں گے'' کلب اس کے رشتہ دار ہوں گے' (یہ قبیلہ کا نام ہے) پس وہ واپس آئے گا اور اپنی بیعت واپس لینا چاہے گا (یعنی کہے گا کہ میں بیعت واپس لینا چاہتا ہوں اور اپنی بات سے پھر گیا ہوں) تو حضرت اس پر اصرار نہیں کریں گے اس کی بات واپس کر دیں گے۔ پس حضرت مہدیؑ اور سفیانی سات پرچموں کے ساتھ جنگ کریں گے۔ سات پرچم جو سفیانی کے ہمراہ ہوں گے' ان کی حالت یہ ہوگی کہ ہر پرچم اپنے لیے حکومت چاہتا ہوگا' پس حضرت مہدی علیہ السلام انہیں شکست دیں گے اور اللہ تعالیٰ روم یعنی غربیوں کو امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں شکست دے گا۔

سفیانی لعنۃ اللہ' امام مہدی علیہ السلام کا ابن عم (چچازاد) اس لیے ہے کیونکہ ہاشم اور امیہ دونوں بھائی مشہور تھے۔ اگر یہ روایت درست ہو تو یہ حکیمانہ سیاست ہے اور امام کا خلق عظیم بھی کہ اس طرح حضرت اسے گمراہی سے نکالنا چاہیں گے اگر ممکن ہو اور اس پر مزید حجت تمام کرنا چاہیں گے لیکن سفیانی بہت جلد پشیمان ہو جائے گا اس بات سے جو اس نے وقتی طور پر امام مہدیؑ سے متاثر ہو کر کی تھی اور سفیانی کو اس کے رشتہ دار بنوکلب اس فیصلہ پر شرمندہ کریں گے اس کا مذاق اڑائیں گے بلکہ اس کے سات کمانڈرز درحقیقت ان سات کمانڈروں کے ساتھ اتحادی فوج ہوگی وہ بھی اسے شرم دلائیں گے ان کے پیچھے رومی اور یہودی سردار ہوں گے۔

الملاحم والفتن میں امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے "پس سفیانی پر اللہ غضب کرے گا اور اللہ کے غضب کی وجہ سے مخلوق خدا سفیانی پر غضب کرے گی۔ پس پرندے اپنے پروں سے ان پر چھڑکاؤ کریں گے۔ پہاڑ اپنی چٹانوں سے اور فرشتے اپنی آوازوں سے۔ ایک گھنٹہ بھی نہیں گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ سفیانی کے اصحاب کو ہلاک کر دے گا۔ پس زمین پر سوائے سفیانی کے کوئی باقی نہ رہے گا۔ پس حضرت مہدیؑ اسے پکڑیں گے اور اسے اس درخت کے نیچے ذبح کر دیں گے جس کی ٹہنیاں لٹکی ہوئی ہوں گی"۔ (ص۱۳۰)

ایک اور روایت میں ہے "پس امام مہدی علیہ السلام کے کمانڈر میں سے ایک کمانڈر اسے لے آئے گا' جس کا نام صیاح ہوگا' وہ اسے قیدی بنائے گا۔ پھر اسے کھینچ کر لے جائیں گے' اس درخت کی طرف جس کی ٹہنیاں لٹکی ہوئی ہیں' پس اس جگہ اسے ذبح کریں گے جیسے بکری کو ذبح کیا جاتا ہے۔ (الزام الناصب' ج ۲' ص ۱۰۳)

بعض روایات اس معرکہ میں غیبی امداد کو کسی اور طریقہ سے ذکر کرتی ہیں۔ "اس دن آسمان سے ایک نداء دینے والے کی آواز کو سنا جائے گا جو یہ کہہ رہا ہوگا' آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے اولیاء فلاں (مہدی) کے اصحاب ہیں' پس دبرۃ (شکست و تباہی) سفیانی کے اصحاب کے لیے ہے' انہیں قتل کر دیا جائے اور ان میں سے بہت کم بچیں گے"۔

(مخطوط ابن حماد' ص ۹۷)

سنی شیعہ حوالوں میں وارد ہوا ہے کہ مسلمان آخری زمانہ میں یہود کے ساتھ جنگ کریں گے تو ان احادیث کا اسی طرف اشارہ ہے کیوں کہ مضامین اور تعبیروں میں مشابہت پائی جاتی ہے اس کی دلیل وہ روایات ہیں جو "**بعثنا کم عباد النا اولی باس شدید**" کی تفسیر میں آئی ہیں کہ اس سے مراد امام مہدیؑ اور آپ کے اصحاب ہیں اور اس کا ذکر ایران کے باب میں گزر چکا ہے' اس کے علاوہ اور دلائل بھی ہیں۔

ان احادیث میں سب سے زیادہ مشہور حدیث جسے مسلم' احمد اور ترمذی نے نبی اکرمؐ سے روایت کیا ہے "قیامت نہیں آئے گی مگر یہ کہ مسلمان یہودیوں سے جنگ کریں گے' پس مسلمان انہیں قتل کر دیں گے یہاں تک کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپے گا تو پتھر اور درخت کہے گا اے مسلمان! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے' پس ادھر آؤ اور اسے قتل کرو۔ مگر غرقد درخت نہیں بولے گا کیوں کہ وہ یہود کا درخت ہے"۔ (التاج الجامع للاصول' ج ۵' ص ۳۵۶ اور مسند احمد' ج ۲' ص ۴۱۷)

اسی کے مشابہ مسلم اور ترمذی نے کتاب الفتن میں اور بخاری نے کتاب المناقب میں روایت کیا ہے (ص ۲۰) کہ نبی پاکؐ نے فرمایا "یہودی تم سے جنگ کریں گے پس تمہیں ان پر غلبہ دے دیا جائے گا"۔

جس طرح امام مہدی علیہ السلام کی احادیث میں جو دونوں فریقین کی طرف سے نقل ہوئی ہیں بہت ساری روایات ہیں جو بتاتی ہیں کہ حضرت تابوت سکینہ کو نکالیں گے' اور تورات کی کاپیوں کو نکالیں گے اور ان کے ذریعے یہود پر احتجاج کریں گے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ احتجاج قدس میں داخلے اور فتح حاصل کرنے کے بعد ہوگا۔

میں نے روایت میں یہ نہیں دیکھا کہ جو قوات اس معرکہ میں شامل ہوں گی ان کی تعداد کتنی ہوگی' نہ مسلمانوں کی تعداد کا ذکر ہے اور نہ ہی غیر مسلموں کا اور امام مہدیؑ کے مخالفین سفیانی وغیرہ کی تعداد کا بھی ذکر نہیں ہے۔ البتہ بعض روایات میں یہ ملتا ہے کہ سفیانی کا لشکر جو بحرہ طبریہ پر اترے گا اس کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار ہوگی' لیکن دونوں طرف سے جنگ میں شرکت کرنے والی افواج کی بہت بڑی تعداد کے اشارے بھی ملتے ہیں اسی سے وہ روایت ہے جو امام باقر علیہ السلام سے گزر چکی ہے "حضرت مہدیؑ سے بہت سارے لوگ مل گئے ہوں گے" اور اسی سے محاذ کی وسعت بھی ہے کہ جو طبریہ سے قدس تک پھیلا ہوگا اور بعض روایات میں اس محاذ کے مرج عکا' صور اور دمشق تک پھیلے

ہونے کا ذکر ملتا ہے۔

لیکن روایات میں حضرت کے لشکر کے دس ہزار یا اس سے زائد ہونے سے مراد وہ لشکر ہے جو مکہ سے آپ کے ہمراہ آئے گا۔ ہوسکتا ہے کہ بعض راویوں کو یہ اشتباہ ہو گیا ہو کہ مکہ سے عراق کے بجائے عراق سے قدس سمجھ بیٹھے ہوں۔ اس لشکر کا قائد عام کمانڈر انچیف شعیب بن صالح ہوگا' اس کی تعداد دس لاکھ افواج سے زائد ہوگی' خود شعیب ہی ایرانی افواج کا کمانڈر ہوگا۔

بعد میں اسے امام مہدی علیہ السلام اپنی مشترکہ افواج کا کمانڈر بھی بنائیں گی کیوں کہ اس لشکر میں ایرانی' یمانی' عراقی' حجازی اور دیگر مسلم ممالک کے لوگ بھی شامل ہوں گے اور پھر شام سے بھی اس میں لوگ شامل ہوں گے۔ ان کے علاوہ شاید اور علاقوں کے لوگ بھی ہوں۔

(میں سمجھتا ہوں کہ امام خمینیؒ نے قدس کی فتح کے لیے جس ۲۰ ملین فوج کی تیاری کا حکم دیا تھا ہوسکتا ہے کہ قدس کے معرکہ میں جس طرح اس محاذ کی وسعت بتائی گئی ہے اس میں یہود اپنی پوری طاقت لگائیں گے سفیانی اپنا پورا لشکر لائے گا اور اس کی پشت پر غرب ہوگا اور اس کا بھی کافی لشکر جنگ میں شریک ہوگا تو کوئی بعید نہیں ہے کہ کل فوج جو امام زمانہ علیہ السلام کی کمان میں ہوگی جس میں reserve بھی شامل ہوں گے محاذ کے پیچھے رہ کر کمک پہنچانے والے بھی شامل ہوں گے ان سب کی تعداد دو کروڑ ہوگی جو تمام اسلامی ممالک میں سے ہوں گے۔ زیادہ کا تعلق ایران سے ہوگا خداوند ہمیں اس فوج کا سپاہی قرار دے' آمین! (مترجم)

باوجودیکہ ابن حماد نے اپنی کتاب میں یہ روایات درج کی ہیں' جن میں ہے کہ حضرتؑ قدس کی طرف دس ہزار سے کچھ زائد افراد پر مشتمل لشکر کے ساتھ جائیں گے (مخطوطہ ابن حماد ص ۹۵)۔ لیکن اس نے ایک روایت ص ۱۰۶ پر درج کی ہے جس میں ہے

کہ حضرت مہدی علیہ السلام قدس میں داخل ہوں گے تو آپ کے محافظ دستہ بارہ ہزار افراد پر مشتمل ہوگا ''بنی ہاشم کا ایک شخص (مہدی علیہ السلام) بیت المقدس میں اترے گا اس کا محافظ دستہ بارہ ہزار کا ہوگا''۔ دوسری روایت میں ہے ''اس کا محافظ دستہ ۳۶ ہزار پر مشتمل ہوگا اور بیت المقدس کے پورے راستے پر بارہ ہزار ہوں گے'' (مخطوطہ ابن حماد ص ۱۰۰)۔ یہ دلالت کرتا ہے کہ آپ کا لشکر کتنا بڑا ہوگا جس میں فقط خصوصی دستہ ۳۶ ہزار پر مشتمل ہوگا اور بارہ ہزار افراد فقط بیت المقدس کے راستے پر متعین ہوں گے جو آپ کے محافظین خاص ہوں گے۔ جیسے ص ۱۱۰ میں روایت ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام قدس کی تعمیر کریں گے بنی ہاشم کا ایک خلیفہ اترے گا (بیت المقدس میں) جو زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دے گا اور بیت المقدس کی ایسی عمارت بنائے گا کہ اس سے پہلے اس جیسی عمارت نہیں بنائی گئی ہوگی۔

طبعی بات ہے کہ حضرت مہدیؑ کا غیر متوقع طور پر قدس میں وارد ہونا یہود اور سفیانی کا شکست کھانا غربیوں پر بجلی بن کر گرے گا اور وہ اپنے ہوش کھونے لگیں گے اور اپنے اتحادی یہود اور سفیانی کی شکست اور یہود کی حکومت کے خاتمے کی وجہ سے سیاسی تجزیوں کی روشنی میں اور جو کچھ ہم اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ اس خبر کے فوراً بعد وہ امام مہدی علیہ السلام پر اپنی بحریہ اور فضائی افواج سے ایک بھرپور حملہ کر دیں گے اور اپنی تمام افواج کو جنگ میں داخل کریں گے لیکن روایات میں ہے کہ اس حملہ کو ٹھہرانے اور روکنے کے کافی اسباب موجود ہوں گے ان میں اہم حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ہوگا اور پھر غربیوں میں جو امام مہدی علیہ السلام کا سامنا کرنے میں جو رعب و دبدبہ حائل ہوگا اسی کے ساتھ وہ غیبی امداد بھی شامل ہے جو امام مہدی علیہ السلام کو خدا کی طرف سے مل رہی ہوگی۔ غیبی امداد کے بعض وسائل کا استعمال حضرت اپنے ظہور کی حرکت کے شروع میں کریں گے اور بعض بعد میں موقع کی مناسبت سے استعمال کریں گے۔ ان کا

اثر غربی عوام پر بہت زیادہ ہوگا لیکن ان کی حکومتیں جو اقتدار کے نشہ میں بدمست ہوں گی ان پر ان کا اثر بالکل ہی نہیں پڑے گا۔ یا پھر بہت ہی کم پڑے گا البتہ انہیں ایک اندرونی خوف لاحق ہوگا اور یہ حضرت کی پے درپے کامیابیوں کی وجہ سے ہوگا اسی کے ساتھ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس کافی جدید ہتھیار ہوں گے جو اسلحہ مغربیوں کے اسلحہ سے زیادہ طاقتور ہوگا بلکہ ان کے پاس اس کے مقابلے کا اسلحہ نہیں ہوگا۔

❀❀❀

حضرت عیسیٰؑ کا نزول

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت روح اللہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں آسمان سے زمین پر اتریں گے اور اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر اسی سے کی ہے:

وان من اهل الكتاب الا ليومنن به قبل موته ويوم القيمة يكون عليهم شهيدًا (سورۃ نساء، آیت ۱۵۹)

صاحب مجمع البیان نے ابن عباس، ابو مالک قتادہ، ابن زید اور بلخی سے اس بات کو نقل کیا ہے اور اسی قول کو طبری نے اختیار کیا ہے۔ البحار میں امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے۔ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دنیا کی طرف اتریں گے یہودی و نصرانی ملت سے کوئی نہیں بچے گا مگر ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائے گا اور حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ (البحار ج ۱۴، ص ۵۳۰)

سنی شیعہ حوالوں میں حضرت عیسیٰ کے نزول کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے مشہور حدیث نبویؐ ہے۔ آپ نے فرمایا ''اس وقت تمہاری کیسی حالت ہوگی جب ابن مریم علیہ السلام تمہارے درمیان اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (البحار ج ۵۲، ص ۳۸۳)۔ بخاری وغیرہ نے باب نزول عیسیٰ علیہ السلام میں ذکر کیا ہے (البحار ج ۵۲، ص ۲۵۶)۔ ابن حماد نے اپنی مخطوطہ کے ص ۱۵۹ سے ص ۱۶۲ تک اس عنوان کے تحت کی احادیث روایت کی ہیں۔ دو عنوان باندھے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا اترنا اور

آپ کی سیرت' حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اترنے کے بعد باقی رہنے کی مدت۔ حدیث جو صحاح میں اور البحار میں روایت ہوئی ہے کہ قریب ہے کہ تم میں ضرور بالضرور مریم علیہا السلام کا بیٹا اترے گا۔ عدالت کے حکم چلانے والے اور انصاف کرنے والے امام کے وقت میں' صلیب کو توڑ دے گا' خنزیر کو قتل کرے گا' جزیہ قرار دے گا مال کو اس طرح تقسیم کرے گا کہ کوئی قبول نہ کرے گا''۔ (ص۱۶۲)

اور اسی میں ہے ''انبیاء علیہم السلام آپس میں بھائی ہیں کئی وجوہ کی بنا پر ان کا دین ایک ہے۔ ان کی مائیں مختلف ہیں مجھ سے زیادہ نزدیک عیسٰی بن مریم علیہ السلام ہے۔ میرے اور اس کے درمیان کوئی رسول نہیں ہے وہ تمہارے درمیان اترے گا۔ اسے ضرور پہچان لینا۔ چار شانوں والا مرد ہے سفیدی اور سرخی مائل ہے۔ خنزیر کا قتل کرے گا' صلیب کو توڑے گا' جزیہ کو لگائے گا اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کرے گا ایک ہی دعوت ہوگی اللہ رب العالمین کے لیے۔

ابن حماد کی بہت ساری روایات میں ہے کہ آپ قدس میں اتریں گے اور کچھ روایات میں ہے کہ دمشق کے دروازہ پر قنطرہ بیضاء کے پاس اتریں گے اور بعض میں ہے کہ دمشق کے مشرقی باب کے پاس منارہ کے نزدیک اتریں گے اور بعض روایات میں ہے کہ فلسطین کے باب لد پر اتریں گے--- ہوسکتا ہے کہ آپ کا سب سے پہلے نزول قدس میں ہو جیسا کہ مشہور ہے اور بعد میں شام وغیرہ تشریف لے جائیں۔

روایات میں ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے ہر سال بیت اللہ الحرام میں آئیں گے اور حج کریں گے اور یہ کہ ہمراہ مل کر مسلمان یہود' روم اور دجال سے جنگ کریں گے اور یہ کہ وہ زمین پر ۴۰ سال رہیں گے۔ پھر اللہ تعالٰی کے حکم سے انتقال ہوگا اور مسلمان انہیں دفن کر دیں گے۔

اہل بیت علیہم السلام سے روایت ہے کہ مسلمانوں کے سامنے حضرت مہدی علیہ

السلام حضرت عیسٰی علیہ السلام کے دفن وکفن کے مراسم انجام دیں گے تاکہ نصاریٰ وہ نہ کہیں جو انہوں نے پہلے کہا تھا اور یہ کہ حضرت مریم علیہا السلام کے ہاتھ کے بنے ہوئے اونی کپڑے میں آپ کو کفن دیں گے اور قدس میں حضرت مریم علیہا السلام کی قبر کے ساتھ دفن کریں گے۔

میرے نزدیک حضرت مسیح کے نزول کے سلسلہ میں یہ واضح امر ہے اور خاص طور سے قرآنی آیت وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ ''کوئی اہل کتاب سے نہیں ہوگا مگر اس پر ایمان لائے گا'' اس پر دلالت کرتی ہے کہ مسیح اور یہودی اقوام آپ کے ہاتھوں پر ایمان لائیں گی' آپ کو آسمان کی طرف اٹھا لینے اور اتنی لمبی زندگی عطا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے آپ کو زندہ رکھا تاکہ اپنے پیروکاروں اور عبادت گزاروں کی ہدایت کرنے میں عظیم کردار ادا کرسکیں اور یہ تاریخ انسانیت کا انتہائی حساس مرحلہ ہے جب حضرت مہدی علیہ السلام تشریف لائیں۔ اس وقت نصاریٰ دنیا کی سب سے بڑی طاقت اور قدرت ہوں گے اور سب سے بڑی رکاوٹ ہوں گے۔ اسلام کے نور کو اپنے عوام تک پہنچانے میں اور دنیا کی دیگر اقوام تک نور اسلام کے پہنچنے میں رکاوٹ بن رہے ہوں گے۔

اسلام کی عالمی حکومت ''بین الاقوامی الٰہی حکومت'' پوری کائنات میں اللہ کی حکومت قائم کرنے میں یہ رکاوٹ ہوں گے پس اس حالت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کر بہت بڑی ذمہ داری ادا کریں گے اور ان کے آنے سے یہ رکاوٹ درمیان سے ہٹ جائے گی۔

اس وجہ سے طبعی امر ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد سے پوری دنیا میں جہاں بھی عیسائی آباد ہیں وہ خوشیاں منائیں گے' مظاہرے کریں گے اور یہ سوچیں گے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نزول ان کے لیے حضرت مہدی علیہ السلام کے مقابلے

میں ہے جو مسلمانوں کے لیے آئے ہیں۔

یہ بھی طبعی امر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مختلف ممالک کا دورہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر معجزے اور آیات و کرامات ظاہر کرے گا اور آپ لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے کام کریں گے اور بڑے صبر کے ساتھ یہ کام کریں گے۔ آپ کے نزول کا پہلا فائدہ یہ ہوگا کہ مسلمانوں اور غربی حکومت کے درمیان جو عداوت کی صورت حال اور دشمنی عروج پر ہوگی اس میں تخفیف ہوگی اور یہ غربی حکومتوں اور حضرت مہدی علیہ السلام کی حکومت کے درمیان واسطہ بن کر صلح پر دستخط کروائیں گے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز شاید اس وقت پڑھیں گے جب غربی حکمران معاہدہ صلح کو تین سال بعد توڑ دیں گے جبکہ یہ سات سال کے لیے ہوگا اور (خطہ) پر ایک بڑا لشکر لے کر ٹوٹ پڑیں گے اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام' حضرت مہدی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور اس وقت مسلمانوں کی حمایت میں اپنا واضح موقف اختیار کریں گے۔

اسی طرح صلیب کو توڑنا اور خنزیر کو مارنا بھی غربیوں کی طرف سے مسلمانوں پر حملہ کے بعد ہوگا...... اسی طرح ہمیں یہ بات بھی شامل کرنا ہوگی کہ غربی عوام کی حمایت اور تائید حضرت مسیح علیہ السلام کو حاصل ہوگی اور اس وجہ سے غربی حکومت کو اپنا اقتدار خطرہ میں نظر آئے گا اور وہ مسلمانوں پر وسیع پیمانے پر حملہ کر دیں گے۔

❀❀❀

مسئلہ قتل دجال

میرے نزدیک واضح یہ ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں عالمی اسلامی حکومت قائم ہو جائے گی زمین پر بسنے والے لوگوں کو امن و سکون' آرام و چین نصیب ہوگا' خوشحال ہو جائیں گے' ہر قسم کی رفاہیت اور آسائش سے بہرہ ور ہوں گے اور علوم میں حیرت انگیز ترقی ہوگی...... تو یہ یہودی منصوبہ اور [illegible]ت ہوگی اور یہ غربیوں کے سے مشابہت رکھتی ہوگی جو گانے بجانے اور موسیقی کی [illegible] ہے البتہ کانے دجال کی یہ حرکت انتہائی جدید اور ترقی یافتہ شکل میں ہوگی اس [illegible] مثال نہیں ملتی ہوگی۔ یہ وسیع پیمانے پر سیاسی اور عقیدتی پہلوؤں کی حامل ہوگی [illegible] دجال اپنے دعوؤں اور شعبدہ بازیوں میں علوم کے وسائل کا استعمال کرے گا۔ یہود اس کی پیروی کریں گے جو حقیقت میں اس حرکت کے پیچھے ہوں گے یہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو استعمال کریں گے۔ یہ درحقیقت مسلمانوں پر ایک نیا فتنہ اور نئی مصیبت ہوگی۔

ان روایات کو بغور دیکھنے کی ضرورت ہے جو بتاتی ہیں کہ دجال کو حضرت مسیح علیہ السلام قتل کریں گے کیونکہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو کہ ان کی انجیل میں موجود ہے۔ تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس وقت حکومت کے سربراہ امام مہدی علیہ السلام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے معاون و نائب ہوں گے۔ اہل بیت علیہم السلام سے روایت میں ہے کہ دجال کو مسلمان امام مہدیؑ کی قیادت

؟؟؟؟؟؟؟

امام مہدیؑ اور غربی اقوام کا معاہدہ صلح

صلح و مصالحت کی احادیث بہت زیادہ ہیں۔ یہ معاہدہ اس بات پر ہوگا کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کریں گے حملہ نہیں کریں گے اور امن و صلح صفائی سے رہیں گے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ذریعہ امام مہدی علیہ السلام کی غرض یہ ہوگی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے لیے مسیحوں میں کام کرنے کا موقع فراہم کریں اور یہ کہ غربی اقوام کی ہدایت کے لیے طبعی راستہ اپنائیں تاکہ ان میں ایک سیاسی اور عقائدی تحول اور تبدیلی ایجاد ہو سکے۔ ان کی حکومتوں کی بے وقعتی اور کمزوری ان پر ظاہر ہو سکے ان کی ثقافت کی پستی واضح ہو جائے۔

رسولؐ اللہ کے صلح حدیبیہ اور اس صلح نامہ میں کافی مشابہت پائی جاتی ہے۔ صلح حدیبیہ دس سال کے لیے تھی جب کہ یہ صلح سات سال کے لیے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے صلح حدیبیہ کو فتح مبین قرار دیا۔ کیونکہ قریش کے جابروں نے اسے توڑ دیا اور اس طرح ان کی نیتوں کا فتور اور خبث باطن سب پر روشن ہو گیا اور یہ بات لوگوں کے اسلام میں داخل ہونے کا سبب بنی اور مکہ سے مشرکوں اور کافروں کے خاتمہ کا جواز بنا۔ اسی طرح غربی کفار اور جابر لوگ بھی اس معاہدہ کو یکطرفہ طور پر توڑ دیں گے اس طرح ان کی سرکش مزاجی سے پردہ اٹھے گا۔ دس لاکھ سپاہیوں کے ساتھ یہ مسلمانوں کے علاقے پر اچانک چڑھائی کر دیں گے اور اس طرح ایک بڑی جنگ ہوگی جو کہ معرکہ قدس سے بھی بڑی ہوگی۔

نبی کریمؐ سے روایت ہے ''تمہارے اور روم کے درمیان چار صلحیں ہیں اور پانچویں صلح آل ہرقل کے ایک مرد کے سبب ہوگی جو کئی سال (ایک روایت میں ہے دو سال) جاری رہے گی پس عبدقیس کے مرد ودو بن غیلان نے آپ سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ! اس وقت لوگوں کا امام کون ہوگا؟ تو حضرتؐ نے فرمایا میری اولاد سے مہدی''۔ (البحار ج ۵۱ ص ۸۰)

حافظ ابونعیم کے اربعین حدیث (جو امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں ہے) کی حدیث نمبر ۱۲ ہے۔

حذیفہ یمانی بیان کرتا ہے کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ''آپ کے درمیان اور بنی الاصفر (زرد قوم) کے درمیان صلح ہوگی پس وہ آپ سے (عورت کے حمل کی مدت کے برابر) غداری کر دیں گے خشکی اور سمندر سے وہ اسی پرچم کے ساتھ آئیں گے ہر پرچم کے نیچے بارہ ہزار ہوں گے یافا اور عطا کے درمیان اتریں گے ان کی مملکت کا جو سربراہ ہوگا وہ ان کی کشتیوں کو جلا دے گا پس وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ اپنے ممالک کی جانب سے جنگ کرو پس وہ جنگ میں داخل ہوگا...... لشکر دوسرے لشکر پر حملہ کرے گا یہاں تک کہ جو حضرموت یمن میں ہے وہ تمہاری مدد کرے گا...... پس اس دنیا کا رحمٰن اپنا نیزہ ان میں مارے گا اور ان میں اپنی تلوار چلائے گا اور ان میں اپنے تیر کو پھینکے گا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا بڑا قتل ہوگا۔ مخطوطہ ابن حماد ص ۱۴۱ اور ص ۱۴۲ میں ہے۔ روم صور اور عکا کے درمیان اپنی فوجیں اتاریں گے اور یہ صلاحم (فتنہ و فساد) ہوں گے اور ص ۱۱۵ میں ہے۔ نصاریٰ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو (قتل) ذبح ہیں ایک گزر چکا ہے اور دوسرا باقی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان میں اپنا نیزہ مارے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی غیبی امداد مسلمانوں کے لیے بھیجے گا اور فرشتوں کو اتارے گا۔ ص ۱۴۴ میں ہے ''پھر اللہ تعالیٰ

روم پر ہوا اور پرندوں کو مسلط کر دے گا جو ان کے چہروں پر اپنے پروں سے ماریں گے اور ان کی آنکھیں باہر نکال دیں گے۔ زمین ان پر عذاب بنے گی پس وہ صحوا نامی جگہ میں پناہ لیں گے بجلیوں اور زلزلوں کے بعد جو ان پر آئیں گے...... اللہ صابرین کی تائید کرے گا ان کے لیے اجر دے گا جس طرح اصحاب محمدؐ کے لیے اجر دیا۔ ان کے دلوں میں جرأت اور بہادری بھر دے گا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یافا اور عکا کے درمیان اور صور اور عکا کے درمیان افواج اتارنے کا منصوبہ ہوگا کہ وہ فلسطین کو دوبارہ یہودیوں کو دے دیں اور قدس پر حملہ کریں گے (اس لیے تا کہ اس جگہ دوبارہ اسرائیل کی حکومت قائم ہو اور مغربیوں کو اس حملہ پر آمادہ کرنے والے یہودی ہوں گے جو کہ مغربی ممالک میں آباد ہوں گے اور ان کے حکمران یہودنواز ہوں گے۔

بعد والی روایت میں موجود ہے کہ ان کی افواج مصر سے انطاکیہ تک ساحل تک ساحل سمندر پر موجود ہوگی۔ حذیفہ یمانی کی روایت ہے "رسولؐ اللہ کے لیے فتح ہوگی ایسی فتح کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے رسولؐ اللہ کو بھیجا ہے اس وقت سے ایسی فتح نہیں ہوئی ہے تو میں نے کہا یا رسولؐ اللہ! آپ کو یہ فتح مبارک ہو، جنگ نے اپنے اوزار آلات کو رکھ دیا ہے تو حضرتؐ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے یہ بات ابھی دور ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے بہ تحقیق اے حذیفہ! اس کے علاوہ چھ اور ہیں...... اور حضرت نے آخری کو ذکر کیا روم کا فتنہ ہے اور روم کے مسلمانوں کے ساتھ غداری ہے جب وہ اسی پرچم کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کریں گے وہ انطاکیہ (ترکیا کا ساحل سمندر) سے عریش (مصر کا ساحل سمندر) تک اتریں گے"۔ (مخطوطہ ابن حماد ص ۱۱۸)

نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث میں ہے کہ اس وقت جنگ اپنے اوزار و آلات رکھ دے گی اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی روم کے ساتھ جنگ ختم نہیں ہوئی ہے اور یہ جنگیں حضرت مہدیؑ کی آمد اور حضرت عیسیٰؑ کے نزول سے

پہلے ختم نہیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں روم پر فتح دے گا۔ جب وہ عالمی سطح پر سرکشی کریں گے اور بڑی جنگ میں وارد ہوں گے۔ ص ۱۳۶ میں ہے۔ فلسطین میں روم کے ساتھ دو جنگیں ہیں ایک قطاف اور دوسری حصاد ہے یعنی دوسری جنگ میں تباہی پہلے سے زیادہ ہوگی۔ بعد والی روایات بتاتی ہیں کہ غربیوں کا معرکہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ بظاہر قوات و افواج کی برابری پر نہیں ہوگا۔ بظاہر طاقت میں غربی زیادہ ہوں گے اور اس وجہ سے بعض کمزور دل عرب ان کے حملہ کے وقت ان سے مل جائیں گے اور کچھ وقت کے انتظار میں ہوں گے۔ ابن حماد نے ص ۱۲۱ میں محمد بن کعب سے "ستدعون الی قوم اولی باس شدید" عنقریب تمہیں ایسی قوم کی طرف بلایا جائے گا جو سخت طاقت اور پکڑ والے مضبوطی والے ہوں گے۔ اس آیت کی تفسیر میں ہے اس نے کہا کہ اس سے مراد روم سے جنگ بڑی جنگ کے دن ہے۔ بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آغاز اسلام میں عربوں کو جنگ میں نکلنے کی دعوت دی تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہمیں مال اور اولاد نے مصروف کر رکھا ہے"۔

اس طرح ان عربوں کو اس بڑی جنگ کی طرف بلایا جائے گا روم کی طرف سے کہ وہ بظاہر اس دن طاقت ور ہوں گے تو یہ عرب وہی بات کہیں گے جو انہوں نے آغاز اسلام میں کہی تھی کہ ہمیں تو ہماری اولاد اور اموال نے مصروف کر رکھا ہے یعنی جنگ میں جانے کا وقت ہی نہیں ہے تو ان پر یہ آیت اترے گی کہ "یعذبکم عذابا الیما" "اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب دے گا"۔ صفوان نے کہا ہے کہ ہمارے شیخ (استاد) نے حدیث بیان کی ہے کہ اعراب میں سے اس دن کچھ وہ ہوں گے جو مرتد ہوا کافر بن جائیں گے اور کچھ وہ ہوں گے جو اسلام اور مسلمانوں کے لشکر کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے اسلحہ سے لیس ہو کر آئے گا"۔

پس مرتد وہ ہوں گے جو روم کے پہلو میں کھڑے ہوں گے اور پیچھے ہٹنے والے

وہ ہوں گے جو مکار ہوں گے وقت و موقع کے انتظار میں ہوں گے۔ روم پر فتح حاصل کرنے کے بعد ان عربوں پر امام مہدیؑ کے ہاتھوں خدا کا دردناک عذاب ہوگا۔

ابن حماد نے ص ۱۳۱ پر حدیث بیان کی ہے اس جنگ کے شہداء کا ثواب بدر کے شہدا کے برابر ہوگا جو کہ رسولؐ اللہ کے ہمراہ تھے۔ "رسولؐ اللہ نے فرمایا" بہترین مقتولین جو آسمان کے سائے تلے مارے گئے ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو خلق کیا ہے سب سے پہلا ہابیل ہے جسے قابیل ملعون نے ظلم کے ساتھ قتل کر دیا۔ پھر انبیاء کے ہمراہ مقتولین ہیں جن کو ان اُمتوں نے جن کی طرف وہ مبعوث ہوئے قتل کیا۔ جب انہوں نے ان سے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دی۔ پھر مومن آل فرعون ہے۔ پھر صاحب یاسین ہے۔ پھر حمزہ بن عبدالمطلبؑ ہے۔ پھر بدر اور احد کے شہداء ہیں۔ پھر جنگ احزاب و حنین کے شہداء ہیں پھر میرے بعد کے مقتولین ہیں جنہیں فاجر سرکش خوارج قتل کریں گے...... پھر اپنے ہاتھ کو پھیرا اس تعداد میں جو اللہ چاہے راہ خدا میں جہاد کرنے والے مجاہدین ہیں...... یہاں تک کہ روم کے ساتھ بڑی جنگ ہوگی۔ اس جنگ کے مقتولین بدر کے مقتولین کی طرح ہیں۔ روایت میں حدیبیہ کے مقتولین کا بھی ذکر ہے یا شاید راوی سے چوک ہوگئی ہے۔ کیونکہ حدیبیہ میں کوئی جنگ نہیں ہوئی ہے اور وہاں کے مقتولین نہیں ہیں۔

ہمارے حوالوں میں اہل بیت علیہم السلام سے مروی ہے کہ سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے اصحاب اور امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہ جو شہداء ہوں گے یہ عام شہداء سے افضل ہیں۔ جتنے بھی روئے زمین پر راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں چاہے نبی اکرمؐ کے ہمراہ ہی کیوں نہ تھے۔

اس غربی حملہ کے وقت بعض روایات بتاتی ہیں کہ صلح کی مدت سات سال ہوگی لیکن دو سال بعد ہی وہ غداری کریں گے۔ بعض میں ہے کہ تین سال بعد غداری کریں

گے اور اس معاہدہ کو توڑیں گے۔ مخطوطہ ابن حماد میں ہے ارطاۃ سے روایت ہے اس نے کہا "سفیانی کے قتل اور (بنی) کلب کے خاتمہ کے بعد روم کے سرکش اور امام مہدی علیہ السلام کے درمیان صلح کے ایک معاہدہ پر دستخط ہوں گے یہاں تک کہ تجارتی تعلقات بھی بحال ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کی طرف آمد و رفت ہوگی۔ وہ اپنی کشتیاں بنانے میں تین سال لگائیں گے یہاں تک کہ روم اپنے بحری بیڑے کو صور اور عکا کے درمیان لا کر لگائیں گے۔ پس یہ بہت بڑی جنگ ہوگی ملاحم (فتنے) ہوں گے۔

اور روایت گزر چکی ہے کہ ایک عورت کی مدت حمل کے بعد غداری کریں گے اور معاہدہ صلح کو توڑ دیں گے۔

❁ ❁ ❁

غربی اقوام کا قبولِ اسلام

امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں فلسطین اور شام کے علاقہ میں غربیوں کی بری طرح شکست کھانے سے غرب اور اس کے مستقبل پر کافی اثرات مرتب ہوں گے۔ حتی بات یہ ہے کہ غرب میں حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت مہدیؑ کی بات تسلیم کی جائے گی۔ غربی اقوام میں ان دونوں کی تائید کی ایک عمومی لہر اٹھے گی جس کے نتیجہ میں کافر حکومتیں یکے بعد دیگرے ختم ہو جائیں گی اور ایسی حکومتیں قائم ہوں گی جو امام مہدیؑ کی حکومت میں اپنی شمولیت کا اعلان کریں گی۔

سنی اور شیعہ حوالوں میں روایات بتلاتی ہیں کہ امام مہدیؑ کا رخ کریں گے۔ حضرت مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب رومیہ شہر یا روم کے بہت سے شہروں کو فتح کریں گے اور بعض روایات بتلاتی ہیں کہ آپ اپنے اصحاب کے ہمراہ تکبیر کے ذریعے اس شہر کو فتح کریں گے۔

''حضرت قسطنطنیہ، چین کے ممالک اور رومیہ کو فتح کریں گے'' (بشارت الاسلام ص ۲۵۸)۔ شیخ طوسی نے نقل کیا ہے ایک اور روایت ہے کہ ''رومیہ جسے حضرت فتح کریں گے وہ روم کے تمام ممالک کے لیے مرکزی حیثیت رکھتا ہوگا''۔ (الملاحم والفتن' ص ۶۲)

الزام الناصب' ج ۲' ص ۲۲۵ میں ہے ''حضرت بلاد روم کا رخ کریں گے اور اپنے اصحاب کے ہمراہ رومیہ کو فتح کریں گے''۔ بشارۃ الاسلام' ص ۲۵۱ میں بحار سے نقل کیا ہے ''امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ پھر روم حضرت کے ہاتھ پر اسلام لا

گا پس حضرت ان کے لیے مسجد بنائیں گے اور اپنے اصحاب میں سے ایک کو ان پر اپنا نمائندہ مقرر کریں گے اور واپس ہو جائیں گے''۔ مخطوطہ ابن حماد' ص ۱۳۶ میں عکرمہ اور سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے قول ''لھم فی الدنیا خزی'' ''ان کے لیے دنیا میں رسوائی اور ذلت ہے'' کی تفسیر میں کہا ہے وہ شہر ہے جس کی فتح سے روم پر فتح حاصل ہوگی۔

بشارۃ الاسلام ص ۲۹۷ ابن عربی کی فتوحات مکیہ سے نقل کیا ہے ''رومیہ شہر کو حضرت ستر ہزار مسلمانوں کے ہمراہ تکبیر سے فتح کریں گے''۔

❀❀❀

امام مہدیؑ کی عالمگیر حکومت

وہ آیات شریفہ جو حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور سے تفسیر ہوئی ہیں اور وہ آیات شریفہ جن میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی بشارت دی گئی ہے یہ بتاتی ہیں کہ آپ کی مہم ایک بہت بڑی ربانی اور الٰہی مہم ہے اور اس کی متعدد اطراف و جہات ہیں اور اس کے اہداف و مقاصد بہت بڑے ہیں اور یہ روئے زمین پر انسانی زندگی میں ہر لحاظ سے تبدیلی لانے کا عمل ہے اور انسانیت کے لیے ہر حوالہ سے ایک نئی فصل و حالت کا قائم کرنا ہے۔ اگر امام مہدی علیہ السلام کی مہم کا مقصد فقط نئے سرے سے اسلام کو متعارف کرا کے عادلانہ الٰہی تہذیب وتمدن اور شہریت وحکومت کا قیام اور اسلام کے نور کو پوری دنیا میں عام کرنا ہی ہوتا تو یہی کافی تھا...... لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ مادی حوالوں سے انسانی زندگی میں ایک بہت بڑا انقلاب بپا کریں گے یہاں تک کہ حضرت مہدیؑ کے زمانہ اور آپ کے بعد آنے والے ادوار کا قیاس گذشتہ انسانی زندگی کے کسی بھی مرحلہ کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا ہے چاہے وہ مرحلے کتنا ہی ترقی یافتہ کیوں نہ رہے ہوں۔

اس کے علاوہ اس سطح پر بھی اقدامات کرنے ہوں گے کہ اس کے لیے دوسری کائناتوں اور آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں اور ایک مخلوق کا دوسری مخلوق کے پاس آنا جانا آسان ہو۔ اور اس طرح عالم غیب وشہادت میں ایک قسم کی وحدت ایجاد ہوگی اور یہ عمل قیامت کے آنے اور اخروی زندگی کے شروع ہونے سے مکمل ہوگا۔ اس جگہ آپ کی مہمات کے بعض پہلوؤں کی طرف چند اشارات بیان کیے جاتے ہیں جتنی اس کتاب میں گنجائش ہے۔

زمین سے ظلم کا خاتمہ

سب سے پہلا کام ظالموں اور سرکشوں کا کلی طور پر خاتمہ کرنا ہوگا۔ زمین جو کہ مظلوموں کی چیخ و پکار سننے کی عادی ہو چکی ہوگی۔ کوئی مظلوموں کی مدد کو پہنچنے والا نہیں ہوگا۔ زمین ظالموں' بدبختوں اور سرکشوں کا مسکن ہو چکی ہوگی۔ ظالم اپنی مرضی سے ظلم کرے گا اس نے محروم و کمزور انسانوں کے لیے اس خطہ ارض کو جہنم بنا رکھا ہوگا۔ کوئی زمانہ ان ظالموں اور طاغوتیوں سے خالی نہیں رہا ہوگا۔ یہ ایک ایسے خبیث درخت کی شکل اختیار کر چکا ہوگا جس کی جڑیں مضبوط ہو چکی ہوں گی اور جب اس کی ایک جڑ اکھاڑی جائے گی تو اس کی جگہ دوسری جڑ ظلم کا تناور درخت بن کر ظاہر ہو جائے گی بلکہ ایک کو ختم کرنے سے دس مزید پیدا ہو جائیں گے جیسے ہی ان کی ایک نسل کو ختم کیا جائے گا تو وہ دوسری نسلوں میں افواج کی شکل میں نکل آئیں گے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ انسانوں کی زندگی کو حق و باطل اور خیر و شر کے درمیان مسلسل ٹکراؤ کی بنیاد پر ہی قائم کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کی ہے اور ہر اجل کے لیے کتاب لکھ دی ہے اور زمین پر ظلم کا خاتمہ بھی لکھا ہے۔

سورۃ رحمٰن کی آیت ۴۱ کی تفسیر میں ہے (**یعرف المجرمون بسیماھم فیوخذ بالنواصی والاقدام**) ''مجرمین اپنی نشانیوں سے پہچانے جائیں گے پس انہیں پیشانیوں اور قدموں سے پکڑ لیا جائے گا''۔ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''اللہ انہیں پہچانتا ہے لیکن یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام کے بارے میں اتری ہے کہ حضرت

قائم علیہ السلام انہیں ان کی نشانیوں اور چہروں سے پہچانتے ہیں پس حضرت قائم اور آپ کے اصحاب تلوار کے ذریعہ ان کا قلع قمع کریں گے''۔ (غیبت نعمانی' ص ۱۲۷)

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے

''پس اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور اچانک ہم اہل بیت میں سے ایک کے ذریعہ فرج اور خوشحالی لائے گا۔ میرا باپ آپ پر فدا ہو وہ بہترین میں سے بہترین کا فرزند ہے...... وہ (ان مجرموں کو) آٹھ مہینے ان کی گردنوں پر تلوار رکھے گا اور ان کا قتل ہی کرے گا''۔ (شرح نہج البلاغہ' ج ۲' ص ۱۷۸)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: رسولؐ اللہ اپنی امت پر نرمی اور احسان سے پیش آئے اور قائم علیہ السلام سختی سے پیش آئیں گے (یعنی قتل سے) اور کسی سے توبہ طلب نہیں کریں گے...... اس تحریر میں اسے یہی حکم دے دیا گیا ہے جو اس کے ہمراہ ہے تباہی ہے اس کے لیے جو اس کا مقابلہ کرے)۔ (غیبت نعمانی' ص ۱۲۱)

وہ تحریر جو آپ کے جد امجد کی طرف سے آپ کے پاس ہے اس میں یہ تحریر ہے کہ "**واقتل ثم اقتل ولا تستتبین احد**" ''قتل کرو پھر قتل کرو اور کسی مجرم سے توبہ طلب نہ کرو۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے'' بہرحال آپ کی مشابہت اپنے جد محمد مصطفیٰؐ کے ساتھ یہ ہے کہ آپ کا خروج تلوار سے ہوگا اور آپ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں کو قتل کریں گے جابروں اور طاغوتوں کا صفایا کریں گے۔ تلوار اور رعب و دبدبہ کے ذریعہ آپ کی مدد کی جائے گی اور کوئی پرچم آپ کو شکست نہیں دے سکے گا۔

(البحار' جلد ۵۱' ص ۲۱۸)

امام جواد علیہ السلام سے روایت ہے ''پھر آپ اللہ کے دشمنوں کو مستقل قتل کریں گے یہاں تک کہ اللہ راضی ہوگا اور جب آپ اپنے دل میں رحمت محسوس کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ آپ سے راضی ہو گیا ہے''۔ (البحار' جلد ۵۱' ص ۱۵۷)

عبدالعظیم حسنی کی امام جواد علیہ السلام سے اسی حوالے میں روایت ہے جب
آپ لیے عقد یعنی دس ہزار کا لشکر پورا ہو جائے گا تو اللہ کی اجازت سے خروج فرمائیں
گے۔ پس آپ مستقل اللہ کے دشمنوں کو قتل کریں گے یہاں تک کہ اللہ راضی ہو جائے
گا۔ میں نے کہا انہیں کیسے معلوم ہوگا کہ اللہ راضی ہو گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ
تعالیٰ آپ کے دل میں رحمت ڈال دے گا بلکہ بعض روایات میں ہے کہ اتنا زیادہ قتل
دیکھ کر آپ کے بعض اصحاب کے دل میں شک پڑ جائے گا اور وہ آپ پر اعتراض کریں
گے یہاں تک کہ جب آپ ثعلبیہ (عراق میں ایک جگہ کا نام ہے) پہنچیں گے۔ ایک
مرد جو لوگوں میں جسمانی طور پر سب سے زیادہ مضبوط ہوگا۔ وہ اٹھے گا اور وہ کہے گا اے
شخص یہ کیا کر رہے ہو؟ خدا کی قسم! تم تو لوگوں کو اس طرح مار رہے ہو جس طرح بھیڑیا
بکریوں کے ریوڑ پر حملہ آور ہوتا ہے یہ کس لیے ہے کیا یہ رسولؐ سے کوئی عہد نامہ ہے
پس وہ (غیر سید) موالی جو بیعت لینے کا انچارج ہوگا' اس سیدزادے سے کہے گا کہ تم
خاموش ہو جاؤ ورنہ جو تمہاری دو آنکھوں کے درمیان ہے اسے اڑا کر رکھ دوں گا یعنی
گردن اڑانے کی دھمکی دے گا تو حضرت قائم علیہ السلام فرمائیں گے اے فلاں! چپ
ہو جاؤ۔ پھر اس سیدزادے کو مخاطب کر کے حضرت فرمائیں گے۔ ہاں! خدا کی قسم
میرے پاس رسولؐ اللہ کا عہد نامہ ہے۔ پھر فرمائیں گے کہ اے فلاں وہ صندوق لے کر
آؤ جب وہ صندوق آئے گا تو آپ اس میں سے رسولؐ اللہ کا عہد نامہ نکال کرائے
پڑھوائیں گے۔ تو وہ سیدزادہ کہے گا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ آپ اپنے سر کا
مجھے بوسہ لینے دیں۔ حضرتؑ اس کی طرف سر کریں گے اور وہ آپ کا بوسہ لے گا۔ پھر
کہے گا اللہ آپ پر مجھے قربان کرے' آپ ہماری بیعت کی تجدید کریں پس ان کی تجدید کی
جائے گی یعنی دوبارہ بیعت لی جائے گی''۔ (البحار جلد ۵۲ ص ۳۴۳)

یہ بات بہت ضروری ہے کہ اس وقت آپ کے پاس کچھ ایسی علامات اور

نشانیاں بھی ہوں گی جس سے آپ کے اصحاب اس عہد نامہ کو رسولؐ اللہ کی طرف سے
سمجھیں اور ان کی یہ خواہش کہ آپ تجدید بیعت کریں تو یہ اس لیے کہ اس قسم کا اعتراض
ایک طرح سے ان کی بیعت میں خلل وارد کر دے اور ان کی پہلی بیعت مشکوک ہو جائے
گی۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام جو قتل اور ظالموں کی نابودی
کی سیاست اپنائیں گے۔ یہ قتل میں اسراف اور سنگدلی ہے۔ لیکن حقیقت میں مسلم معاشرہ
اور انسانی معاشرہ کو طاغوتوں اور ظالموں کے وجود سے پاک کرنے کے لیے یہ عمل جراحی
ضروری ہوگا اور اس عمل کے بغیر ظلم کا خاتمہ اور عدالت کا قیام ممکن نہیں ہوگا اور نہ ہی نئی
سازشوں کے اسباب کا خاتمہ ہو سکے گا۔ جو ظالم افراد کریں گے اگر امامؑ ان کے ساتھ نرمی
اور مہربانی کی سیاست اختیار کریں۔ انسانی معاشرہ میں ظالموں کی مثال درخت کی خشک
ٹہنیوں کی مانند ہے بلکہ یہ کینسر کا پھوڑا ہیں۔ مریض کو نجات دلانے کے لیے ضروری ہے
کہ اسے جڑ سے اکھاڑ دیا جائے خواہ اس علاج کے لیے کتنا خرچہ کیوں نہ ہو۔ اس سیاست
میں شک کرنے والوں کو جو بات اطمینان دلا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ سب کچھ رسولؐ اللہ کے
عہد نامہ جو آپ نے حضرت مہدیؑ کے لیے لکھ دیا تھا اس کے مطابق ہوگا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مہدی علیہ السلام کو لوگوں اور ان کی شخصیات کے متعلق علم عطا
کرے گا اور وہ ہر شخص کو نور خدا سے دیکھیں گے اور اس کی بیماری اور علاج جان لیں
گے کہ جس کے ہدایت حاصل کرنے کی امید ہوگی اسے قتل نہیں کریں گے لیکن جس کے
متعلق یہ امید نہیں ہوگی اسے قتل کر دیں گے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اس بچہ کو
قتل کر دیا تا کہ وہ بچہ اپنی برائیوں اور خون خرابے کے ذریعے ماں باپ کے لیے پریشانی
ومصیبت کا باعث نہ بن سکے بلکہ احادیث میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام امام مہدی
علیہ السلام کے ہمراہ ظاہر ہوں گے اور آپ کے معاونین میں سے ہوں گے اور ظاہر ہوتا
ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام اپنا لدنی علم استعمال کریں گے۔ ہم نے اسے اپنی طرف

سے رحمت دی ہے اور ہم نے اسے علم لدنی دیا ہے (سورہ کہف' آیت ۶۵)۔

خیر کے بیجوں کو نشو و نما دینے کے لیے اور مومنین سے شر کو دُور کرنے اور فساد کا خاتمہ کرنے کے لیے جبکہ وہ ابھی معمولی سا بیج ہو گا قبل اس کے کہ وہ شر تناور درخت اور شجر خبیثہ بن جائے۔ حضرت خضر علیہ السلام اور امام مہدی علیہ السلام کے دیگر اعوان اور انصار کا کام علنی ہو گا اور یہ کہ انہیں لوگوں پر حق ولایت و سرپرستی ہو گا اور ظاہری اوضاع وقوانین کو توڑنے کا حق بھی ہو گا۔

احادیث میں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام لوگوں میں حکم واقعی سے فیصلہ سنائیں گے جو خدا انہیں دکھا دے گا۔ آپ کسی سے گواہ طلب نہیں کریں گے اسی طرح آپ ظالموں کے خاتمے کے لیے بھی علم واقعی کو استعمال کریں گے۔ آپ کے اصحاب لوگوں کے درمیان فیصلے دینے اور فاجروں اور ظالموں کا قلع قمع کرنے میں یہی سیاست اپنائیں گے لیکن باقی امور میں لوگوں سے ظاہری طور پر معاملات کریں گے۔ حضرت خضر علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کو خصوصی اختیارات حاصل ہوں گے۔

❁ ❁ ❁

تجدید و احیائے اسلام

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون – (سورہ توبہ' آیت ۳۳)

''وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق ''نظام حق'' دے کر بھیجا تاکہ اس نظام کو تمام نظاموں پر غلبہ دے۔ اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناپسند ہی کیوں نہ ہو''۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس فرمان کی تفسیر میں فرمایا ہے'' کیا اللہ تعالیٰ نے اس دین کو غلبہ عطا کر دیا ہے'' تو آپ نے فرمایا ''ہرگز نہیں! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے (یہ اس وقت غلبہ ہو گا) جب دنیا میں کوئی ایک بستی بھی نہیں رہے گی مگر یہ کہ وہاں پر صبح و شام کلمہ لا اله الا الله محمد رسول الله کی صدا گونجے گی۔ (المحجہ للبحرانی' ص ۸۶)

ابن عباس سے روایت ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ اور تمام قومیں مسلمان ہو جائیں گی یہاں تک کہ جزیہ اٹھا دیا جائے گا ''ختم کر دیا جائے گا'' صلیب کو توڑ دیا جائے گا خنزیر کو مار دیا جائے گا اور یہ اللہ کا فرمان ہے۔ (المحجہ للبحرانی' ص ۸۷)

لیظهره علی الدین ولو کره المشرکون جزیہ اٹھا دینے کا مطلب ہے کہ اس قانون کو ختم کر دیا جائے گا۔ اہل کتاب سے اسلام کے سوا کچھ قبول نہیں کیا جائے گا۔

ابوبصیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ ''امام صادق'' علیہ السلام سے سوال کیا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے لیظھرہ علی الدین ولو کرہ المشرکون تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اس کی تاویل ابھی تک نہیں آئی ہے' تو میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں اس کی تاویل کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے پس جب قائم خروج کریں گے اور تمام کافرین اور مشرکین آپ کے خروج کو ناپسند کریں گے یہاں تک کہ اگر کوئی کافر و مشرک کسی پتھر یا چٹان ''غار'' میں ہوگا تو وہ پتھر پکار کر کہے گا اے مومن! میرے اندر ''یا پیچھے'' کافر یا مشرک بیٹھا ہے اسے قتل کر دے پس مومن اس کے پاس آئے گا اور اسے قتل کر دے گا۔ (المحجہ للبحرانی' ص ۸۶)

حضرت امام باقر علیہ السلام نے لیظھرہ علی الدین کلہ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ تمام لوگ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقرار کریں گے۔ (تفسیر عیاشی' ج ۲' ص ۸۷)

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے: رعب کے ذریعہ حضرت قائم علیہ السلام کی نصرت و مدد کی گئی ہے اور فتح سے آپ کی تائید کی گئی ہے ''آپ منصور بالرعب اور مؤید بالنصر ہیں''۔ آپ کے لیے زمین لپیٹ دی جائے گی' خزانے ظاہر ہوں گے اور آپ کی حکومت مشرق و مغرب تک پھیلے گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے اپنے دین کو ظاہر و غالب کرے گا اگرچہ مشرکین اسے ناپسند ہی کریں زمین میں کوئی خرابی نہیں رہے گی۔ مگر ''امام مہدی علیہ السلام'' اسے تعمیر کریں گے۔ روح اللہ عیسیٰ بن مریم اتریں گے۔ بعد میں وہ آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۹۱)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''میرے والد سے اس قول کے متعلق سوال کیا گیا وقاتلوا المشرکین کافۃ کما یقتلونکم کافۃ سب مشرکوں سے جنگ کرو جس طرح وہ سب تم سے جنگ کرتے ہیں اور اللہ کا قول حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ مشرکوں سے جنگ کرو تاکہ فتنہ وفساد نہ ہو اور دین سب کا

سب ''پورا نظام'' اللہ کا ہو تو حضرت ''یعنی امام باقر علیہ السلام'' نے فرمایا اس آیت کی تاویل ابھی نہیں آئی ہے۔ اس کے بعد جب ہمارے قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو جو اسے پائے گا ''دیکھے گا'' تو وہ جان لے گا کہ اس آیت کی تاویل کیا ہے اور دین محمد علیہ السلام وہاں تک پہنچے گا جہاں تک رات پہنچے گی اور روئے زمین پر شرک نہیں ہوگا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (بحارالانوار' ج ۲' ص ۵۶)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تفسیر میں آیا ہے ان ھو الا ذکر للعالمین ولتعلمن نباہ بعد حین ''بے شک تمام عالموں کے لیے ذکر ہے اور تم اس کی خبر کو ضرور کچھ عرصہ بعد جان لو گے''۔ (بحارالانوار' ج ۲' ص ۸۸)

اور امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے یہ حضرت قائم علیہ السلام کے خروج کے وقت ہوگا۔ (روضۃ الکافی' ص ۲۸۷)

اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق سنریھم ایاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق ''ہم آفاق اور ان کے نفسوں میں انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک کہ ان سب کے لیے واضح ہو جائے گا کہ وہ حق ہے''۔ امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے خداوند تعالیٰ ان کو اپنے نفسوں میں نشانیاں دکھائے گا کہ وہ مسخ ہو جائیں گے۔ آفاق میں نشانیاں دکھائے گا ان پر آفاق ٹوٹ پڑیں گے پس وہ اللہ کی قدرت کو اپنے نفسوں اور آفاق میں دیکھیں گے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ حتی یتبین اللہ الحق سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کا خروج ہے۔ آپ اللہ کی جانب سے حق ہیں۔ مخلوق آپ کو دیکھے گی اور یہ ضرور ہوگا (غیبت نعمانی' ص ۱۴۳)۔ احادیث میں ہے کہ بعض کافر اور منافق جو امام مہدی علیہ السلام کے دشمن ہوں گے اچانک بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہو جائیں گے۔ آفاق کے ٹوٹنے یا سکڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ملک اور حکومتوں میں حالات مضطرب ہوں گے۔ عوام ان کی حکومتوں سے نکل جائیں گے' ان

سے بغاوت کرلیں گے۔ اور آسمان کے آفاق سے ان پر علامات اور نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

اللہ تعالٰی کے اس قول کی تفسیر میں آیا ہے:

ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعًا و کرھًا۔

''اس کے لیے اسلام لایا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اختیاری یا جبری حالت میں''۔ (سورہ آل عمران' آیت ۸۳)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت حضرت قائم علیہ السلام کی شان میں ہے۔ آپ مشرق و مغرب کے یہود و نصاریٰ' صائبین و زندیقین' ملحدین اور کافرین پر خروج کریں گے ان سب کو اسلام پیش کریں گے پس اپنی مرضی وارادے سے اسلام قبول کرلے تو اسے نماز و زکوۃ اور دیگر احکام بجالانے کا حکم دیں گے جو ایک مسلمان کو دیا جاتا ہے اور جو اللہ کی طرف سے اس پر واجب ہے اور جو اسلام نہیں لائے گا تو اس کی گردن اڑا دیں گے یہاں تک کہ مشرق و مغرب میں تمام لوگ خدا کی توحید کے قائل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ میں آپ پر قربان جاؤں۔ مخلوق تو اس سے زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ جب خدا کا ارادہ ہو تو وہ کثیر کو قلیل میں یا تھوڑے کو زیادہ میں تبدیل کرسکتا ہے (تفسیر عیاشی' ج ۱ ص ۱۸۳)۔ اور امام مہدی علیہ السلام کو جو کرامات' آیات اور معجزات عطا کیے جائیں گے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ خداوند آپ کی قلت کو کثرت میں تبدیل کردے گا۔

رسول اکرمؐ کی حدیث ہے اگر دنیا فقط ایک دن کی باقی رہ جائے تو اللہ تعالٰی ایک شخص کو بھیجے گا جس کا نام میرا نام اور جس کا اخلاق میرے اخلاق جیسا ہوگا اور اس کی کنیت ابا عبداللہ ہوگی۔ لوگ رکن اور مقام کے درمیان اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اللہ تعالٰی اس کے ذریعے دین کو واپس لوٹائے گا اس کے لیے فتوحات کا دروازہ کھول دیا جائے گا کوئی بھی زمین پر غیر مسلم نہیں بچے گا۔ سلمان فارسی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ وہ آپ کی کس اولاد سے ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا: میرے اس بیٹے سے اور

اپنا ہاتھ حسین علیہ السلام کے اوپر رکھ دیا (البیان للشافعی' ص ۱۲۹)۔ لیکن سنی شیعہ حوالوں میں یہ بات مسلم ہے کہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہوگی جو کہ رسولؐ خدا کی کنیت تھی۔

حضرت رسولؐ خدا سے روایت ہے مہدی میری عترت اور فاطمہؑ کی اولاد ہے۔ وہ میری سنت پر جنگ کرے گا جیسے میں نے وحی پر جنگ کی ہے۔ (البیان' ص ۶۳)

نبی اکرمؐ سے مروی ہے ''ملک اور حکومت اسلام کے سوا کسی کی نہ ہوگی اور زمین چاندی کی طرح صاف و شفاف ہوگی (الملاحم والفتن' ص ۶۶)۔ یعنی زمین کفر و نفاق و شرک سے پاک ہوگی جیسے چاندی کی ڈبیہ ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہوتی ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ رائے کو قرآن پر موڑ دے جبکہ ان لوگوں نے قرآن کو رائے پر موڑ دیا ہوگا اور وہ ان کو عادلانہ سیرت دکھائے گا وہ کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کو زندہ کرے گا۔ (شرح نہج البلاغہ' ج ۲' ص ۳۶)

یعنی حضرت مہدی علیہ السلام قرآن کی پیروی کریں گے اس کی تفسیر میں انحراف نہیں کریں گے جس طرح پہلے مومنین کرتے تھے۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا گویا کہ میں تمہارے اس دین کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بار بار پیٹھ پھیرنے والا ہوگا اور اپنے خون میں تڑپے گا۔ پھر تمہیں اہل بیت میں سے ایک شخص دین واپس لوٹائے گا۔ پس وہ ایک سال میں تمہیں دو عطاء اور بخشش دے گا اور مہینہ میں دو رزق دے گا۔ اس کے زمانے میں تمہیں حکمت دی جائے گی۔ یہاں تک کہ عورت اپنے گھر بیٹھ کر کتاب خدا اور سنت نبیؐ کے مطابق فیصلہ دے گی۔

(بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۵۲)

آپ نے اس حدیث میں اسلام کی ظہور مہدیؑ سے قبل انتہائی دقیق تصویر کشی کی ہے کہ ''مولیا فحص بدمہ'' یعنی اسلام اس زخمی پرندے کی مانند ہوگا جو ظالموں کی کاری ضربوں کے لگنے کی وجہ سے اپنے پروں کو اپنے خون میں مار رہا ہوگا۔ یعنی اپنے خون

میں لت پت تڑپ رہا ہوگا۔ مسلمان اس سے دُور ہو چکے ہوں گے۔ اس کی تحریف کر دی ہوگی۔ سال میں دو بخششیں اور مہینہ میں دو رزق سے مراد یہ ہے کہ چھ ماہ بعد بیت المال سے تقسیم جاری ہوگی اور ہر دو ہفتہ بعد غذائی مواد تقسیم ہوں گے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''اللہ تعالی حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعے اسلام کو ذلت کے بعد عزت دے گا اور موت کے بعد زندگی دے گا اور اللہ کی طرف تلوار سے دعوت دے گا پس جو منکر ہوگا اسے قتل کریں گے اور جو ان سے جھگڑا کرے گا وہ رسوا ہوگا''۔ (بشارۃ الاسلام' ص ۲۹۷)

امام صادق علیہ السلام ہی سے روایت بیان کی گئی ہے ''اللہ تعالی حضرت مہدی علیہ السلام کے ذریعے ہر بدعت ختم کرے گا اور ہر گمراہی کو مٹائے گا اور ہر سنت کا احیاء کرے گا''۔ (الکافی' ج ۱' ص ۴۱۲)

حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''زمین کے تمام ویران حصوں کو حضرت آباد کریں گے اور روئے زمین پر اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہوگا یعنی ہر قسم کے بت آگ سے جل جائیں گے''۔ (کمال الدین للصدوق' ص ۳۳۱)

طبعی امر ہے کہ انسان حیران ہو اور یہ سوال کرے کہ امام مہدی علیہ السلام کو غیر مسلم اقوام پر کس طرح عام کریں گے جو اس وقت مادی آسائشوں میں غرق' ایمان اور روحانی و معنوی اقدار سے دُور' اسلام اور مسلمانوں کو بری نگاہ سے دیکھتی ہیں؟ لیکن ان بہت سے اقتصادی سیاسی' عقائدی عوامل اور اسباب پر توجہ دینا ضروری ہے کہ جن کا ذکر حضرت کے ظہور کی تحریک میں گزر چکا ہے:

۱- اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کی اقوام دین و ایمان اور معنوی اقدار سے دُور رہ کر تجربہ کر چکی ہوں گی' انسان اور انسانی فطرت میں ایک کمی محسوس ہوگی' اسے پورا کرنا چاہیں گی۔

۲- اسلام دین فطرت ہے اگر طاغوتی حکمران اس کے نور کو اپنے عوام تک جانے دیں اور علماء اور سچے مومنین کے ذریعہ اسلام کے فوائد عام لوگوں تک پہنچیں تو وہ اس نور میں جذب ہو جائیں گے اور اس دین کو قبول کر لیں گے۔

۳- جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں اقوام عالم کے لیے جو معجزات اور آیات ربانیہ ظاہر ہوں گی ان میں سب سے اہم آسمانی آواز ہے جسے سب سنیں گے۔ ان معجزات کا اثر حکمرانوں پر معمولی ہوگا یا بالکل ہی نہیں ہوگا لیکن عوام پر اس کے کافی اثرات ہوں گے' بلکہ ان طاغوتوں پر امام مہدی علیہ السلام کی پے در پے کامیابیوں کے اہم اسباب میں سے یہ بات ہوگی۔

غربی اقوام کی یہ فطرت ہے کہ وہ فاتح قوم سے محبت کرتی ہیں اسے مقدس سمجھتی ہے اگرچہ وہ اس کے دشمن ہی کیوں نہ ہوں جیسے یہود سے اس کا معاملہ ہے۔

۴- حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول اور ان سے اللہ کی طرف سے معجزات اور آیات کا ظہور' بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کا بنیادی اور اساسی کام بھی غربی اقوام میں ہوگا۔ طبعی امر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد سے غرب اور ان کے حکمران خوش ہوں گے' سب ان پر ایمان لائیں گے اور جب حضرت مسیح علیہ السلام' امام مہدی علیہ السلام سے اپنی محبت اور اسلام کی طرف اپنا میلان ظاہر کرنا شروع کریں گے تو اس وقت غربی حکمران آپ کو شک کی نگاہ سے دیکھیں گے اور آپ کی مکمل اور کھلی تائید کا مسئلہ رک جائے گا لیکن حکومتوں کی مخالفتوں کے باوجود مغربی اقوام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مؤید اور انصار موجود رہیں گے' ان میں عقائد اور سیاسی تبدیلی پیدا ہوگی' اور ان کے ملک میں یہ ایک عمومی لہر بن جائے گی۔

۵- اقتصادی عوامل بھی ہوں گے' امام مہدی علیہ السلام کے ہاتھوں رفاہیت عام ہوگی' عالم اسلام میں خوش حالی کی لہر دوڑ جائے گی معاشی طور پر رفاہیت اور آرام

ہوگا۔ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مسلمانوں کو ایسی نعمت نصیب ہوگی جس کی مثال نہیں ملتی‘ غیر اسلامی ممالک اقتصادی بحران کا شکار ہوں گے اور اس کا بھی کافی اثر مغربی اقوام پر پڑے گا‘ کیونکہ ان کے ملک کے سیاسی حالات بھی ٹھیک نہیں ہوں گے‘ اور اس وقت ان کے حصہ میں مشکلات و مصائب ہوں گے اور یہی بات اسلام کی طرف متوجہ ہونے کا سبب بنے گی۔

❀❀❀

مادی خوشحالی کا انقلاب

امام مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ معاشی خوشحالی اور ٹیکنالوجی میں حیرت انگیز ترقی ہوگی۔ آپ کی قائم کردہ عالمی اسلامی حکومت میں خاص طور سے ہم ان احادیث کو اس عنوان سے لیں کہ جو نبوت کے دور میں صادر ہوئیں اور اس تبدیلی سے پہلے صادر ہوئیں جو علوم طبیعیات میں ہوئی اور جس نے انسانی زندگی کو ایک نئے مرحلہ میں داخل کر دیا ہے جو ماضی میں روز مرہ کی معاشی زندگی‘ حکومتی انتظامات اور اجتماعی حالات سے مختلف ہے۔ لیکن احادیث جس ترقی اور ارتقاء کی بات کرتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کے دور میں ہوں گی وہ اس سے زیادہ عظیم ہوگی جو کچھ ہم اپنے دور میں حاصل کر چکے ہیں اور جہاں تک انسان اپنی محنت اور کوششوں سے علوم میں ترقی کے ذریعہ پہنچ چکا ہے۔ ان کے چند نمونے درج ذیل ہیں:

خزائن ارضی کی برآمدگی اور تقسیم

اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں۔ رسولؐ خدا سے روایت ہے ”زمین حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے اپنے جگر پاروں کو باہر نکال دے گی یعنی اپنے خزانوں کو اُگل دے گی وہ مال اس طرح دیں گے جیسے دینے کا حق ہے اور مال شمار نہیں کیا جا سکے گا“۔ (بحارالانوار‘ ج ۵۱‘ ص ۶۸)

ایک روایت میں ہے کہ ”زمین ستون کی مانند سونے کو نکالے گی“۔ جو حدیث

اوپر ذکر کی گئی ہے وہ سنی شیعہ حوالوں میں موجود ہے اور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آپ کی حکومت معاشی طور پر اس قدر خوش حال ہوگی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی ہوگی اور یہ بھی کہ امام کتنے سخی دل کے مالک ہیں اور عوام کے لیے ان کے دل میں کتنی محبت ہے کہ وہ سب کو خوش حال اور مطمئن دیکھنا چاہتے ہیں۔

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے "جب اہل بیتؑ کے قائم قیام کریں گے تو آپ مال برابر اور مساویانہ تقسیم کریں گے اور عوام میں انصاف و عدالت کریں گے' پس جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی--- آپ توریت اور دوسری آسمانی کتابوں کو انطاکیہ کے غار سے نکالیں گے اور اہل توریت کو توریت سے اہل انجیل کو انجیل سے فیصلہ سنائیں گے اور زبور والوں کے درمیان زبور سے فیصلہ دیں گے۔ اہل قرآن کو قرآن سے فیصلہ دیں گے--- زمین کے باطن اور ظاہر سے اموال جمع ہو کر آپ کی طرف آئیں گے۔ آپ لوگوں کے لیے فرمائیں گے آؤ اس کی طرف جس کی خاطر تم نے رشتہ داریاں توڑیں' حرام خون بہایا' اور خدا کے قرار دیے گئے حرام کا ارتکاب تم نے کیا اور آپ اسے اتنا عطا کریں گے اس سے پہلے کسی نے اسے اتنا نہیں دیا ہوگا' زمین کو عدالت اور انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی"۔ (بحار الانوار' ج ۵۲' ص ۳۵۱)

اُمت اسلامیہ آپ کے دور میں نعمتوں کی مالک ہوگی۔ زمین آباد ہوگی۔ رسول اکرمؐ سے روایت ہے:

"حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں میری اُمت کو ایسی نعمت ملے گی کہ جیسی آپ کو کبھی نہیں ملی ہوگی' ان پر آسمان کو بار بار بھیجا جائے گا' زمین اپنے نباتات ظاہر کر دے گی"۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۸)

حضرت نبی اکرمؐ سے روایت ہے "ملت اسلامیہ حضرتؑ کے پاس اس طرح جمع

ہوگی جیسے شہد کی مکھیاں اپنے یعسوب کے گرد آتی ہیں۔ زمین کو عدالت سے بھر دیں گے جس طرح وہ جور سے بھر چکی ہوگی یہاں تک کہ لوگ اپنے ابتدائی دور جیسے ہو جائیں گے۔ کسی سونے والے کو جگائیں گے نہیں اور نہ ہی خون بہائیں گے"۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۹)

پہلے کی طرح ہو جائیں گے سے مطلب انسان کا ابتدائی معاشرہ ہے جو امن و آشتی کا تھا سب ایک اُمت ہو جائیں گے محبت اور پیار ہوگا' اپنی انسانی فطرت پر ہوں گے قبل اس کے کہ ان کے درمیان اختلاف واقع ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "کان الناس امة واحدة" (سورہ بقرہ' آیت ۲۱۳)

"لوگ اُمت واحدہ تھے" اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے جو بتاتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں معاشرہ بے نیاز ہوگا' اس کو کسی قسم کی احتیاج نہیں ہوگی اور معاشرہ محبت و الفت سے بھر جائے گا' اس میں کوئی جھگڑا اور اختلاف نہیں ہوگا' عدالتوں کی ضرورت باقی نہ رہے گی' ایسا معاشرہ ہوگا جس میں ایک دوسرے پر تنقید نہیں ہوگی' افراد ایک دوسرے کی خدمت قربۃ الی اللہ کریں گے اور جس کے وہ محتاج ہوں گے رسولؐ خدا پر صلوٰۃ بھیج کر اس چیز کو دوسرے شخص سے لے لیں گے۔

(میں کہتا ہوں کہ ایسا واقعہ ہم نے امام مہدی علیہ السلام کی تمہیدی افواج اور جاں نثاروں میں سنا ہے کہ جب صدام سے جنگ ہو رہی تھی تو جنگی محاذ پر صلواتی ہوٹل تھا کہ کھانا یا جو بھی ضرورت کی چیز ہو صلوات پڑھنے سے مل جاتی تھی۔ امام مہدیؑ کے دور میں اسی طرح صلوات کے ذریعہ کام انجام پائیں گے۔ از مترجم)

حضرت رسولؐ خدا سے روایت ہے "حضرت مہدی علیہ السلام سے ساکنان آسمان و زمین راضی ہوں گے۔ آسمان اپنے تمام قطرات زمین پر ڈالے گا اور زمین اپنی تمام نباتات کو نکالے گی۔ یہاں تک کہ جو لوگ زندہ ہوں گے وہ اپنے مردوں کی تمنا کریں گے۔ (مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۹)

یعنی خواہش کریں گے کہ کاش ہمارے مردے بھی زندہ ہو جاتے اور ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے اور جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ بھی دیکھتے اور لطف اندوز ہوتے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے ''اللہ تعالیٰ حضرت مہدیؑ کے ذریعہ اپنے دین کو ظاہر کرے گا اسے غلبہ دے گا اگر چہ مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں اور زمین کے تمام ویرانوں کو حضرت آباد کریں گے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۹۱)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''مہدی علیہ السلام جو مخلوقات میں بڑے محبوب ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گونگے فتنہ (غریبوں کا فتنہ جو کسی کی بات کا جواب نہیں دیتے) کو ختم کرے گا''۔ (بشارۃ الاسلام' ص ۱۸۵)

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''مدھامتان'' کی تفسیر میں کہ حضرت مہدی علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان کھجوروں کے درخت سے اتصال کریں گے''۔

(بحارالانوار' ج ۵۶' ص ۴۹)

سعید بن جبیر سے روایت ہے'' بہ تحقیق جس سال حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے اس سال زمین پر چوبیس بارشیں ہوں گی اور زمین کے آثار اور اس کی برکتوں کو دیکھا جا سکے گا''۔ (کشف الغمۃ' ج ۳' ص ۲۵۰)

مخطوطہ ابن حماد' ص ۹۸ میں ہے حضرت مہدی علیہ السلام کی نشانی یہ ہوگی کہ آپ اپنے کارندوں پر سخت (یعنی کام میں کوتاہی برداشت نہیں کریں گے) اور مال میں سخی ہوں گی' مساکین پر مہربان ہوں گے اس میں ہے کہ ''مہدی گویا کہ مساکین کو مکھن کھلا رہے ہیں''۔ (یعنی جس طرح ماں اپنے بچے کے منہ میں مکھن کھلاتی ہے یعنی مہربانی کرتی ہے اسی طرح حضرت بھی مساکین پر مہربان ہوں گے)۔

معاشی اور طبیعاتی ثروت

حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں کچھ ایسے امور کو ذکر کیا گیا ہے جو ماضی کی نسلوں اور ہم عصر اقوام کے لیے غیر مانوس ہیں۔ آپ کے دَور میں رابطہ اور اتصال کے وسائل ایک دوسرے کو دیکھنے کے وسائل' ایک دوسرے کو پہچاننے کے وسائل' جنگی وسائل' پیداواری وسائل' فیصلہ و عدل کرنے کے وسائل حکومت کرنے اور انتظامات چلانے کے وسائل' نقل وحمل کے وسائل' سفری وسائل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض تو کرامات اور معجزات ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کے اصحاب کے ہاتھوں پر جاری کرے گا۔ لیکن علوم طبیعات میں بہت زیادہ ترقی اور حیرت انگیز انقلاب اللہ تعالیٰ کے طبعی قوانین کو استعمال میں لانے سے ہوگی اور جو کچھ خدا نے زمین وآسمان میں نعمتیں رکھی ہیں ان سے فائدہ اٹھانے کی وجہ سے ہوگا۔

احادیث بتاتی ہیں کہ علوم طبیعات میں انقلاب انسانی زندگی میں ایک جست لگانے کے مترادف ہوگا' اسی سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث ہے ''علم ۲۷ حروف ہے اور جسے انبیاء لائے وہ دو حرف تھا' پس آج تک لوگوں نے انہیں دو حرفوں کو جانا ہے جب ہمارے قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو اللہ تعالیٰ باقی ۲۵ حروف کو بھی نکالے گا اور انہیں لوگوں میں پھیلا دے گا اور اس کے ساتھ دو حروف کو ملا دیا جائے تو پورا علم یعنی ۲۷ حروف لوگوں میں عام ہوگا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۳۶)

اگر چہ یہ بات انبیاء و رسل کے علم کی طرف اشارہ ہے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اللہ کی رسالت و پیغام کے بارے میں آخرت کے بارے میں علم اور علوم طبیعات شامل ہیں۔ علوم طبیعات جو انبیاء نے لوگوں کو بتائے اور ان کے اصولوں کی طرف راہنمائی کی جیسے حضرت ادریس علیہ السلام نے سینا پرونا سکھایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتیاں بنانا اور نجاری کا کام سکھایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے زرہ اور اسلحہ بنانا سکھایا۔ اسی طرح باقی انبیاء نے۔ یہ بعید نہیں

ہے کہ حدیث میں علم سے مراد عام علم دین (نظام کے بارے میں علم) اور طبیعات کے متعلق علم سے مراد جو کچھ لوگوں کے پاس علوم ہیں' ان علوم سے جو حضرت مہدی علیہ السلام لوگوں کو سکھائیں گے اس کی نسبت ۲ اور ۵ کی ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے ''آگاہ ہو کہ ذوالقرنین کو دو سحاب کے درمیان اختیار دیا گیا' اس نے سحاب ذلول کو منتخب کیا اور آپ کے صاحب (امام مہدی علیہ السلام) کے لیے اللہ تعالیٰ نے صعب کو ذخیرہ کر رکھا ہے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا صعب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا جس میں رعد (گرج کڑک) صاعقہ (بجلی' روشنی) اور برق (تیزی) ہے۔ پس آپ کا صاحب اس پر سوار ہوگا اور اسباب میں چڑھے گا' سات آسمانوں اور سات زمینوں کے اسباب تک پہنچے گا پانچ آباد ہیں اور دو ویران ہیں۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۲۱)

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''امام مہدی علیہ السلام کے زمانہ میں مشرق میں مومن اپنے بھائی کو جو مغرب میں ہوگا اسے دیکھے گا اسی طرح جو مغرب میں ہوگا وہ اپنے بھائی کو مشرق میں دیکھے گا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۹۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے ''جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہماری سماعت اور بصارت میں مدد کرے گا' ان کے اور امامؑ کے درمیان کوئی ڈاکیہ نہیں ہوگا۔ جب حضرت ان سے بات کریں گے تو وہ ان کی بات سنیں گے اور جب وہ اپنی جگہ پر ہوں گے تو وہ انہیں دیکھیں گے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۳۶)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے

''جب معاملات اس امرؑ کے صاحب ''امام مہدی علیہ السلام'' تک پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے زمین کی ہر پستی کو بلند کرے گا اور آپ کے لیے ہر بلندی کو پست کر دے گا یہاں تک کہ دنیا آپ کے نزدیک آپ کی ہتھیلی کی مانند ہوگی پس ایسا کون ہے کہ اس کی ہتھیلی میں ایک بال پڑا ہوا ہو اور وہ اسے دیکھ نہ سکے''۔

روایت میں ہے کہ

''امام علیہ السلام زمین سے آسمان تک نور کا ستون نصب کریں گے جس میں آپ بندگان کے اعمال دیکھیں گے اور وعلوم اہرام مصر کی چٹانوں کے نیچے حضرت کے لیے پوشیدہ ہیں آپ سے پہلے اس تک کوئی نہیں پہنچے گا۔ (کمال الدین' ص ۵۶۵)

ان کے علاوہ اور روایات ہیں جن کے ذکر کرنے کا موقع نہیں ہے۔ ان میں سے بعض عمومی طور پر علوم کے انقلاب کی بات کرتی ہیں بعض ذہنی صلاحیتوں کے اضافہ کی بات کرتی ہیں بعض مومنین کے لیے خاص وسائل و ذرائع رکھنے کی بات کرتی ہیں۔ بعض امام مہدی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے خاص معجزات اور کرامات کی بات کرتی ہیں۔ اسی سے امام باقر علیہ السلام کی روایت ہے گویا کہ میں اصحاب قائم کو دیکھ رہا ہوں بہ تحقیق انہوں نے خافقین کے درمیان تک احاطہ کیا ہے اور ہر چیز ان کی مطیع اور تابع فرمان ہے یہاں تک کہ درندے' حیوانات اور پرندے تک سب ان کی کہ آج میرے اوپر سے حضرت قائم کے اصحاب میں سے کوئی گزرا ہے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۳۶)

امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے

''جب حضرت قائم علیہ السلام قیام فرمائیں گے تو وہ زمین کے تمام اقالیم ''یعنی خطوں میں' مراکز میں'' اپنا نمائندہ بھیجیں گے اور اس سے کہیں گے کہ تمہارا عہد نامہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ پس جب تم پر کوئی معاملہ آ جائے جسے تم سمجھ نہ سکو اور اس کے فیصلہ کے متعلق یہ نہ سمجھ سکو تو اپنے ہاتھ کی طرف دیکھ لو اور جو کچھ اس میں ہے عمل کرو''۔ (غیبت نعمانی' ص ۳۱۹)

کتاب یوم الخلاص میں اس حدیث کے کافی حوالے ذکر کیے ہیں لیکن میں نے ان حوالوں میں یہ حدیث نہیں دیکھی۔ ہو سکتا ہے کہ یہ اعجاز و کرامت سے ہو یا علمی قواعد کی رو سے اور ترقی یافتہ وسائل کی روشنی میں ہو۔

ملک مہدیؑ

سلطنت سلیمانیہ و ذوالقرنینیہ سے وسیع ہوگا

امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی وہ عالمی حکومت جسے قائم کریں گے اس حکومت سے بڑی ہوگی جو سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین علیہ السلام نے قائم کی تھیں یعنی ان سے بڑی حکومت ہوگی۔ بعض احادیث میں اس پر نص ہے امام باقر علیہ السلام سے حدیث مروی ہے

''بہ تحقیق ہمارا ملک سلیمانؑ بن داؤد علیہ السلام کے ملک سے بڑا ہوگا اور ہماری سلطنت اس کی سلطنت سے بڑی ہوگی''۔

حدیث میں ہے کہ آپ کے لیے ایسے اسباب مسخر کیے جائیں گے جنہیں حضرت ذوالقرنین کے لیے مسخر نہیں کیا گیا۔ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آپ کے پاس انبیاء علیہم السلام کے مواریث ہیں۔ ان میں سلیمان علیہ السلام کے مواریث بھی ہیں اور یہ کہ پوری دنیا آپ کے ہاتھ کی ہتھیلی کی مانند ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت میں فلسطین اور ملک شام شامل تھے۔ مصر اور اس کے بعد افریقہ شامل نہ تھے اس طرح یمن، چین اور ہند پر آپ کی حکومت نہیں تھی جیسا کہ احادیث میں ہے بلکہ بعض احادیث میں ہے کہ جنوبی ایران کے شہر اصطخر ''جو اب مسجد سلیمان کے نام سے مشہور ہے'' سے آگے نہ تھی جبکہ حضرت مہدیؑ

کی مملکت دنیا کے تمام خطوں پر محیط ہوگی یہاں تک کہ چھوٹی سی بستی سے بھی کلمہ شہادت کی آواز گونجے گی اور زمین کے تمام ویران علاقوں کو حضرت آباد کریں گے جس طرح احادیث میں ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے جو امکانات مسخر کیے جائیں گے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ اب ہوں گے۔ وہ وسائل و امکانات جو معجزہ اور کرامت کے طور پر ہوں گے یا وہ وسائل جو علوم میں ترقی کی وجہ سے اور طبعی قوانین کے استعمال کی وجہ سے ہوں گے برابر ہے مدت اور زمانہ کے حوالے سے دیکھا جائے تو سلیمان علیہ السلام کی مملکت اور حکومت آدھی صدی تھی۔ پھر آپ کی وفات کے بعد انحراف واقع ہوگیا اور مملکت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ قدس اور بلس کی حکومتوں میں جنگ ہوگئی۔ جیسا کہ احادیث میں ہے اور مورخین نے بھی لکھا ہے۔ روایات بتاتی ہیں کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت آپ کی زندگی اور وفات کے بعد بھی جاری رہے گی۔ اگرچہ یہ روایات ایک دوسرے سے ٹکراؤ رکھتی ہیں۔ ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ کی حکومت دنیا کے اختتام تک رہے گی اور یہ کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد سے جو مہدی علیہ السلام ہوں گے وہ حکومت کریں گے پھر بعض انبیاء اور بعض آئمہ علیہم السلام کی رجعت ہوگی پس وہ آخر دنیا تک حکومت کریں گے۔

❁ ❁ ❁

عوام بالا کے راستوں کا کھل جانا

اس بارے میں احادیث میں متعدد اشارات ملتے ہیں۔ سب سے واضح اشارہ امام باقر علیہ السلام کی سابقہ روایت ہے جس میں ہے کہ ''آپ سحاب صعب'' پر سوار ہوں گے اور اسباب پر جائیں گے سات آسمانوں اور سات زمینوں کے اسباب ہیں۔ پانچ آباد ہیں اور دو ویران ہیں۔ امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین علیہ السلام کو دو سحاب میں اختیار دیا' ایک ذلول تھا اور دوسرا صعب تھا۔ پس اس نے ذلول منتخب کیا اور وہ وہ ہے جس میں رعد و برق نہیں ہے اور اگر وہ صعب کا چناؤ کرتا تو یہ اس کے لیے نہیں تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت قائم کے لیے ذخیرہ کر کے رکھا ہوا ہے۔ (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۳۲۱)

پس یہ حدیثیں نص و واضح ہیں کہ حضرت مختلف وسائل و ذرائع کو زمین پر آمد ورفت اور کواکب و سیارات و دیگر کرات وعوالم پر آنے جانے کے لیے استعمال کریں گے۔ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت کی پرواز سات آسمانوں اور چھ زمینوں کی ہوگی۔ ہماری اس زمین کے علاوہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان وسائل و ذرائع آمد ورفت کو فقط خود ہی استعمال میں لائیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ آپ کے زمانہ میں معاملہ دیگر کرات وعوالم اور زمینوں میں جانے کا اس طرح ہو جس طرح ہم اس دور میں ایک براعظم سے دوسرے براعظم میں جاتے ہیں۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ ان پانچ زمینوں اور آسمانوں میں سے ہر پانچ میں آبادی ہے یعنی وہاں کے معاشروں سے

رابطہ ہوگا اور ان کے ساتھ ہمارا رابطہ بحال ہوگا جو کہ اب تک نہیں ہوا ہے۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ کواکب سماوی ستاروں اور سیاروں اور کرات میں بہت سے ایسے ہیں جن میں اللہ کی مخلوق آباد ہے اور زندگی گزار رہی ہے جو اس انسان کی قسم' فرشتوں اور جنوں سے نہیں ہے۔ علامہ مجلسی نے ان روایات کی کثیر تعداد کو اپنی کتاب بحارالانوار میں درج کیا ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے:

یامعشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السموات والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان -

(سورہ رحمٰن آیت ۳۳)

''اے جنوں اور انسانوں اگر تم کر سکتے ہو کہ تم آسمانوں اور زمین کے اطراف خطوں میں ''کرات میں'' داخل ہو جاؤ ان پر نفوذ کر جاؤ تو تم ایسا کرو'' کوئی منع نہیں ہے''۔ لیکن تم ایسا بغیر غلبہ اور تسلط کے نہیں کر سکتے ہو'' یعنی اس کے لیے طاقت قدرت' ہمت اور غلبہ درکار ہے فقط کہنے یا ارادہ کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے''۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں زمین پر زندگی ایک نئے مرحلہ میں داخل ہوگی اور اس کے جتنے سابقہ مراحل گزرے ہیں اس سے مختلف مرحلہ ہوگا۔ اس موضوع پر زیادہ گفتگو کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے۔

❀❀❀

عالم آخرت اور جنت کا کھل جانا

ہم جس عالم میں اپنے زماں و مکان و اشیاء کے ساتھ رہ رہے ہیں اس کی تمام حرکات میں سے سب سے گہری اور عمیق حرکت عالم شہادت و حاضر کی عالم غیب کی طرف حرکت کرنا ہے یا عالم غیب سے عالم شہادت و حاضر کی طرف جس سے قرآن اور اسلام نے پردہ اٹھایا ہے اور اس پر توجہ دینے اور اس کے ساتھ خود کو ہم آہنگ کرنے پر زور دیتا ہے اور اسے اللہ کی طرف رجوع' پلٹ جانا۔ اللہ سے ملاقات کرنا یا ملاء اعلیٰ اور آخرت کی طرف جانے کا نام دیتا ہے اور عالمی سطح پر قیامت' ساعت کا آنا کہا جاتا ہے جب ہماری اس دنیا اور وسیع و عریض پوشیدہ عوالم غیب کے درمیان وحدت ہو جائے گی۔ اس حرکت کی انتہا انسان کی نسبت موت ہے۔ اسلام میں موت کا مطلب ہے کہ انسان کا محدود زندگی سے ایک وسیع تر زندگی میں قدم رکھنا جس میں فنا نہیں ہے۔ جیسے ہم میں سے بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور کائنات کے حوالے سے اس انتہا کا نام قیامت ہے اور عالم شہادت و حاضر کا عالم غیب کے ساتھ متحد ہو جانا ہے۔

قرآن و سنت میں قیامت اور ساعت کے آنے کے مقدمات ہیں اور سلسلہ وار شرائط ہیں جو زمین و آسمان اور انسانی معاشرے میں حاصل ہوئے ہیں۔ بعض روایات و آیات جن میں یہ شرائط بیان ہوئی ہیں ان سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کی حکومت قیامت کے آنے کی شرائط میں سے ایک ہے۔ لیکن علماء کا اجماع اس پر ہے کہ قیامت کی شرائط کا آغاز آپ کی حکومت کے بعد ہوگا--- پس ان کا آغاز کیسے ہوگا۔

میرے نزدیک زیادہ واضح اور روشن بات یہ ہے کہ عوالم سماوی کا راستہ امام دی علیہ السلام کے زمانہ میں کھل جائے گا اور یہ عالم آخرت اور عالم جنت کے راستہ نے کا مقدمہ ہوگا۔ وہ روایات جو رجعت "واپسی" کے نظریہ کو بیان کرتی ہیں اور یہ کچھ انبیاء علیہم السلام اور آئمہ علیہم السلام زمین پر آئیں گے اور حضرت مہدی علیہ لام کے بعد حکومت کریں گے تو ان روایات سے یہ مرحلہ مقصود ہے۔ اسی طرح وہ د آیات ہیں جن کی تفسیر رجعت سے کی گئی ہے۔ رجعت کے بارے میں عقیدہ رکھنا رچہ اسلام کی ضروریات سے نہیں ہے اور نہ ہی مذہب شیعہ کی ضروریات میں سے ے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو تو وہ اس مذہب اہل بیتؑ ر اسلام سے خارج نہیں ہوگا--- لیکن احادیث اس کثرت سے موجود ہیں جو اس یدہ کو رکھنے کا اطمینان دلاتی ہیں یا سبب بنتی ہیں کہ یہ عقیدہ رکھا جائے۔ بعض روایات یں ہے کہ رجعت کا آغاز امام مہدی علیہ السلام کی حکومت کے بعد ہوگا اور اسی طرح پ کے بعد آپ کی اولاد سے گیارہ مہدی علیہ السلام حکومت کریں گے۔

غیبت طوسی کے ۲۹۹ پر ہے امام صادق علیہ السلامؑ سے روایت ہے "بہ تحقیق رت قائم کے بعد ہم میں سے حسین علیہ السلام کی اولاد سے گیارہ مہدی علیہ السلام وں گے" جو حکومت کریں گے"۔

رجعت کے بارے میں جو احادیث ہیں ان کے چند نمونے یہاں بیان کرنے پر فا کرتے ہیں۔ امام زین العابدین علیہ السلام اللہ کے اس قول کے بارے میں کہ ان ی فرض علیک القران لرادک الی معاد جس نے تم پر قرآن فرض کیا ہے وہ یں ضرور معاد کی طرف لوٹانے والا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ آپ کا نبیؐ جو آپ کی ف پلٹ کر آنے والا ہے۔ (بحار الانوار' ج ۵۳' ص ۵۶)

ابو بصیر سے روایت ہے اس نے کہا مجھ سے ابوجعفر علیہ السلام "امام باقر" نے یا کیا عراق والے رجعت کا انتظار کرتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں! تو آپ نے فرمایا

امام مہدیؑ
اور
شیعہ عقیدہ

کیا وہ قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھتے۔ ویوم نحشر من کل امة فوجا اور وہ دن جس میں ہم ہر اُمت کے ایک گروہ کو محشور کریں گے۔ (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۴۰)

دوسری روایت امام صادق علیہ السلام سے ہے کہ آپ نے اس آیت کے متعلق سوال کیا کہ لوگ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت ہے تو آپ نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر اُمت کے ایک گروہ کو محشور کرے گا اور باقی کو چھوڑ دے گا یہ بات رجعت میں ہے لیکن قیامت کی آیت یہ ہے۔ وحشرناهم فلم نغادر منهم احدا پس ہم نے انہیں محشور کیا اور ہم نے ان میں سے کسی ایک کو نہیں چھوڑا۔ (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۵۰)

زرارہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ بڑے امور کے متعلق جیسے رجعت اور اس جیسے دیگر امور۔ تو آپ نے فرمایا: بہ تحقیق تم جو سوال کر رہے ہو اس کا وقت نہیں آیا ہے۔ بل کذبوا بما لم يحيطوا بعلمه ولما ياتهم تاويله (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۴۰)

''بلکہ انہوں نے جھٹلا دیا ہے اسے جس کو ان کے علم نے احاطہ نہیں کیا ہے اور ابھی تک ان کے پاس اس کی تاویل نہیں آئی ہے''۔

بعض روایات میں ہے کہ نبی اکرمؐ کی واپسی' آئمہ اطہار علیہم السلام کے بعد ہوگی۔ پہلی شخصیت جو واپس آئے گی وہ امام حسین علیہ السلام کی ہوگی۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے ''پہلی شخصیت جو دنیا میں واپس آئے گی تو وہ امام حسین علیہ السلام ہوں گے پس آپ اتنی حکومت کریں گے کہ آپ کی ضعیفی کی وجہ سے آپ کی حاجب 'بھنویں'' آپ کی آنکھوں پر گر پڑیں گی۔ (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۴۶)

امام صادق علیہ السلام سے ہی روایت ہے کہ رجعت اور واپسی عمومی نہیں ہوگی بلکہ خصوصی ہوگی فقط وہ آئیں گے جن کا ایمان خالص تھا اور جو خالص شرک میں تھے۔ (بحار الانوار ج ۵۳ ص ۳۹)

امام مہدیؑ کے بارے میں شیعی عقیدہ

اہل بیتؑ سے بارہ اماموں پر عقیدہ رکھنا ہمارے مذہب کے اصول میں سے ہے بلکہ یہی وہ بنیادی نقطہ ہے جس کی بناء پر ہمارے مذہب کو مذہب امامی' مذہب شیعہ' مذہب اہل بیت' مذہب امامیہ' امامیہ اثنا عشریہ' شیعہ اہل بیت کہا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک ہمارے آئمہ میں سے سب سے پہلے اوصیاء معصومین میں سب سے پہلے وصی حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالبؑ ہیں اور ان آئمہ معصومین اور اوصیاء معصومین کے آخری امام مہدی منتظر القائم محمد بن الحسن عسکریؑ ہیں جو ۲۵۵ ہجری میں سامرہ میں پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی عمر کو طولانی کر دیا اور حضرتؑ کو غائب کر دیا تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور اسے بعد میں ظاہر کرے گا اور ان کے ذریعہ اپنے دین کو سب پر ظاہر کرے گا غلبہ دے گا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ یہ عقیدہ کہ امام مہدی علیہ السلام موعود وہی بارھویں امام ہیں اور وہ زندہ اور غائب ہیں۔ ہمارے مذہب کا حصہ ہے۔ اس عقیدہ کے بغیر ایک مسلمان شیعہ اثنا عشری نہیں بن سکتا بلکہ اس عقیدہ کے بغیر وہ سنی مسلمان زیدی مسلمان یا اسماعیلی مسلمان ہوگا۔

ہمارے بعض برادران آئمہ اثناء عشر کے بارے میں ہمارے عقیدہ ان کی عصمت کے عقیدہ اور حضرتؑ مہدیؑ کی غیبت کے عقیدہ رکھنے پر بہت حیرت کا اظہار کرتے ہیں۔ ان معاملات کا معیار بات کا بعید ہونا' اچھا ہونا' سمجھ میں آنا یا نہ آنا نہیں

ہے بلکہ معیار نبی اکرمؐ کی نص ہے۔ واضح اور روشن فرمان ہے' ہمارے پاس قطعی اور مسلّم دلائل سے یہ حقیقت ثابت ہے جب روایت موجود ہو' دلیل قائم ہو اور احادیث میں وضاحت موجود ہو تو کسی مسلمان کے لیے عذر نہیں رہ جاتا کہ وہ اس بات کو تسلیم نہ کرے بلکہ مسلمان کو اسے قبول کر لینا چاہیے کیوں کہ اس نے دلیل کی روشنی میں یہ عقیدہ اپنایا ہے کسی عرب شاعر نے خوب کہا:

نحن اتباع الدلیل --- حیثما ما نمیل

"ہم تو دلیل کے پیروکار ہیں جدھر دلیل مڑے گی' ہم بھی ادھر مڑیں

برادران اہل سنت اگرچہ اس بات پر متفق نہیں ہیں کہ وہ محمد بن الحسن عسکری علیہ السلام ہیں لیکن وہ ان تمام احادیث میں جن میں حضرت مہدی علیہ السلام کی بشارت دی گئی ہے۔ آپ کے ظہور کی حرکت کا بیان ہے۔ اسلامؐ کا آپ کے ہاتھوں احیاء کا بیان ہے اور یہ کہ اسلام آپ کے ذریعہ پورے عالم پر چھا جائے گا۔ ان سب میں وہ ہم سے متفق ہیں یہاں تک کہ آپ دیکھیں گے کہ اس بارے میں جو احادیث فریقین میں ہیں تو وہ ایک جیسی ہیں یا ان کے معنی ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ کچھ علماء اہل سنت اس بات پر متفق ہیں کہ مہدی موعود حضرت امام محمد بن الحسن عسکری ہیں جیسے ابن العربی شعرانی وغیرہ۔ جنہوں نے تصریح کے ساتھ آپ کا نام و نسب تحریر کیا ہے اور ان کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ آپ زندہ و غائب ہیں۔ ان علماءؒ کی ایک جماعت کے نام المہدی الموعود کے مصنف نے اپنی کتاب میں تحریر کیے ہیں۔

عقیدہ امام مہدیؑ کے بارے میں سنی شیعہ میں جو مشترک اور متفق بات ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں' گروہوں اور مذاہب میں تقسیم ہونے کے باوجود ضروری ہے کہ علماء اور اُمت کی تحریک کے لیے کام کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ مسلمانوں کا ایک زندہ اور متحرک عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کی خاصیت یہ

ہے کہ غیب پر ایمان کی سطح بلند ہو جائے گی اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی نصرت اور اپنے دین کے غلبہ کا جو وعدہ دیا ہے وہ ضرور پورا ہونے والا ہے۔ اپنے اعداء اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کی معنویات اور روحیات میں اضافہ ہونا چاہیے اور اپنے امام مہدیؑ موعود کے لیے ابتدائی کام کرنے کے لیے سرگرم عمل ہو جانا چاہیے۔

یہ درست نہیں ہے کہ اگر اہل سنت کے نزدیک امام مہدیؑ کا مصداق محمد بن الحسن العسکری نہیں ہے تو وہ ان لوگوں کو جن کے نزدیک یہ امر ثابت ہے اور جو اس عقیدہ کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتے ہیں تنقید کا نشانہ بنائیں۔ اس جگہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے عقیدے کے سلسلہ میں علم کلام کے تحت بحث کریں بلکہ ہم ایک سوچ دینا چاہتے ہیں جس کے ہم شیعہ عقیدہ مہدیؑ کے حوالے سے مالک ہیں اور جو نسل در نسل اپنے آباء کی تربیت کے نتیجہ میں راسخ ہوا اسی لیے ہم امام مہدیؑ کے ظہور کا انتظار عشق و محبت اور والہانہ انداز میں کرتے ہیں۔ پس امام مہدیؑ ہماری جانیں ان پر فدا ہوں۔ اہل بیتؑ نبوت اور زمین پر بقیۃ اللہ خاتم الاوصیاء خاتم الائمہ قرآن کے امین' وحی الٰہی کے ترجمان اور اللہ کی زمین پر نور الٰہی سے روشن چراغ ہیں۔ آپ کی شخصیت میں اسلام کے تمام اعلیٰ نمونے و اقدار پائے جاتے ہیں اور نبوت کی شبیہ اور اس کے نور کا تسلسل ہیں۔ آپ کی غیبت میں اللہ کی حکمتیں راز اور بڑے مولیٰ انبیاء اولیاء اللہ اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں مومنین کی مظلومیت وغیرہ پوشیدہ ہیں۔ آپ کے ظہور کے سلسلہ میں جو نبوی وعدہ ہے اس سے مومنین کی اُمیدیں سرسبز و شاداب اور ان کے غمگین دل آپ کے ظہور سے خوش حال ہو جائیں گے۔ ان کے ہاتھ پرچم کو تھامے رکھیں گے۔ اگرچہ راستہ کتنا ہی طویل ہو اور ظلم و جور کی تند و تیز آندھیاں چلیں۔ اس پرچم کی آمد کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔

اگرچہ شیعہ اوائل ہی سے نبی اور آل نبی کے ہمراہ اور ان کی محبت میں اپنی

زندگی گزار رہے ہیں لیکن امام مہدیؑ کا عقیدہ اور وہ مہم جو آپ آ کر سر کریں گے۔ اس میں ایک خاص جاذبیت موجود ہے جو شیعہ کی روح کو زندہ و متحرک رکھنے کا سبب ہے کیونکہ وہ امید اور عشق و محبت میں زندگی گزار رہا ہے اور ہر وقت اس موعود کی خاطر آمادگی تیاری اور حرکت میں رہتا ہے۔ کچھ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ اپنے علماء کا اتنا احترام کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ کچھ اور لوگ اس پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارے اس عمل کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ان کی حیرانی اور تنقید اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب وہ تقلید کے لیے نائب امام مہدی علیہ السلام یا مرجع کو دیکھتے ہیں اور یہ کہ شیعہ کس طرح ان فتووں کی پابندی اور تقلید کرتے ہیں۔ احترام کا یہ سلسلہ جب آئمہ معصومین علیہم السلام تک پہنچ جائے تو بعض لوگ ہمیں متہم کرتے ہیں کہ ہم مبالغہ اور غلو سے کام لے رہے ہیں بلکہ کچھ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ہم نبی آئمہ اطہار اور مرجع تقلید کو خدا کا مقام دیتے ہیں اور انہی کی عبادت کرتے ہیں ''العیاذ باللہ خدا کی پناہ''۔ لیکن اس جگہ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ شیعہ اپنے علماء' مراجع تقلید اور آئمہ معصومین علیہم السلام کا اتنا احترام کیوں کرتے ہیں؟ بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم سب مسلمان انسان اور انسان کے ساتھ معاملہ و سلوک کرنے کا جو اسلامی نظریہ ہے اس سے دُور ہو گئے ہیں---

قرآن میں انسان کی قدر و منزلت کے حوالے سے تین مذاہب و افکار موجود ہیں:

۱- بدوی مذہب کا ذکر اعراب والی آیات' جو کمروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں "من وراء الحجرات" والی آیات ہیں۔ (مطلب یہ ہے کہ قرآن بتا رہا ہے کہ بدوی لوگ جب گفتگو کرتے ہیں تو وہ احترام کا لحاظ نہیں کرتے۔ نبی اکرمؐ کے سامنے اونچا بولتے ہیں' کمرے سے باہر آ کر شور کرتے ہیں' بات کو درمیان سے کاٹ دیتے ہیں''۔ (مترجم)

۲- مادی مذہب کا ذکر ان آیات قرآنی میں ہے جن میں انبیاء کے دشمنوں اور کافر

تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہیں۔ (ان کے نزدیک انسان کی قدر و منزلت مادی حوالوں سے ہے اور مادی مفادات مدنظر رکھتے ہیں"۔ (مترجم)

۳- مذہب اسلامی۔ وہ آیات جن میں انسانی تکریم' کرامت عزت و احترام کا ذکر ہے اور اس کی عالم عقل' عالم روح اور عالم عمل کی طرف راہنمائی کی گئی ہے۔

ہمارا یہ خیال ہے کہ جب ہم انبیاء' آئمہ اطہار' شہداء اور مومنین کی طرف نگاہ کرتے ہیں تو اس میں ہم غربی مادیت اور بدوی پن سے بہت متاثر نظر آتے ہیں اور اسی حوالے سے سوچتے ہیں بلکہ ہم اپنی عوام سے' مسلمانوں سے' اسلامی اقوام سے جب سلوک و برتاؤ کرتے ہیں یا ان کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں تو اس میں بھی مادی اور بدوی افکار ہم پر حاوی ہوتے ہیں بلکہ جب خود اپنے بارے میں سوچیں تو بھی ہم پر وہی مادیت اور بدوی فکر چھائی ہوئی ہوتی ہے۔

ثقافتی پستی اور غربی تسلط نے ہمارے معاشرے میں سیاسی' اقتصادی اور معاشرتی بحرانوں کو ایجاد کیا ہے کہ ان بحرانوں کے ہوتے ہوئے مسلمان اور انسان کی زندگی محترم شمار ہی نہیں ہوتی چہ جائیکہ ہم یہ خواہش کریں کہ وہ مسلم انسان اپنے اخروی وجود کے پہلوؤں کو محترم شمار کرے اور ان کی تقدیس کرے۔ جس طرح اس نے ہمارے ذہنوں کو بدوی ذہن میں بدل دیا ہے کہ جو ہمیشہ سادگی کی طرف لے جاتے ہیں۔ اپنے منطقی مفہوم سے اور جمع و ترکیب کے مفہوم سے دشمنی کرتے ہیں۔

ہم ایک چیز کے ایک ہی پہلو کو دیکھتے ہیں اور اس کے کئی پہلو ہونے کو تسلیم نہیں کرتے...... اور اپنے دل میں فقط عاطفہ اور احساس کا ایک ہی رنگ چاہتے ہیں۔ اور آن واحد میں اسے کئی رنگ میں بدلنے کی اجازت نہیں دیتے...... اور ہم انبیاء' اولیاء' آئمہ معصومین کا ظاہری امر اور ظاہری حالت دیکھتے ہیں اور ان کی بلند قدروں کو نظر میں نہیں لاتے کہ وہ کن عقلی اور روحی عوالم سے بہرہ ور ہیں؟ اور اگر کوئی ان امور میں سے کسی

کے بارے میں کچھ اظہار کر دے تو ہم اسے غالی کہتے ہیں اور اگر کوئی ان امور کو دیکھ کر جوش میں آ جائے تو اسے مجنوں و پاگل کہا جاتا ہے۔

اور جب ہم اس معاملہ کو دینی لباس پہناتے ہیں تو یہ انتہائی خطرناک حد تک پہنچ جاتا ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ انبیاء' اولیاء اور آئمہ معصومین کی تقدیس تکریم اور ان کا احترام اللہ کی تقدیس و توحید سے منافات نہیں رکھتا ہے...... پس ان کی مراد یہ ہے کہ وہ علیہم السلام بشر ہیں اور صحرا کے ذرات کا حصہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ معاملہ صحرا کی ریت یا آسمان کی ریت ہونے میں دائر ہے۔ تیسری کوئی صورت نہیں ہے۔ نہ باغات ہیں نہ دریا نہ پہاڑ ہیں نہ وادیاں نہ چوٹیاں ہیں نہ بستیاں...... گویا اللہ کے نور کی مثال جسے قرآن نے بیان کیا ہے: "مثل نوره كمشكاة فيها مصباح" یہ ہماری زمین کے علاوہ کسی اور میں موجود ہے اور ان عظیم لوگوں کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ مثال دی گئی ہے۔

میرا عقیدہ ہے کہ یہ اسلامی تحریک جو اٹھی ہے اور اُمت اسلامیہ نے اسلام کی طرف حرکت کا آغاز کیا ہے اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ شروع کیا ہے یہی وہ راستہ ہے جس میں ہم اپنی اسلامی شخصیت اور مسلمان انسان کو دیکھ سکتے ہیں اور نبی اکرمؐ آئمہ اطہار علیہم السلام اور علمائے کرام کو نئے سرے سے دیکھ سکتے ہیں اور ان کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو ان ربانی اور الٰہی شخصیات کا مقام و مرتبہ ہے اور ہمارے دل ایک دفعہ پھر ان کے عشق و محبت سے بھر جائیں گے۔ وہ عشق ہمیں آمادہ کرتا ہے اور ہمارے لیے ہمارے مولا' آقا خداوند تبارک و تعالیٰ سے عظیم محبت و عشق کا دروازہ کھولتا ہے۔

"بہ تحقیق جس شخص کو جنگل میں درخت نظر نہیں آتا وہ اس کا عذر قبول کر لے جو بیک وقت جنگل کے درختوں' پہاڑ کی چوٹیوں' ندی' آسمان و صحرا سب کو دیکھتا ہے"۔

❁❁❁

۹- زمین پر اللہ کی حجت ہیں خدا کے مخالفین سے انتقام لینے والے غضب خدا ہیں۔
۱۰- حق کو قائم کرنے والے ہیں زمین سے ظلم و جور کا خاتمہ اور عدل کا نفاذ کرنے والے ہیں۔
۱۱- زمین پر اللہ کا خلیفہ ہیں۔
۱۲- اطاعت کے واجب ہونے میں قرآن کا شریک ہیں۔
۱۳- اللہ کے راز کا خزینہ ہیں۔
۱۴- اللہ کے علم کا معدن یعنی کان ہیں۔

اکثر شیعہ علماء نے لکھا ہے کہ آپ امیرالمومنین اور حسن و حسین علیہم السلام کے علاوہ باقی تمام آئمہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک آپ ابوبکر و عمر سے افضل ہیں۔ ابن سیرین سے روایت ہے اس کے لیے کہا گیا کہ مہدیؑ بہتر ہیں یا ابوبکر و عمر تو انہوں نے کہا "ان دونوں سے بہتر ہیں ان کی برابری نبی سے ہوتی ہے"۔ (مخطوطہ ابن حماد ص ۹۸)

اس کے علاوہ مفصل فضائل کتابوں میں درج ہیں' ان کی طرف رجوع کریں۔

❀❀❀

مقام مہدیؑ بروئے خدا

اس سے پہلے کہ ہم امام مہدی علیہ السلام کے سلسلے میں دعاؤں اور زیارات کے چند حصوں کو ذکر کریں جس سے قارئین کو اندازہ ہو سکے کہ ہم شیعہ امام مہدی علیہ السلام کا کیا عقیدہ رکھتے ہیں اور کس شوق سے ہم ان کا انتظار کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اللہ کے نزدیک امام مہدی علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کا کچھ ذکر کیا جائے۔ سنی شیعہ حوالوں میں جو کچھ ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱- آپ دنیا و آخرت کے سردار ہیں۔
۲- جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔
۳- اہل جنت کا طاؤس ہیں۔
۴- اللہ پر اللہ کے نورانی پردے ہیں جو ہر وقت روشن ہوتے ہیں۔
۵- اگرچہ حضرت مہدی علیہ السلام نبی نہیں ہیں لیکن آپ کو اللہ کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔
۶- اللہ تعالیٰ آپ کے ہاتھ پر اپنی آیات کرامات و معجزات جاری کرے گا۔
۷- آپ انبیاء اور رسل صلوٰۃ اللہ علیہم کی صف میں ہوں گے۔

حدیث نبوی ہے "نحن ولد عبدالمطلب سادة اهل الجنة انا و حمزة وعلی والحسن الحسین و المهدی" (غیبت شیخ طوسیؒ ص ۳۱' الصواعق ابن حجر مکی' ص ۱۵۸)

۸- زمین پر اللہ کا نور اور اس کے دین کو غلبہ دینے والے ہیں۔

ارشادات آئمہ اطہارؑ درباره مہدیؑ موعود

آئمہ اطہار علیہم السلام اس معاملہ میں سب سے آگے ہیں کہ آپ نے امام مہدی علیہ السلام سے محبت وعشق کے جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔ اور وہ آپ کی ولادت سے پہلے اور نبی اکرمؐ کے وعدہ پر ایمان لاتے ہوئے اپنے ولد موعود کے انتظار میں رہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے اپنا دین دوسرے تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ اس جگہ ہم چند جملے امام علی علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام سے نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ہے "تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آل محمدؐ آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں جب ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے۔ گویا تم پر اللہ کی مکمل نعمتیں تمام ہوگئی ہیں اور جس کی تم آس لگائے بیٹھے ہو وہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا ہے"۔ (خطبہ نمبر ۹۸' نہج البلاغہ اردو ترجمہ مفتی جعفر حسین)

پس تم اپنے نبیؐ کے اہل بیت علیہم السلام کو دیکھو اور اگر تمہیں وہ مدد کے لیے پکاریں تو تم ان کی مدد کرو پس اچانک اللہ تعالیٰ ہم اہل بیت علیہم السلام سے ایک شخص کے ذریعہ ضرور بالضرور کشادگی اور فتح کو لائے گا۔ میرے والد فدا ہوں ان پر" کنیزوں میں سے بہترین کا بیٹا ہے۔ وہ (ان کی گردنوں پر) انہیں تلوار کے علاوہ کچھ نہ دے گا۔ جنگ ہی جنگ ہوگی آٹھ مہینے تک اس کی گردن پر تلوار ہوگی یہاں تک کہ قریش کہیں گے اگر یہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوتا تو ہمارے اوپر رحم کرتا۔

وہ خواہشات کو ہدایت کی طرف موڑے گا جبکہ لوگوں نے ہدایت کو خواہشوں کی طرف موڑ دیا ہوگا اور ان کی رایوں کو قرآن کی طرف پھیرے گا جبکہ انہوں نے قرآن کو (توڑ موڑ کر) قیاس ورائے کے ڈھرے پر لگا لیا ہوگا...... اور زمین اس کے سامنے اپنے خزانے انڈیل دے گی اور اس کے سامنے اپنی چابیاں ڈال دے گی، چنانچہ وہ تمہیں دکھائے گا کہ حق و عدالت کیا ہوتی ہے اور وہ دم توڑتی کتاب وسنت کو پھر سے زندہ کرے گا۔ (خطبہ نمبر ۱۳۶ نہج البلاغہ)

"وہ حکمت کی سپر پہنے ہوگا اور اس نے اسے تمام شرائط و آداب کے ساتھ حاصل کیا ہوگا (جو یہ ہیں کہ) ہمہ تن اس کی طرف متوجہ ہو اس کی اچھی طرح شناخت ہو اور دل (علائق دنیا سے) خالی ہو۔ چنانچہ وہ اس کے نزدیک گمشدہ چیز اور اس کی حاجت و آرزو ہے جس کا وہ طلب گار و خواست گار ہے وہ اس وقت (نظروں سے اوجھل ہوکر) غریب و مسافر ہوگا کہ جب اسلام عالم غربت میں اور اس اُونٹ کی مانند ہوگا جو تھکن سے اپنی دم زمین پر مارتا ہو اور گردن کا اگلا حصہ زمین پر ڈالے ہوئے ہو وہ اللہ کی باقی ماندہ حجتوں کا بقیہ اور انبیاء کے جانشینوں میں سے ایک وارث اور جانشین ہے۔ (خطبہ نمبر ۱۸۰ نہج البلاغہ)

سدیر الصیرفی کہتا ہے میں مفضل بن عمرو ابوبصیر اور ابان بن تغلب اکٹھے مولا ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہم السلام کے پاس داخل ہوئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ خاک پر بیٹھے ہیں اور آپ نے اپنے اوپر خیبری چادر لپیٹ رکھی ہے جس کا گریبان نہیں تھا اور اس کے بازو کوتاہ تھے اور آپ اس طرح بیٹھے رو رہے تھے جیسے جوان بیٹے کی لاش پر ماں روتی ہے آپ کی پیشانی پر غم ظاہر ہو رہا تھا۔ آپ کے رخساروں پر تبدیلی ظاہر تھی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ فرما رہے تھے۔ "اے میرے سردار! تیری غیبت نے میری نیند ختم کر دی ہے اور میرے آرام کو تنگ کر دیا ہے' آرام جاتا رہا ہے

اور میرے دل کا سکون چھین لیا ہے۔ میرے سردار تیری غیبت نے میری مصیبت کو ہمیشہ کے مصائب تک پہنچا دیا ہے۔ ایک کے بعد ایک کا مفقود ہونا جمعیت اور تعداد کو ختم کر دے گا پس میں محسوس نہیں کرتا ہوں کہ میری آنکھ سے آنسو رکے گا یا آہ وفغاں میرے سینے سے ختم ہوگی ...... سدیر نے کہا یہ سن کر ہم حیران رہ گئے اور اس بڑی مصیبت اور ہولناک منظر کے غم کی وجہ سے ہمارے دل پھٹنے لگے اور ہم نے خیال کیا کہ کوئی ہلا دینے والی مصیبت آنے والی ہے یا زمانہ کی طرف سے آپ پر کوئی مصیبت اتری ہے۔ پس ہم نے کہا اے مخلوق کے بہترین فرد! خدا آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے کون سی مصیبت ہے جس کی وجہ سے آپ کی یہ حالت ہوئی ہے؟ سدیر نے کہا کہ امام صادق علیہ السلام نے ایک ٹھنڈی سانس لی جس سے آپ کا خوف اور ڈر ظاہر تھا اور فرمایا تمہارے لیے ایک مصیبت کی خبر ہے۔ آج صبح میں نے کتاب جفر جو منایا' بلایا اور رزایا پر مشتمل ہے (یعنی اس میں موت مصیبت آفت' مصائب ومشکلات وغیرہ کے حالات مندرج ہیں) دیکھی ہے۔ جس میں قیامت تک ہونے والے واقعات مذکور ہیں۔ اللہ تعالی نے اس کتاب کو اپنے نبی محمدؐ اور ان کے بعد آئمہ علیہم السلام کے لیے مخصوص کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں اپنے قائم کی ولادت ان کی غیبت اور اس کے طولانی ہونے کے بارے میں دیکھا ہے کہ یہ اس زمانہ میں مومنین کا امتحان اور آزمائش ہوگی اور غیبت کے طولانی ہونے سے بہت سے مومنین کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا ہوں گے اور وہ اسلام کا جوا اُتار پھینکیں گے۔ اسی بات کو اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے "وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ" ''اور ہر انسان کی طائر کو ہم نے ان کی گردن میں لازم قرار دے دیا ہے'' یعنی ولایت اہل بیت (سربراہی) کو ہر انسان کے لیے لازمی وضروری قرار دیا ہے۔ پس اتنا پڑھنے کے بعد مجھ پر رقت طاری ہوگئی تو ہم نے عرض کیا یابن رسول اللہ! ہمیں بھی ان معلومات سے شرف یاب کریں تو حضرت نے فرمایا: اللہ تعالی

نے ہمارے قائم میں اپنے تین انبیاء کے دَور کو دہرایا ہے۔ آپ کی ولادت کو حضرت موسٰی علیہ السلام کی ولادت کی طرح غیبت کو حضرت عیسٰی علیہ السلام سے مشابہت دی ہے اور پھر اپنے نیک بندے حضرت خضر علیہ السلام کو لمبی عمر دے کر حضرت قائم علیہ السلام کی لمبی عمر پر دلیل قرار دی ہے۔ سدیر کہتا ہے کہ یابن رسولؐ اللہ! ان مطالب کی تفصیل سے ہمیں آگاہ کریں تو آپؑ نے فرمایا:

حضرت موسٰی علیہ السلام کی ولادت اس طرح ہے کہ جب فرعون کو پتہ چلا کہ اس کے ملک وسلطنت کا زوال حضرت موسٰیؑ کے ہاتھ سے ہوگا تو اس نے اپنے نجومیوں کو بلوایا جنہوں نے اسے حضرت موسٰیؑ کے نسب سے آگاہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا تو فرعون نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے شکموں کو پارہ پارہ کر دیں تاکہ موسٰیؑ کی ولادت کو روکا جا سکے۔ یہاں تک کہ حضرت موسٰیؑ کی تلاش میں ۲۰ ہزار سے زائد بچے قتل ہوئے لیکن وہ حضرت موسٰیؑ تک نہ پہنچ سکا۔ اور اللہ تعالی نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اسی طرح جب بنی امیہ اور بنی عباس کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی مملکت کا زوال ہمارے قائم کے ہاتھوں ہے تو انہوں نے دشمنی عداوت (آل محمد علیہم السلام) کی اور ان کے قتل کرنے پر تل گئی اور یہ کوشش کی کہ آل محمد علیہم السلام کی نسل کو بالکل ختم کر دیا جائے۔ لیکن اللہ کے امر سے کوئی ایک ظالم آگاہ نہیں ہوا یہاں تک کہ اللہ اپنے نور کو پورا کرے گا اگرچہ مشرکین اسے ناپسند ہی کیوں نہ کریں۔

بہ تحقیق یہود ونصاریٰ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل کر دیا گیا ہے جب کہ اللہ تعالی نے ان کی اس بات کو جھٹلایا ہے۔ "وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم" ۔''اور انھوں نے اسے قتل نہیں کیا ہے اور نہ ہی پھانسی دی ہے لیکن ان کے لیے اشتباہ ڈال دیا گیا ہے''۔

اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کا معاملہ ہے کہ اُمت اسلامیہ اس

کے طولانی ہونے کی وجہ سے آپ کا انکار کرے گی۔

آپ کی آمد میں تاخیر حضرت نوح علیہ السلام سے اس طرح مشابہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ سے خواہش کی کہ ان کی قوم پر عذاب نازل ہو تو جبرائیل امین اللہ کی طرف سے کھجور کی سات گٹھلیاں لے کر آئے اور کہا کہ اے اللہ کے نبی! اللہ کا پیغام آپ کے لیے یہ ہے کہ یہ لوگ میری مخلوق اور بندے ہیں میں انہیں آسمانی بجلی سے ختم نہیں کرنا چاہتا مگر یہ کہ اتمام حجت ہو جائے پس تم دوبارہ کوشش کرو اور اپنی قوم کو ہدایت کرو جس کا میں تمہیں ثواب عظیم دوں گا۔ ان گٹھلیوں کو زمین میں بو دو جب یہ اُگیں' بڑی ہو جائیں اور پھل دینے لگیں تو اس وقت فرج ہوگی اور تم ان سے چھٹکارا پا لو گے اور جو تم پر ایمان لے آئے ہیں انہیں بھی یہ بشارت دے دو۔ جب درخت اُگ آئے اور پھل دینے لگے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کو اس کا وعدہ یاد دلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان درختوں کے پھلوں سے جو گٹھلیاں حاصل ہوئی ہیں انہیں دوبارہ بوؤ جب وہ درخت بنیں گی اور پھل دیں گی اس وقت تمہیں فتح حاصل ہوگی۔ صبر سے کام لو اور محنت جاری رکھو' اپنی قوم کو ہدایت کرتے رہو اور ہماری حجت کو پورا کرو۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے انہیں یہ پیغام پہنچایا جو آپ پر ایمان لا چکے تھے تو ان میں سے ۳۰۰ افراد مرتد ہو گئے اور کہنے لگے کہ اگر نوح علیہ السلام کا وعدہ سچا ہوتا اور اس کی بات خدا کی طرف سے ہوتی تو خدا اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

پھر اسی طرح خداوند حضرت نوح علیہ السلام کو درختوں کی گٹھلیاں بونے اور ان کے پھل آنے تک انتظار کرنے کا فرماتا رہا اور یہ سلسلہ جاری رہا اور ہر دفعہ آپ پر ایمان لانے والے لوگوں میں کمی ہوتی رہی یہاں تک کہ ستر سے کچھ زائد افراد باقی رہ گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت وحی کی۔ اے نوح! تیری لمبی رات گزر گئی اور صبح ۔۔۔ طلوع ہو گئی ہے۔ جب حق خالص آ گیا اور گدلا سے صاف جدا ہو گیا۔ صاف شفاف اور کھرا باقی رہ گیا کیونکہ جتنے افراد کی طینت میں کھوٹ تھا یا ملاوٹ تھی وہ سب مرتد ہو گئے ہیں۔

امام صادق علیہ السلام نے فرمایا اسی طرح حضرت قائم علیہ السلام کی غیبت کے ایام طولانی ہوں گے تا کہ خالص حق رہ جائے اور ایمان گدلے پن سے صاف ہو جائے تمام کھرے نکے آ جائیں اور کھوٹے یا خراب چلے جائیں۔ (بحار الانوار ج ۵۱ ص ۲۱۹-۲۲۲)

حضرت قائمؑ کے لیے دعاؤں اور زیارتوں کے نمونے

دعا "اللھم کن لولیک الحجہ ابن الحسن" خدایا! اپنے ولی حضرت حجت ابن الحسن العسکری کے لیے دوست نگہبان راہنما، مددگار، رہبر، آنکھ بن جا...... یہاں تک کہ ان کو اپنی زمین پر اپنی خوشی و اختیار سے سکونت عطاء کر اور زمین پر انہیں لمبے عرصہ کے لیے آرام اور سکون عطا فرما۔

دعائے افتتاح ماہ رمضان میں ہے "خدایا اور اپنے امر کے ولی پر صلوٰۃ بھیج جو کہ قائم ہے، امیدوار ہے، عدل منتظر ہے (ایسا عدل جس کا انتظار کیا جا رہا ہے) اپنے مقرب فرشتوں سے اسے گھیرا دے دے اور اپنی جانب سے روح القدس کے ذریعہ اس کی تائید فرما دے، اے عالمین کے رب!

خدایا اسے اپنی کتاب (قرآن) کی طرف دعوت دینے والا بنا دے اور اپنے دین کا قائم قرار دے دے اس کو زمین پر اس طرح خلیفہ بنا دے جس طرح اس سے پہلوں کو بنایا ہے۔ اس دین پر اسے قدرت دے دے جسے تو نے پسند کیا ہے۔ اس کے خوف کو امن میں بدل دے۔ وہ تیری عبادت کرے اور تجھ سے کسی چیز کو شریک نہ بنائے۔

خدایا! اسے عزت دے اور اس کے ذریعے عزت عام کر، خدایا اس کی مدد اور اس کے ذریعہ (اپنے بندوں کی) مدد فرما۔ اس کے لیے فتح کو آسان کر دے اور اپنی جانب سے اسے غلبہ و سلطنت دے دے۔

خداوندا! اس کے ذریعے اپنے دین اور اپنے نبیؐ کی سنت کو ظاہر کر دے یہاں تک کہ مخلوق میں سے کسی ایک کے ڈر کی وجہ سے کسی کی حق بات چھپائی نہ جائے۔

خدایا! ہم تجھ سے عزت و کرامت والی حکومت کی خواہش کرتے ہیں جس میں اسلام اور اہل اسلام کی عزت ہو جس میں کفر و اہل کفر اور نفاق و اہل نفاق ذلیل و خوار ہوں اور ہمیں تو اس حکومت میں اپنی اطاعت کی طرف بلانے والوں میں سے قرار دینا اور اپنے راستہ کی راہنمائی کرنے والوں میں سے بنا دینا اور اس حکومت کی وجہ سے ہمیں دنیا و آخرت کی کرامت و عزت عطا کر دے۔ خدایا ہم نے حق سے جو پہچان لیا ہے پس وہ بوجھ ہمارے اوپر ڈال دے اور جس سے ہم بھی ناواقف ہیں وہ ہمیں پہنچا دے۔

خدایا! ہمارے افتراق کو اکٹھا کر دے، امام زمانہ کے ذریعے اور ان کے ذریعے ہمارے خلا کو پر کر دے اور ہماری دراڑوں کو ان کے (امام مہدیؑ کے) ذریعہ بند کر دے۔ ہماری قلت کو ان کے ذریعہ کثرت میں بدل دے ہماری ذلت کو ان کے ذریعے عزت میں بدل دے۔ ہمارے فقر و احتیاج کو ان کے ذریعے بے نیاز کر دے۔ ہمارے مقروض کا قرض ان کے ذریعہ اتار دے۔ ہمارے فقر و احتیاج کو ان کے ذریعے پر کر دے اور ہمارے خلاء اور خالی جگہ کو ان کے ذریعہ بھر دے اور ہماری تنگی کو ان کے ذریعے آسان کر دے۔ ہمارے چہروں کو ان کے ذریعہ سفید کر دے (ہمیں سرخرو کر دے) ہمارے قیدی کو ان کے ذریعے آزاد کر دے۔ ہمارے مطالبات کو ان کے ذریعہ پورا کر دے اور ہمارے ساتھ کیے ہوئے وعدوں کو ان کے ذریعے وفا کر دے۔ ہماری دعا کو ان کے صدقے میں قبول کر لے ان کے صدقے میں ہماری حاجات ہمیں عطا کر دے۔ دنیا و آخرت کی جو ہماری اُمیدیں اور خواہشات ہیں وہ ان کے ذریعہ پوری کر دے اور ان کے ذریعے ہماری رغبت اور خواہش سے زیادہ ہمیں دے دے۔

اے سوال کیے ہوؤں میں سے بہترین اور دینے والوں میں سے وسیع تر عطاء

کرنے والے! اس کے ذریعہ ہمارے سینوں کو شفا دے دے اور ہمارے دلوں سے غیظ وغضب اور غصہ کو اس کے ذریعے دُور کر دے' اپنے اذن سے اس کے ذریعے حق میں جو اختلاف ہے اسے دُور کر دے اور ہماری ہدایت فرما دے تو جسے چاہے ہدایت دیتا ہے صراط مستقیم کی۔ تو اپنے دشمن اور ہمارے دشمن کے خلاف ہماری مدد کر۔ اے اللہ الحق (آمین!)

خدایا! ہم تیرے پاس اپنے نبی کے نہ ہونے کی شکایت کرتے ہیں اور اپنے ولی امام کے غائب ہونے کی شکایت کرتے ہیں اور یہ کہ ہماری تعداد کم ہے اور ہمارے دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے' فتنے ہمارے اوپر سخت ہیں اور زمانہ ہمارے اوپر حملہ آور ہے۔ پس محمد و آل محمد پر صلوٰۃ بھیج اور اس سب پر ہماری اس طرح مدد فرما اور ایسی فتح ہو جسے تو جلد لے آئے (یعنی جلد فتح نصیب ہو) اور خرابی اور تکلیف کو دُور کر دے اور کامیابی وغلبہ دے' حق کی سلطنت کو ظاہر کر دے' اور تیری طرف سے ایسی رحمت ہو جو ہمیں اپنے گھیرے میں لے لے۔ اپنی رحمت کا صدقہ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحیم!

❀❀❀

حضرت کی دعاؤں میں سے چند اور جملوں کا ترجمہ

خدایا! محمدؐ اور ان کی آل علیہم السلام پر بہت زیادہ صلوٰۃ بھیج' ہمیشہ اور عمدہ صلوٰۃ بھیج' جس کا احاطہ صرف تو ہی کر سکے' اس صلوٰۃ کی وسعتوں کو تیرا علم ہی پا سکے' اور تیرے سوا کوئی ان صلوٰۃ کا شمار نہ کر سکے۔

خدایا! اپنے اس ولی پر صلوٰۃ بھیج جو تیری سنت کو زندہ کرنے والا ہے اور جو تیرے امر کے ساتھ قائم ہے۔ تیری طرف دعوت دینے والا اور تیری دلیل ونشانی ہے۔ تیری مخلوق پر تیری حجت ہے۔ تیرے حکم میں تیرا خلیفہ ہے۔ تیرے بندوں پر تیرا گواہ ہے۔ خدایا اس کی نصرت کو عزت دے دے اس کی عمر کو بڑھا دے اس کی بقاء کو طول دے کر زمین کو بخش دے۔

خداوندا! حاسدوں کی زیادتی سے اس کے لیے تو ہی کافی ہو جا' مکاروں اور شرپسندوں کی مکاری اور شرپسندی سے اسے محفوظ رکھ۔ ظالموں کے ارادوں کو اس کے ذریعہ ناکام بنا اس کو جابروں کے ہاتھوں سے چھڑا دے۔

خدایا! اس کے اپنے وجود' اپنی اولاد اور اس کے شیعہ' اس کی رعیت اس کے خاص اصحاب' عام اصحاب' اس کے دشمن اور جو بھی دنیا والے ہیں اس حوالہ سے اسے وہ کچھ دے دے جس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ اس سے اس کا دل خوش ہو جائے دنیا وآخرت کی اُمیدوں سے جو اس کی سب سے بہترین آرزو ہے وہ پوری کر دے۔ بہ تحقیق تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ خداوندا! اس کے ذریعہ اپنے دین کو

زندہ کر دے جو اس دین سے مٹا دیا گیا ہے اس کے ذریعہ اسے دوبارہ لے آ جو تیری کتاب کے مطالب میں من گھڑتی کر دی گئی ہے۔ اس کے ذریعہ اس کی درستی فرما اور اس کی تجدید کر دے اور ظاہر کر دے اس کے ذریعہ اپنے اس حکم کو جو بدل دیا گیا ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں ازسرنو تیرا خالص نیا تر و تازہ اور سرسبز و شاداب دین واپس آ جائے جس میں کوئی شک و شبہ نہ ہو نہ ہی اس کے پاس باطل ہو اور نہ ہی اس میں بدعت ہو۔

خدایا! اس کے نور سے ہر ظلمت کو روشنی عطا کر اور ہر بدعت کو اس کے ذریعے منہدم کر دے۔ اس کی عزت و غلبہ سے ہر گمراہی کو ختم کر دے۔ اس کے ذریعہ ہر جابر کا صفایا کر دے۔ اس کی تلوار سے ہر آگ (جنگ کی آگ) بجھا دے۔ اس کی عدالت سے ہر جابر و ظالم کو ہلاک کر دے اس کے حکم کو ہر حکم پر نافذ کر دے۔ اس کی حکومت کے سامنے ہر حاکم کو ذلیل کر دے۔

خدایا! جو اس کا مقابلہ کرے اسے ذلیل کر اور جو اس سے دشمنی کرے اسے ہلاک کر دے۔ اس کے ساتھ مکاری کر جو اس کے ساتھ مکر و فریب کرے۔ جو اس کے حق کا انکار کرے اس کا جڑ سے خاتمہ کر دے۔ جو اس کے حکم کی توہین کرے اسے تباہ کر دے۔ جو اس کے نور کو بجھانے کی کوشش کرے اس کا صفایا کر دے۔ جو اس کے ذکر کو مٹانا چاہے تو اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ آخر میں دعائے ندبہ کے چند جملوں کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

خدایا! تیری حمد اس سلسلہ میں کہ جو کچھ تیری قضاء تیرے اولیاء کے سلسلہ میں جاری ہوئی ہے وہ اولیاء جن کو تو نے اپنے اور اپنے دین کے لیے منتخب فرمایا ہے کیونکہ تو نے ان کے لیے اس بڑے (ثواب) کو اختیار کیا ہے جو تیرے پاس نعمت ہے جسے زوال و فنا نہیں ہے۔ بعد اس کے کہ تو نے اس پست دنیا کے مراتب و درجات میں اور دنیا کی

رنگینیوں اور خوبصورتیوں میں ان کے لیے زہد کی شرط لگا دی کہ وہ اس کی طرف توجہ نہ کریں۔ پس انہوں نے تیرے لیے اس بات کی ضمانت دے دی تو نے ان سے وفاداری کو جان لیا اور انہیں قبول کر لیا اور انہیں نزدیک کر لیا اور ان کے لیے بلند ذکر کو پیش کر دیا اور بڑی تعریف کو ان کے لیے پیش کیا۔ پس تو نے ان پر اپنے فرشتوں کو اتارا اور تو نے اپنی وحی بھیج کر ان کی عزت کی اور اپنے علم سے انہیں نوازا اور انہیں اپنے تک آنے کا راستہ اور حصول جنت کا وسیلہ قرار دیا۔ ان میں سے بعض کو تو نے ایک خاص وقت تک اپنی جنت میں جگہ دی۔ یہاں تک کہ تو انہیں وہاں سے باہر لے آیا اور بعض کو تو نے اپنی کشتی پر سوار کیا اور جو ان کے ساتھ تجھ پر ایمان لائے تھے انہیں نجات دی اور بعض کو تو نے اپنا خلیل اور دوست بنا لیا اور جب اس نے تجھ سے سوال کیا آخرین میں سچی زبان کا (بظاہر اس سے مراد ابراہیم کا یہ سوال کرنا ہے کہ میری ذریت سے پاک و طاہر اولاد اور امام ہوں) تو تو نے ان کی بات کو قبول کر لیا اور یہ چیز ان کے لیے بلند قرار دے دی اور بعض سے تو نے درخت کے ذریعہ کلام کیا اور اس کلیم کے لیے اس کے بھائی کو سہارا بنا دیا اور اس کا وزیر بنا دیا۔ اور بعض کو تو نے بغیر باپ کے پیدا کیا اور ان کو کھلی اور واضح نشانیاں عطا کیں اور روح القدس کے ذریعہ ان کی مدد کی۔

تو نے ہر ایک کے لیے ایک شریعت مقرر کی اور ان کے لیے اولیاء منتخب کیے جو حفاظت کرنے والے اور یکے بعد ایک مدت سے دوسری مدت تک اپنے دین کو قائم کرنے اور اپنے بندوں پر حجت پوری کرنے کے لیے تاکہ حق اپنے ٹھکانے سے ادھر نہ ہو جائے اور باطل اہل حق پر غلبہ نہ پائے اور کوئی یہ نہ کہے کہ اگر تو نے ہمارے لیے ڈرانے والا رسول بھیجا ہوتا اور ہدایت کے نشان قائم کیے ہوتے تو ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیری نشانیوں کی پیروی کرتے۔

یہاں تک کہ اے خدا! تو نے معاملہ کو اپنے منتخب پیغمبر حضرت محمدؐ تک پہنچا دیا

پس وہ اسی طرح تھا جس طرح تو نے اس کا انتخاب کیا' اپنی مخلوقات میں سے سرداری کے لیے چنا اور جسے تو نے منتخب کیا' ان سب کا خلاصہ تھا اور جنہیں تو نے منتخب کیا ان میں سب سے افضل تھا' اور جن پر تو نے اعتماد کیا اور ثقلین میں اپنے بندوں کی طرف اسے بھیجا' اپنے مشارق و مغارب کو اس کے لیے جھکا دیا' براق (تیز رفتار سوار) کو اس کے لیے مسخر کیا اور اس کو اپنے آسمان کی طرف معراج عطا فرمائی اور ان کو اپنی خلقت اور نظام کائنات کے گزرے ہوئے اور گزرنے والے امور کا علم عطا فرمایا۔ پس اہل بیت محمدؐ جو طیب اور پاکیزہ ترین افراد ہیں رونے والوں کو ان کے مصائب پر رونا اور نالہ و زاری کرنا چاہیے ان پر آنسو بہانا چاہیے۔

حسن علیہ السلام کہاں ہیں؟ حسین علیہ السلام کہاں ہیں؟ کہاں ہیں فرزندان حسین علیہ السلام؟ کہاں ہیں صالح کے بعد صالح اور صادق کے بعد صادق؟ کہاں ہیں راستے کے بعد راستہ؟ کہاں ہیں ایک کے بعد ایک نیکی کے مجسمے؟ طلوع ہونے والا سورج کہاں ہے؟ چمکنے والے چاند کہاں ہیں؟ روشن ستارے کہاں ہیں؟ دین کے نشانات کہاں ہیں؟ علم کے قواعد اور اصول کہاں ہیں؟...... بقیۃ اللہ کہاں ہے کہ جس سے عترت طاہرہ خالی نہیں رہتی' ظالموں کے نشانات کو ختم کرنے والا کہاں ہے؟ کہاں ہے وہ جن کا انتظار کیا جا رہا ہے تاکہ وہ آ کر بلندی و کمی کو دُور فرما دے؟ وہ کہاں ہے جس سے ظلم و جور کے خاتمہ کی اُمید کی جا رہی ہے؟ کہاں ہے وہ جس کے پاس واجبات اور سنتوں کی امانتیں محفوظ ہیں؟ کہاں ہے وہ جسے جناب باری تعالیٰ نے شریعت و ملت کی تجدید کے لیے منتخب فرمایا ہے؟ کہاں ہے وہ جس سے احیاء قرآن کریم اور حدود تعلیمات کی اُمیدیں وابستہ ہیں؟ کہاں ہے وہ جو دین اور اہل دین کے نشانات کو زندہ کرنے والا ہے؟ کہاں ہے ظالموں اور جباروں کی شوکت کو درہم و برہم کرنے کرنے والا؟ شرک و نفاق کی عمارتوں کو گرانے والا کہاں ہے؟

کہاں ہے وہ جو دوستوں کو عزت دینے والا اور دشمنوں کو ذلیل کرنے والا ہے؟ کہاں ہے وہ جو تقویٰ کے اصول اور تعلیمات جمع کرنے والا ہے؟ کہاں ہے وہ جو اہل آسمان و زمین کو اکٹھا کرنے والا ہے؟ یوم فتح کا صاحب و مالک کہاں ہے؟ ہدایت کے پرچموں کو لہرانے والا کہاں ہے؟ کہاں ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی و محبت کو قلوب انسانی میں تالیف کرنے والا؟ کہاں ہے انبیاء اور ان کے فرزندوں کے خون ناحق کا بدلہ لینے والا؟ کہاں ہے شہدائے کربلا کا قصاص طلب کرنے والا؟

میرے ماں باپ آپ پر قربان' ہمارے دل و جگر تیرے لیے وقف ہیں۔ اے مقربین سادات کے فرزند' اے عالی مرتبہ نجیبوں کے فرزند! اے ہدایت یافتہ رہنماؤں کے فرزند! اے بہترین مہدیوں کی اولاد۔

میرے لیے یہ گراں ہے کہ میں مخلوق کو تو دیکھوں لیکن تجھے نہ دیکھ سکوں اور نہ ہی تیری آواز سن سکوں' نہ تیری مناجات کو محسوس کر سکوں۔ میرے اوپر یہ گراں ہے کہ تیرے بدلہ مصیبت مجھ پر کیوں نہیں آتی اور میری چیخ و پکار اور شکایت تجھ تک نہیں پہنچتیں...... میری جان فدا کہ تو وہ غائب ہے کہ ہم سے تو علیحدہ نہیں۔ میری جان تجھ پر نثار کہ تو وہ ہے جو ہم سے جدا نہیں (یعنی ہم میں ہے)۔

اے میرے مولا' اے میرے سید و آقا! کب تک روئیں ہم تیرے فراق میں اور کن القاب و اوصاف سے ہم تجھے مخاطب کریں' اور کون سی مناجات کریں' میرے اوپر یہ گراں ہے کہ مجھے تیرے علاوہ کسی دوسرے کا جواب ملے لیکن تیرا جواب نہ ملے۔ میرے اوپر یہ گراں ہے کہ میں تو تیرے لیے گریہ کروں لیکن دوسری مخلوق تیرے ساتھ رسوائی کرے۔ میرے اوپر یہ گراں ہے کہ تجھ پر جو کچھ جاری ہے وہ ان پر نہیں ہے (یعنی لوگ آرام سے ہیں اور تو پریشان ہے)۔ کیا کوئی میرا مددگار ہے کہ میں اس کے ساتھ مل کر گریہ و بکا آہ و زاری کروں' کیا کوئی جزع کرنے والا ہے کہ جب وہ تنہا ہوں تو میں اس کا

ساتھ دوں۔ کیا کوئی آنکھ تیرے فراق میں شدت گریہ سے سفید ہو رہی ہے جس کا میں ساتھ دوں (یعنی میں بھی اس کے ساتھ مل کر اس مصیبت اور غم میں گریہ کروں)۔

اے فرزندان رسولؐ! کیا کوئی راستہ ہے کہ تجھ سے ملاقات کروں' کیا آج یا کل تیری بارگاہ میں بہرہ یابی کا شرف حاصل کر سکوں؟ کیا ایسا ہوگا کہ تو ہمیں دیکھے کہ ہم نے تجھے ازراہ خلوص گھیرا ہوا ہے اور تو ایک بڑی جماعت کی امامت کر رہا ہے اور زمین کو عدالت سے بھر دیا ہے اور اپنے دشمنوں کو ذلت و رسوائی کا مزہ چکھا دیا اور ظالموں کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا ہے اور ہم کہہ رہے ہوں گے الحمدللہ رب العالمین!

خدایا تو کرب و بلا اور مصائب کو دور کرنے والا ہے۔ پس تیرے پاس آتے ہیں اور تجھ سے شکایات کرتے ہیں' تو دنیا و آخرت کا پروردگار ہے...... خدایا! ہم تیرے ناچیز بندے ہیں اور تیرے اس ولی کی زیارت کے مشتاق ہیں جو تیری اور تیرے رسولؐ کی یاد تازہ کرتا ہے' جسے تو نے ہمارے لیے پناہ گاہ قرار دیا ہے اور اسے تو نے ہمارے لیے ذریعہ پائیداری قرار دیا اور مومنین کے لیے ہم سے امام قرار دیا ہے' پس ہماری جانب سے اس کی خدمت اقدس میں درود و سلام پہنچا دے...... خدایا! اس کے ذریعے حق کو قائم اور باطل کو زائل کر دے۔ اپنے دوستوں کو اس کے ذریعہ عزت دے اور اپنے دشمنوں کو ذلیل کر دے۔ خداوندا! ہمارے اور اس کے درمیان ایسی محبت پیوستگی اور توسل کو قائم فرما جو ہمیں اس کے آباء طاہرین کی رفاقت تک پہنچا دے' ہمیں ان میں سے قرار دے جو ان کے دامن کو پکڑیں گے اور ان کے سائے میں پناہ لیں گے اور ہمیں اس کے حقوق ادا کرنے میں مدد دے اور اس کی اطاعت میں ہم کوشش کریں ان کی نافرمانی سے دور رہنے میں ہماری مدد فرما' ان کو ہم سے راضی کر کے ہم پر احسان فرما۔ اس کی رافت' مہربانی اور شفقت کو ہمارے لیے نصیب فرما' اس کی دعا ہمیں نصیب کر اور تیری رحمت کی وسعت کے صدقہ میں اس کے ذریعہ ہم خیر اور اچھائی کو پالیں' اور تیرے حضور

میں کامیابی حاصل کر لیں' ہماری نمازوں کو ان کے صدقہ میں قبول کر لے' ہمارے گناہوں کو اس کے صدقے سے معاف کر دے۔ ہماری دعا کو اس کے صدقے سے قبول کر لے۔ ہماری روزی کو اس کے صدقے میں وسیع کر دے' ہمارے غموں کو اس کے صدقے میں دور کر دے' ہماری حاجات کو اس کے صدقہ میں پورا کر دے' اپنے کرم سے ہم پر توجہ فرما اور اپنی بارگاہ میں ہم کو تقرب عطا فرما اور ہمارے اوپر نظر رحمت فرما اور کمال مہربانی سے ہمیں مستفید کر اور اس کے وسیلے سے ہماری حاجتوں کو پورا کر۔ اس کے جد کے حوض سے ہمیں سیراب کر دے۔ اس کے ہاتھ سے اسی کے پیالے میں ایسا پانی کہ اس کے بعد پیاسے نہ رہیں۔ اے رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحیم۔

یہ سمندر کا ایک قطرہ ہے یہ ہمارے شیعہ آداب ہیں جو ہم امام مہدی علیہ السلام کی خدمت میں عقیدت کے اظہار کے طور پر بجا لاتے ہیں...... اور حضرت کی مدح میں صدر اسلام سے لے کر آج تک ہزاروں قصیدے' نظمیں' غزلیں وغیرہ مختلف زبانوں میں لکھی گئی ہیں جن میں حضرت امام مہدی علیہ السلام موعود کی مدح سرائی کا نذرانہ پیش کیا گیا ہے۔

❀❀❀

عقیدہ اہل سنت اور انتظار مہدیؑ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مہدیؑ موعود کا عقیدہ خالص شیعوں کے لیے ہے حالانکہ اس کے برعکس اہل سنت میں بھی یہ بنیادی عقائد میں سے ہے جس طرح شیعہ عقائد میں ہے۔ کسی کو اس میں شک نہیں ہے کہ رسولؐ اللہ نے مہدی منتظر علیہ السلام کی بشارت دی ہے اور ان کے عالمی پروگرام سے مسلمانوں کو آگاہ کیا ہے اور یہ کہ آپ کی شخصیت تمام اسلامی شخصیات میں ممتاز ہے۔ آپ کے ظہور کی علامات کے بارے میں دونوں میں اتفاق نظر پایا جاتا ہے۔ بنیادی فرق صرف یہ ہے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ مہدی منتظر محمد بن الحسن العسکری علیہ السلام ہیں جو کہ ۲۵۵ھ میں سامرہ میں پیدا ہوئے اور آج تک زندہ اور قدرت خدا سے پردہ غیب میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضرت خضر علیہ السلام کو طولانی عمر عطا کی ہے اسی طرح انہیں بھی لمبی عمر دی ہے جب کہ بعض علمائے اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ بات ثابت نہیں ہے کہ مہدی المنتظر پیدا ہو چکے ہیں اور غائب ہیں بلکہ وہ عنقریب پیدا ہوں گے جس کے بعد ہر وہ چیز جس کی خبر رسول اکرمؐ نے دی ہے، پوری ہوگی۔ کچھ سنی علماء اس بات میں شیعوں سے متفق ہیں کہ آپ متولد ہو چکے ہیں اور حکم خدا سے زندہ اور غائب ہیں۔

اہل سنت کے عقیدہ مہدیؑ کی اصلیت جو ان کی احادیث کی بنیادی کتابوں، کتب عقائد، علماء کے فتوؤں اور آراء میں خصوصیت سے موجود ہے اور اس عقیدہ کی علمی و سیاسی تاریخ نسل در نسل ذکر ہوتی آئی ہے۔

اس وجہ سے سنی مسلمانوں میں مہدویت کی تحریکیں چلتی رہی ہیں جیسے گذشتہ صدی میں سوڈان میں مہدویت کی تحریک اور اس صدی کے آغاز میں حرم مکہ میں مہدویت کے دعویدار وغیرہ وغیرہ۔ افکار مہدویت پر مشتمل واضح تحریکیں اب بھی موجود ہیں مثلاً مصر کی تحریک جہاد اور تحریک ہجرت اور اسی قسم کی کچھ اور تحریکیں۔ یہ تحریکیں کسی خلاء کا نتیجہ نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں شیعوں سے متاثر ہو کر چلائی گئی ہیں بلکہ یہ سنی مسلمانوں کی اس اساس اور بنیاد کی روشنی میں ہیں اور اب تک ہو رہی ہیں۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ شیعوں سے متاثر ہو کر مہدویت کی تحریک چلی ہے یا مہدویت کے افکار پر مشتمل تحریکیں شیعوں سے مشابہ ہیں' ان کا یہ خیال غلط ہے۔ مہدیؑ منتظر کے متعلق جو احادیث اصحاب یا تابعین سے مروی ہیں ان کی تعداد ان راویوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں جنہوں نے شیعہ حوالوں میں روایت کی ہے۔ اسی طرح حضرت مہدی علیہ السلام پر کتابیں لکھنے والوں کی تعداد بھی شیعہ مصنفین و مؤلفین سے کم نہیں ہے۔

امام مہدیؑ کے عقیدہ کے بارے میں جو قدیم ترین کتاب ہے اس کا نام ''الملاحم والفتن'' ہے جو حافظ نعیم بن حماد البروزی المتوفی ۲۲۷ھ نے لکھی ہے جو کہ بخاری اور دیگر صحاح مصنفین کے اساتذہ میں سے ہے۔ اس کتاب کا ایک نسخہ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ہند میں ہے۔ شمارہ ۳۱۸۷-۸۳ ایک نسخہ مکتبہ الظاہریہ' دمشق' شمارہ ۶۲ ادب' ایک اور نسخہ متحف البریطانی میں ہے جو دو سو صفحات پر مشتمل ہے اور جس انتساخ (نقل کرنا) ۷۰۶ھ میں مکمل ہوا۔ اس کے بعض صفحات پر وقف حسین آفندی لکھا ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کو ترکی کے موقوفات سے لیا گیا ہے اور برطانوی لائبریری میں اس کے اندراج کا سال ۱۹۲۴ء ہے۔ یہ وہی نسخہ ہے جس سے ہم نے اس کتاب (مخطوطہ ابن حماد) کے حوالے نقل کیے ہیں۔ لیکن باقی سنی احادیث اور عقائد کے

حوالے جن میں مہدی علیہ السلام کے عقیدہ کو بیان کیا گیا ہے یا کتاب میں الگ سے تحریر کیا گیا ہے ان کی تعداد پچاس سے زائد ہے جن میں کتب صحاح بھی شامل ہیں لیکن اس موضوع کے بارے میں جو مستقل کتابیں' رسائل اور بحثیں لکھی گئیں ان کی تعداد بھی تقریباً اتنی ہی ہے۔

عقیدہ مہدیؑ کے بارے میں شیعہ حوالوں سے جو قدیم ترین کتاب ہم تک پہنچی ہے وہ ''الغیبۃ'' یا ''القائم'' ہے جو فضل بن شاذان الازدی نیشاپوری کی تصنیف ہے۔ انہوں نے یہ کتاب امام مہدی علیہ السلام کی ولادت اور آپ کی غیبت سے پہلے لکھی ہے۔ اس کتاب کے مصنف نعیم بن حماد کے ہم عصر ہیں۔ اس کتاب کے نسخے ہمارے علماء کے پاس موجود تھے' لیکن اس صدی میں وہ غائب ہو گئے اور جن علماء نے اس کتاب سے اپنی کتابوں میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے۔ خاص طور سے بحار الانوار' جسے علامہ مجلسی نے نقل کیا ہے۔

ماضی میں علمائے اہل سنت کے نزدیک امام مہدی علیہ السلام کا عقیدہ ایک مسلمہ حقیقت تھا۔ اگر شاذ و نادر طور پر کسی روایت میں اس عقیدہ کے بارے میں شک کا اظہار یا انکار کیا گیا تو علماء نے اس اعتراض کا جواب یہ دیا کہ اس عقیدہ کا انکار اسلام کے ان ثابت عقائد کا انکار کرنا ہے جو قرآن اور احادیث متواترہ سے ثابت ہیں۔ قدیم علماء کے ایسے دو نمونے ہمارے سامنے موجود ہیں کہ جنہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کے عقیدہ میں شک کرنے والے علماء و محققین کو جواب دیا ہے:

۱۔ آٹھویں صدی ہجری کے علماء میں سے' جن کی مشہور تاریخ ہے اور انہوں نے اپنی تاریخ کے مقدمے کے ۳۱۱ ص طبعۃ داراحیاء التراث العربی میں لکھا ہے۔ ''جان لو کہ تمام اہل اسلام کے زمانوں کے گزر جانے کے باوجود یہ عقیدہ مشہور ہے کہ آخری زمانہ میں اہل بیت سے ایک شخص ظاہر ہو گا جو دین کی تائید اور عدالت کو

ظاہر کرے گا۔ مسلمان اس کی پیروی کریں گے اور وہ اسلامی ممالک پر غلبہ حاصل کرے گا' اسے مہدی کے نام سے پکارا جائے گا۔ پھر دجال کا خروج ہوگا اور قیامت کی دیگر شرائط پوری ہوں گی جو کہ صحیح سند سے ثابت ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ اتریں گے اور دجال کے قتل میں مہدی علیہ السلام کی مدد کریں گے اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

ابن خلدون نے حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اٹھائیس احادیث بیان کی ہیں' اور پھر ان کے راویوں پر اعتراض کیا ہے اور اپنے اعتراض کو صفحہ نمبر ۳۲۲ پر ان الفاظ کے ساتھ ختم کیا ہے "یہ وہ احادیث ہیں جنہیں آئمہ حدیث نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے اور یہ کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا اور انہیں تم نے دیکھا ہے کہ یہ تنقید سے خالی نہیں ہیں مگر تھوڑی یا بہت ہی تھوڑی"۔ اس نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں بعض صوفیا کی آراء کو نقل کیا ہے اور ان آراء پر اعتراض کو ان الفاظ سے ختم کیا ہے۔ ص ۳۲۷ "حق بات جو ثابت ہو تیرے لیے وہ یہ کہ دین ومملکت کی دعوت عصبیت کے عنصر کے بغیر جو اسے ظاہر کرے پوری نہیں ہوتی' اور جو دین سے دفاع کرے گا یہاں تک کہ اللہ کا امر دین کے بارے میں ظاہر ہوگا اور ہم نے جو براہین قطعیہ تمہارے لیے پیش کیے ہیں' اس بات کو ثابت کر دیا ہے۔

فاطمیوں کا بلکہ تمام قریش کا تعصب پوری دنیا میں ختم ہو گیا اور قومیں وجود میں آ گئی ہیں جن کا دینی تعصب ان سے بھی بڑھ گیا ہے مگر جو حجاز میں مکہ میں یا مدینہ کے علاقہ ینبع میں حسن وحسین علیہم السلام اور جعفر کی اولاد سے طالبیون رہ گئے ہیں اور وہ ان شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان کا غلبہ ہے جبکہ دوسری جماعتیں کثرت میں ہیں اور وہ تمام شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں ان کی تعداد ہزاروں کی ہے...... اگر اس مہدی علیہ السلام کا تصور صحیح بھی ہو اور اس کی دعوت درست ہو تو ضروری نہیں ہے کہ وہ فاطمی ہو سکتا

ہے کہ وہ ان دوسری اقوام سے جو دین کی شوکت کا سبب بن رہے ہیں اور دینی تعصب کے ساتھ کام کر رہے ہیں مگر یہ کہ فاطمیوں میں وحدت آ جائے' دینی شوکت کا تعصب آ جائے دوسروں سے زیادہ دین کا جذبہ آ جائے۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی مہدیؑ جو دین کو سربلند کرے لیکن خالی فاطمی ہونا کافی نہیں ہے جب تک دینی تعصب موجود نہ ہو' اہل بیت سے نسبت دین کو سربلند کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔

باوجودیکہ ابن خلدون نے عقیدہ مہدی علیہ السلام کی نفی کے ساتھ ذکر نہیں کیا ہے بلکہ اسے بعید جانا ہے اور اس عقیدہ میں جو احادیث آئی ہیں ان پر اعتراض کیا ہے لیکن علماء نے اس بات کو اس کی بھول کہا ہے اور یہ کہ اس نے ایک اسلامی عقیدہ کو جھٹلایا ہے جس کے بارے میں احادیث کثرت اور تواتر کے ساتھ موجود ہیں اور اس پر علماء نے تنقید کی ہے کہ وہ ایک مؤرخ ہے۔ حدیث میں اس کا تخصص نہیں ہے کہ اسے حدیثوں کی سند میں جرح وتعدیل واجتہاد کا حق دیا جائے۔

سب سے بڑی ردّ جو میں نے اس بارے میں لکھی ہے وہ عالم محدث احمد بن الصدیق المغربی کی ردّ ہے جو ۲۵۰ صفحات سے زائد پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے ایک مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں علماء احادیث کی آراء کو ان احادیث کے صحیح ہونے کے بارے میں لکھا ہے جو امام مہدیؑ کے بارے میں ہیں اور یہ کہ علماء حدیث کے نزدیک یہ احادیث متواتر ہیں۔ پھر ابن خلدون نے جن ۲۸ احادیث کی سندوں پر اعتراض کیا ہے ان کا ایک ایک کر کے جواب دیا۔ پھر امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں سو (۱۰۰) احادیث کو مکمل درج کیا ہے۔ کتاب کا نام "الوہم المکنون من کلام ابن خلدون" ہے۔

دوسرا نمونہ مسجد الحرام میں مہدویت کے نام سے عبداللہ القرشی کی قیادت میں دوسری تحریک انجام پائی جس نے مہدی علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا (اس شخص کی قیادت دوسری تحریک انجام پائی جس نے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا (اس شخص کا تعلق سلفی

فرقہ سے تھا جو حجاز میں شاہی خاندان کا تخت الٹ کر اسلام نافذ کرنا چاہتے تھے)۔ اس کے بعد قطر میں شرعی عدالت کے سربراہ جناب شیخ عبداللہ محمود نے اپنی کتاب اس عنوان "لامھدی علیہ السلام ینتظر بعدالرسول خیر البشر" رسولؐ خیر البشر کے بعد کسی مہدیؑ کا انتظار نہیں ہے' کے تحت پیش کی تو حجاز کے علماء میں سے کئی افراد نے اس کا رد لکھا۔ ان میں عالم محدث شیخ عبدالمحسن العباد ہیں جو مدینہ منورہ کے جامعہ اسلامیہ میں استاد ہیں۔ اس نے اس کا رد پچاس صفحات پر مشتمل بحث میں لکھا ہے اور اس کے اعتراضات کا جواب دیا ہے وہ مجلۃ الجامعۃ الاسلامیہ (مدینہ کی اسلامی یونیورسٹی کے ماہنامہ میں) کے شمارہ ۴۵ '۱۴۰۰ھ میں نشر ہوا ہے اس مجلّہ میں انہوں نے جو بحث تحریر فرمائی ہے اس کے شروع میں تحریر کرتے ہیں:

ہر مسلمان کے دل کو تکلیف دینے والے اس آخری سانحہ مکہ کے بعد آخری زمانہ میں حضرت مہدیؑ کے متعلق سوالات پیدا ہوئے ہیں کہ کیا احادیث رسولؐ سے کوئی اس قسم کی بات روایت ہوئی ہے یا نہیں۔ تو بعض علماء نے خبروں اور روزناموں میں بتایا ہے کہ اس مسئلہ کے سلسلہ میں رسول اللہؐ سے بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں جو کہ صحیح ہیں۔ ان میں مہدویت کی تحریک اور اس مہدیؑ کے آغاز میں حرم مکہ میں مہدویت کے دعویدار وغیرہ وغیرہ۔ افکار مہدویت پر مشتمل واضح تحریکیں اب بھی موجود ہیں مثلاً مصر کی تحریک جہاد اور تحریک ہجرت اور اس قسم کی کچھ اور تحریکیں۔ یہ تحریکیں کسی خلا کا نتیجہ نہیں ہیں اور نہ ہی حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں شیعوں سے متاثر ہو کر چلائی گئی ہیں بلکہ یہ سنی مسلمانوں کے اس اساس اور بنیاد کی روشنی میں ہیں اور اب تک ہو رہی ہیں۔ جن لوگوں کا خیال ہے کہ شیعوں سے متاثر ہو کر مہدویت کی تحریک چلی ہے یا مہدویت کے افکار پر مشتمل تحریکیں شیعوں سے مشابہ ہیں ان کا یہ خام خیال ہے۔ مہدی منتظر کے متعلق جو احادیث اصحاب یا تابعین سے مروی ہیں ان کی تعداد ان راویوں سے

کسی طرح بھی کم نہیں ہیں جنہوں نے شیعہ حوالوں میں روایت کی ہے اسی طرح حضرت مہدیؑ پر کتابیں لکھنے والوں کی تعداد بھی شیعہ مصنفین و مولفین سے کم نہیں ہے۔

علماء میں سے جناب عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز جو کہ علمی ابحاث و دعوت و ارشاد کے سربراہ ہیں انہوں نے ریڈیو مکہ اور بعض روزناموں میں بیان دیا ہے کہ آخری زمانہ میں مہدیؑ کے ظہور کے بارے میں کثیر تعداد میں رسول اکرمؐ کی صحیح احادیث موجود ہیں اور مذمت کی ہے ان لوگوں کی جنہوں نے بیت الحرام میں یہ جرم کیا ہے اور حرم خدا کی اہانت کا ارتکاب کیا ہے۔ ان علماء میں سے مسجد نبویؐ کے امام اور خطیب جناب شیخ عبدالعزیز بن صالح ہیں جنہوں نے اپنی نماز جمعہ کے خطبہ میں اس مجرم گناہ گار ظالم فرقہ کو للکارا جنہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور بیت الحرام میں اس جرم کا ارتکاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ جس مہدیؑ کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے وہ ایک وادی کا ہے اور جس مہدی علیہ السلام کا ذکر احادیث میں ہے اس کا تعلق کسی دوسری وادی سے ہے۔ (یہ تو حجاز کے اندر ردعمل تھا جیسا کہ آپ نے مشاہدہ کیا کہ علماء نے اعتراف کیا کہ مہدیؑ کا آخری زمانہ میں آنا احادیث نبویؐ سے ثابت ہے۔ (از مترجم)

اس کے مقابلہ میں ایک کتاب "لامھدی المنتظر بعدالرسول خیر البشر" جناب فضیلت مآب شیخ عبداللہ بن زید المحمود نے لکھی ہے جو کہ قطر کی شرعی عدالتوں کے سربراہ ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے چودھویں صدی کے بعض مصنفین کا طریقہ اپنایا ہے جنہیں رسول اکرمؐ کے متعلق اطلاع نہیں ہے اور احادیث میں سے صحیح اور غیر صحیح کی پہچان نہیں رکھتے اور ان میں بعض عقلی شبہات کا سہارا بھی لیتے ہیں اور جو کچھ مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث میں وارد ہوا ہے اسے جھٹلاتے ہیں۔ اس نے بھی اس کتاب کے متعلق وہ بات کہی ہے جو چودھویں صدی کے مصنفین کہتے ہیں کہ یہ احادیث خرافات ہیں اور ایسی ویسی ہیں۔

میں نے اس بحث کو اس لیے لکھا ہے تاکہ اس کتابچہ میں اس نے جو غلطیاں کی ہیں اور جن وہمات کا سہارا لیا ہے اسے بیان کروں' اور بتاؤں کہ آخری زمانہ میں امام مہدیؑ کے خروج پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں اور اس عقیدہ پر علماء اہل سنت قدیم زمانہ سے اب تک ہیں' مگر جو کہ شاذ ہیں اور اجماع اُمت سے باہر اور مناسب ہے کہ میں اس جگہ اشارہ کر دوں کہ میں نے اس عنوان کے تحت "عقیدہ اهل السنۃ والاثر فی المهدی المنتظر" پہلے ایک بحث لکھی ہے جو مجلّہ جامعہ الاسلامیہ (مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی کے ماہنامہ) کے پہلے سال کے تیسرے شمارہ میں شائع ہو چکا ہے جو کہ ۱۳۸۸ھ میں شائع ہوا۔ یہ بحث دس امور پر مشتمل ہے:

۱- ان اصحاب کے نام جنہوں نے مہدی علیہ السلام کی احادیث کو روایت کیا ہے۔
۲- ان آئمہ کے نام جنہوں نے اپنی کتابوں میں مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث درج کی ہیں۔
۳- ان علماء کے نام جنہوں نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔
۵- صحیحین (بخاری و مسلم) میں جو کچھ مہدی علیہ السلام کی شان میں وارد ہوا ہے۔
۶- صحیحین کے علاوہ دیگر کتب میں جو کچھ مہدیؑ کی شان میں لکھا گیا ہے۔
۷- ان علماء کے بارے میں جنہوں نے احادیث مہدی علیہ السلام اور ان کے مضامین سے احتجاج و دلائل قائم کیے ہیں۔
۸- ان کے بارے میں' جن سے میں باخبر ہو سکا کہ انہوں نے مہدیؑ کے بارے میں احادیث کا انکار کیا ہے اور مختصر ان کی بات کی پڑتال کی ہے۔
۹- مہدی علیہ السلام کی احادیث میں جو تعارض اور ٹکراؤ خیال کیا جاتا ہے اس کا ذکر کر کے جواب دیا ہے۔

۱۰- اختتامی بات کی ہے کہ آخری زمانہ میں مہدیؑ کے خروج پر ایمان' ایمان بالغیب کا حصہ ہے اور یہ کہ عقیدہ اہل سنت کا عقیدہ اہل تشیع سے کوئی ربط و تعلق نہیں ہے۔

حق بات یہ ہے کہ ابن صدیق غربی نے ابن خلدون کو جو جواب دیا ہے اور اسی طرح دونوں شیخ عباد جن کا اُوپر ذکر ہوا ہے' انہوں نے عقیدہ مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو بحث کی ہے یہ اہل سنت کے عقائد میں حدیثی ابحاث میں سے غنی ترین بحثیں ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس جگہ کچھ اقتباسات ذکر کروں' لیکن زیادہ اہم یہ ہے کہ مکتبہ امیر المومنین اصفہان کی طرف سے جو کتاب ''الامام مہدی عند اھل السنّت'' شائع ہوئی ہے۔ اس میں سے چند علماء اہل سنت کی آراء کو یہاں نقل کر دوں۔ اس کتاب میں مہدی علیہ السلام کے سلسلہ میں ابحاث' مستقل کتابیں' کتب احادیث میں مستقل عناوین' آئمہ اہل سنت اور ان کے علماء کے پچاس سے زائد کا تذکرہ کیا ہے اور وعدہ کیا گیا ہے کہ جو مخطوط حوالے ہیں' ابھی شائع نہیں ہوئے ہیں ان کا ذکر اس کتاب کی دوسری جلد میں آئے گا (پس اس جگہ چند علماء اہل سنت کے عقیدہ امام مہدی علیہ السلام کو نقل کرتے ہیں۔

❁ ❁ ❁

ابن القیم الجوزیہ

اس نے اپنی کتاب "المنار المنیف فی الصحیح والضعیف" میں مہدی منتظر علیہ السلام کے بارے میں احادیث نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے۔ یہ احادیث چار طرح سے ہیں: ۱- صحیح ہیں ۲- حسان ہیں ۳- غرائب ہیں اور ۴- من گھڑت ہیں۔ مہدی علیہ السلام کے بارے میں لوگوں کے چار نظریے ہیں:

۱- یہ کہ وہ مسیح بن مریم ہیں یعنی مہدیؑ حقیقتاً وہی ہیں۔ اس رائے والوں نے محمد بن خالد الجندی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اس کی حدیث سے نقل کیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ مہدی نہیں ہے مگر عیسیٰ۔ ہم نے اس کی حالت بتا دی ہے کہ یہ درست نہیں ہے اور اگر درست نہیں ہے اور اگر درست ہو تو بھی یہ حدیث حجت نہیں ہے۔

۲- یہ کہ مہدی بن عباس ہیں جو گزر چکے ہیں' ان کا زمانہ ختم ہو گیا' اس نظریہ والوں نے مسند احمد کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ جب تمام سیاہ پرچم دیکھو کہ وہ خراسان سے آ گئے ہیں تو ان پرچموں کے پاس آنا اگرچہ برف پر دوزانو ہو کر کیوں نہ آنا پڑے' کیونکہ ان میں اللہ کا خلیفہ مہدی ہو گا۔

سنن ابن ماجہ میں عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے جب ہم رسولؐ اللہ کی خدمت میں تھے تو بنی ہاشم کے نوجوانوں کی ایک ٹولی آئی۔ جب نبیؐ نے انہیں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر آپ کا رنگ بدل گیا۔ تو میں نے کہا کہ ہم آپ کے چہرے پر مستقل ایسے آثار دیکھ رہے ہیں جو ناپسندیدہ ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ ہم اہل بیتؑ کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت کو دنیا کے بدلہ میں منتخب کیا ہے اور میرے اہل بیتؑ پر

مصیبتیں آئیں گی' ان کو شہر بدر کیا جائے گا' قتل کیا جائے گا' در بدر پھرایا جائے گا یہاں تک کہ مشرق سے ایک قوم آئے گی اور ان کے ہمراہ سیاہ پرچم ہوں گے وہ حق کا سوال کریں گے پس انہیں حق نہیں دیا جائے گا تو وہ جنگ کریں گے پس وہ کامیاب ہوں گے' پس ان کو دے دیا جائے گا جو وہ سوال کر رہے تھے تو وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ ان پرچموں کو وہ میرے اہل بیت سے ایک ایسے شخص کے سپرد کر دیں گے' جو زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح زمین ظلم سے بھر چکی ہو گی' پس جو اسے پائے تو وہ ان کے پاس آئے اگرچہ برف پر چل کر ہی کیوں نہ آنا پڑے۔

اگر یہ اور جو اس سے پہلے ہے درست ہو تو اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ جس مہدی بنی عباس نے حکومت کی وہ وہی مہدی علیہ السلام ہے جسے آخری زمانہ میں آنا ہے بلکہ وہ مہدیوں میں سے ایک مہدی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز بھی مہدی تھے بلکہ بنی عباس کے مہدی سے وہ اس نام کا زیادہ حق دار ہے۔

پس مہدیؑ خیر کی طرف سے ہے جبکہ دجال شر اور بدی کی طرف سے ہے۔ جس طرح بڑے دجال (جو کہ غیر معمولی کام انجام دے گا) سے پہلے جھوٹے دجال' فریب کار آتے رہیں گے اسی طرح مہدی اکبر (مہدی موعود) سے پہلے کئی ہدایت پر مہدی آئیں گے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام اہل بیت نبیؐ سے ہے' حسن بن علی کی اولاد سے ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا' زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ زیادہ تر احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہ حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہو گا' یہ راز انتہائی لطیف و عمدہ ہے اور وہ یہ کہ حسن علیہ السلام نے اللہ کی خاطر خلافت کو چھوڑ دیا پس اللہ نے ان کی اولاد میں خلافت کو دکھایا' خلافت برحق جو عدالت پر مبنی ہو گی اور زمین کو عدل سے بھر دے گا اور یہ اللہ کی سنت ہے کہ اپنے بندوں میں جب بھی کوئی اللہ کے لیے کچھ چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ اس سے بہتر دیتا ہے یا اس کی ذریت اور اولاد کو اس سے بہتر بدلہ دیتا ہے۔ (سابقہ حوالہ' ج ۱' ص ۲۸۹)

ابن حجر الہیثمی

اس نے اپنی کتاب ''الصواعق المحرقہ'' میں اللہ تعالیٰ کے قول وانہ لعلم للساعۃ کے ضمن میں کہا ہے کہ مقاتل بن سلیمان نے اور مفسرین میں سے جس نے اس کی اتباع کی ہے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت حضرت مہدی علیہ السلام کے بارے میں اتری ہے اور عنقریب واضح احادیث آئیں گی کہ مہدی علیہ السلام اہل بیت نبویؐ سے ہیں۔ اس صورت میں آیت کے اندر اس بات پر دلالت ہے کہ فاطمہ علیہا السلام وعلی علیہ السلام کی نسل میں برکت ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں کثیر طیبہ اولاد سے نوازے گا اور ان کی نسل میں حکمت کی چابیاں اور انہیں معاون رحمت قرار دے گا اور اس کا راز یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے آپ کو اور آپ کی اولاد کو شیطان رجیم کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے اللہ کی پناہ میں دیا ہے۔ (سابقہ حوالہ ج ۱ ص ۲۴۰)

میں کہتا ہوں کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ یہ مہدی علیہ السلام کے بارے میں یا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اتری ہے تو ان دونوں روایتوں میں ترتیب اس طرح سے ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت مہدی علیہ السلام کے زمانے میں اتریں گے اور ان کی مدد کریں گے۔ حق کی نشانیاں اور قیامت کی علامات ان دونوں کے ہاتھوں پر ظاہر ہوں گی۔

ابن حجر نے مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث ذکر کرنے کے بعد اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے لامھدی الا عیسیٰ ابن مریم ثم تاویل آل مھدی الا

عیسیٰ، مہدی عیسیٰ کے علاوہ نہیں ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ بات اس صورت میں ہے کہ یہ حدیث ثابت اور حیرانگی کے اظہار کے طور پر بیان کیا ہے نہ کہ اس لیے کہ اس حدیث سے احتجاج کروں اور بیہقی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے بیان کرنے میں محمد بن خالد تنہا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث مجہول ہے اور اس نے اس کی سند میں اختلاف کیا ہے اور نسائی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث غیر تسلیم شدہ ہے۔ اس کے علاوہ دوسرے (احادیث کے) حافظوں نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ اس حدیث سے پہلے جو احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مہدیؑ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہیں وہ سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہیں۔ (ج ۱ ص ۲۴۳)

پھر ابن حجر نے مہدی علیہ السلام کے متعلق اور احادیث بیان کی ہیں۔

❀ ❀ ❀

ابوالفداء ابن کثیر

اس نے اپنی کتاب النہایہ میں کہا ہے کہ مہدی علیہ السلام جو کہ آخری زمانہ میں ہوگا کے ذکر میں یہ فصل ہے اور وہ خلفائے راشدین اور مہدیین میں سے ایک ہیں--- رسولؐ اللہ سے روایت شدہ احادیث میں یہ بات آئی ہے اور یہ کہ وہ زمانہ کے آخر میں ہوگا۔ اس نے اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"تخرج من خراسان رایات سوء فلا تردها شئی حتی تنصب بایلیاء"

"خراسان سے سیاہ پرچم نکلیں گے انہیں کوئی شکست نہیں دے گا مگر یہ کہ وہ ایلیا میں نصب ہوں گے"۔

یہ پرچم وہ نہیں ہیں جنہیں ابومسلم خراسانی سے لے کر نکلا تھا پس وہ بنی امیہ کی حکومت پر ٹوٹ پڑا۔ ۳۳۲ھ بلکہ یہ دوسرے سیاہ پرچم ہیں جو حضرت مہدی علیہ السلام کی ہمراہی میں آئیں گے اور وہ محمد بن عبداللہ العلوی الفاطمی الحسنیؑ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ایک ہی رات میں معاملات کو درست کر دے گا یعنی معاملات اس کے حق میں پلٹ جائیں گے خدا اسے کامیاب کرے گا' اسے الہام دے گا اور اس کی ہدایت کرے گا جب کہ پہلے ایسا نہیں ہوگا اہل مشرق (مشرق سے تعلق رکھنے والے لوگ) اس کی تائید و نصرت کریں گے وہ اس کی حکومت کو قائم کریں گے اور اس کی حکومت کے ارکین کو مضبوط کریں گے اور ان کے پرچم سیاہ ہوں گے اور وہ ایک پُر وقار لباس ہے

کیونکہ رسولؐ اللہ کا پرچم سیاہ تھا اور اسے عقاب کہا جاتا تھا۔

آخری زمانہ میں مہدی المحمد وح الموعود جو ہوگا اس کا مقصد یہ ہے کہ اس کا اصل ظہور آخری زمانہ میں اور مشرق کی جانب سے اس کا خروج ہوگا۔ اس کے لیے بیت اللہ کے پاس بیعت کی جائے گی جس طرح ن پر بعض احادیث نے دلالت کی ہے۔

❁❁❁

جلال الدین السیوطی

اس نے اپنی کتاب ''الحاوی للفتاوی'' میں کہا ہے۔ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں السدی (راوی کا نام) سے یہ روایت بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں:

''ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعی فی خرابھا''

''اور کون اس سے زیادہ ظالم ہوسکتا ہے جس نے مساجد خدا سے خدا کے نام کے ذکر کو منع کر دیا ہے اور اس کے خراب کرنے میں کوششیں کی ہوں''۔

السدی نے کہا کہ اس سے مراد روم ہیں کیوں کہ انہوں نے بخت نصر کی بیت المقدس کو خراب کرنے میں پشت پناہی کی تھی اور اللہ تعالیٰ کے اس قول:

''اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین''

''ان پر نہیں ہے کہ وہ اس جگہ داخل ہو جائیں گے مگر یہ کہ وہ خوفزدہ ہوں''

سدی نے کہا ہے کہ اس وقت زمین پر کوئی روم نہیں ہے کہ وہ خانہ خدا میں خوفزدہ داخل ہو کر کہیں اس کی گردن نہیں اڑا دی جائے یا اسے جزیہ دینے پر مجبور کر کے خوفزدہ کر دیا گیا ہے۔ پس وہ ڈر کی وجہ سے جزیہ دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ **''لھم فی الدنیا خزی''** (اور ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے) سدی نے کہا کہ ان کی

دنیا میں رسوائی اس طرح ہے کہ جب [illegible] قیام کریں گے اور قسطنطنیہ کو فتح کریں گے تو وہ انہیں قتل کر دیں گے پس یہ اہل روم کی دنیا میں رسوائی ہے۔ (ج ۱ ص ۳۵۴)

''لامھدی الا عیسٰی ابن مریم'' سوائے عیسٰیؑ ابن مریم علیہا السلام کے کوئی مہدی نہیں ہے''۔ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے التذکرہ میں کہا ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے اور وہ احادیث نبویؐ جو بتاتی ہیں کہ مہدیؑ حضرت کی عترت سے ہوں گے اور یہ کہ وہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے اور یہ احادیث ثابت ہیں اور اس حدیث سے زیادہ صحیح ہیں پس ان احادیث کے مطابق حکم لگانا ہوگا نہ کہ اس حدیث کے مطابق کہ جس کی سند ضعیف ہے۔

ابوالحسن محمد بن الحسین بن ابراہیم بن عاصم الحری نے کہا ہے کہ محمد مصطفیؐ سے راویوں نے کثرتوں اور تواتر سے یہ احادیث بیان کی ہیں کہ مہدیؑ آئیں گے اور یہ کہ وہ اہل بیتؑ سے ہوں گے اور سات سال حکومت کریں گے زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے ان کے ہمراہ حضرت عیسٰیؑ خروج کریں گے اور دجال کو قتل کرنے میں مہدیؑ سے تعاون کریں گے۔ فلسطین کی سرزمین میں لد دروازے کے پاس مہدیؑ اُمت کی امامت فرمائیں گے اور حضرت عیسٰیؑ ان کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور حضرت مہدیؑ کے تمام واقعات اور حکومت و معاملات میں تعاون کریں گے۔ (ج ۱ ص ۳۹۶)

❁ ❁ ❁

ابن ابی الحدید المعتزلی

اس نے شرح نہج البلاغۃ میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کے اس قول کی تشریح میں: "وبنایختم لابکم" "اور ہمارے ذریعہ خاتمہ ہوگا نہ کہ تمہارے ذریعے"۔

معتزلی نے کہا ہے کہ یہ مہدیؑ کی طرف اشارہ ہے۔ جو آخری زمانے میں ہوں گے۔ اکثر محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے اور ہمارے معتزلہ فرقہ کے لوگ اس کا انکار نہیں کرتے ہیں انہوں نے اپنی کتاب میں اس ذکر کو وضاحت سے بیان کیا ہے اور معتزلہ کے بزرگان وشیوخ نے اس کا اعتراف کیا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ ہے کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں بلکہ ابھی ان کی ولادت ہوگی اور اسی مذہب پر اصحاب حدیث بھی ہیں۔ (ج ۱ ص ۱۳۶)

اس قول کی شرح:

"لتعطفعن الدنیا علینا بعد شماسها عطف الفروس علی ولدهالق"

اور اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

"ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثین" ۔

معتزلی نے کہا امامیہ والے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے امامؑ غائب کے بارے میں وعدہ ہے جو آخری زمانے میں زمین کے مالک و حاکم بنیں گے اور ہمارے

اصحاب کہتے ہیں ایک امام کا وعدہ ہے کہ وہ اس وقت موجود ہو۔ اور زیدیہ کہتے ہیں کہ لازمی ہے کہ جو زمین کا مالک و حاکم بنے گا وہ فاطمی ہو اس کے پیچھے فاطمیوں کی جماعت ہوگی جو زید کے مذہب پر ہوگی۔ اگرچہ ان میں اس وقت کوئی ایک بھی موجود نہ ہو۔

(ج ۱ ص ۱۷۴)

مولائے کائنات امیرالمومنین علی علیہ السلام کی شرح میں "بابی ابن خیرة الاماء" میں معتزلی نے کہا ہے کہ امامیہ کے خیال میں یہ ان کے بارھویں امام ہیں اور یہ ایک کنیز زجس کے بیٹے ہیں لیکن ہمارے اصحاب کا خیال ہے کہ وہ فاطمی ہیں اور مستقبل میں ان کی ولادت ہوگی' کنیز کی اولاد ہوں گے اور اس وقت وہ موجود نہیں ہیں اور یہ کہ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے جس طرح وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی' ظالموں سے انتقام لیں گے اور ظالموں پر سخت عذاب اتاریں گے۔ (ج ۱ ص ۱۵۲)

میں کہتا ہوں کہ اگر اس کی ولادت ہمارے زمانہ میں ہوگی تو کنیزیں کہاں ہیں وہ کنیز کے بیٹے کس طرح ہیں اور کنیزوں میں سے بہترین کا فرزند کیسے ہوگا۔ ابن حدید نے امیرالمومنین علی علیہ السلام کے اس قول کی تشریح میں کہا ہے "فی ستره من الناس" یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ جس انسان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ لوگوں سے مخفی ہوگا یہ بات امامیہ کو ان کے مذہب کے مطابق فائدہ نہیں پہنچا سکتی ہے اگر انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ بات ان کے نظریے کی واضح دلیل ہے لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ اس امام کو اللہ تعالیٰ آخری زمانے میں پیدا کرے اور وہ کچھ مدت کے لیے غائب رہے۔ ان کی طرف بلانے والے لوگ موجود ہوں جو ان کے لیے کام کریں پھر وہ اس پردہ کی حالت سے ظاہر ہوں گے اور تمام ممالک کے مالک بنیں گے۔۔۔ حکومتوں کو شکست دیں گے اور زمین پر حکومت کریں گے۔ (ج ۱ ص ۱۶۳)

❁ ❁ ❁

علامہ خیرالدین الالوسی

اس نے غالیۃ المواعظ میں کہا پس ان میں سے یعنی قیامت (ساعۃ) سے ہے۔ مہدی علیہ السلام کا خروج ہے صحیح تر قول جو اکثر علماء کے نزدیک ہے فضلاء میں سے جس نے ان کے آنے کا انکار کیا ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے---مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔

کچھ احادیث کو پیش کرنے کے بعد کہا ہے اور یہ جو ہم نے مہدی علیہ السلام کے بارے میں ذکر کیا ہے اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک یہی نظریہ وقول صحیح ہے۔

(ج ۲' ص ۱۵۸' ص ۱۴۰)

علامہ منادی صاحب فیض القدیر

اس نے اس حدیث کی شرح میں "**المھدی رجل من ولدی وجھہ کالکوکب الدری**" مہدی علیہ السلام میری اولاد سے ہے' اس کا چہرہ کوکب دری کی مانند ہے۔ المطامح میں کہا ہے حکایت کی گئی ہے کہ اس اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا اس پر ابوبکر فضیلت نہیں رکھتا ہوگا مہدیؑ کے بارے میں روایات بہت زیادہ مشہور ہیں۔ بہت سارے لوگوں نے اس پر مستقل وعلیحدہ کتاب لکھی ہے۔ اسمھودی نے کہا ہے مہدیؑ کے بارے میں رسول پاکؐ سے جو روایات ہیں ان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے اور ابی داؤد میں ہے کہ وہ حسن کی اولاد سے ہوں گے اور اس کا راز یہ ہے کہ جب حسن علیہ السلام نے خلافت کو خدا کی خاطر اُمت پر شفقت ومہربانی کرتے ہوئے چھوڑ دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے خلافت حقہ کو آپ کی اولاد کے لیے مختص کر دیا ہے جب اُمت کو اس کی شدید ضرورت ہوگی اور زمین ظلم سے بھر چکی ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندگان کے لیے یہ سنت وطریقہ ہے کہ جو بھی اللہ کی خاطر کچھ چھوڑ دیتا ہے تو اللہ اس کا بہترین بدلہ اسے یا اس کی اولاد کو عطا کرتا ہے۔

پھر کہا ''مہدی علیہ السلام کے بارے میں جو روایات ہیں وہ اس حدیث سے معارض نہیں ہیں کہ وہ "**لامھدی الا عیسیٰ بن مریم**" ''القرطبی میں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سوائے عیسٰی بن مریمؑ کے کوئی مہدیؑ کامل ومعصوم نہیں ہے''۔ الرویانی نے اپنی مسند میں حذیفہ سے روایت کی ہے ابن الجوزی نے کہا ہے کہ ابن احمد رازی نے کہا ہے

کہ یہ حدیث باطل ہے۔ اور اسی کتاب میں ہے کہ محمد بن ابراہیم الصوری نے کہا ابن الجلاب کی میزان میں کہا ابن داؤد سے روایت ہے کہ مہدیؑ کے ذکر میں یہ خبر باطل اور انکار شدہ ہے۔ پھر اس خبر کو ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ خبر باطل ہے۔ (ج ۱ص ۵۴)

❀❀❀

شیخ محمد الخضر حسین شیخ الازہر

مجلّہ التمدن الاسلامی نے جو مضمون اس عنوان کے تحت نشر کیا ہے (نظرۃ فی احادیث مہدیؑ) اس میں انہوں نے کہا احاد اخبار (وہ روایات جن کو خبر واحد کہا جاتا ہے) سے جن اشیاء کے متعلق کچھ خبر دی گئی ہو۔ عملی احکام میں ان سے احتجاج کرنے کا صحیح ہونا اس حوالہ سے تو ہے کہ شارع نے ان کے ذریعہ اطلاع دی ہے تاکہ لوگوں کو علم ہو جائے لیکن ان کی معرفت پر لوگوں کے ایمان کی صحت موقوف نہیں ہے اسی قسم سے احادیث مہدیؑ ہیں۔ اگر کوئی حدیث نبی اکرمؐ سے وارد ہوئی ہو کہ آخری زمانہ میں ایسا ہوگا اس سے علم حاصل ہو جائے تو اس روایت پر توقف کرنا اور اس مضمون کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس بات کی ضرورت نہیں رہتی کہ اس حدیث کے راوی تواتر کی حد تک پہنچ جائیں۔

الجامع الصحیح للامام بخاری نے مہدیؑ کی شان میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی ہے۔ فقط صحیح مسلم میں حدیث موجود ہے جس میں نام کی تصریح نہیں ہے۔ اس حدیث کو بعض نے اس بات پر حمل کیا ہے کہ اس سے مراد مہدیؑ ہیں یا مہدیؑ کی بعض صفات کی طرف اس میں اشارہ کیا گیا ہے لیکن احادیث کی باقی کتابیں جیسے امام احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، ابونعیم، ابن ابی نیسہ ابویعلی، الدارقطنی، نعیم بن حماد اور البیہقی وغیرہ نے ان احادیث کو جداگانہ رسائل و کتابچوں میں جمع کیا ہے مثلاً العروف الوادی فی حقیقۃ المہدی ملا علی القاری، لاتوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح للشوکانی نے

کی ہے جو شخص ان احادیث کی تنقید کی طرف متوجہ ہوا وہ ابوزید عبدالرحمٰن بن خلدون ہے۔ پھر ابن خلدون نے اعتراف کیا ہے کہ بعض احادیث جو تنقید سے خارج ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ جب ان احادیث میں سے ایک حدیث ثابت ہو جائے کہ وہ تنقید سے سالم ہے تو اس بات کا علم حاصل ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ آخری زمانہ میں ایک شخص ظہور کرے گا جو لوگوں کو شریعت و حکم خدا کے مطابق چلائے گا' عدالت قائم کرے گا اور اصحاب جن کے واسطے سے مہدیؑ کی احادیث کو روایت کیا گیا ہے ان کی تعداد ۲۷ بنتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مہدیؑ کے بارے میں جو احادیث ہیں ان میں سے من گھڑت اور ضعیف کو الگ کرنے کے بعد اتنی احادیث باقی رہ جاتی ہیں کہ ایک عالم محقق ان کو نظرانداز نہیں کر سکتا ہے۔ شوکانی نے اپنے رسالہ "جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے" میں اس بات کی تصریح کی ہے کہ احادیث مہدیؑ تواتر کی حد تک ہیں اور پچاس صحیح و حسن احادیث ذکر ہو چکی ہیں۔ جو ضعیف ہیں تو ان کا ضعیف ہونا جبران ہو گیا ہے اور یہ احادیث بے شک متواتر ہیں بلکہ تواتر سے کم تر پر بھی صادق آتا ہے۔ اصول حدیث میں جو کچھ تسلیم شدہ ہے تمام اصطلاحوں میں یہ احادیث متواترہ ہیں۔

مہدیؑ کی حدیث کے منکرین میں سے بعض یہ جملہ کہتے ہیں کہ ضروری ہے کہ یہ احادیث اہل تشیع نے گھڑی ہیں تو اس بات کی تردید کی جاتی ہے کہ یہ احادیث اپنی سندوں اور واسطوں کے ساتھ روایت ہوئی ہیں۔ ہم نے ان کی اسناد کا مکمل اور تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ ہم نے انہیں دیکھا ہے کہ وہ ایسے ہیں کہ جو عدالت اور ضبط حدیث میں معروف ہیں اور تعدیل و جرح کے ماہرین نے ان میں سے کسی ایک پر شیعہ ہونے کی تہمت نہیں لگائی ہے۔ باوجود راویوں کی تنقید میں وہ بڑے معروف و مشہور ہیں (انہوں نے بھی کسی راوی کو شیعہ سے متہم نہیں کیا)۔

امام مہدیؑ کے مسئلہ کو بہت ساروں نے اپنی حکومت کو قائم کرنے کے لیے وسیلہ

بنایا اور مہدویت کا دعویٰ کیا تاکہ لوگ ان کے گرد جمع ہو جائیں۔ پس فاطمیوں کی حکومت اس بنیاد پر قائم ہوئی کیونکہ اس حکومت کے بانی عبیداللہ نے خیال کیا کہ وہی مہدی ہے اور الموحدین کی حکومت بھی اس بنیاد پر قائم ہوئی۔ اس حکومت کے بانی محمد بن تومرت نے اپنی حکومت کو اسی بنیاد پر قائم کیا۔

اور المریقیہ کی حکومت کے ایام میں ایک شخص ظاہر ہوا اسے التوزدی کہا جاتا تھا اس کے گرد صنھاجتہ کے لوگ جمع ہو گئے اس نے المصامتہ کو قتل کیا۔

۶۹۰ھ میں ایک عباس نامی شخص نے قیام کیا جو مغرب کے دیہاتوں میں سے ایک سے تھا اور اس نے خیال کیا کہ وہ مہدی ہے معاملہ یہاں تک پہنچا کہ اسے قتل کر دیا گیا اور اس طرح اس کی دعوت کا خاتمہ ہوا۔ اس کی ایک جماعت نے پیروی کی تھی۔ مصر میں اعرابی انقلاب کے بعد سوڈان میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا نام محمد بن احمد تھا۔ اس نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ جھینہ کے خطہ میں ایک بقارہ قبیلے نے اس کی پیروی کی اور یہ ۱۳۰۰ھ میں ہوا اور یہ وہ ہے جس نے اپنی موت کے بعد بقارہ قبیلے سے ایک زعیم کو اپنا جانشین بنایا۔

پس اگر لوگ حدیث نبویؐ سے غلط مطلب لیں یا اس کی صحیح طریقہ سے تطبیق نہ کریں یہاں تک کہ اس کی وجہ سے یہ مفاسد پیدا ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس حدیث کے صحیح ہونے میں شک کیا جائے یا اس کا انکار کرنے میں جلدبازی سے کام لیا جائے کیونکہ نبوت ایک حقیقت ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے پس لوگوں نے جھوٹے دعوے کیے۔ اپنے دعوؤں سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا جیسے آج قادیانی فرقہ کر رہا ہے۔ الوہیت ایک ثابت اور مسلم امر ہے جو وسط آسمان میں سورج سے زیادہ روشن ہے لیکن بعض نے دعویٰ کیا کہ خدا ان میں حلول کرتا ہے جیسے آج کل بھائیہ فرقہ والے کر رہے ہیں تو اس کی وجہ سے حق کا انکار کرنا درست نہیں ہے کہ اس عقیدے سے مراد باطل لیا جاتا ہے پس انکار ٹھیک نہیں ہے۔ (ج ۲' ص ۲۱۰' ۲۱۴)

شیخ ناصر الدین الالبانی

ماہنامہ تمدن اسلامی میں مضمون شائع ہوا۔ عنوان (حول المھدی) بہر حال مہدی کے مسئلے کے بارے میں بہت سی احادیث جو صحیح ہیں ان کی تعداد بڑی ہے اور ان کی اسانید صحیح ہیں اور میں اس جگہ ان کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ اس کے بعد ان لوگوں کی بات کا جواب دیا جائے گا جو ان احادیث کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انہوں نے اعتراض کیا ہے۔ پھر احادیث کے نمونے دیئے ہیں اور علماء کی آراء کو ذکر کیا ہے کہ وہ ان کو متواتر جانتے ہیں۔ پھر کہا ہے ''پھر بہ تحقیق سید رشید (رضا) یا اس کے علاوہ نے مہدی کے بارے میں احادیث کی الگ الگ تحقیق نہیں کی اور نہ ہی اپنی بحث میں وسعت دی کہ وہ ہر حدیث کی سند کے بارے میں دیکھیں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو یہ بات ان پر دلیل بننے کے لیے کافی ہو جاتی یہاں تک کہ امور غیبیہ کے بارے میں بھی کہ جو لوگوں کا عقیدہ ہے کہ وہ حدیث متواتر کے بغیر ثابت نہیں ہوتے۔ اس بات پر جو بات دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ سید رشید نے کہا کہ ان روایات کی سندوں میں شیعہ ہیں جب کہ مطلقاً--- معاملہ اس طرح سے نہیں ہے جو میں نے نمونے کے لیے چار احادیث ذکر کی ہیں ان کی اسناد میں کوئی ایک بھی شیعہ کے حوالے سے معروف نہیں ہے۔ اگر یہ بات درست بھی ہو تو خالی شیعہ ہونا حدیث کو ٹھکرانے کے لیے کافی نہیں ہے لیکن احادیث کے صحیح ہونے میں عدالت اور ضبط حدیث شرط ہے لیکن مذہبی اختلاف شرط نہیں ہے جیسے کہ علم الحدیث میں یہ بات طے شدہ ہے اسی وجہ سے صحیحین میں دونوں

شیخ صاحبان نے (مسلم و بخاری) شیعہ اور دوسرے مخالفین سے جو احادیث لی ہیں انھیں روایت کیا ہے اور اس قسم کی احادیث سے احتجاج کیا ہے۔

سید رشید نے ایک اور وجہ بیان کی ہے کہ یہ احادیث ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں یہ دلیل بھی رد کی جاتی ہے کیونکہ ٹکراؤ میں دونوں حدیثوں کی سندیں اعتبار سے مساوی ہونا شرط ہیں لیکن ایک مضبوط و قوی حدیث اور دوسری ضعیف حدیث کے درمیان ٹکراؤ کی بات کرنے کا کوئی عقل مند اجازت نہیں دے گا اور جو تعارض سید صاحب نے خیال کیا ہے وہ اس قسم کا ہے۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ مہدی علیہ السلام کے خروج کا عقیدہ جو ہے یہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ اس پر ایمان امور غیبیہ پر ایمان لانا ہے۔ ان پر ایمان لانا متقین کی گئی صفات میں سے ہے جب کہ اللہ کا قول ہے:

''الم ذلک الکتب لاریب فیه هدی للمتقین الذین یومنون بالغیب''

اس کا انکار تو صرف جاہل کر سکتا ہے یا پھر ضدی اور ہٹ دھرم جو دلیل کے ساتھ نہیں چلنا چاہتا وہ اس کا انکار کر سکتا ہے۔ میں خدا سے سوال کر سکتا ہوں کہ وہ بات جو کتاب اللہ اور سنت سے ثابت ہے خدا اس ایمان پر ہمیں موت دے۔

(ج ۲' ص ۳۸۸' ص ۳۹۱)

❁ ❁ ❁

الکتانی المالکی

اس نے اپنی کتاب (نظم المتناثر من الحدیث المتواتر) میں بعد اس کے
بیس اصحاب کا شمار کیا ہے جنہوں نے مہدی علیہ السلام کی احادیث نقل کی ہیں۔ سخاوی
سے ایک سے زیادہ نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ احادیث متواترہ ہیں اور سخاوی نے یہ
بات فتح المغیث میں ابوالحسن الابری سے نقل کی ہے۔ اس رسالہ کے شروع میں اس کا
بیان گزر چکا ہے۔ ابی العلاء ادریس الحسینی العراقی کی کتاب ''فی المهدی'' میں یہ بات
ہے کہ مہدیؑ کی احادیث متواترہ ہیں یا تواتر کے نزدیک ہیں۔ اس نے کہا کہ ایک سے
زائد نقل کرنے والے حفاظ (احادیث کے حفاظ) نے یہ بات کہی ہے۔ شیخ جوس کے
رسالہ کی شرح میں ہے جو کہ یہ ہے سخاوی کی احادیث میں مہدی کے بارے میں ہے اور
یہ کہ یہ احادیث تواتر کی حد تک ہیں۔ شرح المواهب میں ہے ابی الحسین آبری سے نقل
کیا ہے کہ مناقب الشافعی میں ہے اس نے کہا اس اُمت سے مہدیؑ ہونے کی احادیث
متواتر ہیں اور یہ کہ حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اور یہ بات اس نے ابن
ماجہ کی اس حدیث کے ردّ میں کہی ہے ''لامهدی الاعیسیٰ''، مغانی الوفا بمعانی الاکتفاء میں
شیخ ابوالحسن الابری نے کہا اخبار مہدی متواترہ ہیں حضرت محمدؐ سے ان احادیث کے راوی
کثرت سے ہیں کہ مہدیؑ آئیں گے سات سال حکومت کریں گے اور یہ زمین کو عدل
سے بھر دیں گے۔ عقیدہ شیخ محمد بن احمد اسفارینی الحنبلی کی شرح میں ہے۔ روایات
بہت زیادہ ہیں کہ 'مہدی خروج کریں گے' یہ احادیث تواتر معنوی تک پہنچی ہوئی ہیں۔

علماء اہل سنت میں یہ مشہور ہے اور یہ ان کا عقیدہ شمار ہوتا ہے۔ پھر اس نے مہدیؑ کے
بارے میں واردشدہ احادیث نقل کی ہیں اور جو اصحاب نے نقل کیا ہے ان کو تحریر کیا ہے
اور ان کے بعد کہا ہے ان اصحاب سے روایت کی گئی ہے جن کا ذکر کیا گیا' اس کے
علاوہ اور متعدد روایات کو ان کے علاوہ نے روایت کیا ہے۔ اصحاب کے بعد تابعین
نے اس کثرت سے روایت کیا ہے جس سے علم قطعی حاصل ہو جاتا ہے۔ پس مہدیؑ کے
خروج پر ایمان لانا واجب ہے۔ جیسا کہ اہل علم کے ہاں یہ بات طے شدہ ہے۔

(ج۲ ص۱۹۴-۱۹۵)

العدوی المصری

اس نے کتاب مشارق الانوار میں کہا ہے بعض روایات میں آیا ہے کہ ان کے ظہور کے وقت ان کے سر کے اُوپر ایک فرشتہ یہ ندا دے گا۔ "ھذا المھدی خلیفة اللہ فاتبعوہ" ۔ ''یہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے اس کی پیروی کرو' پس لوگ اس کی طرف بڑھیں گے اور اس کی محبت کے جام پئیں گے' وہ زمین کے مشرق و مغرب کا مالک بنے گا اور جو لوگ رکن اور مقام کے درمیان سب سے پہلے اس کے ہاتھ پر بیعت کریں گے ان کی تعداد بدر والوں کے برابر ہوگی' پھر ان کے پاس شام کے ابدال' مصر کے نجباء اور اہل مشرق اور ان جیسی جماعتیں اور گروہ آئیں گے۔ خراسان سے ایک لشکر سیاہ جھنڈوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لیے بھیجے گا۔ پھر وہ شام کا رخ کریں گے۔ ایک روایت میں ہے کوفہ کا رخ کریں گے۔ ممکن ہے ان دونوں کا رخ کریں۔ اللہ تعالیٰ تین ہزار فرشتوں سے اس کی مدد کرے گا۔ اصحاب کہف آپ کے اعوان و انصار سے ہوں گے۔ استاد سیوطی نے کہا ہے اس زمانہ تک ان کی تاخیر کا راز اس میں ہے کہ ان کو اس اُمت میں داخل ہونے کا شرف اور کرامت و عزت خدا دینا چاہتا ہے اور یہ کہ وہ خلیفہ برحق کی مدد کریں۔ آپ کے لشکر کے آگے جبرئیل اور ان کے ساتھ میکائیل ہوں گے۔

(ج ۲' ص ۶۲)

سعید الدین التفتازانی

اس نے شرح المقاصد میں کہا ''امامت کے باب کے ملحقات سے مہدی علیہ السلام کا خروج ہے اور عیسیٰؑ کا نزول ہے۔ یہ دونوں قیامت کی شرائط ہیں اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں اگر چہ وہ احادیث احاد ہیں۔

ابی سعید الخدری سے روایت ہے ''رسولؐ اللہ نے اُمت مسلمہ کو پہنچنے والی مصیبت کا ذکر کیا یہاں تک کہ کسی شخص کو ظلم سے پناہ لینے کی جگہ نہ ملے گی۔ پس اللہ تعالیٰ میری عترت سے ایک شخص کو بھیجے گا۔ پس وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے' فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہوں گے۔ جب اللہ چاہے گا اسے پیدا کرے گا اور اسے اپنے دین کی نصرت کے لیے اٹھائے گا۔ شیعہ کا خیال ہے کہ وہ محمد بن العسکری ہیں۔ دشمنوں کے خوف سے لوگوں سے مخفی ہو گئے۔ نوح اور لقمان اور خضر کی مانند۔ ان کی عمر کے طولانی ہونے پر کوئی محال نظر نہیں آتا لیکن باقی تمام فرقوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جس کی تصدیق ذہن سے دُور ہے کیونکہ اس اُمت میں اتنی بڑی عمریں نہیں ہیں اور اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ (ج ۱' ص ۲۱۴)

❀❀❀

محی الدین بن عربی

اس نے فتوحات مکیہ میں کہا ہے کہ "جان لو کہ اللہ ہماری تائید کرے' اللہ کا ایک خلیفہ ہے جو خروج کرے گا' زمین ظلم و جور سے بھر چکی ہوگی۔ وہ اس کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ اگر دنیا کا ایک دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طول دے گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد سے ایک خلیفہ آئے گا جس کا نام رسولؐ اللہ کے نام پر ہوگا۔ وہ بڑی جنگ دیکھے گا جو کہ مرج عکا میں اللہ کا دسترخوان ہے۔ "جانور خور پرندوں اور درندوں کے لیے" وہ ظلم اور ظالموں کا خاتمہ وصفایا کرے گا دین کو قائم کرے گا اسلام کی روح پھونک دے گا۔ اسلام ذلت کے بعد عزیز اور موت کے بعد زندہ ہوگا۔ جزیہ کے قانون کو ختم کر دے گا اللہ کی طرف تلوار سے دعوت دے گا جو انکار کرے گا اسے قتل کر دے گا جو اس کے ساتھ جھگڑے گا وہ رسوا ہوگا۔ وہ اس طرح دین کو غلبہ دے گا اور ظاہر کرے گا کہ اگر رسولؐ اللہ اس وقت حاضر ہوتے تو اسی طرح حکم دیتے۔ مذاہب کو زمین سے ختم کر دے گا۔ زمین پر فقط خالص دین "اللہ" باقی رہ جائے گا اس کے دشمن اہل اجتہاد' فقہاء کے مقلدین ہوں گے کیونکہ وہ دیکھیں گے ان کے فیصلے ان کے آئمہ فقہاء کے نظریے کے خلاف ہیں۔ پس وہ مجبوراً آپ کی حکومت میں تلوار اور آپ کی پکڑ کے خوف سے داخل ہوں گے اور جو کچھ اس کے پاس ہوگا اس میں لالچ کرتے ہوئے آئیں گے۔

عام مسلمانوں کے لیے خوشی ہوگی خواص کے برخلاف۔ اہل حقائق کے عارف

لوگ جو شہود و کشف کی منزل میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے۔ اس کے لیے خدا پرست "الٰہی" لوگ حکومت قائم کریں گے اس کی مدد کریں گے اس کے وزراء ہوں گے اس کی مملکت کے بوجھ کو اٹھائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ داری اس کی بنائی ہے اس پر اس کی مدد کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو شہید ہوں گے وہ بہترین شہداء ہیں اس کے امناء بہترین امناء ہیں۔ اللہ تعالیٰ وزارت کے لیے اس کی خاطر ایک گروہ کو اٹھائے گا جسے خدا نے اپنے مکنون غیب میں چھپا رکھا تھا اور انہیں کشف و شہود سے مطلع کیا تھا۔ اور وہ اللہ کے بندوں پر اللہ کا امر ہے۔ پس مہدیؑ ان کے مشوروں سے فیصلہ کرے گا اور وہ عرفاء ہیں۔ بہرحال وہ خود تو حق کی تلوار والا ہے۔ حق کی سیاست رکھتا ہے۔ اللہ کو اس کے حق سے پہچانتا ہے وہ اللہ کا خلیفہ مسدد ہے تائید شدہ ہے حیوانوں کی زبان جانتا ہے۔ انسانوں اور جنوں میں اپنی عدالت چلائے گا۔ اس کے وزراء کے اسرار علم سے ہے جو اللہ کا قول ہے کہ:

و کان حقا علینا نصر المؤمنین۔

وہ سب اصحاب کے نقش قدم پر ہوں گے اللہ کے کیے ہوئے عہد کو پورا کریں گے وہ وزراء اعاجم ہیں۔ ان میں کوئی عربی نہیں ہے وہ عربی بولتے ہیں۔ ان کا حافظ و نگہبان وہ ہے جو ان کی جنس سے نہیں ہے۔ اس نے کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی اور وہ اس کے خاص ترین وزراء اور خاص ترین امناء سے ہوگا۔ (ج ۱ ص ۱۰۲-۱۰۷)

❀❀❀

القرمانی الدمشقی

اس نے اپنی کتاب اخبارالدول وآثار الاول میں کہا ہے! علماء اس پر متفق ہیں کہ مہدی آخری وقت میں قائم ہوگا۔ مہدی کے ظہور پر روایات دلالت کرتی ہیں۔ ان کے نور کے طلوع ہونے پر بہت ساری روایات ہیں۔ آپ کے ظہور سے راتوں اور دنوں کی تاریکی ختم ہوگی۔ آپ کی رویت اور دیدار سے ظلم ختم ہو جائے گا۔ نورانی صبح' ظلم کی تاریک رات کے بعد طلوع ہوگی۔ وہ اپنے عدل سے تمام آفاق میں عمل کرے گا' وہ آفاق میں اس طرح چمکے گا کہ چودھویں رات کے چاند سے زیادہ واضح اور منور ہوگا۔ (ج ا ص ۴۶۳)

❀❀❀

الشریف البرزنجی

اس نے اپنی کتاب الاشاعة فی اشراط الساعة میں کہا ہے کہ آگاہ ہو کہ جو احادیث وارد ہوئی ہیں اپنی روایات کے اسناد کے اختلافات کے باوجود اتنی زیادہ ہیں کہ جن کا حصر نہیں ہے۔ محمد بن الحسن الدستوری نے اپنی کتاب مناقب الشافعی میں کہا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات متواتر ہیں جن میں مہدی علیہ السلام کا ذکر ہے اور یہ کہ وہ اہل بیتؑ سے ہوگا۔

ابن سیرین سے روایت ہے کہ کیا ابوبکر و عمر سے بہتر ہوگا؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ وہ بعض انبیاء سے افضل ہوگا۔ اسی میں ہے کہ ابوبکر و عمر کو اس پر فضیلت نہیں ہے۔ سیوطی نے العرف الوردی میں کہا یہ روایت اور سند صحیح ہے۔ یہ پہلے اعتبار سے ذرا کم ہے۔ اس نے کہا میرے نزدیک زیادہ درست یہ ہے کہ ان دو لفظ کی تاویل کی جائے جو حدیث میں ہیں کہ "بل اجر خمسین منکم" کہ تم سے ۵۰ کا اجر وثواب اسے ہوگا بوجہ اس کے زمانہ مہدی میں فتنے شدید ہوں گے۔

میں کہتا ہوں کہ فضیلت کی جہتیں مختلف ہیں۔ ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ایک دو کو ہر لحاظ پر فضیلت دیں مگر یہ فضل نبی اکرمؐ نے اس کو اس طرح عطا کیا ہو کیونکہ بعض مفضول میں ایک مذیت اور بہتری ہوتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔ الفتوحات میں شیخ سے یہ بات ذکر ہو چکی ہے کہ وہ مہدی معصوم ہیں۔ ان کے حکم دینے میں نبی اکرمؐ کی روایت کافی ہے۔ وہ بالکل غلطی نہیں کریں گے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یہ حکم شیخین

''ابوبکر و عمرؓ'' میں نہیں تھا۔ اور نو باتیں جو گزر چکی ہیں وہ آئمہ میں سے کسی بھی ایک امام میں نہیں تھیں۔ اس جہات سے جائز ہے کہ مہدی علیہ السلام کو ان دونوں پر فضیلت دی جائے اگر چہ انہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ مشاہدہ رسول و وحی اور سابقین سے ہونے کی فضیلت بھی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی فضائل ہیں واللہ العالم!

شیخ علی القاری نے ''المشرب الوردی فی مذہب المہدی'' میں کہا ہے جو بات مہدی کے افضل ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ یہ کہ رسولؐ اللہ نے انہیں خلیفۃ اللہ کہا ہے ابوبکر کو یہ نہیں کہا گیا بلکہ اس کو خلیفہ رسولؐ اللہ کہا ہے۔ (ج ۱ص ۴۸۰،۵۰۲)

❁❁❁

احادیث ظہور مہدیؑ کے ماخذ و مصادر

جب یہ کتاب چھپنے کے لیے تیار تھی تو بعض علماء و افاضل سے اس سے آگاہ ہوئے اور انہوں نے ہماری اس کوشش کو سراہا اور فرمایا کہ اس کتاب سے فقط عوام ہی کو نہیں بلکہ طالب علموں اور بحث و تحقیق کرنے والوں کو بھی فائدہ ہوگا۔ انہوں نے ہی یہ تجویز بھی دی کہ اس کتاب میں احادیث مہدیؑ کے حوالوں کو بھی شامل کروں--- میں نے اس بارے میں غور کیا اور جب ہم نے امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں احادیث کو ایک سو پچاس سے زائد حوالوں سے اپنی کتاب ''معجم احادیث الامام المہدی'' کے لیے حاصل کیا جس کی نگرانی میرے سپرد تھی تو کافی ساری احادیث جو ان مطالب پر دلیل بنتی ہیں دیکھیں--- جو میں نے اس کتاب میں ذکر کر دی ہیں اور نئی احادیث سے بھی جو اس کتاب میں ذکر شدہ اکثر افکار کی تائید کرتی ہیں' مطلع ہوا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ ان سب کو کتاب میں درج کرنے سے کتاب کا حجم بہت بڑھ رہا ہے تو پھر میں نے اسے کتاب کے اختتام پر ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے جن میں امام مہدی علیہ السلام کے متعلق احادیث کو صدر اسلام سے آج تک نقل کیا گیا ہے اور امید ہے کہ یہ معجم مکمل طور پر اسی سال میں شائع ہو جائے گی'' بتوفیق اللہ''۔

۱- کتاب سلیم بن قیس الہلالی العامری وفات ۹۰ھ ق

۲- کتاب المصنف ــــــــــ عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی وفات ۲۱۱ھ

۳- وقعۃ صفین ــــــــــــ نصر بن مزاحم المنقری ــــــــــ ۲۱۲ھ ق

۴- المعیار والموازنة ـــــ ابوجعفر السکافی ـــــ ۲۲۰ق

۵- الفتن ـــــ نعیم بن حماد ـــــ ۲۲۷ھ ق

۶- کتاب المصنف ـــــ ابن ابی شیبہ ـــــ ۲۳۵ھ ق

۷- کتاب المسند ـــــ احمد بن حنبل ـــــ ۲۴۱ھ ق

۸- الایضاح ـــــ الفضل بن شاذان الازدی ـــــ ۲۶۰ھ ق

۹- کتاب الصحیح ـــــ مسلم بن الحجاج القشیری ـــــ ۲۶۱ھ ق

۱۰- السنن ـــــ ابن ماجہ بن محمد بن یزید القزوینی ـــــ ۲۷۵ھ ق

۱۱- السنن ـــــ ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی ـــــ ۲۷۵ھ ق

۱۲ المحاسن ـــــ احمد بن محمد بن خالد البرقی ـــــ ۲۸۰ھ ق

۱۳ بصائر الدرجات ـــــ محمد بن الحسن الصفار القمی ـــــ ۲۹۰ھ ق

۱۴- قرب الاسناد ـــــ عبداللہ بن جعفر الحمیری القمی ـــــ تیسری صدی ''قرن سوئم''۔

۱۵- تفسیر العیاشی ـــــ محمد بن مسعود بن عیاش ـــــ تقریباً ۳۰۰ھ ق

۱۶- تاریخ الائمة ـــــ محمد بن ابی الثلج البغدادی ـــــ ۳۲۵ھ ق

۱۷- الکافی ـــــ محمد بن یعقوب الکلینی ـــــ ۳۹۰ھ ق

۱۸- الامامة والتبصرة ـــــ علی بن الحسن بن بابویہ القمی ـــــ ۳۲۹ھ ق

۱۹- تفسیر القمی ـــــ علی بن ابراہیم القمی ـــــ قرن سوئم

۲۰- الغیبة ـــــ محمد بن ابراہیم النعمانی ـــــ ۳۴۲ھ ق

۲۱- اثبات الوصیة ـــــ علی بن الحسین المسعودی ـــــ ۳۴۶ھ ق

۲۲- مقاتل الطالبیین ـــــ ابوالفرج الاصفہانی ـــــ ۳۵۶ھ ق

۲۳- کامل الزیارات ـــــ جعفر بن محمد بن بابویہ القمی ـــــ ۳۶۷ھ ق

۲۴- تحف العقول ـــــ الحسن بن علی بن شعبة الحرانی ـــــ ۳۸۱ھ ق

۲۵- کمال الدین وتمام النعمة ـــــ شیخ الصدوق القمی ـــــ ۳۸۱ھ ق

۲۶- علل الشرائع ـــــ شیخ الصدوق القمی ـــــ ۳۸۱ھ ق

۲۷- امالی الصدوق ـــــ

۲۸- کفایة الاثر ـــــ علی بن محمد الذرار القمی ـــــ قرن چہارم

۲۹- المستدرک ـــــ الحاکم محمد بن عبداللہ النیشاپوری ـــــ ۴۰۵ھ ق

۳۰- الارشاد ـــــ شیخ مفید محمد بن محمد النعمان ـــــ ۴۱۳ھ ق

۳۱- الامالی ـــــ شیخ مفید محمد بن محمد النعمان ـــــ ۴۱۳ھ ق

۳۲- مسار الشیعة ـــــ شیخ مفید محمد بن محمد النعمان ـــــ ۴۱۳ھ ق

۳۳- دلائل الامامة ـــــ محمد بن جریر الطبری ـــــ تالیف ۴۱۱ھ کے بعد

۳۴- نعت المہدی ـــــ الحافظ ابونعیم الاصفہانی ـــــ ۴۳۰ھ ق

۳۵- امالی المرتضی ـــــ الشریف السید المرتضی علم الہدی ـــــ ۴۳۶ھ

۳۶- البرہان ـــــ محمد بن علی کراجکی ـــــ ۴۴۹ھ ق

۳۷- عیون المعجزات ـــــ حسین بن عبدالوہاب ـــــ ۴۴۸ھ ق

۳۸- الغیبة ـــــ الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ـــــ ۴۶۰ھ ق

۳۹- امالی الطوسی ـــــ الشیخ الطوسی محمد بن الحسن بن علی ـــــ ۴۶۰ھ ق

۴۰- مناقب علی بن ابی طالب ـــــ ابن المغازلی علی بن محمد ـــــ ۴۸۳ھ ق

۴۱- مصابیح السنة ـــــ الحسین بن مسعود البغوی ـــــ ۵۱۶ھ ق

۴۲- الاحتجاج ـــــ احمد بن علی بن ابی طالب الطبرسی ـــــ قرن ششم کی ابتدا میں

۴۳- اعلام الوری ـــــ الفضل بن الحسن بن الفضل الطبرسی ـــــ ۵۴۸ھ ق

۴۴- تاریخ موالید الائمہ ووفیاتہم ـــــ عبداللہ بن النصر بن الخشاب ـــــ ۵۶۷ھ ق

۴۵- المناقب ـــــ الخوارزمی الموفق بن احمد بن محمد البکری ـــــ ۵۶۸ھ ق

٤٦- الخرائج ـــــ الراوندی سعید بن ھبة اللہ ـــــ ٥٧٣ھ ق

٤٧- القر الشھدی فی اوصاف المھدی ـــــ محمد البلبیسی الشافعی ـــــ ١٣٠٨ھ

٤٨- غایة المواعظ ـــــ خیرالدین الالوسی الحنفی ـــــ ١٣١٧ھ

٤٩- کشف الاستار ـــــ المیرزا حسین النوری ـــــ ١٣٢٠ھ

٥٠- مستدرک الوسائل ـــــ المیرزا حسین النوری ـــــ ١٣٢٠ھ

٥١- الزام الناصب ـــــ الشیخ علی یزدی الحائری ـــــ ١٣٣٣ھ

٥٢- المھدی الموعود المنتظر نجم الدین العسکری ـــــ ہم عصر

٥٣- منتخب الاثر فی الامام الثانی عشر ـــــ الشیخ لطف اللہ اصلانی ـــــ معاصر

٥٤- الامام المھدی عند اھل السنة ـــــ الفقیہ ایمانی ـــــ معاصر

٥٥- الموسوعة الامام المھدی ـــــ محمد الصدر ـــــ

٥٦- مناقب ابن شھر آشوب ـــــ رشید الدین محمد بن علی ـــــ ٥٨٨ھ

٥٧- بشارة المصطفیٰ ـــــ محمد بن محمد بن علی الطبری ـــــ قرن ششم

٥٨- العمدہ ـــــ ابن البطریق ـــــ یحیی بن الحسن ـــــ ٦٠٠ھ

٥٩- النھایة ـــــ ابن الاثیر المبارک بن محمد اجزری ـــــ ٦٠٦ھ

٦٠- تذکرة الخواص ـــــ سبط ابن الجوزی ـــــ یوسف بن فرغلی ـــــ ٦٥٤

٦١- البیان فی اخبار صاحب الزمان ـــــ محمد بن یوسف الگنجی الشافعی ـــــ ٦٥٨ھ ق

٦٢- الفضائل ـــــ شاذان بن جبرئیل القمی ـــــ ٦٦٠ھ

٦٣- الملاحم والفتن ـــــ علی بن موسیٰ بن طاؤس ـــــ ٦٦٤ھ

٦٤- عقد الدرر فی اخبار المھدی المنتظر ـــــ یوسف بن یحییٰ السلمی ـــــ چوتھی صدی ہجری

٦٥- کشف الغمة فی معرفة الائمہ ـــــ علی بن عیسیٰ الاربلی ـــــ ٦٩٢ھ

٦٦- فرائد السمطین ـــــ ابراہیم بن محمد الحموئی ـــــ ٧٣٢ھ

٦٧- ارشاد القلوب ـــــ الحسن بن محمد الدیلمی ـــــ ٧٧١ھ

٦٨- الفتن والملاحم ـــــ الحافظ بن کثیر ـــــ ٧٧٤ھ

٦٩- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ـــــ نورالدین الھیثمی ـــــ ٨٠٧ھ

٧٠- مشارق انوار الیقین ـــــ الحافظ رجب البرسی ـــــ ٨١٣ھ

٧١- مودة القربیٰ ـــــ السید علی الھمدانی ـــــ ٨٧٦ھ

٧٢- العرف الوردی فی اخبار المھدی ـــــ جلال الدین سیوطی ـــــ ٩١١ھ

٧٣- الائمة الاثنا عشر ـــــ محمد بن علی بن طولون ـــــ ٩٥٣ھ

٧٤- الصواعق المحرقة ـــــ احمد بن حجر الھیثمی ـــــ ٩٧٤ھ

٧٥- القول المختصر فی المھدی المنتظر ـــــ احمد بن حجر ـــــ ٩٧٤ھ

٧٦- البرھان فی اخبار صاحب الزمان ـــــ علاء الدین المتقی الھندی ـــــ ٩٧٥ھ

٧٧- کنز العمال ـــــ علاء الدین المتقی الھندی ـــــ ٩٧٥ھ

٧٨- توضیح المقاصد ـــــ الشیخ بھاؤ الدین العاملی ـــــ ١٠٣١ھ

٧٩- روضة المتقین ـــــ المجلسی الاول محمد تقی ـــــ ١٠٧٠ھ

٨٠- الاشاعة فی اشراط الساعة ـــــ الشریف البرزنجی ـــــ ١١٠٣ھ

٨١- اثبات الھداة ـــــ محمد بن الحسن الحر العاملی ـــــ ١١٠٤ھ

٨٢- الایقاظ من الھجعة ـــــ محمد بن الحسن الحر العاملی ـــــ ١١٠٤ھ

٨٣- البرھان فی تفسیر القرآن ـــــ السید ہاشم البحرانی ـــــ ١١٠٩ھ

٨٤- بحار الانوار ـــــ المجلسی الثانی محمد تقی ـــــ ١١١١ھ

٨٥- تفسیر نور الثقلین ـــــ ابن جمعة العروسی ـــــ ١١١٢ھ

٨٦- لوائح الانوار الالھیة ـــــ شمس الدین السفارینی ـــــ ١١٨٨ھ

٨٧- اسعاف الراغبین ـــــ محمد الصبان الشافعی ـــــ ١٢٠٦ھ

۸۸- نورالابصار ــــــ السید مومن الشبلنجی ــــ ۱۲۹۰ھ کے بعد کی تالیف ہے۔

۸۹- ینابیع المودۃ ــــــ سلیمان الکحی القندوزی ــــــ ۱۲۹۳ھ

۹۰- الاذاعۃ لما کان ویکون من اشراط الساعۃ ـ محمد صدیق حسن القنوجی ـ ۱۳۰۷ھ

❁ ❁ ❁

امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت کے دَور میں ہماری ذمہ داریاں

کتاب عصر ظہور کا مطالعہ کرنے کے بعد ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال ابھرنا ایک یقینی امر ہے کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ اگر چہ اس سوال کا جواب کتاب میں مذکور بحثوں میں اجمالی طور پر آچکا ہے لیکن اس مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا انتہائی مفید تھا۔ اس حوالہ سے ہم نے حضرت آیت ا- حاجی میرزا محمد تقی مولوی اصفہانی کے کتابچہ سے استفادہ کیا ہے اور قارئین کے لیے یہ سہولت فراہم کردی ہے کہ وہ عصر ظہور کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد اس سوال کا جواب بھی حاصل کرلیں کہ ہماری ذمہ داریاں کیا ہیں۔ ہم اس جگہ بحث کو زیادہ تفصیلی بیان نہیں کریں گے بلکہ ذمہ داریوں کی فہرست اور ہر ذمہ داری کے بارے میں ایک آدھ حدیث بیان کریں گے۔

۱- حضرت امام مہدی علیہ السلام کی مظلومیت اور اپنی رعیت سے دُور ہونے پر غمگین اور افسردہ خاطر رہنا۔

اکمال الدین واتمام النعمہ شیخ صدوق ج ۲، ص ۷۷ ۳ میں حدیث ہے۔ جو شخص ہمارے لیے غمناک ہو اور ہماری مظلومیت پر ٹھنڈے سانس لے افسردہ خاطر ہو اس کے سانس لینے کا ثواب تسبیح کا ثواب رکھتا ہے۔

۲- حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور اور آپ کی فرج و فتح کی انتظار کرنا بلکہ یہ افضل

اعمال سے ہے۔ امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''ہمارا قائم مہدی ہے ان کے غائب ہونے کے دوران ان کا انتظار کرنا واجب ہے اور وہ میری اولاد کے تیسرے ہیں''۔ بحوالہ تحف العقول، صفحہ ۲۰۱ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام فرماتے ہیں ''تمام عبادتوں سے افضل انتظار فرج امام مہدیؑ کی آمد کا منتظر رہنا ہے''۔ (بحارالانوار ج ۵۲، ص ۱۲۵)

۳- حضرت مہدی علیہ السلام کے رعیت سے دور رہنے اور آپ کی مظلومیت کو یاد کرکے گریہ کرنا، امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں ''خدا کی قسم آپ کا امام ایک زمانہ میں آپ سے غائب ہوگا اور آزمائش ہوگی۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ وہ یا تو مرگیا یا پھر وہ کس وادی میں چلا گیا ہے؟ بہ تحقیق مومنین کی آنکھیں اس پر گریاں ہوں گی''۔ (بحوالہ اکمال الدین، ج ۲، ص ۳۴۷)

۴- امام مہدی علیہ السلام کے معاملہ میں تسلیم ہو ان کے بارے میں جلدی نہ کرے یعنی یہ نہ کہتا ہو کہ ان کا ظہور کیوں نہیں ہو رہا۔ اب تو ظہور ہو جانا چاہیے تھا یہ تو زیادتی ہے ظلم ہے بلکہ خداوند کی حکمت اور مصلحت کے تحت وہ غائب ہیں۔ اس پر رضایت اور سر تسلیم خم کرنا چاہیے، اعتراض کے طور پر زبان شکوہ نہ کھولے۔

امام محمد تقی علیہ السلام فرماتے ہیں میرے بعد امام میرا بیٹا علی (علیہ السلام) ہے اس کا حکم میرا حکم ہے۔ اس کی بات میری بات ہے۔ اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ اس کے بعد امام اس کا بیٹا حسن ہے۔ اس کا حکم اس کے والد کا حکم ہے اس کی بات اس کے والد کی بات ہے۔ اس کی اطاعت اس کے والد کی اطاعت ہے۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔ راوی کہتا ہے میں نے کہا یابن رسولؐ حسنؑ کے بعد امام کون ہے؟ حضرت نے بہت زیادہ گریہ فرمانے کے بعد کہا۔ امام حسن عسکری علیہ السلام کے بعد امام ان کے بیٹے قائم منتظر ہیں۔ راوی نے عرض کیا کہ یابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان کو قائم کیوں کہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اس لیے ان کو قائم کہتے ہیں کہ جب اس کا ذکر ختم ہو جائے گا۔ آپ کی امامت کے بہت سے قائل اپنے عقیدہ سے پھر جائیں گے تو اس وقت آپ قائم ہوں گے" قیام کریں گے" دوبارہ آپ کا نام زندہ ہوگا۔ خاموشی کے بعد قیام کی وجہ سے قائم کہا گیا"۔

راوی نے سوال کیا آپ کو منتظر کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس کی وجہ ہے کہ آپ نے غائب ہونا ہے۔ آپ کے غائب ہونے کا زمانہ طولانی ہوگا۔ آپ کے جو مخلصین ہوں گے۔ وہ آپ کا انتظار کریں گے۔ شک کرنے والے آپ کا انکار کریں گے۔ منکرین جو ہیں وہ آپ کے ذکر کا مذاق اڑائیں گے جو آپ کے ظہور کا وقت معین کریں گے وہ جھوٹے ہوں گے اور جو جلدی کریں گے وہ ہلاک ہوں گے جو آپ کے امر و معاملے میں تسلیم ہوں گے، وہ نجات پائیں گے"۔ (اکمال الدین' ج ۲' ص ۳۷۸)

۵- مال کے ذریعہ حضرت علیہ السلام کے ساتھ اپنے تعلق کا اظہار کریں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام کے لیے مال خرچ کرنے سے زیادہ محبوب چیز اور کوئی نہیں ہے۔ تحقیق جو مومن اپنے مال سے ایک درہم امام علیہ السلام کی خاطر خرچ کرے خداوند بہشت میں احد پہاڑ کے برابر اسے اس کا بدلہ دے گا" (اصول الکافی' ج ۱' ص ۵۳۷)۔ مقصد یہ ہے کہ امام کی نیابت میں آپ کے دوستوں اور چاہنے والوں پر اور آپ کے مشن کی تقویت کے لیے مال خرچ کرے۔

۶- حضرتؑ کی سلامتی کی نیت سے صدقہ دینا جیسا کہ نجم الثاقب' ص ۴۴۲ میں روایت ہے۔

۷- اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا کہ آنحضرتؑ کی معرفت نصیب کرے اس کے لیے درج ذیل دعا کافی اکمال الدین وغیرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔

اللھم عرفنی نفسک فانک ان لم تعرفنی نفسک لم اعرف نبیک اللھم عرفنی رسولک انک ان لم تعرفنی رسولک لم اعرف حجتک اللھم عرفنی حجتک فانک ان لم تعرفنی حجتک اللھم عرفنی حجتک ضللت عن دینی -

(ترجمہ) خداوندا! مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا فرما کیونکہ اگر تو مجھے اپنی ذات کی معرفت عطا نہ کرے تو میں تیرے نبیؐ کی معرفت حاصل نہیں کر سکتا۔ خداوندا! مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا فرما دے کیونکہ اگر تو مجھے اپنے رسولؐ کی معرفت عطا نہ کرے تو میں تیری حجت (حجت زمانہ) کو نہیں پہچان سکتا۔ خداوندا! مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا فرما دے کیونکہ اگر میں تیری حجت کی معرفت حاصل نہ کروں تو اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا بھٹک جاؤں گا۔ (بحوالہ اکمال الدین' ج ۲' ص ۳۴۲)

۸- حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صفات کو جاننا ہر حالت میں حضرت علیہ السلام کی نصرت اور مدد کرنے پر آمادہ رہنا آپ کے فراق پر گریہ کناں ہوں-

(بحوالہ نجم الثاقب' ص ۴۴۴)

۹- درج ذیل دعا کا ورد رکھنا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ کلمات روایت ہوئے ہیں:

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک کما الدین - (ج ۲' ص ۳۵۳)

(ترجمہ) "اے اللہ' اے رحمٰن' اے رحیم' اے دلوں کو پھیرنے

والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ"۔

۱۰- اگر استطاعت رکھتا ہو تو عید قربان کے موقع پر امام زمانہ علیہ السلام کی نیابت میں قربانی کرے۔ (بحوالہ نجم الثاقب)

۱۱- حضرتؑ کا جو اصلی نام ہے وہ رسولؐ اللہ والا نام ہے احترام کے لیے حضرتؑ کا نام نہ پکارے بلکہ آپ کے جو القاب ہیں ان میں سے کسی لقب کے ذریعے آپ کو پکارے۔ قائمؑ' منتظر' حجت' مہدی' امام غائب' بعض روایات میں تو حضرت کے نام کو عام طور پر ذکر کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ (بحوالہ اکمال الدین' ج ۲' ص ۳۵۲)

۱۲- جب حضرتؑ کا نام لیا جائے تو آپ کے احترام کے لیے کھڑا ہو جانا چاہیے خاص کر جب آپ کے القاب میں سے "قائمؑ" کا لقب پکارا جائے تو استقبال کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ یہ سنت آئمہ علیہم السلام ہے۔ (نجم الثاقب' ص ۴۴۴)

۱۳- حضرتؑ کی ہمراہی میں دشمنان خدا سے مقابلہ کرنے کے لیے اسلحہ وغیرہ آمادہ کرنا بحارالانوار میں غیبت نعمانی سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بیان کی گئی ہے۔ ضروری ہے کہ آپ میں سے ہر ایک حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے لیے جنگی آلات مہیا کر کے رکھے۔ اگر چہ ایک تیر ہی کیوں نہ ہو۔ امید ہے کہ جس کی یہ نیت ہو اللہ تعالیٰ اسے حضرت قائم علیہ السلام کے اصحاب میں سے قرار دے گا۔ (بحارالانوار' ج ۹۴' ص ۲۹)

اسلحہ لینے کا مطلب یہ ہوا کہ جنگی مہموں کی تربیت بھی اس نیت سے حاصل کرے کہ حضرت قائم علیہ السلام کے دشمنوں سے مقابلہ کرے اور اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے اسلام دشمن طاقتوں کی نابودی کا سامان مہیا کرے۔

۱۴- مشکلات میں حضرت علیہ السلام کو وسیلہ قرار دے کر آپ کی خدمت میں اپنی حاجات پر مشتمل عریضہ ارسال کرے (بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۸۹)۔ عریضہ یا تو

آئمہ اطہار علیہم السلام اور حضرت پیغمبرؐ کی ضریحوں میں ڈالا جائے یا دریا' سمندر' کنوؤں میں ڈالا جائے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو اس عریضہ کے پہنچانے کا وسیلہ بنایا جائے۔ بہرحال یہ عمل یا اسی طرح کے باقی اعمال جو ہیں یہ سب اُمت مسلمہ کے ذہن میں یہ بات بٹھانے کے لیے ہیں کہ حضرت مہدیؑ موجود ہیں۔ وہ اصل ہمارے رہبر ہیں ان کے ذریعہ تمام مشکلات اور مسلمانوں کے مسائل حل ہوں گے۔ ان کی نصرت کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ (بحارالانوار' ج ۹۴' ص ۲۹)

۱۵- خدا سے سوال کرتے وقت خداوند کو امام زمانہ علیہ السلام کے حق کی قسم دی جائے اور حضرت علیہ السلام کو اپنا شفیع اور سفارشی بنائے۔ (بحوالہ اکمال الدین)

۱۶- دین پر مستحکم رہے مضبوطی سے دین کو تھامے رکھے۔ کافروں کے پروپیگنڈے کا اثر نہ لے۔ باطل کی رنگینیوں پر نہ جائے کیونکہ جب تک سفیانی کا خروج نہ ہوگا اور آسمانی آواز نہیں آئے گی اس وقت تک حضرت علیہ السلام کا ظہور نہ ہوگا۔ صبر و تحمل سے کام لے اور اپنے آپ کو حضرت کی نصرت کے لیے آمادہ کرے۔

(بحارالانوار' ج ۵۲' ص ۱۸۹)

۱۷- دنیاداروں کے ساتھ زیادہ میل جول اور آمد و رفت نہ رکھے۔ امام باقر علیہ السلام سے روایت ہے لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب ان کا امام ان سے غائب ہوگا۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ہمارے امر پر اس زمانہ میں ثابت قدم رہیں گے کم ترین ثواب اور بدلہ جو اللہ ان کو دے گا وہ یہ ہوگا کہ خداوند کی طرف سے ان کو آواز آئے گی اے میرے بندو اور اے میری کنیزو! تم میرے سر و راز پر ایمان لے آئے ہو اور میری غائب حجت کی تم نے تصدیق کی ہے۔ تم کو اچھے بدلہ اور ثواب کی بشارت ہو۔ میں تمہارے اچھے اعمال کو قبول کروں گا اور تمہارے برے اعمال سے عفو و درگزر کروں گا۔ تمہارے گناہوں کو بخش دوں گا اور تمہاری

برکتوں سے اپنے بندوں پر بارش برساؤں گا اور ان کی مصیبتوں کو ٹالوں گا اگر تم لوگ نہ ہوتے تو میں ان پر اپنا عذاب بھیجتا۔

راوی نے سوال کیا کہ اس زمانہ میں کون سا عمل تمام اعمال سے بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو اور گھروں میں رہو۔ (اکمال الدین' ج ۱ ص ۳۳۵)۔ مقصد یہ ہے کہ ضرورت اور اسلام کے مفاد کے لیے تو دوسرے افراد سے رابطہ اور تعلق رکھو اس کے علاوہ تمہارا دنیا والوں سے میل جول نہیں ہونا چاہیے۔ اسی میں بہتری اور خیر ہے۔

۱۸- حضرت مہدی علیہ السلام پر درود و سلام زیادہ بھیجا جائے ہر نماز کے بعد آپ پر سلام پڑھا جائے اس کے لیے مفاتیح الجنان اور دوسری دعاؤں کی کتابوں کی طرف آپ رجوع کر کے کسی زیارت نامہ کا انتخاب کر سکتے ہیں۔

۱۹- حضرت مہدی علیہ السلام کے فضائل و کمالات کو بہت بیان کیا جائے کیونکہ آپ اس دور میں ولی نعمت ہیں اور خداوند کی تمام ظاہری اور باطنی نعمتوں میں آپ ہی واسطہ ہیں یعنی آپ فیض رسائی کا وسیلہ ہیں۔ (بحوالہ مکارم الاخلاق' طبری' ص ۴۲۲)

۲۰- حضرت مہدی علیہ السلام کے جمال مبارک کی زیارت کا اشتیاق رکھنا اور اس شوق کا اظہار کرنا۔ امیرالمومنین علیہ السلام اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرما کر سرد آہ بھرتے اور امام دوازدہم سے ملاقات کرنے کے شوق کا اظہار فرماتے تھے۔
(اکمال الدین' ج ۱ ص ۲۹۱)

۲۱- لوگوں کو حضرت مہدی علیہ السلام کی معرفت حاصل کرنے پر آمادہ کرنا کافی ہے۔ سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے امام صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے رشتہ دار ہیں ہیں خاندان والے ہیں اور میری بات کو سنتے ہیں کیا میں اس کو اس امر کی دعوت دوں؟ تو آپ نے فرمایا: جی ہاں! خداوند تعالیٰ

نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں ''خاندان'' کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ (سورہ تحریم' آیت ۶)

۲۲- دشمنوں کی طرف جو مصائب آئیں ان کو برداشت کیا جائے۔ مصائب اور مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں ''جو مومن بارھویں امام کی غیبت کے زمانہ میں دشمنوں کی اذیت اور ان کے حقائق کو جھٹلانے پر صبر کرے' برداشت سے کام لے۔ گھبرائے نہ وہ ایسے ہے جس طرح اس نے حضرت رسولؐ کی ہمراہی میں جہاد کیا ہو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رقاب میں جہاد کرنے کا ثواب اسے ملے گا''۔ (اکمال الدین' ج ۱ ص ۳۱۷)

۲۳- مومنین اپنے نیک اعمال کو امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کریں جیسی قرآن پاک کی تلاوت نوافل نبی اکرمؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی زیارت' حج' عمرہ' مجلس عزا' ماتم عزاداری وغیرہ۔

۲۴- حضرت مہدی علیہ السلام کی زیارت پڑھنا۔ یہ امام زمانہ سے مخصوص نہیں۔ سب آئمہ اطہار علیہم السلام بالخصوص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا بہت ثواب ہے۔ اسی طرح نبی اکرمؐ کی زیارت کا بھی بہت ثواب ہے۔

۲۵- حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے آپ کے ظہور میں تعجیل کے لیے آپ کی سلامتی کے لیے آپ کے مصائب دور ہونے کے لیے دعائیں مانگنا روایات میں ہے کہ ''آپ لوگ حضرت مہدیؑ کے ظہور کی تعجیل کے لیے بہت دعا کریں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی فتح و کشادگی فتح و نصرت اسی میں ہوگی''۔ (بحوالہ الاحتجاج' ج ۲' ص ۲۸۴)۔ امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے'' یہ دعا کرنا جو ہے ''یعنی امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تعجیل کے لیے دعا مانگنا'' ایمان پر ثابت قدم رہنے کا سبب

ہے"۔ (بحوالہ اکمال الدین' ج ۲' ص ۳۸۴)

مفاتیح الجنان میں امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی تعجیل آپ کی سلامتی اور آپ کے ساتھ روزانہ تجدید بیعت کرنے کے لیے متعدد دعائیں موجود ہیں۔ آپ کچھ دعاؤں کا انتخاب کر کے ان کا ورد رکھا کریں۔ خاص کر دعائے **اللهم کن لولیک الحجة بن الحسن صلواتک علیه وعلی آبائه فی هذه الساعة وفی کل ساعة ولیا وحافظا وقائدا ودلیلا وناصرا وعینا حتی تسکنه ارضک طوعا وتمتعه وفیها طویلا اللهم صل علی محمد وآل محمد وعجل فرجهم۔**

اور صبح کے وقت تجدید کی دعا: **اللهم بلغ مولای صاحب الزمان صلوات علیه عن جمیع المؤمنین والمؤمنات** ---حضرت کے ظہور کی خاطر دعا مانگنے کے بہت زیادہ فائدے ہیں ان میں چند ایک یہ ہیں:

۱- عمر کی طولانی ہونے کا سبب ہے۔ (مکارم الاخلاق' ص ۲۸۴)

۲- دعا مانگنا ایک قسم کا امام زمانہ علیہ السلام کا جو ہم پر حق بنتا ہے اسے ادا کرنا ہے۔ (کافی' ج ۲' ص ۱۷۰)

۳- حضرت مہدی علیہ السلام کے لیے دعا کرنے والے کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔ (الخصال' ج ۱' ص ۱۹۶)

۴- دعا کرنے والے کی خدا مدد فرمائے گا۔

۵- دعا کرنے سے امام زمانہ خوش ہوتے ہیں اور امام علیہ السلام کے دل کو خوش کرنا بہت ثواب ہے۔

۶- جو شخص امام علیہ السلام کے لیے دعا مانگتا ہے تو امام علیہ السلام اس کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

۷- اس دعا کا ثواب اتنا ملے گا جس طرح کسی نے تمام مومنین ومومنات کے لیے دعا

مانگی اور خدا کے فرشتے اس شخص کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

۸- دعا کرنا امام مہدیؑ سے محبت اور دوستی کا اظہار ہے اور یہ اجر رسالت ہے۔

۹- غیبت کے زمانہ میں امام علیہ السلام کے لیے دعا کرنے سے مصائب دور ہوتے ہیں۔

۱۰- حضرت امام مہدی علیہ السلام ظہور کی تعجیل کے لیے دعا کرنا درحقیقت خدا کے لیے پیغمبر اکرمؐ کے لیے کتاب خدا کے لیے' دین خدا کے لیے اور مسلمانوں کے لیے خیر خواہی ہے کیونکہ اس دعا کا ثمر یہی بنتا ہے۔ حضرت کے ظہور کی دعا کا مطلب خدا کے نام کی سربلندی' پیغمبر اکرمؐ کے مشن کے غالب آنے' دین کے غلبہ' مسلمانوں کی شر کفار سے نجات اور کتاب خدا کے نفاذ کی خواہش ہے جس کے اندر یہ پانچ وصف پائے جائیں۔ رسولؐ فرماتے ہیں میں اس کی بہشت کا ضامن ہوں۔ (الخصال' ج ۱' ص ۱۳۱)

۱۱- حضرت مہدیؑ کے لیے دعاء کرنے والے کو مظلوم کی مدد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

۱۲- پیغمبر اکرمؐ اور علی علیہ السلام کی ہمراہی میں جہاد کرنے کا ثواب ہے۔

۱۳- حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کی دعا سے آپ ایک ایسے عمل میں شریک ہو جاتے ہیں کہ جس عمل کا ثواب تمام اعمال سے زیادہ ہے اور وہ ہے امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ چکانا۔

۱۴- دعا کے معنوی فوائد کے علاوہ بہت سارے ظاہری فائدے بھی ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دعا کرنے والا اپنے اندر آمادگی محسوس کرنے لگتا ہے کہ وہ ایک بہت بڑے انقلاب کے لیے تیاری بھی کرتا ہے۔ خداوند ہم سب کو توفیق دے کہ ہم حضرت مہدیؑ کی آمد اور آپ کے ظہور کے لیے سچے دل سے دعا کرنے والے ہوں اور آپؑ کے ظہور کے مقدمات مہیا کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں۔

فقط دعاء کے کلمات کو زبان پر ادا کرنے کی حد تک نہ رکھیں۔

۱۵- آئمہ اطہار علیہم السلام سے جو دعائیں منقول ہیں ان کے مفاہیم پر توجہ دینے میں حضرت مہدی علیہ السلام کی عالمی حکومت کا خاکہ' آپ کی پالیسیاں' آپ کے انصار اور معاونین کی ذمہ داریوں کا بھی ادراک ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس لیے روایات میں ہے کہ آئمہ اطہار علیہم السلام سے اس باب میں جو دعائیں منقول ہیں ان کو پڑھا جائے ویسے تو اپنی زبان میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں لیکن جو انداز دعا آئمہ اطہار علیہم السلام کا رہا ہے اس سے جو فوائد مقصود ہیں ان سے ہم بے بہرہ ہوں گے۔

۲۶- علماء اپنے علم کو ظاہر کریں جو جاہل اور ناواقف ہیں ان کو سکھائیں کہ وہ کس طرح اپنے مخالفین کو جواب دیں اگر وہ حیران و پریشان ہوں تو ان کی حیرانگی اور پریشانی کو دُور کریں۔ یہ مطلب بہت اہمیت رکھتا ہے علماء کی ذمہ داری ہے کہ حضرت امام مہدیؑ کے زمانہ میں لوگوں کو گمراہی سے بچائیں اور بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھائیں۔ دشمنان اسلام کے علمی حملوں کا جواب دیں۔ لوگوں کو امام زمانہ کی حکومت کے لیے تیار کریں۔ ظلم اور ظالموں کا صفایا کرنے کے لیے بکھرے ہوؤں کو منظم کر کے ان کو مقابلہ کے لیے تیار کریں۔ حدیث میں ہے ''جو شخص ہمارے شیعوں کے دلوں کو مضبوط کرے (یعنی ان سے شکوک وشبہات کو دُور کرے) وہ ایک ہزار عبادت گزاروں سے بہتر ہے''۔ اور حدیث ہے ''رسولؐ اللہ کا فرمان ہے جب میری اُمت میں بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اس پر خدا کی لعنت ہے''۔

(الکافی' ج ۱' ص ۳۳-۵۴)

اس حدیث کی روشنی میں اسلامی حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنا عالم دین

کی اہم ذمہ داری قرار پائی ہے اور اس کے لیے سیاسی عمل میں جانا ضروری ہے۔ اسلامی حکومت کا قیام ہی بدعتوں کے خاتمے کا سبب ہوگا۔ بعض علمائے کرام انفرادی بدعتوں کے خاتمے کے لیے تو اقدامات کرتے ہیں لیکن اسلامی معاشروں میں جو اجتماعی بدعتیں ہیں' سوسائٹی میں جو خرابیاں اور فسادات ہیں' جرائم ہیں ان کے خاتمہ کے لیے جدوجہد نہیں کرتے حالانکہ اجتماعی مفاسد اور بدعتوں کے خاتمہ کے لیے جدوجہد کرنا انفرادی مفاسد کے خاتمہ کی جدوجہد سے زیادہ اہم ہیں۔

کیونکہ اگر اجتماع درست ہوگا ایک سوسائٹی میں اجتماعی بدعتوں کے خاتمہ کے لیے اقدامات کیے جائیں گے تو ان کے ضمن میں انفرادی برائیوں کا خاتمہ بھی ساتھ ساتھ ہوتا جائے گا یعنی اس عمل سے دونوں مقاصد حاصل ہوتے ہیں جبکہ افراد کی شخصی برائیوں کے خلاف بات کرنے پر اکتفا کرنا معاشرہ کی اجتماعی بیماریوں کو دُور نہیں کرسکتا۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ مومنین اپنے انفرادی اعمال میں نیک اور پارسا ہوتے ہیں لیکن اجتماعی کاموں میں وہ دشمنان خدا کے آلہ کار بنتے ہیں اور اپنے اجتماعی فرائض انجام دہی پر بالکل توجہ ہی نہیں کرتے یہ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس حوالہ سے بھی کام کریں۔

۲۷- امام زمانہ علیہ السلام کے اپنی رعیت پر جو حقوق بنتے ہیں ان کی ادائیگی کے لیے زبردست کوشش کی جائے ہر شخص اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق ان حقوق کو ادا کرے۔ امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔ امام صادق علیہ السلام نے اس وقت فرمایا جب حضرت قائم علیہ السلام کی ولادت بھی نہ ہوئی تھی کہ ''اگر میں آپ کے زمانہ میں ہوتا تو جب تک زندہ رہتا امام کی خدمت کرتا''۔ (بحارالانوار' ج ۵۱' ص ۱۴۸)

دیکھیے امام صادق علیہ السلام اتنی عظمت وجلالت کے باوجود کس طرح حضرت قائم علیہ السلام کی خدمت کرنے کے متعلق اظہار فرما رہے ہیں۔ امام کی خدمت کرنے کا

مطلب آپ کے مشن کی خدمت کرنا' اگر ہم امام کے مشن کے لیے کام کر کے امام کے دل کو خوش نہیں کر سکتے تو آپ کے مشن کی مخالفت میں اقدامات کر کے امام علیہ السلام کے دل کو غمگین ومخزون تو نہ کریں۔

۲۸- امام مہدی علیہ السلام سے محبت کا اظہار کرے۔ حدیث معراجیہ میں ہے "رسول پاکؐ فرماتے ہیں "معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ خطاب ہوا کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو آپ کے اوصیاء کا دیدار کراؤں؟ میں نے کہا جی ہاں تو اللہ نے فرمایا اپنے سامنے دیکھو جب میں نے دیکھا تو میں نے اپنے بارہ اوصیاء کی درخشاں تصویروں کو دیکھا اور میں نے دیکھا کہ حضرت قائم علیہ السلام ان بارہ میں سے روشن ستارے کی مانند چمک رہے ہیں۔ پس میں نے عرض کیا خدایا! یہ کون ہیں؟ (ان کا اپنی زبان سے تعارف تو کروا دے) تو خطاب ہوا یہ برحق آئمہ ہیں اور یہ جوان کے درمیان سب سے زیادہ چمک رہا ہے یہ میرے حلال کو حلال اور میرے حرام کو حرام کرنے کا میرے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ اے محمدؐ! اس سے محبت کرو اور اسے دوست رکھو کیونکہ میں اسے پسند کرتا ہوں اور اسے چاہتا ہوں جو اسے دوست رکھے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ (غایۃ المرام ج ۱ ص ۴۲)

جبکہ تمام آئمہ سے محبت کرنا واجب ہے۔ خصوصیات کے ساتھ حضرت قائم علیہ السلام سے محبت کرنے کا حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے محبت کرنے کو خاص اہمیت حاصل ہے یعنی عمومی حکم کے علاوہ خصوصی حکم آپ سے محبت اور دوستی کرنے کا دیا گیا ہے۔

۲۹- امام مہدیؑ کے انصار اور مددگاروں اور آپ کے مشن کے لیے کام کرنے والوں کی کامیابی ان کی صحت وسلامتی کے لیے دعا مانگنا۔

۳۰- امام مہدی علیہ السلام کے دشمنوں آپ کے مشن و پروگرام کے مخالفین پر نفرین کرنا۔ (بحوالہ الاحتجاج' ج ۲' ص ۳۱۶)

۳۱- اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرنا کہ خداوندا ہمیں امام مہدی علیہ السلام کے انصار اور معاونین سے قرار دے اور اپنے اندر وہ صفات پیدا کرنا جو امام مہدی علیہ السلام کے انصار کی صفات ہیں۔

۳۲- جب امام مہدی علیہ السلام کے لیے مجالس ومحافل میں دعا مانگی جائے تو بلند آواز سے دعا مانگی جائے کیونکہ یہ عمل تعظیم شعائر اللہ سے ہے۔

۳۳- امام مہدیؑ کے انصار اور معاونین پر صلوات بھیجنا جیسا کہ صحیفہ سجادیہ کی دعائے عرفہ میں ہے اور بعض دوسری دعاؤں سے بھی یہ مطلب واضح ہے۔

۳۴- حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نیابت میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا یا کسی کو بھیجنا کہ وہ امام کی نیابت میں طواف کر آئے۔

۳۵- حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نیابت میں حج کرنا۔

۳۶- امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا' نیابت میں عمرہ بجا لانا' یا کسی کو نائب بنا کر بھیجنا۔

۳۷- ہر وقت یا جب بھی موقع ملے امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ تجدید بیعت کرے' عہد وقرارداد باندھے۔ بیعت کی نیت سے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر کہے اے امام زمانہؑ میں آپ کا مومن ہوں' آپ کا حامل ہوں' آپ کے پروگرام کا حامل ہوں۔ میری اس سے جنگ ہے جس سے آپ کی جنگ ہوگی' آپ کے انصار اور آپ کے مشن کی خاطر کام کرنے والوں کی میں حمایت کا اعلان کرتا ہوں۔ میری زندگی آپ کے مشن کے لیے وقف ہے۔ میرا یہ عہد قیامت تک کے لیے ہے"۔ بہرحال امام زمانہؑ سے بیعت اور عہد کرنے کے بارے میں بھی مخصوص دعائیں مفاتیح الجنان میں موجود ہیں وہاں سے دیکھ کر پڑھ سکتے ہیں۔ روزانہ صبح کی نماز کے بعد اگر یہ عہد نامہ پڑھا جائے تو بہتر ہے جیسا کہ روایات میں ہے۔

۳۸- امام زمانہؑ کی نیابت میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے علاوہ باقی آئمہ اطہار علیہم السلام کے مزاروں پر جا کر زیارت پڑھنا یا کسی کو نائب بنا کر بھیجنا۔

۳۹- مفضل کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے گفتگو کے دوران سوال کیا کہ جب آپ امام زمانہؑ کی غیبت کا تذکرہ فرما رہے تھے کہ ہم غیبت کے زمانہ میں کیا کریں؟ تو آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص اس دوران صاحب الامر ہونے کا دعویٰ کرے تو اس سے ایسی چیزوں کا سوال کرو جو سوائے امام الحجت خدا کے کوئی اور نہیں بتا سکتا یعنی وہ مطالب سوال کرو جن تک عام لوگوں کے علم کی رسائی نہیں ہے جیسے حیوانات سے بات کرنا' نباتات و جمادات سے بات کروانا وغیرہ۔

۴۰- اگر کوئی شخص غیبت کبریٰ کے زمانہ میں دعویٰ کرے کہ وہ امام زمانہ علیہ السلام کا خصوصی نائب ہے تو اسے جھٹلایا جائے۔

۴۱- امام زمانہ علیہ السلام کے ظہور کا وقت معین نہ کریں اگر کوئی شخص ایسا کرے تو اسے جھٹلایا جائے۔ جو کچھ روایات میں حتمی علامات کے حوالے سے ذکر ہے اسی کے بیان کرنے پر اکتفا کیا جائے۔

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے جو شخص آپ علیہ السلام کے لیے (ظہور) کا وقت معین کرے اس سے ڈرو مت اور اسے جھٹلا دو کیونکہ ہم نے کسی ایک کے لیے وقت معین نہیں کیا ہے۔ (بحوالہ الغیبۃ' شیخ طوسی' ص ۲۶۲)

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں ''جو لوگ (ظہور کا) وقت معین کرتے ہیں وہ جھوٹ بولتے ہیں''۔ (بحوالہ الغیبۃ' شیخ طوسی' ص ۲۶۲)

ظہور کے وقت کو معین نہ کرنے میں مصلحت اور فائدہ ہے جس کا علم امام علیہ السلام کے ظہور کے بعد ہوگا۔ یہ خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

۴۲- دشمنوں سے چوکنے رہو' اپنی حفاظت کا خیال کرو۔ دشمن کے چنگل میں آجاؤ تو

اسے اپنا راز بیان نہ کرو۔ مقصد یہ ہے کہ عالمی اسلامی انقلاب کے قیام کے لیے جب کام شروع کرو گے تو اپنے معاملات سے دشمن کو مخفی رکھو اور اپنے پروگراموں میں محتاط رہو۔

۴۳- گناہوں سے توبہ کرنا اسلامی احکام پر سختی سے کاربند رہنا کیونکہ امام علیہ السلام کی غیبت کا سبب یہ تھا کہ اُمت راہ حق سے پھر چکی تھی۔ اُمت کے اندر اسلامی احکام کو نافذ کرنے کے لیے آمادگی نہ تھی۔ لوگ خدا کے نافرمان تھے۔ اب جبکہ ہم امام زمانہ علیہ السلام کی انتظار میں ہیں تو ہمیں گناہوں کو ترک کرنا ہوگا۔ اسلامی احکام کا نفاذ سب سے پہلے اپنے اوپر کرنا ہوگا اور اسی طرح خود کو عالمی اسلامی حکومت کے لیے آمادہ کرنا ہوگا۔ جو لوگ خدا کے نافرمان ہیں اسلامی احکام پر عمل نہیں کرتے چاہے اسلام کے سیاسی اجتماعی احکام ہوں یا انفرادی یا غیر سیاسی احکام ہوں' سب پر عمل نہیں کرتے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم امام زمانہؑ کے منتظر ہیں' وہ جھوٹے ہیں اور اپنے اس جھوٹ سے امام زمانہ علیہ السلام کو تکلیف دیتے ہیں۔

۴۴- خداوند سے یہ دعا مانگی جائے کہ خدایا مجھے ایمان کی حالت میں حضرت قائم علیہ السلام کی ملاقات نصیب فرما کیونکہ جب حضرت ظہور فرمائیں گے خدا کا غضب بن کر آئیں گے۔ (بحوالہ روضہ کافی' ص ۳۳۳)

۴۵- امام مہدی علیہ السلام کے فضائل بیان کر کے مومن کو چاہیے کہ وہ دوسرے لوگوں کو حضرت کا حامی اور دوست بنائے۔

۴۶- امام زمانہؑ کے مشن کی ترویج کرنے کے لیے کچھ افراد اپنے کو وقف کریں۔ اسلام کی مکمل معلومات حاصل کریں یعنی عالم دین بنیں تاکہ لوگوں کو شیعان آل محمدؐ کو' شیعان امام زمانہ علیہ السلام کو گمراہی اور بے راہ روی سے بچا سکیں۔

۴۷- امام زمانہؑ کا جو مالی حق ہے یعنی خمس و زکوۃ اور خمس کا جو حصہ مال امام علیہ السلام

ہے اسے ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں اور کوشش کریں کہ امام زمانہ کے مشن کی ترویج کرنے پر اسے خرچ کریں خاص کر ان افراد پر جو علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ کل عالم دین بن کر معاشرہ کی اصلاح کا بیڑا انہوں نے اٹھانا ہے اور امام زمانہؑ کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کے لیے لوگوں کو تیار کرنا ہے۔

۴۸- غیبت کے طولانی ہونے پر مایوسی اپنے نزدیک نہ آنے دو۔

۴۹- امام زمانہؑ کو ہر وقت یاد رکھنے کے لیے بچوں' اپنی کمپنیوں' اداروں' جماعتوں' مساجد اور اجتماعات کی جگہوں کے ناموں میں امام مہدی علیہ السلام کے القاب میں سے کسی نہ کسی لقب کو لے آؤ۔

۵۰- مرابطہ کے عمل کو انجام دو' مرابطہ دو قسم کا ہوتا ہے:

ا- انسان اسلامی زمین کی حفاظت کے لیے اپنی ذمہ داری ادا کرے۔ کافروں کے حملہ سے اپنی سرزمین کی سرحدوں پر ڈیوٹی ادا کرے۔ اس کا بہت ثواب ہے۔ یہ عمل ہر دور میں ہو سکتا ہے اس کے لیے بھی عسکری تربیت حاصل کرنا لازم ہے۔ ہر دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر یہ عمل کیا جائے یہ عمل افراد پر بھی لازم ہے اور حکومتوں پر بھی لازم ہے۔ اسلام میں یہ عمل بہت بڑی عبادت ہے۔

۵۱- دشمن اسلام کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اسلحہ اور سواری کو ہر وقت تیار رکھے۔ یہ عمل جو ہے امام زمانہ کی غیبت کے دوران بالخصوص کرنے کو کہا گیا ہے۔ اس کے لیے نہ تو جگہ معین ہے اور نہ ہی وقت معین ہے بلکہ ہر وقت شخص مومن آمادہ باش کی حالت میں رہے۔

اس ضمن میں آتا ہے کہ انسان ورزش کے ذریعہ اپنے بدن کو متوازن رکھے۔ اپنی صحت کا خیال رکھے۔ جنگی فنون سے آگاہی حاصل کرے' دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جو امور درکار ہیں ان کو حاصل کرے جہاں پر دشمنان کے خلاف جنگ لڑنے کے

لیے خود کو آمادہ رکھے وہاں پر فکری اور نظریاتی میدانوں میں' ٹیکنیکل میدانوں میں بھی مخالفین اسلام کو شکست دینے کے لیے اپنے کو تیار کرے' اس کام کے لیے دینی جماعتیں' تنظیمیں' دینی مدارس اہم کردار ادا کر سکتے ہیں اور اگر کہیں پر اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو اس کے لیے ان امور کو انجام دینا بہت ہی آسان کام ہے جیسا کہ اس وقت سرزمین ایران پر ہو رہا ہے۔

اس گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم پاکستان میں رہتے ہیں۔ پاکستان اسلامی سرزمین ہے۔ اس کی حفاظت کرنا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ دشمن کے حملوں سے بچاؤ کے لیے ہمارے نوجوانوں کو شہری دفاع کی تربیت حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح کیونکہ ہم سب لوگ پوری دنیا میں اسلامی حکومت کے قیام کے خواہاں ہیں اور امام مہدیؑ کے منتظر ہیں۔ اس حوالے سے ایک عالمی اسلامی حکومت قائم کرنے کے جو تقاضے ہیں ان کو پورا کرنے کے لیے بھی ہم اپنے آپ کو ہر پہلو اور حوالے سے آمادہ و تیار کریں۔ یہ ہماری اسلامی ذمہ داری ہے۔

خداوند تبارک و تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمیں امام زمانہ علیہ السلام کے انصار اور معاونین سے بنائے' ہمیں صفات حمیدہ اور اخلاق حسنہ کے زیور سے آراستہ ہونے کی توفیق دے۔ دشمنان اسلام کی سازشوں کو سمجھنے اور ان کا توڑ کرنے کی توفیق دے۔ خدایا ہماری اس کوشش کو قبول فرما اور بتصدق محمد و آل محمدؐ اس کتاب کو منتظرین امام زمانہ علیہ السلام کے لیے مفید قرار دے۔

❀❀❀